میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا

ادارہ الفضل آن لائن لندن





میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا

ادارہ الفضل آن لائن لندن

رابطہ کرنے کے لیے

ویب سائٹ: www.alfazlonline.org

ای میل ایڈریس: info@alfazlonline.org

editor@alfazlonline.org

فون نمبر: +44 79 5161 4020

+44 73 7615 9966

آن لائن ایڈیشن



حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

ادارہ الفضل آن لائن لندن کو یوم مسیح موعودؑ کے موقع پر 21 مارچ تا 26 مارچ 2022ء الہام "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" پر مضامین شائع کرنے کی توفیق ملی جن کو کتاب کا حصہ بنا دیا گیا ہے۔ تین مضامین اور ایک عدد اداریہ ان تاریخوں کے بعد شامل اشاعت ہوئے انہیں بھی شامل کتاب کر دیا گیا ہے۔

دہلیز

الحمدللہ ثم الحمدللہ۔ ادارہ الفضل آن لائن کو مورخہ 21مارچ تا26مارچ2022ء شماروں میں دنیا کے کناروں پر بسنے والے 29 ممالک میں احمدیت کے نفوذ پانے، ترقی کرنے، مساجد کی تعمیر، قرآن و لٹریچر کی تقسیم اور مبلغین کی ان ممالک میں آمد ورفت کی روحانی و حقیقت پر مبنی داستانوں پر مشتمل مضامین کو کتابی شکل میں پیش کرنے کی سعادت مل رہی ہے اور یوں الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" کے 29 ممالک میں بڑی شان کے ساتھ پورا ہونے کے تحریری اور باتصویر نظارے اس 350 سے زائد صفحات پر مشتمل اس کتاب میں پڑھنے اور دیکھنے کو ملیں گے اور ایمان تازہ ہوں گے۔

دنیا کے کناروں کی جو تشریح مکرم عبدالسمیع خان نے صفحہ 11 اور مکرم محمود مجیب اصغر نے صفحہ 287 کتاب ہذا پر کی ہے۔ اس کے مطابق دنیا بھر میں دنیا کے کناروں کی تعداد جہاں آبادیاں آباد ہیں وہ یکصد سے زیادہ بنتی ہیں اور ان میں سے جہاں جہاں احمدیت کا پودا لگا، پنپا، بڑا ہوا اور تناور درخت بننے کو تیار ہے کی تاریخ اکھٹی کی جا رہی ہے۔ اور درج ذیل 29 ممالک کے علاوہ اگر دنیا کے ایسے کنارے ہیں جہاں احمدیت موجود ہے وہاں کے مبلغین، نمائندگان الفضل حتیٰ کہ مقامی باشندوں سے تاریخ جمع کر کے info@alfazlonline.org پر بھجوانے کی درخواست ہے اور اگر کوئی دوست ان 29 ممالک کی تاریخ جو اس کتاب میں درج ہے میں اضافہ کرنے کے متمنی ہیں۔ ان کو دعوت تحریر ہے کہ وہ ان ممالک میں قرآن و لٹریچر کی اشاعت، مساجد و مشن ہاؤسز کا قیام، مبلغین کی آمد نیز اخبارات ورسائل بالخصوص روزنامہ الفضل آن لائن کے اہم کردار کو اجاگر کریں۔ جو ان علاقوں میں "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" کی تکمیل کا باعث بن رہا ہے۔ ان میں لنگر خانوں کے قیام، جلسہ ہائے سالانہ کی تاریخ کو اکٹھا کیا جاسکتا ہے۔ 29 ممالک کے نام جن کی تاریخ کو اس کتاب میں جمع کر دیا گیا ہے یہ ہیں۔

(*) میانمار (*) مایوٹ آئی لینڈ (*) جزیرہ تاویئونی فجی (*) مائکرونیشیا (*) اسکنڈے نیوین ممالک
(*) ناروے (*) ماریشس (*) جزائر ساؤتومے و پرنسپ (*) کیریباس (*) مارشل آئی لینڈز
(*) اسکاٹ لینڈ (*) امریکہ (*) طوالو آئی لینڈ (*) کینیڈا (*) جمہوریہ آئرلینڈ (*) نیوزی لینڈ

(*) جاپان (*) ہنڈورس (*) آسٹریلیا (*) ساموا (*) مالٹا (*) مالی (*) مڈغاسکر (*) جنوبی کوریا (*) پرتگال (*) فن لینڈ

یہاں میں ارشاد نبوی ﷺ من لا یشکر الناس لا یشکر اللہ کے مطابق ان تمام قلمکاروں کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جنہوں نے الہام مسیح موعودؑ کے مطابق ان ممالک میں جماعت احمدیہ کی تاریخ اکٹھی کر کے پہلے الفضل آن لائن کو رونق بخشی جسے اب کتابی شکل میں یکجا کر دیا گیا ہے اور مکرم سید عمار احمد آف جرمنی بھی شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے اس اہم علمی روحانی مائدہ کو ہمارے لئے کتابی شکل دی۔ نیز میری ٹیم کے تمام ممبران اور پروف ٹیم کے تمام کارکنان و کارکنات کے لئے بھی جزاہم اللہ تعالیٰ کی دعا صدق دل سے جاری ہے۔ کان اللہ معہم و ایدہم و فجزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

یہ ادارہ الفضل کی آٹھویں کاوش ہے۔

حنیف محمود

ایڈیٹر روزنامہ الفضل آن لائن

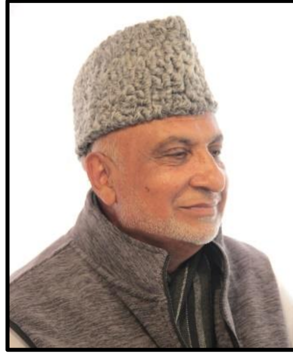
9-9-2022

انڈیکس

(اداریہ)

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا

الفضل آن لائن کے یوم مسیح موعود نمبر 2022ء کا شاہکار موضوع



حنیف محمود۔ ایڈیٹر روزنامہ الفضل آن لائن

ادارہ روزنامہ الفضل کا آغاز سے ہی یہ طرّہ امتیاز رہا ہے کہ ہر اہم جماعتی دن کی یاد میں وہ خصوصی نمبر شائع کرتا چلا آرہا ہے، جس میں اس دن کی مناسبت سے مضامین، نثر و نظم میں شاہکار متبرک تحریرات اور بہت کچھ، بس یہ ہی کہا جاسکتا ہے کہ علم و معرفت کی روحانی، اخلاقی نہر جاری ہوتی ہے، جو پیاسوں کی آبیاری کرتی اور ان کی پیاس بجھاتی ہے۔ جیسے یوم میلاد النبیؐ کے موقع پر خاتم النبیین ﷺ یا سیرت رسولؐ نمبر، 23مارچ کی مناسبت سے مسیح موعودؑ نمبر جس میں آپؑ کے پیغام و تعلیمات کی اشاعت و ترویج پر باتیں ہوتی ہیں، 20 فروری کو یوم مصلح موعودؓ نمبر، اس خصوصی شمارے میں ملت کے فدائی پر خدا کی رحمتوں کا ذکر ہوتا ہے اور 27 مئی کو خلافت احمدیہ نمبر، اس اہم نمبر میں خلافت کی برکات، اس دور میں اس نعمت کی اہمیت اور افادیت کے بارے میں بتایا جاتا ہے۔

یہی مبارک طریق 2019ء سے روزنامہ الفضل آن لائن لندن کے شماروں کی شان بڑھاتا آرہا ہے، کیونکہ خلافت خامسہ کے اس ترقی یافتہ دور میں روزنامہ الفضل، اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارشوں کے نتیجہ میں اپنی ترقی اور ترویج کی منازل طے کرتا ہوا ڈیجیٹل سسٹم میں داخل ہو کر آن لائن کی صورت میں جاری ہوا ہے۔ امسال ادارہ الفضل آن لائن کو 23 مارچ 2022ء کو سالار احمدیت حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس نصرہ اللہ تعالیٰ نصراً عزیزاً کی پیشگی اجازت و دُعا سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' کے عنوان پر تاریخی نمبر نکالنے کی توفیق مل رہی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

مذکورہ بالا نمبرز کے تفصیلی مواد پر مشتمل ضخیم شمارہ کو بعض اوقات مکمل مطالعہ کرنے میں دقت کی وجہ سے قارئین کی سہولت کی خاطر کچھ عرصہ سے خصوصی نمبرز کو پورا ہفتہ یعنی 6 دنوں پر مضامین کو پھیلا دیا جاتا ہے۔ جس سے قارئین کرام کو روزانہ خصوصی موضوع کا شمارہ پڑھنا سہل ہو جاتا ہے۔ اس طرح دلچسپی میں اضافہ اور الفضل کو پڑھنے کی تعداد بھی خاطر خواہ بڑھ جاتی ہے۔ اگر کسی اہم عنوان پر ایک ہی دن میں 50 صفحات کا خصوصی نمبر جاری کریں تو روزنامہ ہونے کی وجہ سے اگلے روز ہی روٹین کا پرچہ آرہا ہوتا ہے۔ گویا ابھی گزشتہ شمارہ پورا پڑھا نہیں اور اگلا سبق تیار ہو جاتا ہے۔ اس لئے ادارہ ہذا کے فیصلہ کے مطابق متعلقہ موضوع کے مواد کو 6 دنوں میں ہی پھیلا دیا جاتا ہے۔ زیر نظر موضوع کے موصولہ مواد کو مؤرخہ 21 مارچ تا 26 مارچ پر adjust کیا جا رہا ہے جو ''یوم مسیح موعود نمبر 2022ء'' کہلائے گا۔ ان شاء اللہ۔ انتظامی لحاظ سے ایسا کرنا قدرے مشکل تو ضرور ہے لیکن اپنے معزز قارئین کی آسانی، سہولت اور افادہ حاصل کرنے کی تعداد میں اضافہ کا سوچا جائے تو کوفت اور مشکل بھی بھاری نہیں لگتی۔

ہمارے ایک مستقل قاری اور روزنامہ الفضل ربوہ کے سابق ایڈیٹر مکرم عبد السمیع خان، حال استاد جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا نے اس سلسلہ میں اپنے ایک مضمون میں ''زمین کے کناروں'' کی تشریح کی ہے۔ ان کے اس ذوقی نکتے کو پورا کرتے ہوئے ہم اس خصوصی نمبر میں 29 مضامین شامل کر رہے ہیں جن میں 24 ممالک کا محل وقوع، حدود اربعہ اور ان میں جماعت احمدیہ کا نفوذ اور برق رفتار ترقیات، 70 سے زائد صفحات پر مشتمل، تاریخ کے آئینہ میں پیش کی جا رہی ہیں۔ اس تعریف (جو ذیل میں دی جا رہی ہے) کے مطابق 80 سے زائد ممالک، جزائر اور علاقوں کی فہرست تیار ہوئی ہے۔ ان 24 کے علاوہ دیگر پر کام جاری ہے جس کو آئندہ کسی وقت قسط نمبر 2 کے لبادہ میں ہدیہ قارئین کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ۔ اس کی کامیاب تکمیل کے لئے قارئین کرام سے دُعا کی درخواست ہے۔

اس وقت ہم مضمون نگاروں کے مضامین میں سے کچھ خلاصہ ہی یہاں شامل کریں گے۔ تا کہ قارئین کا مزا برقرار رہے، اور اس خصوصی نمبر کے انتظار میں ان کو لطف محسوس ہو۔



دنیا کے کناروں کی تشریح

”زمین کے کناروں“ کی تعریف کرتے ہوئے مکرم عبد السمیع خان تحریر کرتے ہیں۔

1. زمین تو عرف عام میں گول ہے، اور گول چیز کا کوئی کنارہ نہیں ہوتا۔ اس لئے اس الہام میں دنیا کے کناروں سے مراد زمین پر موجود ہر جگہ ہو سکتی ہے یعنی زمین کے چپے چپے پر تیری تبلیغ پہنچے گی۔
2. وہ معروف مقامات جنہیں دنیا کا کنارہ کہا جاتا ہے جہاں آبادیاں ختم ہو جاتی ہیں اور سمندروں کا علاقہ شروع ہو جاتا ہے۔
3. ناروے کے شہر شون کے شمال میں ایک مقام End of the world کہلاتا ہے۔
4. قطب شمالی کے قریب واقع ملک فن لینڈ کو دنیا کا آخری سرا کہا جاتا ہے۔ اسی طرح امریکہ، روس، اور کینیڈا کے شمالی علاقوں کو بھی آخری کنارہ کہا جاتا ہے۔ نیز قطب جنوبی اور برا عظم انٹارکٹکا کو بھی دنیا کا آخری کنارہ سمجھا جاتا ہے۔ وہاں صرف چند سائنس دان رہتے ہیں جو سائنسی تحقیقات کرتے ہیں۔
5. فجی جہاں سے ڈیٹ لائن گزرتی ہے اور دنیا کو دو حصوں میں تقسیم کرتی ہے، اسے بھی کنارہ کہا جاتا ہے۔

6. کہتے ہیں کہ دنیا میں سب سے پہلے سورج جاپان میں طلوع ہوتا ہے۔
7. بحر الکاہل میں موجود ریاست ساموا نے دسمبر 2021ء میں اپنے معیاری وقت کو تبدیل کر دیا ہے اور اس طرح اس ریاست میں دنیا سب سے پہلے سورج طلوع ہوتا دیکھتی ہے۔
8. اگر آپ نقشے پر شمال سے جنوب اور مشرق سے مغرب تک نظر دوڑائیں تو جتنے ممالک اور خطے ساحل سمندر پر موجود ہیں وہ سب زمین کے کنارے کہلا سکتے ہیں۔ ان کی بھاری اکثریت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچ چکا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ چند جزائر ایسے ہوں جو ابھی اس نور سے منور نہیں ہوئے، کوئی بعید نہیں کہ چند سالوں میں وہاں بھی حضرت اقدس علیہ السلام کا پیغام پہنچ جائے۔

* حضرت مسیح موعودؑ کو جب اوائل 1898ء میں اس عظیم پیشگوئی پر مشتمل الہام ہوا تو ایڈیٹر الحکم حضرت مولانا شیخ یعقوب علی عرفانیؓ نے اپنے اخبار یعنی الحکم قادیان جلد 2 شمارہ نمبر 5-6 موخہ 27 مارچ و 2۔ اپریل 1898ء صفحہ 13 میں تحریر فرمایا کہ:
”میں دیکھتا ہوں کہ اس مقدس الہام کے پورا ہونے کی بہت سی صورتیں نکلتی آتی ہیں۔“

ان کا یہ تحریری نوٹ تذکرہ، ایڈیشن 2004ء کے صفحہ 260 میں شامل ہے۔

یہ صورتیں جن کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچا۔ ان میں صحابہ کرامؓ، مبلغین کرام، لٹریچر، قرآن کریم کی اشاعت، مساجد کے قیام، مرکزی نمائندوں کے دورہ جات کے علاوہ مواصلاتی ذرائع بشمول ریڈیوز، ٹی وی اسٹیشنز بالخصوص ایم ٹی اے کی نشریات ہیں جن نشریات میں خلفائے کرام کے خطبات و خطابات بھی شامل ہیں۔ جنہوں نے زمین کے کناروں تک اسلام واحمدیت کا پیغام پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا ہے، تاریخ احمدیت ہمیں بتلاتی ہے کہ آج سے 100 سال قبل دنیا کے مختلف کناروں جیسے برطانیہ، سیرالیون اور امریکہ تک احمدیت کا پیغام قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ، لٹریچر اور چند کتب کے ذریعہ پہنچا تھا۔

جہاں تک ذرائع رسل ورسائل اور جرائد و اخبارات کا تعلق ہے۔ ان میں آج کے اس میڈیا کے تیز ترین دَور میں روزنامہ الفضل آن لائن نے بہت اہم کردار ادا کیا ہے اور ابھی بھی بڑی شان سے کر رہا ہے۔ دنیا بھر میں پھیلے الفضل آن لائن کے 160 سے زائد فعال نمائندگان جب رپورٹس دیتے ہیں بالخصوص دنیا کے ان مخصوص کناروں پر خدمات بجالانے والے نمائندگان جو عالمی سطح پر بھی زمین کے کنارے مانے جاتے ہیں اور ان میں سے

Dateline بھی گزرتی ہے وہ روزنامہ الفضل کے حوالہ سے جب رپورٹس بھجواتے ہیں تو دل خدا کی حمد کے ترانے گاتا اور عش عش کر اٹھتا ہے اور اس لمحے آستانہ الوہیت پر سجدہ ریز ہونے کو دل کرتا ہے کہ 9 ہزار کی تعداد میں چھپنے والے اخبار کو پاکستان میں چند نام نہاد ملاؤں نے حکومتی سرپرستی اور آشیر باد سے بند کرنے کوشش کی۔ آج وہ اس تعداد کے مقابل پر پچیس سے تیس گنا زائد تعداد میں دنیا کے کونوں فجی، طوالو، کیری بتی، سموا، مارشل آئی لینڈ، مالوٹ، ناروے، ماریشس، پُرتگال، نیوزی لینڈ، ساوتموے، گوادالوپ، امریکہ، کینیڈا، بعض لاطینی امریکہ کی جنوبی ریاستیں، بعض رشین ریاستیں، فن لینڈ، مڈغاسکر، مالٹا اور Microneshia آئی لینڈ وغیرہ میں جب الفضل روزانہ لانچ کرتا ہے تو ہمارے مبلغین کرام بعض جزائر میں فجر کی نماز کے بعد اسپیکرز میں الفضل کا پہلا صفحہ (جس میں قرآن کریم، حدیث، ارشاد مسیح موعودؑ اور فرمان خلیفہ وقت ایک ہی موضوع پر ہوتے ہیں) کالوکل زبانوں میں ترجمہ کر کے سناتے ہیں تو دنیا کے کونوں کونوں میں الفضل آن لائن، اسلام واحمدیت کے پیغام پہنچانے کا ذریعہ بن رہا ہوتا ہے۔ الحمد لله رب العالمين۔ جس کی وجہ سے فضا الفضل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے فضل کو شرح وبسط کے ساتھ پھیلانے سے معطر ہو رہی ہوتی ہے۔ اور بعض مبلغین جب الفضل آن لائن یا اس کے بعض حصوں کا ترجمہ کر کے اپنی ویب سائٹس کو مزین کرتے ہیں، اپنے وٹس ایپ کے اسٹیٹس پر لگاتے ہیں اور بعض انسٹا گرام، فیس بک اور ٹوئٹرز کے ذریعہ اپنے علاقوں میں الفضل کا پرچار اور ترویج کر رہے ہوتے ہیں تو دراصل یہ اعلانِ عام اللہ کے نام کا ہے، یہ تبلیغ سیدنا خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ سلم کی تعلیمات کی ہے، یہ اشاعت اللہ کی کتاب قرآن کریم میں بیان احکام الٰہی کی ہے اور یہ پرچار آج اسلام کی حقیقی نمائندہ جماعت احمدیہ کی تعلیمات کا ہے جو درحقیقت اسلام ہی کی حقیقی تعلیمات ہیں۔

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی سرکردگی، ولولہ انگیز قیادت اور رہنمائی میں آپ کی دُعاؤں کے ساتھ الفضل آن لائن کو جو اعلیٰ مقام و رتبہ عطا فرمایا ہے یہ محض اور محض اللہ تبارک و تعالیٰ کا فضل ہے جس پر ہمیں اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو کر حمد اور شکرانے کے گیت بلند کرنے چاہئیں۔ اور اللہ اکبر، سبحان اللہ اور الحمدللہ کی صدائیں بلند کرنی چاہئیں۔

ان نام نہاد مولویوں نے نو ہزار کی تعداد میں طبع ہونے والے اللہ کے فضل کو روکنا چاہا اور آج یہ الفضل آن لائن کا سورج روزانہ ہی دنیا بھر کے کونے کونے میں بڑی شان کے ساتھ اسلام احمدیت کا پیغام لے کر چڑھتا ہے۔ جو ممبران الفضل ٹیم، نمائندگان، پروف ریڈنگ اور ایڈیٹنگ کرنے والی ٹیم کے ممبران اور قارئین، نثر نگار و شعراء

کا مرہون منت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر و صحت میں برکتوں سے نوازے، نیز ان کے قلم کو تیز تر کرے اور مزید زور عطا فرمائے۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ

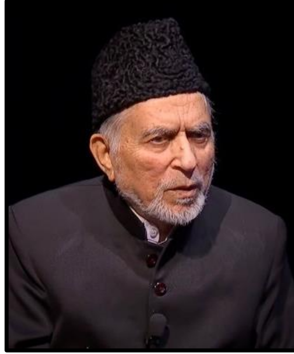
جب یہ دنیا بھر کی شش جہات میں اللہ اکبر کی صدا بلند کرتا اور اسلام کا انقلابی پیغام اپنے اندر سموئے ہوئے روزنام الفضل نمودار ہوتا ہے تو سب دنیادار پارٹیوں، گروپوں کے سطحی نعرے بہت پیچھے رہ جاتے ہیں۔ اس کا کوئی مقابل دور تک نظر نہیں آتا۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ الفضل آن لائن کو چار چاند لگائے رکھے اور ہم سب کو اسلام واحمدیت کی آواز کو بلند سے بلند کرنے کے لئے اس کا حق ادا کرنے کی توفیق دے اور اس کی ترقی وترویج میں تمام کارکنان، خدمتگار، مددگار اور قارئین کا حامی وناصر ہو۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 21 مارچ 2022ء)

(1)

قادیان سے زمین کے کناروں تک



مولانا عبد الباسط شاہد۔ مربی سلسلہ یوکے

قادیان کی سرزمین سے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی تحریک کا آغاز ہوا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے خدا نے یہ خبر دی ہے کہ

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

یہ اعلان اور دعویٰ سن کر کم ہی کسی نے یقین کیا ہو گا کہ یہ بات پوری ہو گی کیونکہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام بانیٔ سلسلہ احمدیہ کسی لحاظ سے بھی اس مقام و شہرت کے مالک نہ تھے کہ دنیا یہ سمجھ سکتی کہ ان کو عالمی شہرت حاصل ہو گی۔ اس کے برعکس صورت حال یہ تھی کہ آپ کے والد صاحب کے پرانے ملنے والے بھی ان سے یہ پوچھتے تھے کہ سنا ہے آپ کے دو بیٹے ہیں۔ ایک کو تو ہم بخوبی جانتے ہیں مگر دوسرے کو ہم نے کبھی نہیں دیکھا تو حضور کے والد صاحب ان کو یہ جواب دیا کرتے تھے کہ میرا وہ لڑکا تو مسیتڑ ہے، اسے دیکھنا ہو تو مسجد میں جا کر دیکھ لو اسے عبادت اور مطالعہ کتب کے سوا اور کسی کام کا شوق نہیں ہے۔ قادیان کے قصبہ کی بھی کوئی شہرت نہ تھی

بلکہ اس وقت تو یہ حالت تھی کہ نہ ہی وہاں کوئی ضلعی یا تحصیل ہیڈ کوارٹر تھا، نہ ہی کوئی تجارتی منڈی تھی، نہ ہی کسی اہم شاہراہ پر واقع تھا کہ وہاں سے گزرتے ہوئے لوگوں کو اس قصبہ کا علم ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ جب ابتدائی صحابی حضرت مسیح موعود سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی زیارت کے شوق میں قادیان کا پتہ دریافت کرتے تو انہیں اس سلسلہ میں کافی مشکل پیش آتی۔ یہاں تک کہ قادیان سے گیارہ میل کے فاصلہ پر بٹالہ نامی ریلوے اسٹیشن پر پہنچ کر بھی قادیان کا رستہ معلوم کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہوتا۔ قادیان پہنچنے کے لئے کوئی پختہ سڑک یا معقول سواری بھی نہ تھی۔ ان مشکلات پر اس مخالفت نے اور اضافہ کر دیا جو ہمیشہ ہی سچے مامور کی ہوتی آئی ہے۔ چنانچہ یہ بھی تاریخ میں محفوظ ہے بٹالہ کے ایک مولوی صاحب جنہیں یہ خیال تھا کہ اس علاقہ میں ان کی مدد کے بغیر کوئی اہم مذہبی کام سرانجام نہیں پاسکتا اور جو یہ سمجھتے تھے کہ ان کی مخالفت کی وجہ سے احمدیت قادیان سے باہر نہیں نکل سکے گی، ایک عرصہ تک اس مہم میں لگے رہے کہ قادیان جانے والوں کو بٹالہ اسٹیشن پر ہی بددِل کر کے واپس جانے پر مجبور کر دیں۔

حضرت مرزا غلام احمدؑ 'ایک گوشہ نشین صوفی منش شخص' کا یہ دعویٰ کہ وہ ہندوؤں کے اوتار ہیں، سرمایہ دار ہندو قوم کی مخالفت کے لئے کافی تھا۔ آپؑ کی یہ تحقیق کہ حضرت بابا نانکؒ مسلمان تھے۔ سکھوں کو غضبناک کرنے کے لئے کافی تھی۔ مسلمان تو پہلے ہی حضرت عیسیٰؑ کی وفات کے اعلان سے آتش زیرپا ہو چکے تھے۔ ان مخالف حالات میں زمین کے کناروں تک شہرت کی بات اور بھی عجیب اور ناقابل یقین ہو جاتی ہے خدا تعالیٰ کے کام عجیب ہوتے ہیں۔ دنیادار آدمی کے لئے ان کو سمجھنا آسان نہیں ہوتا مگر حقیقت ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے۔ سچائی کی کونپل آہستہ آہستہ بڑھنے لگی۔ مخالفت کی آندھیوں کی شدت کے باوجود یہ زندگی کی توانائیاں اور رونقیں حاصل کرتی چلی گئی۔ قادیان میں مشکلات پیدا ہوئیں تو آسمان روحانیت کے بلند پرواز پرندے ربوہ میں جمع ہو گئے اور تبلیغ واشاعت اسلام کا کام پہلے سے کہیں زیادہ وسیع پیمانہ پر شروع ہو گیا اور مخالفت کی اس کھاد سے سچائی کی نوخیز نازک کونپل ایک ایسے خوش نما درخت کی شکل اختیار کر گئی جس کی شاخیں دنیا بھر میں پھیل گئیں۔ ایم ٹی اے کے کیمرہ کی آنکھ نے ہمیں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے دوروں کی جھلکیاں دکھاتی ہے۔ شمع احمدیت کے پروانوں کے جلسے، جلوس، استقبال، نعرے بتاتے ہیں دنیا کے ہر حصہ میں، قادیان سے دور دراز علاقہ میں، تبلیغ اور اثر و نفوذ کتنا مسرت انگیز اور روح پرور ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے روح پرور اور وجد آفریں درختِ وجود کی سرسبز شاخیں دنیا کے کناروں تک پھیل گئی ہیں۔ ایشیا، یورپ، افریقہ، کینیڈا، امریکہ، آسٹریلیا میں احمدی مبلغین کی کامیابیاں، اسلام کی پرامن تعلیم کا اثر ونفوذ، خدائی وعدوں کی سچائی، احمدیت کی صداقت، قرآن مجید کی عظمت اور بانی اسلام ﷺ کی شان وشوکت کا منہ بولتا ناقابل تردید ثبوت ہے۔

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
میں خاک تھا اسی نے ثریا بنا دیا
اب دیکھتے ہو کیسا رجوع جہاں ہوا
اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا







(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 21 مارچ 2022ء)

ایک غیر از جماعت مولوی کا اعتراف

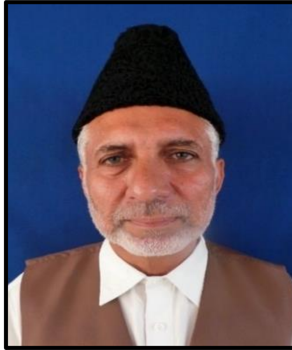


”ہم ملائیشیا میں گئے وہاں قادیانی، انڈونیشیا میں گئے وہاں قادیانی اور دنیا کا آخری کونا جنوب میں وہاں کیپ ٹاؤن ساؤتھ افریقہ کا آخری شہر وہاں قادیانی ہمارے والد صاحب گئے ہیں اور یہ ہمارے بھائی جاوید گئے ہیں شمالی شمالی آخری کونا ناروے وہاں پر قادیانی اور دنیا کا مشرق میں آخری کنارہ آسٹریلیا، جزائرِ فجی وہاں قادیانی۔ دنیا کا مغربی کنارہ گھانا وہاں پر قادیانی“

(2)

الہام الٰہی کا پس منظر اور پیغام مسیح موعود علیہ السلام زمین کے کناروں تک پہنچنے کے معجزانہ نظارے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مجموعہ الہامات سے



عبد السمیع خان۔ استاد جامعہ احمدیہ گھانا

''تذکرہ'' سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو نصرت ربانی اور عالمی غلبہ کی کثرت سے بشارات دی ہیں اور اتنے رنگوں میں ان کو دہرایا ہے کہ کسی قسم کا شک باقی نہیں رہتا۔ ان الہامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔'' آپ کا یہ الہام 1898ء کا ہے یعنی آج سے 124 سال پہلے کا۔ اور

یہ اکیلا الہام ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔ اس الہام سے ملتے جلتے الہام اور قریب ترین الفاظ جو دوسرے الہامات میں ملتے ہیں وہ یہ ہیں کہ

1. میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا۔

(ازالہ اوہام و تذکرہ صفحہ 149 از قادیان 2008ء)

2. خدا...... تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔

(اشتہار 20 فروری 1886ء و تذکرہ صفحہ 112)

3. خدا نے ارادہ کیا ہے کہ تیرا نام بڑھاوے اور آفاق میں تیرے نام کی خوب چمک دکھاوے۔

(مکتوبات و تذکرہ صفحہ 282)

4. وہ تیرے سلسلہ کو اور تیری جماعت کو زمین پر پھیلائے گا اور انہیں برکت دے گا اور بڑھائے گا اور ان کی عزت زمین پر قائم کرے گا۔

(تحفۃ الندوہ، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 97)

5. عربی میں ہے کہ ''وعدنی انی سینصرنی حتی یبلغ امری مشارق الارض ومغاربھا'' (لجنۃ النور اور تذکرہ صفحہ 260) اللہ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ میری مدد کرے گا یہاں تک کہ میرا معاملہ زمین کے ہر مشرق اور ہر مغرب میں پہنچ جائے گا۔

6. انگلش میں ہے:۔

“I shall give you a large party of Islam ”

(براہین احمدیہ و تذکرہ صفحہ 80)

یہ بہت پر معارف اور معنی خیز الہام ہیں جن میں زمین کے کناروں اور دنیا کے کناروں اور آفاق کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ قرآن کریم نے اس طرح اسلام کے غلبہ کو رسول کریم ﷺ کی صداقت کے طور پر پیش کیا ہے اور یہی کناروں کا محاورہ استعمال کیا ہے یعنی اطراف۔ فرمایا: اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا ۭ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ (الانبیاء:45) کیا مخالفین دیکھتے نہیں کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے چلے آرہے ہیں تو کیا پھر بھی وہ غالب آسکتے ہیں۔ اسی طرح آفاق کا لفظ بھی استعمال کیا ہے سَنُرِيهِمْ اٰيٰتِنَا فِى الْاٰفَاقِ وَفِيٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ۭ (حم السجدہ :54) یعنی ہم انہیں ضرور آفاق میں بھی اور ان کے نفوس کے اندر بھی نشان دکھائیں گے یہاں تک کہ ان پر کھل جائے گا کہ وہ حق ہے۔ پس قرآنی اسلوب کی روشنی میں اس الہام کے متعدد پہلو ہیں جن سے اس الہام کے منجانب اللہ ہونے کا جائزہ لیا جاسکتا ہے۔

1. اس الہام کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت کی کیا صورت حال تھی؟
2. الہام کے وقت حضور کا پیغام کہاں کہاں تک پہنچ چکا تھا؟
3. زمین کے کناروں سے کیا مراد ہے؟
4. زمین کے کناروں تک حضور کی تبلیغ پہنچنے کے خرق عادت نظارے۔

1۔ الہام کا پس منظر

الہام کے پس منظر کا جائزہ لینے کے لئے ہم اس سے 4 سال پہلے یعنی 1894ء سے لے کر 1897ء کے حالات پر نظر ڈالتے ہیں۔ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ امت محمدیہ جس مہدی کی مدتوں سے منتظر تھی اس کی علامات میں سے ایک کسوف و خسوف کا نشان تھا۔ یہ مارچ، اپریل 1894ء میں ظاہر ہوا۔ بعض سعید روحوں نے اسے دیکھ کر حضور کو قبول کیا مگر عام طور پر امت مسلمہ نے اس نشان کو رد کر دیا۔ علماء نے طرح طرح کے عذر ایجاد کیے۔ حدیث کو حدیث ماننے سے انکار کر دیا۔ روایت کو جھوٹا قرار دے دیا اور چاند سورج گرہن کے لئے وہ تاریخیں تجویز کیں جو قانون قدرت کو جڑھ سے اکھاڑنے کے لئے کافی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کے جواب میں بہت

دلائل پیش کیے، کئی کتب لکھیں، متعدد چیلنج دیے مگر ماننے والے بہت کم اور انکار کرنے والے ہزاروں گنا کثرت میں تھے۔

1890ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وفات مسیح کا الہامی اعلان کیا تھا جس کی وجہ سے عام طور پر مسلمان برہم تھے مگر 1895ء میں حضور علیہ السلام نے یہ انکشاف بھی فرمادیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر سرینگر کشمیر میں موجود ہے۔ اس اعلان نے مسلمانوں اور عیسائیوں دونوں کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ دیا اور وہ دونوں قومیں شعلہ جوالہ بن گئیں۔

1895ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سکھ مذہب کے بانی حضرت بابا گورونانک صاحب کو مسلمان ولی اللہ ثابت کر دیا تو سکھ برادری بھی آپ کی مخالفت میں اٹھ کھڑی ہوئی اور ایک طوفان بد تمیزی برپا ہو گیا۔ چند سعید لوگ حضور کی کتاب ست بچن پڑھ کر احمدی ہو گئے مگر قومی اعتبار سے اس کا ردعمل بہت خوفناک تھا۔ سکھ لیڈر اس کتاب کے جواب کے لئے لیکھرام کے پاس بھی گئے مگر اس نے پہلی شرط یہ لگائی کہ چولہ بابانانک جس پر کلمہ طیبہ اور دیگر قرآنی آیات لکھی ہوئی ہیں اسے جلا دیا جائے مگر ایسا نہ ہو سکا اور سکھ مذہب کی اہم کتاب جنم ساکھی کے نئے ایڈیشن میں یہ لکھ دیا گیا کہ باباصاحب کا چولہ آسمان پر اڑ گیا ہے اور پھر واپس کبھی بھی نہیں آئے گا۔ ایک سکھ نے خبط قادیانی کے نام سے کتاب لکھی اور حضرت رسول کریم ﷺ اور مسیح موعود علیہ السلام پر سخت حملے کیے۔

(تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 602)

1896ء میں حضور نے ایک تبلیغی خط والی کابل امیر عبد الرحمان کے نام لکھا جو حضرت مولوی عبد الرحمان صاحب شہید لے کر گئے تھے جس پر امیر نے جواب دیا کہ ایں جا بیا۔ یعنی کابل میں آکر دعوی کرو تو معلوم ہو جائے گا۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اس کے بعد کابل گئے اور انہوں نے امیر کو خوب بھڑکایا اور واپس آکر کہا کہ مرزا صاحب کابل جائیں تو زندہ واپس نہیں آسکیں گے۔ (تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 548) اس کے بعد امیر نے حضرت مولوی عبد الرحمان صاحب رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا اور 1903ء میں حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب رضی اللہ عنہ کو بھی مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کے جرم میں سنگسار کر دیا۔

1896ء میں ہی حضور نے ہندوستان کے تمام علماء اور سجادہ نشینوں کو مباہلہ کا چیلنج دیا جس کے نتیجہ میں ان کے مریدوں میں نفرت کی لہر اور بھی بلند ہوگئی۔ واقعہ یہ ہے کہ 1906ء تک ان مخالف علماء کی اکثریت کا خاتمہ ہو چکا تھا اور جو زندہ تھے وہ کسی نہ کسی بلاء میں گرفتار تھے۔

(تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 551)

پادری عبد اللہ آتھم سے حضور کا مباحثہ (جنگ مقدس) 1893ء میں ہوا تھا جس کے آخر پر حضور نے عبد اللہ آتھم کی ہلاکت کی پیشگوئی کی مگر وہ دل میں رجوع کر کے خدا کے فوری غضب سے تو بچ گیا مگر اخفائے حق کے جرم کا مرتکب ہوتا رہا اور 27 جولائی 1896ء کو بالآخر ہاویہ میں جا گرا۔ اس واقعہ نے عیسائی دنیا کو اپنی تپش اور نفرت میں اور بھی بڑھا دیا اور بالآخر اسی موت کے بدلہ کے طور پر اگست 1897ء میں پادری مارٹن کلارک نے حضور کے خلاف اقدام قتل کا مقدمہ دائر کر دیا۔

1897ء میں نائب سفیر سلطان ترکی حسین کامی قادیان آئے۔ وہ ترکی کی مزعومہ خلافت عثمانیہ کے لئے انگریزوں کے مد مقابل حضور کی تائید حاصل کرنے کے متمنی تھے۔ مگر حضور کو کشفاً بتایا گیا کہ سلطنت ترکی کی حالت اچھی نہیں اور ان حالتوں کے ساتھ انجام بخیر نہیں ہے۔ اس پر اس نے واپس جا کر حضور کے خلاف اخبار میں ایک غضب آلود مضمون شائع کروایا اور کثرت سے چرچا بھی کیا۔ اس طرح گویا حضور نے مسلمانوں کی طاقتور سلطنت عثمانیہ سے دشمنی بھی مول لے لی۔

حضور نے 1893ء میں شاتم رسول لیکھرام کی 6 سال میں ہلاکت کی پیشگوئی کی تھی۔ 6 مارچ 1897ء کو جب یہ پیشگوئی عظیم شان سے پوری ہوئی تو ہندو اور آریہ آپ کی جان کے دشمن ہو گئے۔ الزام لگایا کہ آپ نے اسے قتل کروایا ہے۔ آپ کے گھر کی تلاشی لی گئی اور تلاشی لینے والے تھانے دار نے کہا کہ مرزا ہمیشہ بچتا رہا ہے اب میرا ہاتھ دیکھے گا۔ آپ کے قتل کی سازشیں کی گئیں اور قاتلوں کے لئے انعام مقرر کیے گئے۔ مولوی بٹالوی صاحب نے لکھا کہ میں قسم کھانے کو تیار ہوں کہ لیکھرام کے قتل میں مرزا صاحب شریک ہیں۔ اس سلسلہ میں گرفتاری کی کوششیں بھی کی گئیں۔

(تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 598)

1898ء کے شروع میں ایک مولوی ملا محمد بخش جعفر زٹلی نے ایک اشتہار شائع کر کے حضور کی وفات کی جھوٹی خبر مشہور کر دی۔(تاریخ احمدیت جلد2 صفحہ 9)وسط 1898ء میں حضور علیہ السلام پر حکومت پنجاب نے انکم ٹیکس ادا نہ کرنے اور سرکاری خزانہ کو نقصان پہنچانے کا مقدمہ دائر کیا۔ 1898ء کے آخر پر مولوی محمد حسین بٹالوی کی مخبری پر حضور کے خلاف حفظ امن کا مقدمہ دائر ہوا اور مولوی صاحب نے بیان کیا کہ مرزا صاحب مجھے قتل کرا دیں گے۔

یہ بھی یاد رہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر براہین احمدیہ کی ابتدائی جلدوں کی اشاعت کے بعد کفر کا فتویٰ لگ گیا تھا۔(عالمی فتنہ تکفیر کے متعلق رسول کریم ﷺ کی پیشگوئیاں۔ دوست محمد شاہد۔ صفحہ 16۔ ڈنمارک)اس کے بعد 1890ء میں مولوی محمد حسین بٹالوی نے ہندوستان میں گھوم کر 200 علماء سے کفر کے فتاویٰ حاصل کئے اور غلیظ ترین گالیاں دیں۔

(حیات طیبہ صفحہ 102 شیخ عبد القادر)

یہ واقعات چیخ چیخ کر اعلان کر رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جان مال اور عزت سخت خطرے میں تھی اور مخالفین نے ہر طرف سے گویا محاصرہ کر رکھا تھا۔ ہندوستان کی تمام مذہبی قومیں مسلمان، عیسائی، ہندو، آریہ اور سکھ آپ علیہ السلام کو نیست و نابود کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے اور اس کے ساتھ ہی مقدمات دائر کر کے حکومت کے ذریعہ آپ علیہ السلام کو سزا دلوانے کی کوششوں میں لگے ہوئے تھے۔ جماعت احمدیہ 1889ء میں قائم ہو چکی تھی مگر اس کی تعداد نہایت کم تھی۔ چند ہزار ہو گی مگر ابھی تک اس کا کوئی باقاعدہ نام بھی نہیں تھا۔ موجودہ نام 1901ء میں رکھا گیا۔ ان حالات میں کسی کا یہ سوچنا کہ وہ دشمن کے شر سے بچ جائے گا، مخالفین ناکام و نامراد ہوں گے، اور وہ زمین کے کناروں تک عزت اور شہرت پائے گا اور قبول کیا جائے گا دنیا کی نظر میں ایک دیوانے کی بڑ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ کیا ایسی ہی نہیں جیسے اپنی قوم کے ظلم سے تنگ آ کر خدا کے ایک عظیم فرستادہ کا تعاقب کرنے والے کا یہ کہنا کہ کسریٰ کے کنگن تیرے ہاتھوں میں پہنائے جائیں گے۔

2۔پیغام کہاں کہاں پہنچ چکا تھا

اس الہام کے وقت ابھی جماعت کا کوئی نام نہیں تھا اور نوزائیدہ شکل میں تھی۔ اس لئے ہندوستان میں احمدی تو موجود تھے مگر کوئی نظام جماعت نہیں تھا۔ احمدی مالی قربانی بھی کرتے تھے مگر چندوں کا کوئی باقاعدہ نظام نہیں تھا۔ حضور علیہ السلام حسب ضرورت تحریک کرتے اور احباب لبیک کہتے۔ کوئی مبلغ، کوئی مربی نہیں تھا۔ کوئی اخبار یا رسالہ نہ تھا۔ الحکم اخبار 1897ء کے آخر پر ہفت روزہ کے طور امرتسر سے جاری ہوا اور ریویو آف ریلیجنز 1902ء میں جاری ہوا۔

ہندوستان سے باہر سب سے زیادہ حضور کا ذکر برطانیہ میں ہو گا کیونکہ ہندوستان پر انگریز حکمران تھے اور انڈیا کی ساری خبریں وہاں پہنچتی تھیں۔ مئی 1897ء میں حضور نے تحفہ قیصریہ کے نام سے ایک تبلیغی خط ملکہ وکٹوریہ انگلستان کو بھجوایا مگر اس پر بھی کوئی خاص رد عمل سامنے نہیں آیا۔

حضور علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوتے ہی اشتہارات کے ذریعہ عالمگیر نشان نمائی کا اعلان کیا تھا اور دنیا کے بڑے بڑے لیڈروں اور مذہبی راہنماؤں کو اپنے پیغام سے مطلع کیا۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:
”یہ دعویٰ بفضلہ تعالیٰ وتوفیقہٖ میدانِ مقابلہ میں کروڑہا مخالفوں کے سامنے کیا گیا ہے اور قریب تیس ہزار کے اس دعویٰ کے دکھلانے کے لئے اشتہارات تقسیم کئے گئے۔ اور آٹھ ہزار انگریزی اشتہار اور خطوط انگریزی رجسٹری کرا کر ملک ہند کے تمام پادریوں اور پنڈتوں اور یہودیوں کی طرف بھیجے گئے اور پھر اس پر اکتفانہ کر کے انگلستان اور جرمن اور فرانس اور یونان اور روس اور روم اور دیگر ممالک یورپ میں بڑے بڑے پادریوں کے نام اور شہزادوں اور وزیروں کے نام روانہ کئے گئے۔ چنانچہ ان میں سے شہزادہ پرنس آف ویلز ولی عہد تخت انگلستان اور ہندوستان، اور گلیڈسٹون وزیر اعظم اور جرمن کا شہزادہ بسمارک ہے۔ چنانچہ تمام صاحبوں کی رسیدوں سے ایک صندوق بھرا ہوا ہے“

(مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ 649)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے تمام مشہور لیڈروں تک حضور کا دعوی پہنچ گیا تھا لیکن ان میں سے کسی نے قبولیت کی خواہش ظاہر نہیں کی اور نہ ہی یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کی ساری قوموں تک بھی حضور کا پیغام پہنچ گیا۔ کیونکہ ان سب قوموں کی زبانوں تک ہی رسائی کے لئے ایک بہت بڑا انظام درکار تھا۔

3۔ دنیا کے کناروں سے کیا مراد ہے



"Verdens Ende" – The End of the Earth

یعنی "دنیا کا آخری حصہ" –ناروے

1. زمین تو عرف عام میں گول ہے، اور گول چیز کا کوئی کنارہ نہیں ہوتا۔ اس لئے اس الہام میں دنیا کے کناروں سے مراد ہر جگہ ہو سکتی ہے یعنی زمین کے چپے چپے پر تیری تبلیغ پہنچے گی۔
2. وہ معروف مقامات جنہیں دنیا کا کنارہ کہا جاتا ہے جہاں آبادیاں ختم ہو جاتی ہیں اور سمندر کا علاقہ شروع ہو جاتا ہے۔
3. ناروے کے شہر شون کے شمال میں ایک مقام End of the world کہلاتا ہے۔

4. قطب شمالی کے قریب واقع ملک فن لینڈ کو دنیا کا آخری سرا کہا جاتا ہے۔ اسی طرح امریکہ، روس، اور کینیڈا کے شمالی علاقوں کو بھی آخری کنارہ کہا جاتا ہے۔ نیز قطب جنوبی اور براعظم انٹارکٹکا کو بھی دنیا کا آخری کنارہ سمجھا جاتا ہے۔ وہاں صرف چند سائنس دان رہتے ہیں جو سائنسی تحقیقات کرتے ہیں۔
5. فجی جہاں سے ڈیٹ لائن گزرتی ہے اور دنیا کو دو حصوں میں تقسیم کرتی ہے، اسے بھی کنارہ کہا جاتا ہے۔
6. کہتے ہیں کہ دنیا میں سب سے پہلے سورج جاپان میں طلوع ہوتا ہے۔
7. بحرالکاہل میں موجود ریاست ساموا نے دسمبر 2021ء میں اپنے معیاری وقت کو تبدیل کر دیا ہے اور اس طرح یہ ریاست دنیا میں سب سے پہلے سورج طلوع ہوتا دیکھتی ہے۔
8. اگر آپ نقشے پر شمال سے جنوب اور مشرق سے مغرب تک نظر دوڑائیں تو جتنے ممالک اور خطے ساحل سمندر پر موجود ہیں وہ سب زمین کے کنارے کہلا سکتے ہیں۔ ان کی بھاری اکثریت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچ چکا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ چند جزائر ایسے ہوں جو ابھی اس نور سے منور نہیں ہوئے، کوئی بعید نہیں کہ چند سالوں میں وہاں بھی حضور علیہ السلام کا پیغام پہنچ جائے۔



فجی میں واقع ڈیٹ لائن

4۔پیغام پہنچنے سے متعلق غیر معمولی نظارے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب یہ وعدہ دیا گیا کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں کا تو اس میں لازماً اس طرف بھی اشارہ تھا کہ خدا تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت تمہارے ساتھ ہو گی۔ اور یہ بھی کہ الٰہی سنت کے مطابق پیشگوئیوں کو پورا کرنے کے لئے الٰہی جماعت کی محنت اور کاوش بھی ضروری ہو گی۔ چنانچہ اس کے عین مطابق جماعت احمدیہ جان، مال، وقت، عزت اور اولادوں کی قربانی کر کے اس مقدس پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچا رہی ہے۔ اس راہ میں شہادتیں بھی ہوئیں، بہت دکھ سہے، بیوی بچوں کو چھوڑا، بھوک پیاس برداشت کی، زخم کھائے، قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں مگر کوئی کمی نہ چھوڑی اور خدا نے اپنے وعدوں کے مطابق قربانیوں کا بہترین پھل اور صلہ عطا کیا مگر اس کا ایک ایمان افروز پہلو یہ بھی ہے کہ بہت سی ایسی جگہوں پر جماعت کا پیغام اس طرح بھی پہنچا کہ اس کے لئے کوئی خاص محنت اور جدوجہد نہیں کرنی پڑی بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی خاص تقدیر اور تجلی کے طفیل ان ملکوں میں احمدیت کی داغ بیل پڑی مثلاً

* گھانا میں ابتدائی تبلیغ کے لئے کوئی باقاعدہ منصوبہ بندی نہیں کی گئی تھی۔ گھانا میں قصبہ اکرافو کے ایک مسلمان یوسف نیار کو صاحب Yousuf Nyarko نے 1920ء میں خواب میں دیکھا کہ وہ ایک سفید آدمی کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے خواب کا ذکر مسٹر عبد الرحمان پیڈرو Mr. Abdul Rahman Pedro صاحب کے ساتھ کیا جو نائجیریا کے رہنے والے تھے۔ عبد الرحمان صاحب نے انہیں بتایا کہ میں نے ایک مسلم مشن کے متعلق پڑھا ہے جس کا مرکز ہندوستان میں ہے اور ایک برانچ لندن میں بھی ہے۔ یوسف صاحب نے اپنے خواب کی اطلاع جب چیف مہدی آپا کو دی تو انہوں نے مسلمانوں کی ایک میٹنگ منعقد کی جس میں فیصلہ کیا گیا کہ احمدیت کے مرکز کو ایک خط لکھا جائے کہ ان کے لئے کوئی مبلغ بھجوایا جائے۔ پہلے گھانین احمدی چیف مہدی آپا نے کیپ کوسٹ کے ایک شامی مسلمان تاجر سے حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ جو اس وقت لندن میں تھے کا پتہ لیا اور ان سے خط و کتابت کی اور کچھ رقم جمع کر کے سفید مبلغ منگوانے کے لئے لندن مشن کو بھیج دیا۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے حکم پر مارچ 1921ء میں حضرت مولانا عبد الرحیم نیر صاحب رضی اللہ عنہ لندن سے گھانا پہنچے۔

٭ گیمبیا کا مشن بھی اسی طرح قائم ہوا۔ گیمبیا کی ایک لڑکی اعلیٰ تعلیم کے لئے سیر الیون گئی۔ وہاں اسے کسی دکان پر نماز کی ایک کتاب ملی جس میں عربی زبان کے ساتھ انگریزی ترجمہ بھی تھا۔ اس لڑکی نے اپنے ملک میں کبھی ایسی کتاب نہ دیکھی تھی۔ اس نے وہ کتاب خرید لی اور گیمبیا میں اپنے ایک عزیز کو بھجوا دی۔ یہ کتاب صدر انجمن احمدیہ قادیان کی شائع شدہ تھی۔ ایک نوجوان مسٹر بارہ انجائے (Bara Injoy) نے قادیان میں جماعت سے رابطہ کیا اور مزید دینی کتب کے لئے درخواست کی۔ اسے جماعت نے مزید کتب ارسال کیں اور بتایا کہ آپ کے قریبی ملک نائیجیریا میں ہمارا مشن ہے۔ وہاں رابطہ کر کے مزید لٹریچر اور معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ اس زمانہ میں مکرم نسیم سیفی صاحب نائیجیریا کے مشنری انچارج تھے۔ سب سے پہلے نائیجیریا سے ایک معلم مکرم حمزہ سنی الو صاحب گیمبیا تشریف لائے اور تقریباً ایک سال تک بانجول میں تبلیغ کرتے رہے۔ ان کے بعد گھانا سے ایک لوکل معلم مکرم سعید جبریل چند ماہ کے لئے تشریف لائے۔ اس زمانہ میں چونکہ گیمبیا میں باقاعدہ جماعت قائم نہ ہوئی تھی اس لئے مکرم سعید صاحب اپنے گلے میں ایک بیگ ڈالے رکھتے تھے جس پر احمدیت لکھا ہوا تھا اور گھوم پھر کر لوگوں کو احمدیت کا پیغام پہنچاتے رہتے۔ اس طرح پڑھے لکھے نوجوانوں کا مرکز احمدیت قادیان کے ساتھ بذریعہ خط و کتابت اچھا خاصا رابطہ قائم ہو گیا اور وہاں سے اخبارات و رسائل بھی باقاعدگی کے ساتھ آنے شروع ہو گئے۔

(ارض بلال از منور احمد خورشید مبلغ سلسلہ)

٭ انڈونیشیا کے 4 نوجوان 1923ء میں دینی تعلیم کے لئے ہندوستان آئے تو قادیان آ کر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے دینی تعلیم کی درخواست کی۔ اسی دوران انہوں نے احمدیت قبول کر لی اور وہاں سے اپنے ملک میں تبلیغ شروع کر دی

٭ جاپان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کے تبلیغی خطوط کے ذریعہ اسلام کا پیغام پہنچ چکا تھا لیکن باقاعدہ مشن 1935ء میں صوفی عبد القدیر نیاز صاحب کے ذریعہ قائم ہوا۔

٭ مشرق بعید میں جو سعید روحیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں احمدیت سے مشرف ہوئیں ان میں سے چند نام یہ ہیں ہانگ کانگ و چین میں حضرت قاری غلام مجتبیٰ صاحب رضی اللہ عنہ و قاری غلام حم صاحب رضی اللہ عنہ۔ آسٹریلیا میں حضرت صوفی حسن موسیٰ صاحب رضی اللہ عنہ نے ستمبر 1903ء میں بیعت کی۔ نیوزی لینڈ

سے حضرت پروفیسر کلیمنٹ ریگ صاحب رضی اللہ عنہ نے مئی 1908ء میں حضور علیہ السلام کی زیارت کی اور واپس جاکر بیعت کرلی۔ فجی کے پہلے احمدی حاجی محمد رمضان صاحب تھے جو 1959ء میں شامل جماعت ہوئے۔

* چین میں ہمارے پہلے مبلغ صوفی عبد الغفور صاحب 1935ء میں پہنچے مگر احمدیت کا پیغام 1924ء میں پہنچ چکا تھا اور معلوم ہوتا ہے کہ کئی احمدی تھے مگر ان کا رابطہ مرکز سے نہیں تھا۔

(خطبات محمود جلد 8 صفحہ 312)

* امریکہ کو بھی نئی دنیا کہا جاتا ہے اور ایک لحاظ سے وہ دنیا کا کنارہ بھی ہے۔ امریکہ میں الیگزنڈر حضور علیہ السلام کی خط و کتابت کے نتیجہ میں مسلمان ہو گئے اور انہی کے ذریعے مسٹر اینڈرسن 1904ء میں احمدی ہوئے جن کا نام حضور علیہ السلام نے احمد تجویز فرمایا۔

* روس کے قطب شمالی کے علاقے بھی دنیا کے کنارے کہلاتے ہیں۔ روس کے مفکر اور عظیم ناول نگار ٹالسٹائی کے ساتھ حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کی معرفت خط و کتابت ہوتی رہی اور جب اس کو اسلامی اصول کی فلاسفی کا ترجمہ بھیجا گیا تو اس نے اس پر بڑا خوبصورت تبصرہ کیا۔

یہ محض چند مثالیں ہیں اور اس بات کا کافی ثبوت مہیا کرتی ہیں کہ یہ وعدہ خدا کی طرف سے تھا جو تمام نامساعد حالات میں پورا ہوا۔ بیسیوں ایسے واقعات ہیں جہاں صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی مشیت ہی نظر آتی ہے۔ الغرض یہ محض ایک الہام نہیں۔ یہ ایک عظیم الشان وعدہ ہے جس کے پورا ہونے کی کہانیاں زمین کے چپے چپے پر بکھری ہوئی ہیں۔ ایک پیشگوئی ہے جو ہر خطہ ارض پر اپنی چمکار دکھلا رہی ہے۔ ایک تاریخ ہے جو خدائی نصرت و تائید سے بھرپور ہے۔ مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک کھلا کھلا ثبوت ہے جس کا ایک عالم گواہی دے رہا ہے۔ ایک نور سے لکھی ہوئی تحریر ہے جو خاکدان عالم پر نقش کی گئی ہے۔ صلحائے عرب اور ابدال شام بھی اب اس پر درود بھیج رہے ہیں اور عجم کے لوگ بھی اس کے ایک اشارہ پر جانیں قربان کرنے پر تیار ہیں۔ دنیا کے 213 ملکوں میں اس کا پرچم لہراتا ہے اور ہر جھنڈا اس کا الہام یاد کراتا ہے۔

کہاں قادیان کی معمولی سی بستی اور قادیان کے چند لوگ اور کہاں دنیا کے دور دراز جزائر جو سمندروں سے گھرے ہوئے ہیں۔ سرسبز و شاداب علاقے جو فصلوں سے اٹے ہوئے ہیں۔ قطب شمالی اور قطب جنوبی جو پانیوں اور برفوں سے ڈھکے ہوئے ہیں۔ وہ صحرا جو تیل کی دولت سے مالا مال ہیں۔ پرانی دنیا ہو یا نئی دنیا ہو۔ گنجان آبادیاں ہوں یا آسٹریلیا اور کینیڈا کی طرح ساحلی اور ریتلے علاقے۔ سب جگہ قادیان اور اس کے مقدس نبی کا نام گونجتا ہے اور گونجتا رہے گا جب تک کہ انسان اس کرہ ارض پر موجود ہے۔ اور ایک وقت آئے گا کہ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا۔ (الزمر:70) ساری زمین اپنے رب کے نور سے منور ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 21 مارچ 2022ء)


HAZRATH E. ABDUL KADER KUTTY.
First Ahmady of Kerala & also of Burma who took Baiath in 1902. He was the founder of the Sathyadoothan. Malayalam Organ of the Ahmadiyya Movement in Kerala which was started in 1925 and is running its 58th Volume.

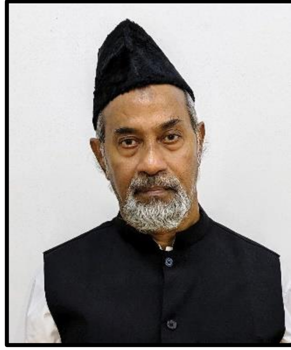



AHMADIYYA MUSLIM COMMUNITY
REPUBLIC OF THE UNION OF MYANMAR
GLADTIDING LITERATURE


AHMADIYYA MUSLIM COMMUNITY
MANDALAY
MYANMAR

(3)

Myanmar میں احمدیت کا پیغام



محمد سالک۔ میانمار

Myanmar جس کا پرانا نام برمآ ہے۔ ہندوستان کے مشرق میں واقع ہے۔ اس کی سرحدیں ہندوستان، بنگلہ دیش، چین، تھائی لینڈ اور لاؤس سے ملتی ہے۔ اس کی جنوبی مغرب میں خلیج بنگلہ اور جنوب میں بحرِ ہند ہے۔ رقبہ 676,577 کلو میٹر یعنی 261,228 مربع میل ہے۔ آبادی (60) ملین بیان کی جاتی ہے۔

بہادر شاہ ظفر ہندوستان کے آخری بادشاہ تھے جنہیں 1858ء میں قید کر کے برمآ لایا گیا اور برمآ کے آخری بادشاہ تیپو مین برمآ سے ہندوستان لے جایا گیا۔ بہادر شاہ ظفر صاحب 1862ء میں رنگون میں قیدی کی حالت میں فوت ہو گئے۔ جو شعر انہوں نے لکھا وہ اکثر کے لئے یادگار بنی۔

کتنا ہے بد نصیب ظفر دفن کے لئے
دو گز زمین بھی نہ ملی کوئے یار میں

1885ء میں انگریزوں نے برمآپر مکمل تسلط حاصل کیا۔

1937ء تک برمآہندوستان کا ایک صوبہ میں تھا۔ بعد میں ہندستان سے علیحدہ کیا گیا۔ اُس وقت 1945ء میں انگریز دوبارہ برمآواپس آئے اور جنوری 1948ء میں برمآآزاد ہو گیا۔ اُس وقت The Union of Burma کے نام سے خود مختار ملک بن گیا۔ اب تقریباً 2000ء سال میں ملک کا نام The Union of Myanmar بدل گیا۔ اِس وقت دار الحکومت نیپی ٹو Nay Pyi Taw کہا جاتا ہے۔ بدھ مت سرکاری مذہب بن گیا۔ سرکاری زبان برمیؔ ہے۔ سکہ kyat چیٹ استعمال ہوتا ہے۔ موسم کے لحاظ سے گرمی، سردی، بارش تین تین مہینے باری باری ہوتی ہے۔ کچھ پہاڑی علاقے میں برف پڑی ہے۔ خوش گوار موسم ہونے کی وجہ سے زیادہ تر سبزیاں اور چاول، گندم، گنا، کپاس، دالیں اور دوسری فصلیں کثرت سے ہوتی ہیں۔ سونے، چاندی، قیمتی پتھر، پیٹرولیم پائے جاتے ہیں۔

احمدیت کا آغاز

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ریویو آف ریلیجنز کے ذریعہ احمدیت کا پیغام پہنچا۔ ہندوستان کے ابتدائی احمدیوں کی آمدورفت سے بھی تبلیغ احمدیت برمآمیں شروع ہوئی۔ رنگونؔ کے ابتدائی احمدیوں میں حضرت عبد القادر کٹی صاحب مالاباری کا نام بہت نمایاں ہے۔ 1903ء میں حضرت ابو سعید عرب صاحب رنگون سے قادیان تشریف لائے تو وہ حضرت عبد القادر کٹی صاحب مالاباری کا ذکر کرتے تھے۔ علاوہ ازیں مختلف اوقات میں حضرت مفتی محمد صادقؓ صاحب بھی برمآکا دورہ کیا کرتے تھے۔



حضرت مصلح موعودؓ کے ایام خلافت 1925ء-1926ء میں ہندوستان کے دور دراز مقامات پر تبلیغی وفود روانہ کئے گئے۔ ایک وفد کی ڈیوٹی برمآ کے رنگون، مانڈلےؔ، میمیو شہروں جانے کے لئے حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب نیر امیر وفد مقرر ہوئے۔ مولوی غلام احمد صاحب بدوملہوی اور حافظ عبد الرحمٰن صاحب درویش قادیان وفد میں شامل تھے۔ حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب نیر انگریزی زبان میں تقریر کرنے اور افریقہ کے تبلیغی حالات سلائیڈز بھی دکھاتے تھے۔ اُن دنوں رنگون میں چند پنجابی ٹھیکداروں نے مختلف تھیٹر ہال کرایہ پر لئے اور وسیع پیمانے پر پبلسٹی ہوئی اور حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب نیر کی تقاریر ہوئیں جس کا اثر پڑھے لکھے طبقہ پر بہت اچھا ہوا۔ علاوہ اختلافی مضامین وفاتِ مسیح، صداقت مسیح موعود، ختم نبوت پر بھی لیکچر ہوا۔ سوال وجواب کا موقعہ دیا گیا۔ اُس کے بعد مانڈلےؔ وفد پہنچے اور وہاں بھی لیکچر کا انتظام کیا۔ حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب نیر کی ایک رؤیا بھی برمآ کے تاریخی یادداشت میں لکھا محفوظ ہے۔ فرمایا کہ ''میں جب برمآ ملک میں بطور مبلغ کے پہنچا تو دل میں خیال آیا کہ کچھ تبلیغی سروے کروں۔ حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے دل میں احساس پیدا ہوا کہ کام کچھ مشکل نظر آتا ہے۔ پھر دعا کی طرف متوجہ ہوا اور نہایت تضرع اور الحا کے ساتھ دعا شروع کی خواب دیکھا کہ حضرت گوتم بدھ ہمارے پاس تشریف لائے ہیں۔ اور مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ فکر مند نہ ہوں ہمارے لوگ بھی آپ کے پاس آئیں گے پھر آنکھ کھل گئی۔''

پیغامِ حق پہنچانے میں برمآ تاریخ میں یہ بھی ذکر ملتا ہے کہ مکرم عبد القادر کٹی صاحب جو Pioneer مبلغ تھے۔ اُن کے ساتھ مکرم سید محمد لطیف صاحب بھی تھے جنہوں نے مختلف مقامات اور شہروں میں تبلیغ کے ساتھ مناظرے

بھی ہوئے اور کئی بار اُن پر حملے کئے گئے اور جن سے اللہ تعالیٰ نے حفاظت فرمائی۔ مکرم موصوف کے نگرانی میں پہلی بار ”اسلامی اصول کی فلاسفی“ برمی ترجمہ کر کے 1933ء میں شائع ہونے کی توفیق ملی۔ (الحمد للہ)

حضرت مصلح موعودؓ نے 1935ء میں پہلی بار مولانا احمد خان صاحب نسیم جو مکرم و محترم نسیم مہدی صاحب (سابق امیر جماعت کینیڈا) کے والد محترم تھے بطور مبلغ برما بھجوائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی کوشش میں غیر معمولی برکت ڈالی اور دعوت الی اللہ کے میدان میں بہت کامیابی حاصل کی۔

1939ء میں یمیدن اور بسن شہر میں بڑی بڑی جماعتیں قائم ہو گئیں۔ جنگ عظیم ثانی سے پہلے زیادہ تر ہندوستانی نسل جماعت میں داخل ہوئے جس سے جماعت کی تعداد سینکڑوں پر مشتمل تھی۔ بڑے بڑے شہروں میں جماعت قائم ہو چکی تھیں۔ مولانا احمد خان صاحب نسیم کے بعد مرکز سے مکرم مولانا محمد سلیم صاحب بطور مبلغ انچارج برما تشریف لائے۔

دوسری جنگ عظیم جب شروع ہوئی تو ہندوستانی احمدی بڑی تعداد میں ہندوستان چلے گئے۔ اُس دوران جو رنگون میں رہنے والے چند احمدی احباب نے کمایوٹ نامی علاقہ میں چھوٹی سی مسجد بنا کر وہاں نماز باجماعت کا انتظام کیا۔ وہاں ایک مخلص احمدی اے۔ کے۔ ایم پیر محمد صاحب کی اہلیہ محترمہ نے مسجد بنانے کے لئے زمین وقف کی اور کافی عرصہ جمعہ، عیدیں، جلسہ وغیرہ ادا کرتے رہے۔

4 جنوری 1948ء برما کا تاریخی دن ہے۔ اُس دن انگیزوں نے برما ملک کو آزاد کیا۔ تقریبا آزادی میں شامل ہونے کے لئے حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ اُس وقت پاکستان کے وزیر خارجہ تھے۔ بطور نمائندہ برما تشریف لائے۔ اُس وقت مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ کثیر تعداد میں استقبال بھی کیا۔ احباب جماعت نے بھی خیر مقدم کیا۔

1953ء میں مجاہد تحریک جدید مکرم سید منیر احمد صاحب باہری بطور مبلغ انچارج برما تشریف لائے۔ برما قیام کے دوران موجودہ رنگون مشن ہاؤس اور مسجد تعمیر کرنے کے لئے ایک قطعہ زمین خریدنے کی توفیق ملی۔ بعد ازں 1958ء مکرم چوہدری منیر احمد صاحب عارف بطور مبلغ انچارج برما میں تقرر ہونے پر مشن ہاؤس اور مسجد تعمیر کا کام شروع کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے 1960ء کو مکمل ہوا جسے آج کل برما کا تبلیغی مرکز اور مسجد

استعمال کیا جاتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ''مسجد رنگون'' تجویز فرمایا اور چند دعائیہ کلمات بھی تحریر فرمایا ہے۔ وہ یہ کہ

''بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اللہ تعالیٰ اس مسجد کو اپنے نام اور ذکر کو بلند کرنے اور جاری رکھنے کا ذریعہ بنائے۔ اور شرک کو اس کے ذریعہ سے مٹائے اور اس میں قانتوں اور طائفین اور ذاکرین کی جماعت ہمیشہ دین کی خدمت کے لئے مستعد بیٹھی رہا کرے۔

مکرم چوہدری منیر احمد صاحب عارف مرکزی مبلغ سلسلہ ویزا ختم ہوئے پر 1960ء واپس پاکستان روانہ ہو گئے۔ بعد ازاں فوجی حکومت آنے پر ویزا نہ ملنے کی وجہ سے آج تک بیرونی ملک سے کوئی مشنری یا مبلغ برما نہ آسکا۔ ایک ہفتہ کے لئے Tourist Visa دیتے تھے جس کی وجہ سے کبھی کبھی مرکزی نمائندہ تشریف لاتے تھے۔ 1980ء حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی اجازت سے خاکسار محمد سالک اور مکرم اکبر احمد صاحب رنگون سے روانہ ہوئے اور جامعہ احمدیہ ربوہ میں تعلیم حاصل کر کے 1985ء میں بطور مرکزی مبلغ خدمت کا موقع ملا۔ بعد ازاں ملک کے قوانین کی وجہ سے کسی کو جامعہ میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے نہ بھجوایا جاسکا۔ پھر بھی کچھ نوجوان وقف کر کے بطور معلم خدمت کر رہے ہیں۔ جنگ عظیم دوم کے بعد سے ملکی حالت خراب ہونے پر پورانے احمدی احباب سے رابطہ نہ ہو سکے۔

جب 1960ء رنگون میں مصلح موعودؓ کی دعائوں سے مشن ہائوس اور مسجد تعمیر ہوئی اُس وقت سے از سر نو باقاعدہ نظام کے ساتھ جماعتی کام شروع ہوا اور مرکز سے خط و کتابت کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ باقاعدہ لائبریری کا بھی قیام ہوا۔ قرآن کریم برمی زبان میں شائع ہو چکا ہے، اسلامی اصول کی فلاسفی نئی ایڈیشن بھی شائع ہو گئی، کشتی نوح، نبیوں کا سردار، نماز مترجم، Muhammad in the Bible, World Crisis and the Pathway to Peace وغیرہ جو اہم کتابیں برمی ترجمہ شائع ہو چکے ہیں۔ علاوہ ہفتہ وار خطبہ جمعہ برمی ترجمہ فون پر سننے اور پڑھنے کا انتظام جاری ہے۔ پہلے تو جلسہ سالانہ اور ذیلی تنظیموں کے اجتماعات اپنے طور پر منایا جاتا ہے۔ بعد ازاں خلیفۂ وقت کی منظوری سے باقاعدہ مرکزی نمائندہ تشریف لاتے رہے۔ اور جلسہ اور اجتماعات رونق افروز ہوتے رہے۔ Covid بیماری سے پہلے تو ہر سال سکول کی چھٹیوں میں ایک ماہ معلّم کلاس ہوتے اور کثیر تعداد میں خدّام اور اطفال حصہ لیتے تھے۔ اور مشن ہائوس میں ہی کھانے پینے رہائش کا انتظام کیا جاتا ہے۔ شروع میں جلسہ سیرۃ النبیؐ اپنے

مشن ہاؤس میں مختصر انعقاد کرتے رہے۔ بعد میں بڑے ہال میں بڑے پیمانے پر جلسہ سیرۃ النبیؐ انعقاد کی توفیق ملی اور کثیر تعداد میں غیر از جماعت کے لوگ جن میں بدھ مذہب والے اور عیسائی اور ہندو مذہب والے بھی شامل ہوتے رہے۔ پھر جلسہ پیشوایانِ مذاہب انعقاد کی توفیق ملی۔ TV news میں بھی خبر نشر ہوئی۔ جب جلسہ سیرۃ النبیؐ۔ جلسہ پیشوایانِ مذاہب ہال میں بڑے پیمانے پر انعقاد ہو تو بک سٹال۔ حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء احمدیت کے تصاویر۔ بعض اہم تعلیمات بوڈ پر آویزاں ہوتے ہیں۔ جس سے لوگوں کے لئے کافی دلچسپی کا باعث ہوئی خاص طور پر قرآن کریم مختلف زبانوں میں تراجم دیکھنے پر بک سٹال کے ضمن میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ 1996ء Visit Myanmar Year کے عنوان پر حکومتی سطح پر بہت بڑا امیلا لگایا۔ پہلے تو دس دن کے لئے مقرر ہوا۔ بعد میں لوگوں کی دلچسپی کے باعث دس دس دن اضافہ کرتے کرتے ایک مہینہ ہو گیا۔ اکثر دنیوی کاروبار، کھیل کود، لذیذ کھانے پینے کی طرف توجہ ہیں۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے بک سٹال لگایا تو کافی غیر از جماعت کے لوگوں تک اسلام کا پیغام پہنچا۔ غیر احمدی احباب نے بھی مطالعہ کے لئے تشریف لاتے اور بعض سوال وجواب کا موقع ملا۔ بظاہر چھوٹی جماعت ہے لیکن حضرت مسیح موعود اور خلیفۂ وقت کے دعائوں سے یہ برکت ملی اور کسی غیر احمدی کو یہ موقع میسر نہیں۔ Covid بیماری چندماہ پہلے جلسہ سیرۃ النبیؐ بڑے پیمانے پر ہال میں انعقاد کیا تو وزیر مذہب خود تشریف لائے اور انہوں نے بتایا کہ میرا یہ پہلا موقع ہے کہ جلسہ سیرۃ النبیؐ میں شامل ہونے کا۔ آگے انہوں نے مذہب کے تعلق میں کچھ باتیں کیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک حدیث کا بھی حوالہ دیا۔

آج کل مشکل حالات میں آن لائن کے ذریعہ جماعتی تعلیم وتربیت کا انتظام کیا جارہاہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اہم خطبات اور نصائح مسلسل برمی ترجمہ کیا جارہاہے۔ قرآن کریم ناظرہ پڑھانا، وقفِ نو کے پروگرام، سکول جانا مشکل ہونے پر آن لائن سے ہی سیکھانے کا انتظام ہے۔ جلسہ سالانہ، اجتماع، جلسہ سیرۃ النبیؐ سب پروگرام آن لائن کے ذریعہ بنایا جاتا ہے۔

اس وقت رنگونؔ مرکزی مشن ہاؤس اور مسجد کے علاوہ مانڈلےؔ شہر میں ایک مشن ہاؤس اور ایک الگ نماز سنٹر ہے۔ مولمینؔ شہر میں ایک مسجد ہے۔ دو نئی جگہے ہے۔ میو میاؔ شہر اور این مےؔ شہر جہاں نومبائع احباب کی تربیت کے لئے نماز سنٹر بنا۔ لیکن مخالفوں نے حکومت کے ذمہ دار لوگوں کے سامنے شکایت کرنے پر نماز سنٹر بند کرنا پڑا۔ اسی علاقے میں ایک نومبائع نے خود نماز سنٹر بنایا۔ وہاں کافی دلچسپی لینے والے موجود ہیں۔ ان شاء اللہ برماؔ کے موجودہ حالات بہتر ہو امن نصیب ہو تو وہاں تبلیغی مہیم جاری کیا جائے گا۔

قارئین کی خدمت میں عاجزانہ دعا کی درخواست ہے کہ اِن مشکل حالات میں ہم سب کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق احسن رنگ میں خدمت بجالانے کے لئے اللہ تعالیٰ خاص تائید و نصرت فرمائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 22 مارچ 2022ء)

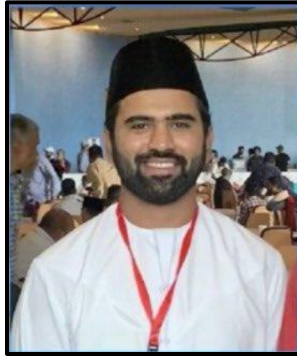

DÉPARTEMENT
RA HACHIRI
DE MAYOTTE


اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ


ASSOCIATION MUSULMANE
AHMADIYYA DE MAYOTTE
المدرسة الجماعة الإسلامية الأحمدية
MADRASSA . BIBLIOTHÈQUE

(4)

”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“
کا ایک منہ بولتا ثبوت مایوٹ آئی لینڈ



اسامہ عمر جوئیہ۔ نمائندہ الفضل مایوٹ

15 ویں صدی میں عربوں نے جزیرے پر حملہ کیا اور اس کے باشندوں کو جو غالباً بنتو اور مالائی اور انڈونیشی زبانیں بولنے والے پہلے لوگوں کی اولاد تھے، کو اسلام قبول کروالیا۔ 16 ویں صدی میں پرتگالی اور فرانسیسیوں نے میوٹے کا دورہ کیا۔ 18 ویں صدی کے آخر میں مڈغاسکر سے تعلق رکھنے والے ملاگاسی قبیلے کے ساکالوا (Sakalava) نے اس جزیرے پر حملہ کیا اور اسے آباد کیا، جس سے ملاگاسی بولی آئی۔ فرانسیسیوں نے 1843ء میں مایوٹ پر نو آبادیاتی کنٹرول حاصل کر لیا، اور کوموروس جزائر اور مڈغاسکر کے دیگر جزائر کے ساتھ 20 ویں صدی کے اوائل میں مایوٹ ایک واحد فرانسیسی سمندر پار علاقے کا حصہ بن گیا۔

مایوٹ کا نام پر تگالی ”میوٹا“ سے آیا ہے، جو سواحلی ”ماوٹی“ کی نقل ہے، جسے عربی میں ”جزیرۃ الموت“ کہا جاتا ہے جس کا مطلب ہے ”موت کا جزیرہ“ اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ مرجان (Corail) کی چٹانیں جو جزیرے کو گھیرے ہوئے ہیں جو طویل عرصے سے بحری جہازوں کے لئے ایک جان لیوا خطرہ تھیں۔ جو بھی بحری جہاز یہاں آتا تھا وہ چٹانوں سے ٹکرا کر تباہ ہو جاتا اور جہاز میں موجود لوگ ڈوب کر مر جاتے تھے۔ پھر ملاحوں کو یہ بات سمجھ آ گئی کہ جہاز کو دور سمندر میں چھوڑ کر چھوٹی کشتیوں کی مدد سے جزیرے میں داخل ہوا جا سکتا ہے۔ اس طرح یہ جزیرہ آباد ہوا جسے آج Mayotte Island کہا جاتا ہے۔

موزمبین اور مڈغاسکر اور افریقہ کے درمیان واقع، مایوٹ 374 کلو میٹر کا ایک چھوٹا آتش فشاں جزیرہ نما ہے۔ مایوٹ دو اہم جزائر اور تقریباً تیس چھوٹے جزیروں پر مشتمل ہے اس کا مرکزی جزیرہ، Grande Terre کہلاتا ہے۔ جہاں جماعت احمدیہ کا مرکز قائم ہے۔

زیادہ تر لوگ ملاگاسی نژاد Mahorais ہیں اور سنی مسلمان ہیں اور فرانسیسی ثقافت سے سخت متاثر ہیں۔ یہاں ایک رومن کیتھولک اقلیت ہے۔ فرانسیسی سرکاری زبان ہے، لیکن زیادہ تر لوگ کوموریئن بولتے ہیں (جو کہ سواحلی سے قریبی تعلق رکھنے والی زبان ہے)۔ مایوٹ کے ساحل کے ساتھ کچھ گاؤں ہیں جن میں ملاگاسی بولی مرکزی زبان ہے۔ بنیادی آبادی کے مراکز ٹاؤن Koungou, Mamoudzou اور Dzaoudzi ہیں۔ زیادہ تر آبادی نوجوان ہے۔ آبادی کا دو پانچواں حصہ 15 سال سے کم عمر کا ہے اور صرف ایک آٹھواں حصہ 45 یا اس سے زیادہ عمر کا ہے۔

خدمت کے شعبہ بشمول صحت کی خدمات، ٹیلی کمیونیکیشن، کمپیوٹر خدمات اور دیگر سرگرمیاں مایوٹ کے روزگار کا بنیادی ذریعہ ہیں۔ زراعت صرف وسطی اور شمال مشرقی میدانی علاقوں تک محدود ہے۔ نقدی فصلوں میں ونیلا، یلنگ، کافی اور ناریل شامل ہیں۔ کاساوا (مانیوک) کیلے، مکئی اور چاول رزق کے لئے اگائے جاتے ہیں۔ جزیرے کی اہم برآمدات یلنگ، یلنگ کا عرق اور مچھلیاں ہیں۔ کھانے پینے کی مصنوعات، مشینری، کیمیکل اور ٹرانسپورٹ کا سامان بڑی درآمدات ہیں۔ مایوٹ کا بڑا تجارتی پارٹنر میٹروپولیٹن فرانس ہے اور معیشت کا بڑا حصہ فرانسیسی امداد پر منحصر ہے۔ ایک سڑک کا نظام یوٹ جزیرے کے پرنسپل شہروں کو جوڑتا ہے اور ایک بین الاقوامی ہوائی اڈہ Dzaoudzi میں واقع ہے۔

مایوٹ میں احمدیت کا نفوذ

Mayotte Island حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک الہام کہ ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ کا ایک منہ بولتا ثبوت ہے جو خدائی وعدہ کے مطابق اپنی تمام تر صداقتوں کے ساتھ پورا ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔

2012ء میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں MTA کی برکات سے چند لوگوں تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچا، مزید تحقیق کے بعد انہوں نے جماعت احمدیہ سے رابطہ کیا اور جماعت میں شامل ہونے کی خواہش کا اظہار کیا۔ ان میں ایک نام جو سر فہرست ہے وہ استاد زید صاحب کا ہے جو ایک مذہبی استاد کے طور پر مختلف مساجد میں بچوں کو پڑھاتے تھے، جنہوں نے سب سے پہلے احمدی ہونے کا شرف حاصل کیا۔ احمدی ہونے کے بعد آپ نے اپنے اہل خانہ، دوست اور عزیز و اقارب، اسی طرح مدرسہ کے بچوں کو جماعت کی تبلیغ کرنا شروع کی اس طرح 2015ء تک 35 کے قریب ایک جماعت قائم ہو چکی تھی۔ زید صاحب کو ان کے ایک قریبی دوست نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے بارے میں بتایا، موصوف عربی زبان کا گہرا علم رکھتے ہیں۔ انہوں نے MTA پر عربی زبان میں پروگرام دیکھے جس میں وفات مسیح کے بارے میں بات ہو رہی تھی موصوف نے مزید دلچسپی لی اور دن رات تحقیق کی جس کے بعد انہوں نے جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا۔ استاد زید صاحب کو احمدیت قبول کرنے کی وجہ سے بہت سی قسم کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ان کو ان کی مسجد سے نکال دیا گیا، گھر تباہ کر دیا گیا نیز ایک سوشل بائیکاٹ کر دیا گیا۔ زید صاحب نے بالکل ہمت نہیں ہاری بلکہ ایک مخلصین کی جماعت اپنے ساتھ اکٹھی کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے۔

2015ء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خاکسار کی بطور پہلے مبلغ سلسلہ مایوٹ میں تقرری فرمائی۔ جو آج مایوٹ میں مبلغ و نیشنل صدر کے طور پر خدمت بجا لانے کی توفیق مل رہی ہے۔ آج 2021ء میں جماعت احمدیہ مایوٹ کی کل تعداد 250 کے قریب ہے جس میں چھوٹے بڑے سب شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مایوٹ آئی لینڈ کو اپنا پہلا جلسہ سالانہ 2018ء میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ مایوٹ آئی لینڈ میں ایک معلم جامعۃ المبشرین غانا احمدیہ U.K سے فارغ التحصیل ہو کر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ جبکہ ایک طالب علم حضور انور کی شفقت سے جامعہ احمدیہ یوکے میں زیر تعلیم ہے۔ استاد زید صاحب جو کہ خود بڑے عالم تھے اپنے علاقے میں قرآن و حدیث کا گہرا علم رکھتے ہیں وہ بھی مایوٹ میں بطور معلم خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

مایوٹ آئی لینڈ میں اس وقت کوئی مسجد تو موجود نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک نماز سنٹر جو مرکزی حیثیت رکھتا ہے قائم ہے، جہاں پانچ وقت نماز باجماعت، درس و تدریس اور ہر قسم کی جماعتی سرگرمیاں منعقد ہوتی ہیں۔ اور ہیومینیٹی فرسٹ کے تحت ایک اسکول کھولا گیا ہے جس سے احمدی اور غیر احمدی بچے یکساں طور پر مستفید ہو رہے ہیں۔ الحمدللہ

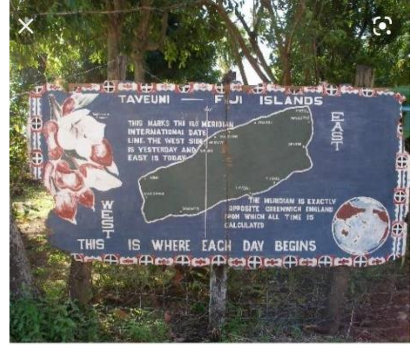
(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 22 مارچ 2022ء)



نیا سائن بورڈ جہاں سے ڈیٹ لائن گزر رہی ہے



مسجد محمود





Hazrat Khalifatul Masih IV is standing at the International Date Line at Taveuni along with his devoted followers. It fulfills the prophecy "I shall carry thy message to the corners of the earth".





(5)

دُنیاکاکنارہ جزیرہ تاوئیونی(فجی)



طارق رشید۔ مبلغ سلسلہ فجی

یہ الہام تو الحمدللہ ہم سب بچپن سے سنتے چلے آرہے ہیں۔ آج خاکسار اسکے پورے ہونے کے متعدد پہلوؤں میں سے ایک تاریخی اور حسابی طور سے بھی پورا ہونے کی داستان بیان کرنا چاہتا ہے۔

مختصر تعارف۔ فجی بحر الکاہل کے گہرے نیلے رنگ کے سمندروں میں گھرا ہوا ایک ملک ہے جو کالے پانی کا تصور پیش کرتا ہے اور یہ براعظم آسٹریلیا میں آتا ہے۔ فجی 330 جزائر پر مشتمل ہے جن میں سے صرف 110 جزائر آباد ہیں، جبکہ باقی سب ویران پڑے ہیں ان آباد جزائر کی کُل آبادی بھی 9 لاکھ ہے۔ یہ ملک تقریباً ایک صدی تک ملک برطانیہ کے تحت رہنے کے بعد بالآخر 10 اکتوبر 1970ء میں آزاد ہوا۔ فجی کا سب سے بڑا جزیرہ ویتی لیوو ہے جہاں اسکا دارالخلافہ صووا شہر ہے جہاں ہماری جماعت کا ہیڈ کوارٹر اور سب سے پہلی مسجد فضل بھی واقع ہے اور دوسرا مشہور شہر ناندی ہے جس میں انٹرنیشنل ایئرپورٹ بھی ہے اور اسکے بعد دوسرا جزیرہ ونوالیوو ہے اور پھر یہ تیسرا بڑا جزیرہ تاوئیونی جس کی کل آبادی صرف 19 ہزار ہے اور اسکی لمبائی 42 کلومیٹر اور چوڑائی 14 کلومیٹر ہے یوں اسکا

کل رقبہ 434 کلو میٹر بتایا جاتا ہے، اس میں 11 بڑے بڑے فیجئین گاؤں ہیں اور ملک کی سب سے بڑی چیف فیملی جنکو (راتو) کہتے ہیں اور شروع سے آج تک پارلیمنٹ میں اعلیٰ عہدوں پر مقرر لوگ بھی اسی جزیرے سے تعلق رکھتے ہیں۔ جزیرہ تاویونی قدرتی آبشاروں، ناریل، اناناس اور صندل کے درختوں سے بھرا ہوا ہمیشہ سرسبز اور تروتازہ دکھائی دیتا ہے اسی لئے اسکو (گارڈن آئی لینڈ) بھی کہتے ہیں۔ لیکن اسکی خاص اور اہمیت والی بات اسکی سب سے اونچی آبشار (بوما) ہے جو تین آبشاروں پر مشتمل ہے اور دنیا بھر سے سیاح اسکو 2 گھنٹے کی مسافت کے بعد اُوپر جا کر دیکھتے ہیں اور پھر واپس نیچے آکر اسکے ٹھنڈے پانی سے نہا کر اپنی تھکاوٹ دور کرتے ہیں۔ اسی طرح اس جزیرے کا ایک خاص سُرخ رنگ کا خوبصورت پھول ہے جو سب سے بڑی آبشار کے پاس پایا جاتا ہے اسکو (تانگی مودیا) کہتے ہیں جو پوری دنیا میں صرف اسی جگہ پایا جاتا ہے اور بتایا جاتا ہے کہ کئی کوششوں کے باوجود اسکی افزائش اور پرورش کسی دوسری جگہ نہیں ہو سکی۔ اور پھر جزیرہ تاویونی کی سب سے بڑی اور تاریخی اعتبار سے اہمیت کی وجہ اسکی زمین سے 180 ڈگری خط استوا یعنی (ڈیٹ لائن) کے نشان کا گزرنا ہے۔ اور یوں یہ دنیا کا کنارہ کہلاتا ہے اور دنیا میں سب سے پہلا سورج یہاں دیکھا جاتا ہے بلکہ یہ کہنا بھی بے جا نہ ہو گا کہ بفضل اللہ تعالیٰ دنیا میں دن کے آغاز کی توفیق سب سے پہلے آذان فجر کے ساتھ توحید کی آواز اللہ اکبر کو بلند کرتے ہوئے ہمیں اس جزیرے سے مل رہی ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔ ان شاء اللہ آئندہ موقع ملا تو جزائر فجی اور احمدیت کی حسین تاریخ کو بھی آپکی خدمت میں پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔

اب میں اصل مضمون کی طرف آتا ہوں کہ دنیاوی اعتبار سے اس جزیرے کی تاریخ کے علاوہ ہمارے لئے اسکی اہمیت کی وجہ اللہ تعالیٰ کی اس عظیم اور بڑی پیشگوئی کے پورا ہونے کی گواہی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے عالم تنہائی میں اپنے پیارے امام سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کو قادیان کی گمنام بستی میں یہ الہام کرتے ہوئے تسلی اور ترقی کی نوید سنائی تھی کہ (میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا)۔

اک قطرہ اسکے فضل نے دریا بنادیا
میں خاک تھا اسی نے ثریا بنادیا
میں تھا غریب و بے کس و گمنام و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر

خاکسار نے جب اس مضمون کو لکھنے کا ارادہ کیا تو امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اس الہام کو اس سرزمین پر پورا ہوتے ہوئے دیکھنے کے ساتھ ساتھ اور بھی کئی وعدے اور پیشگوئیاں پوری ہوتی ہوئی یاد آنے لگیں۔1924ء میں مرزا مظفر بیگ کو مسلمانوں کی طرف سے ایک مناظرے کیلئے لایا گیا تھا اور یوں انکے ذریعہ یہاں لاہوری جماعت متعارف ہوئی تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی منشأ کے مطابق احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام بھی یہاں روزنامہ الفضل کے ذریعہ ہی پھیلا کیونکہ اسی طرح فجی کے ناندی شہر میں چوہدری کاکے خان صاحب کے بڑے بیٹے چوہدری عبدالحکیم صاحب تجارت کی غرض سے تشریف لائے تھے اور انہوں نے اپنا رابطہ مرکز سے رکھا، پہلے اپنا چندہ وغیرہ قادیان بھجواتے رہے اور پھر بعد میں ربوہ جہاں سے انہوں نے اپنے مطالعہ کے لئے الفضل اور دیگر جماعتی رسائل بھی لگوائے جسکو پڑھنے کے بعد اسکا ذکر اپنے قریبی دوستوں سے کیا کہ اصل احمدیت کا پیغام یہ ہے چنانچہ اس پر تحقیق کرتے ہوئے وہاں کے ایک اور بزرگ حاجی محمد رمضان صاحب اپنے پوتے کے ساتھ ربوہ گئے اور سیدنا حضرت مصلح موعودؓ سے ملاقات کی جس پر حضور پُر نور نے اس وقت حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کو انکے ساتھ مسائل کو سمجھانے کی غرض سے مقرر فرمایا تھا اور یوں کچھ دنوں کی تحقیق کے بعد یہ دونوں احباب بیعت کر کے حقیقی نور کے ساتھ فجی واپس لوٹے اور یوں باقاعدہ احمدیت کا نفوذ فجی میں 1961ء میں ہوا اور اسی سال جماعت رجسٹر بھی ہوئی۔ اور اسکے ایک سال بعد ہی دنیا کے کنارے پر اس جزیرہ تاوئیونی میں احمدیت کا پیغام پہنچا اور 1962ء میں یہاں بھی 3 احباب نے احمدیت قبول کرتے ہوئے دنیا کے کنارے سے اس عظیم الشان پیشگوئی کے پورا ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر دی کہ واقعی خُدا نے اپنے وعدہ کو پورا کرتے ہوئے مسیح الزماں کی تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچا دیا ہے۔ الحمدللہ علی ذلک۔

جس کام کو کہے کرونگا میں ضرور ٹلتی نہیں وہ بات خُدائی یہی تو ہے

یہاں میں اللہ تعالیٰ کے ایک اور وعدے کو پورا ہوتا ہوا بھی دیکھتا ہوں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے 1955ء میں دشمنانِ احمدیت کے ناپاک ارادوں کو ناکام کرتے ہوئے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کو خطرناک جان لیوا حملے کے باوجود 10 سال تک زندہ رکھا اور آپکی عمر اور صحت میں بے پناہ برکت دی اور مقبول خدمت کی توفیق پاتے رہے اور یوں ڈنکے کی چوٹ پر ایک بار پھر باغیان خلافت پر ثابت کر دیا کہ یہی وہ پسرِ موعودؓ ہے جسکی خبر دیتے ہوئے عالم الغیب خُدا نے اپنے امام کو پیشگوئی مصلح موعودؓ میں 52 نشانیوں کی تکمیل پر جو الہام فرمایا تھا اس کے آخری الفاظ یہ ہیں کہ (میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔۔۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا اور زمین کے کناروں تک

شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گیں۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا)۔ وَكَانَ اَمرًا مَقْضِيًا۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 100۔102)

اس عظیم پیشگوئی کے اس اہم حصے کا پورا ہونا بہت ضروری تھا کیونکہ فجی دنیا کا کنارہ ہے اور یہاں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے دور میں احمدیت کا قیام ہوا، اور پھر باقاعدہ آپکے دور خلافت میں ہی مشن کا قائم ہونا اور پہلے مبلغ سلسلہ مکرم و محترم مولانا عبد الواحد فاضل صاحب کا یہاں تقرر ہوا اور 2 مساجد کے قیام کے ساتھ مرکز سلسلہ سے باقاعدہ مضبوط تعلق بھی قائم ہو گیا۔ کہ وہ دُنیا کے کنارے تک شہرت پائیگا، واقعی الحمدللہ بڑی شان سے پوری ہوئی۔ بلکہ 1965ء میں جس وقت حضرت مصلح موعودؓ کی وفات کی خبر آئی تو اُس وقت حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب اپنے نجی دورہ پر فجی میں ہی موجود تھے اور آپ نے اس دورہ کے دوران فجی کی تیسری مسجد کا سنگ بنیاد بھی رکھا جسکا نام حضرت مصلح موعودؓ کے نام پر مسجد محمود رکھا گیا۔

تیسرا اور ذوقی نقطہ بھی جو اس پیشگوئی کا پورا ہونا یہاں نظر آتا ہے کہ آخری زمانے میں ابن مریم کے نزول کی خبر بھی دی گئی تھی اور جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 1983ء میں اپنی خلافت پر متمکن ہونے کے بعد عالمی دورے پر فجی بھی تشریف لائے تو آپ نے بھی خاص طور پر جزیرہ تاویونی کا دورہ اپنے وفد کے ساتھ ڈیٹ لائن کے نشان تک کیا تا دنیا کے کنارے تک تبلیغ کے پیغام کو پہنچانے کا ظاہری نشان بھی پورا ہو، اس تاریخی دورہ میں حضور انور کے ساتھ حضور کی فیملی اور مقامی ممبران کے علاوہ جماعت احمدیہ کے مشہور بزرگ مکرم و محترم چوہدری حمید اللہ صاحب مرحوم اور چوہدری انور حسین صاحب مرحوم بھی شامل تھے۔ چنانچہ دورہ کے دوران حضور انور نے اس جزیرہ میں ایک انڈین سکول میں استقبالیہ تقریب سے خطاب بھی فرمایا تھا اور کچھ سوال جواب بھی ہوئے تھے۔ یہ سکول بھی شہر کے وسط میں ہے اور اسکے چند قدم کے فاصلے پر ہی پھر یہاں جماعت احمدیہ کو 2001ء کے آخر میں باقاعدہ ایک پختہ مسجد کی تعمیر کی توفیق ملی اور اس مبارک موقع پر خاکسار کو بھی اس وقت کے امیر و مشنری انچارج فجی مکرم و محترم مولانا نعیم احمد محمود چیمہ صاحب کے ساتھ اس دنیا کے کنارے پر تعمیر ہونے والی تاریخی مسجد کی سنگ بنیاد میں ایک اینٹ رکھنے کی توفیق ملی، الحمدللہ علی ذلک، اور پھر 2 اپریل 2002ء میں اس شاندار اور تاریخی مسجد کے افتتاح کے لئے مکرم و محترم نواب منصور احمد خان صاحب جو اس وقت وکیل التبشیر ربوہ

پاکستان تھے بطور نمائندہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ تشریف لائے اور انکے ساتھ آسٹریلیا کے امیر و مشنری انچارج مکرم و محترم محمود احمد بنگالی صاحب مرحوم بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ پھر یہاں ایک اور دلچسپ بات جو تاریخ کا حصہ بنی ہے کہ جب 1983ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ یہاں پہنچے تو نشان کو دیکھتے ہوئے فرمایا کہ میرے علم اور اندازے کے مطابق اس نشان کا تعین ٹھیک نہیں لگ رہا کیونکہ یہ بالکل سمندر کے کنارے نصب ہے اور اسکے سائن بورڈ کی سمت بھی ٹھیک نہیں ہے۔ حضور کی اس تحقیق اور فرمان پر تمام ممبران وفد اور خاص طور پر حکومتی عملہ جس میں پولیس افسران کے ساتھ ساتھ علاقے کا ڈویژنل آفیسر بھی موجود تھا خاموش رہے بلکہ حیران ہو گئے کہ آپ یہ بات اپنے مشاہدے کے ساتھ ساتھ کتنے اعتماد کے ساتھ کہہ رہے ہیں اور یہ بات خاکسار کو اس ہندو دوست نے بتائی ہے کہ جو اس وقت وہاں موجود تھا، کہ آپ کے خلیفہ نے گاڑی سے اُترتے ہی چند منٹ بعد فوٹو بنواتے ہوئے یہ بات کہی (کہ یہ نشاں یہاں درست جگہ پر نہیں ہے اور نہ ہی یہ سائن بورڈ صحیح سمت کی نشاندہی کر رہا ہے) اور اس پر سب خاموش رہے۔ چنانچہ آنے والے دنوں نے یہ بات ثابت کر دی کہ حضور کی تحقیق اور فرمان بالکل درست تھا۔ کیونکہ جب 2000ء میں نئ صدی کے آغاز پر یہاں کی حکومت نے دنیا بھر کے سیاحوں کی آمد پر فجی کو سجانے سنوارنے کے اقدامات کئے تو وہاں اپنی تاریخ کو مکمل اور درست کرتے ہوئے دوبارہ اس ڈیٹ لائن کے نشان پر بھی تحقیق ہوئی اور واقعی اس نشان کو غلط بتایا گیا اور اس نشان سے 1 کلومیٹر کے فاصلے پر بائیں طرف پہاڑ پر اسکو نصب کیا اور اسکی سمت بھی درست کی گئی کہ یہ صحیح جگہ ہے جہاں سے ڈیٹ لائن گزر رہی ہے اور کس رُخ سے گزر رہی ہے۔ ان دونوں تاریخی نشانات کی تصاویر بغرض معلومات اور گواہی پیش خدمت ہیں۔ اس مقام پر نصب سائن بورڈ کے ڈیزائن مختلف وقتوں میں مختلف رنگ اور شکلوں کے تبدیل کر کے لگائے جاتے ہیں جسکا اندازہ آپکو گوگل پر ریسرچ کرنے سے بھی ہو جائے گا۔

جہاں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے 1983ء میں پُرانے ڈیٹ لائن کے نشان پر وزٹ کیا اور دعا کی تھی، پھر ماشاء اللہ 2006ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی اپنی فیملی اور وفد کے ساتھ نئ جگہ پر اور نئے ڈیٹ لائین کے نشان پر 21 ویں صدی میں وزٹ کیا اور اس بات کا ثبوت دیتے ہوئے کہ ہاں خُدا کے اس وعدے پر ایک صدی گزر رہی ہے اور دعا بھی کی، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ یہ ڈیٹ لائن کا نشان ہمارے اس جزیرے پر احمدیہ مسجد بیت الجامع سے صرف 4-5 کلومیٹر کے فاصلے پر نصب ہے۔

2000ء صدی کے آغاز پر جہاں امام مہدی اور اسکے خلیفہ نے انکے حسابی اندازوں اور علامات کو درست کروایا تو وہاں انکے مذہبی عقیدے کو بھی غلط ثابت کرتے ہوئے جھٹکا دیا۔ کیونکہ اس وقت یکم جنوری 2000ء کو جہاں سیاحوں کی نئی صدی کے پہلے چڑھتے ہوئے سورج کو دیکھنے کی تمنا تھی کہ اس وقت تاویونی جزیرے میں تمام ہوٹلز اور ریزوٹس سب بھرے ہوئے تھے اور سیاحوں کی آمد اس حد تک تھی کہ لوگوں نے سمندر کے کنارے خیمے لگا کر نئی صدی کے پہلے سورج کو کیمروں میں محفوظ کرنے کی کوشش کی۔ تو وہاں کئی مذہبی جنون رکھنے والوں کو اس عیسیٰ ابن مریم کا بھی انتظار تھا کہ جس نے شائد اس صدی کے آغاز میں نازل ہونا تھا چنانچہ فجی میں بھی کئی نئے چرچ تعمیر ہوئے کہ شائد آنے والا مسیح ہماری چرچ میں نازل ہو لیکن اس وقت بھی متعدد پیشگوئیوں کی طرح ہم نے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی یہ بات بھی پوری ہوتی ہوئی دیکھی۔

سر کو پیٹو آسماں سے اب کوئی آتا نہیں۔۔۔

اسی طرح تاویونی جزیرے کے سامنے ایک اور چھوٹا سے جزیرہ رامبی بھی ہے جس میں دوسرے ملک کیریباس سے لوگ آکر آباد ہوئے ہیں جنکی زبان اور رنگ و نسل بھی فیجیئین سے مُختلف ہے اسکی آبادی بھی 6 ہزار سے کچھ زائد ہے اس جزیرے پر مکمل انکا کنٹرول اور عیسائی مذہب کا راج ہے۔ لیکن الحمدُللہ وہاں بھی 1994 میں ہمیں احمدیت کا پیغام پہنچانے کی توفیق ملی اور وہاں بھی عیسائی چرچز کے علاوہ صرف ہماری جماعت احمدیہ کی ہی سمندر کنارے ایک پختہ مسجد ہے جسکی پہلی مرتبہ سنگ بنیاد 2003ء میں اُس وقت کے امیر و مشنری انچارج مکرم نعیم احمد محمود چیمہ صاحب کے ساتھ خاکسار کو یہاں بھی اینٹ رکھنے کی توفیق ملی۔ اور آج بھی ہر ماہ خاکسار کو اس اس جزیرے پر تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ تبلیغی سفر کے لئے اس گہرے سمندر کی خطرناک لہروں کو چیرتے ہوئے آؤٹ بوٹ کے ذریعہ دورہ کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ آمین

احباب جماعت سے خصوصی دعا کی درخواست ہے کہ اللہ ان تمام مخلصین احمدیت کو ثبات قدم کے ساتھ مزید ایمان و اخلاص میں بڑھائے اور انکی نسلوں کو بھی اسلام احمدیت اور نظام خلافت کا مطیع اور فرمانبردار بنائے رکھے اور عاجز کو بھی مقبول خدمت دین کی توفیق دیتا چلا جائے اور میری اولاد در اولاد کو بھی قیامت تک ان برکات کا وارث بناتا چلا جائے اور انجام بخیر فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 22 مارچ 2022ء)

(6)

مائکرونیشیا—ایک عمومی وجماعتی تعارف اور ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ کی عملی تصویر



سرجیل احمد۔ مربی سلسلہ وصدر جماعت مائکرونیشیا

خاکسار بچپن ہی سے پہلے آنے والے مربیان کے بارے میں جب بھی سنتا، تو ان کے واقعات سن کر حیران ہو جاتا تھا۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب اور حضرت مولانا نذیر احمد علی صاحب کی طرح کے مجاہد، جو انتہائی لمبے سفر کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام دنیا کے دور دراز مقامات میں جا کر پہنچاتے رہے۔ 2016ء میں خاکسار کو جامعہ احمدیہ کینیڈا سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد ایک مہینے کے لئے سیرالیون جانے کی توفیق ملی اور حضرت مولانا نذیر احمد علی صاحب کی قبر پر جا کر دعا کی۔ ان کی قبر اس بات پر شاہد تھی کہ انہوں نے اپنی پوری زندگی اسلام

احمدیت کی شاندار اشاعت میں گزاری، اور دور دراز جنگلوں اور سمندروں کا سفر کر کے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لوگوں تک پہنچایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام، ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' خاکسار کو پورا ہوتے دیکھنے کی توفیق عطا ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خوبصورت مصرع ''کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر'' کا مطلب آہستہ آہستہ مجھ پر کھلنے لگا کہ کہاں ایک چھوٹی سی بستی سے اٹھنے والی آواز زمین کے کناروں تک پہنچے گی۔۔ اس آواز میں ایک انسان کی آواز نہیں تھی، بلکہ خدا تعالیٰ نے خود وعدہ فرمایا، اور خدا تعالیٰ اس کو پورا کرتا چلا جا رہا ہے۔

ایف ایس ایم کا تعارف

دسمبر 2017ء میں، حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حکم پر خاکسار کا تقرر یو ایس اے جماعت کے تحت ایک ایسے ملک میں ہوا جس کا نام تک نہیں جانتا تھا، The Federated States of Micronesia۔ خاکسار نے اپنا سامان باندھا اور دنیا کے ایک ایسے کنارے کی طرف سفر شروع کیا جس کا گمان بھی نہیں تھا۔ ٹورونٹو کینیڈا سے 43 گھنٹے کا ہوائی سفر یعنی تیرہ ہزار کلو میٹر کے سفر کے بعد خاکسار اپنی منزل مقصود پر پہنچا۔ اس وقت اس پیشگوئی کو سمجھنے کا وقت اور زندگی بدلنے والا سفر شروع ہوا۔



ان کچھ سالوں میں، خاکسار نے ان جزائر پر رہتے ہوئے خدا تعالیٰ کے ایسے حیرت انگیز کام دیکھے، جن سے خاکسار کی زندگی بدل گئی، اور خاکسار کی روح کو بار بار اس بات کا ثبوت ملتا رہا کہ اس جماعت کے پیچھے خدا تعالیٰ کا خاص ہاتھ ہے جس سے وہ اس جماعت کو آگے بڑھاتا چلا جا رہا ہے، اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو زمین میں فتح مند ترقیوں کے ساتھ پھیلاتا چلا جائے گا۔ ان شاء اللہ

فیڈریٹڈ سٹیٹس آف مائکرونیشیا جن کو ایف ایس ایم یا مائکرونیشیا سے بھی پکارا جاتا ہے، بحر الکاہل میں ایک ملک ہے۔ بہت چھوٹی زمینی سرحد ہونے کے باوجود، مائکرونیشیا کے بارڈر کے تحت 2.6 ملین km2 کا سمندر ہے، جس کی وجہ سے اس کو دنیا میں چودھویں نمبر کا سب سے بڑا ایکنامک زون (economic zone) سمجھا جاتا ہے۔

مائکرونیشیا میں کل 607 جزائر ہیں جن کا مکمل زمینی علاقہ 700 km2 ہے جو کہ چار ریاستوں میں منقسم ہے۔ ان کا پرچم نیلے رنگ کا ہے، جس پر چار ستارے ہیں جو کہ سمندر میں ان چار ریاستوں کی علامت ہے۔ آخری اندازہ کے مطابق اس ملک میں ایک لاکھ چار ہزار باشندے ہیں، لیکن یہ تعداد ملک کی اقتصادی حالت کی وجہ سے تیزی سے کم ہو رہی ہے۔

مائکرونیشیا، امریکہ کی ایک ٹریٹی (compact) میں آنے والا ملک ہے جس کی وجہ سے امریکہ اس ملک کے دفاع کی ذمہ داری لیتا ہے۔ مائکرونیشیا کی کرنسی یو ایس ڈالرز ہے اور امریکہ بغیر ویزا کے جا سکتے ہیں اور وہاں کا پاسپورٹ بھی لے سکتے ہیں۔ مائکرونیشیا میں کم سے کم اجرت 1.50$ USD ہے اور اس کی وجہ سے بہتر زندگی گزارنے کے لئے کافی لوگ امریکہ چلے جاتے ہیں۔ اس ملک میں چار ریاستیں ہیں اور اٹھارہ کے قریب مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں۔

یہاں کا موسم مرطوب اور بارانی ہے۔ درجہ حرارت سارا سال 28 سے 30 ڈگری سینٹی گریڈ رہتا ہے۔

مائکرونیشیا میں اکثر باشندے عیسائی ہیں، اور ان کے دل میں عیسائیت کی محبت بہت شدت سے ہے۔ جب ان سے عیسائی مشنری کے آنے سے پہلے کی تاریخ پوچھی جائے تو اکثر لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کے پیغام کے آنے سے پہلے کے وقت کے بارے میں بات نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس میں گناہ ہے۔ اس کی وجہ سے جماعت احمدیہ کے بھی آنے سے ملک میں بہت مخالفت کا سامنا ہوا اور اب تک ہوتا ہے۔

مائکرونیشیا میں زندگی مغربی دنیا سے بہت مختلف ہے، اور یہاں زندگی نسبتا سادہ ہے۔ ان جزائر میں صرف بنیادی ضروریات زندگی پائی جاتی ہیں۔ مائکرونیشیا کے باشندے انتہائی پیار کرنے والے اور ملنسار لوگ ہیں۔ ان ممالک میں خدا تعالیٰ کا ایسا فضل ہے کہ ان جزائر کے باشندے صرف جزیرہ پر پائے جانے والی چیزوں پر زندگی آسانی سے گزار سکتے ہیں۔ یہاں ہر قسم کے پھل اگتے ہیں، اور سمندروں میں مچھلیوں کی کثیر تعداد پائی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر پھلوں میں ستر سے زیادہ کیلوں کی اقسام ہیں، اور رنگوں میں مختلف رنگ کے کیلے پائے جاتے ہیں جن میں سے ایک سرخ رنگ کا کیلا بھی ہوتا ہے۔

چار ریاستوں کا عمومی تعارف

- پوناپے (Pohnpei) مائکرونیشیا کا سب سے نمایاں جزیرہ ہے۔ یہاں ملک کا دار الحکومت پیلیکر (Palikir) ہے۔ بعض اندازوں کے مطابق یہاں 30,000 باشندے ہیں۔ اس جزیرہ کو گارڈن سٹیٹ (garden state) کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے کیونکہ یہاں پھولوں کی مختلف اقسام ہیں اور پھول کثرت سے ہیں۔ دنیا میں دوسرے نمبر پر سب سے زیادہ بارش پوناپے میں ہوتی ہے۔ مائکرونیشیا میں جماعت کا سب سے بڑا مرکز پوناپے میں ہے۔

- کوسرائے (Kosrae) مائکرونیشیا کا سب سے چھوٹا جزیرہ ہے اور یہاں پر جماعت نے سب سے پہلے اپنا مشن ہاؤس قائم کیا۔ ایک اندازہ کے مطابق یہاں 5000 لوگ ہیں۔ کوسرائے ایک انتہائی خوبصورت جزیرہ ہے جہاں پر چند دکانیں، ایک پوسٹ آفس، سکول، ہسپتال اور چرچز بھی ہیں۔ کوسرائے کے لوگ مائکرونیشیا میں سب سے زیادہ مذہب کے پابند اور اپنا اکثر وقت چرچز میں گزارتے ہیں۔

- چوک (Chuuk) ایک پہاڑی علاقہ ہونے کی وجہ سے مشہور ہے اور یہاں سب سے زیادہ مائکرونیشیا کے باشندے رہتے ہیں اور اندازہ کیا جاتا ہے کہ یہاں 50,000 کے قریب لوگ مقیم ہیں۔ چوک (Chuuk) کے لوگ اپنے آپ کو مائکرونیشیا سے خودمختار کرنا چاہتے ہیں۔

- یاپ(Yap) اپنی ثقافتی تاریخ کی وجہ سے مائکرونیشیا کا سب سے دلچسپ اور حیرت ناک جزیرہ ہے۔ یہاں پچھلے زمانے میں پتھروں کا پیسا ہوتا تھا جو کہ بڑی مشکل سے ہزاروں کلومیٹر دور سے لایا جاتا تھا۔ موجودہ دور میں چونکہ یاپ میں اب صرف پتھر کے پیسے ایک ثقافتی رنگ رکھتے ہیں۔ مثلاً شادی کی رسومات کے وقت حق مہر میں یہ پتھر دئے جاتے ہیں اور بعض لوگ اپنے خاندان کی عزمت دکھانے کے لئے اپنے گھروں کے سامنے بھی رکھتے ہیں۔

نین میڈول(Nan Madol) ایک گم شدہ تہذیب کے آثار قدیمہ

پوناپے کے مشرق میں ایک انتہائی دلچسپ جگہ نین میڈول ہے۔ یہ ایک انتہائی طاقتور قوم کی باقیات ہیں جس کا نام ساوڈیلور (Saudeleur) تھا جن کی بادشاہت 1628ء تک قائم رہی۔ یہاں اس بادشاہت کے سب سے طاقتور علماء، رہنما اور حکمران رہتے تھے۔ آج یہ جگہ ایک UNESCO کی World Heritage Site ہے۔ یہاں اس قوم کی تہذیب کے کھنڈرات ہیں جو مسدس شکل کے پتھروں سے بنے ہوئے ہیں۔ یہ ہزاروں پاونڈ وزن کے پتھر ہیں، اور اب تک سائنسدانوں کو پتہ نہیں چلا کہ یہ پتھر یہاں کیسے لائے گئے، اور جنگل کے ایک کنارے میں ان کو کیسے بنایا گیا۔ نین مڈول کے کھنڈرات سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں غیر معمولی مہارت سے بنایا گیا تھا۔ ان کا جغرافیائی علاقہ 18 کللومیٹر کی عمارتوں پر محیط ہے جو ایک سو سے زائد مصنوعی جزائر پر مشتمل ہے۔ اس جگہ پر ایک حیرت انگیز آبپاشی کا نظام بھی موجود ہے جسے Venice of the Pacific سے بھی پکارا جاتا ہے۔

خاکسار یہ سمجھتا ہے کہ ان لوگوں پر کوئی اچانک آفت آئی ہو گی جو کہ ان کی کسی معصیت کی وجہ سے تھی، اور یہ باقیات خدا تعالیٰ کی اس قرآنی شہادت کے تحت آتے ہیں کہ تُو کہہ دے کہ زمین میں خوب سیاحت کرو اور غور کرو کہ پہلے لوگوں کا کیسا انجام ہوا۔ ان میں سے اکثر مشرکین تھے(الروم:43) واللہ اعلم باالصواب۔

جماعت احمدیہ کا مائکرونیشیا میں نفوذ و قیام

جماعت احمدیہ کا نفوذ و قیام مائکرونیشیا میں 1989ء میں ہوا، جب حافظ جبرائیل احمد سعید صاحب آف گھانا بحر الکاہل کے ممالک کا دورہ کرتے ہوئے پوناپے جزیرہ پر پہنچے۔ جماعت کی تاریخ کی مطابق 1991ء میں یہاں 13 لوگ اسلام احمدیت میں داخل ہو چکے تھے۔

2011ء میں جماعت نے کوسرائے جزیرہ میں ایک مستقل مشن قائم کیا اور کچھ سال بعد 2014ء میں مشن ہاؤس کی تعمیر کا سلسلہ شروع ہوا۔ آنے والے سالوں میں پوناپے جزیرہ پر یہ مشن قائم کیا گیا۔ ان جزائر پر آنے والے مربیان کا ذکر درج ذیل ہے: حافظ جبرائیل احمد سعید صاحب، یحییٰ لقمان صاحب، عمر اکبر صاحب، مطیع اللہ جوئیا صاحب، محمود کوثر صاحب، اور خاکسار سرجیل احمد۔

جماعت کی مخالفت کا مختصر ذکر اور خدا تعالیٰ کی تائید و ثمرات

اسلام احمدیت کے آنے کے ساتھ پادریوں کے اکسانے کے نتیجہ میں کوسرائے جزیرہ میں شدید مخالفت شروع ہو گئی۔ اس وقت لوگ پتھر پھینکنے کے لئے مشنری صاحب محمود کوثر کا اپنے گھروں کے سامنے سے گزرنے کا انتظار کرتے۔ بعض ٹیکسی کمپنیوں نے اعلان کر دیا کی ہم مسلمانوں کو اپنی گاڑیوں میں نہیں بیٹھنے دیں گے۔ دکانداروں نے ہمارے مربیان کو کھانا خریدنے سے منع کر دیا۔ ستمبر 2014ء میں 1000 لوگوں نے ایک پٹیشن جمع کروایا جس میں انہوں مسلمانوں کو جزیرے سے نکالنے کی قرار دار پیش کی۔

اس کے علاوہ لوکل گورنمنٹ نے پانی بند کر دیا۔ ایک وقت آیا کہ انہوں نے پھر پانی کھول دیا، لیکن پھر کئی سالوں سے پانی بند ہے اور مشن ہاؤس میں صرف بارش کا پانی استعمال ہوتا ہے۔

ان سب واقعات کی باوجود، خدا تعالیٰ کی خاص مدد اور تائید جماعت احمدیہ کے ساتھ ہمیشہ رہی ہے، اور اللہ تعالیٰ اپنی خاص محبت اور کامیابی و کامرانی کے بغیر نہیں رکھتا۔ جب دسمبر 2018ء میں خاکسار اپنی تقرری پر پہنچا، مربی کوثر صاحب مجھے اس دکان پر لے کر گئے جہاں پر وہ مسلمانوں کو کھانا نہیں بیچتے تھے اور کہنے لگے کہ ہر اس بندہ نے جس نے مخالفت کی، شکست پائی۔ نہ وہ ٹیکسی کمپنی رہی اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس دکان کے مالک کو ہی تبدیل کر دیا۔

خاکسار نے دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مشکلات کے نتیجہ میں ایسے ثمرات دیتا ہے کہ انسان حیران ہو جاتا ہے۔ 2019ء میں ایک خاتون نے محض خدا تعالیٰ کے فضل سے بیعت کی جس کا نام نوٹوے جارج (Notwe George) ہے۔ نوٹوے کوسرائے کے سب سے مشہور پادری کی بیٹی ہے۔ یہ پادری صاحب لوگوں میں بہت مشہور تھے اور لوگ جب بھی ان کو یاد کرتے ہیں تو عزت سے یاد کرتے ہیں۔ **بیعت کے بعد نوٹوے صاحبہ بیان فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے والد صاحب کی وفات کے بعد پہلی دفعہ ان کو خواب میں دیکھا۔ وہ مجھے خواب**

میں کہنے لگے کہ جس مذہب کو آپ نے قبول کیا ہے اس کو اب مضبوطی سے تھامے رکھنا اور استقامت دکھانا۔ خاکسار سمجھتا ہے کہ ان سب مشکلات اور مخالفت کے باوجود، خدا تعالیٰ کے فرشتے لوگوں کے دلوں میں اپنے مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام ڈالتے ہیں، اور خدا تعالیٰ اپنے نیک لوگوں کو اکٹھا کرتا ہے۔

ان جزائر پر ایسی زندگی ہے جیسے ایک گاؤں میں لوگ اکھٹے رہتے ہیں۔ ان لوگوں میں جب کوئی مسلمان ہوتا ہے تو ان کے رشتہ دار اس کو اپنے گھر بلانا چھوڑ دیتے ہیں، اور ان کو شدت سے تنگ کرتے ہیں۔ ایک دفعہ میں نے جماعت کے ایک فرد سویمر ٹیلی (Swimer Talley) صاحب کو کچھ پریشان دیکھا۔ جب میں نے ان سے پوچھا تو وہ کہنے لگے کہ کچھ لوگ مجھے پریشان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر یہ یعنی جماعت کے لوگ چلے گئے تو پھر تم کیا کروگے۔ سویمر صاحب مجھے کہنے لگے کہ **(مربی صاحب)، اگر آپ سارے چلے گئے تو میں پھر بھی اسلام پر قائم رہتے ہوئے اپنے گھر چلا جاؤں گا اور ایک مسلمان کی حیثیت سے اپنے آخری سانس لوں گا۔** انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اکثر کتب انگریزی میں پڑھ لیں ہیں اور ان کے دل میں اسلام کی ایسی محبت ہے کہ وہ کسی بھی مخالفت سے نہیں ڈرتے۔ جب بھی خاکسار کوئی مشکل محسوس کرتا ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان پیارے ماننے والوں کے بارے میں سوچ کر اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ ایک نئی طاقت پاتا ہے۔

پہلا جلسہ سالانہ

مائکرونیشیا کا پہلا جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ کوسرائے کے مشن ہاؤس میں 25 فروری 2017ء کو منعقد ہوا۔ یہ ایک انتہائی تاریخی دن تھا جس میں تیس سے زیادہ مہمانوں نے کریباس، مارشل آئی لینڈز، اور پوناپے سے شرکت فرمائی۔ مربیان میں سے مربی محمود کوثر صاحب، مربی فہد خواجہ صاحب، اور مربی فیروز ہندل صاحب موجود تھے۔ اس جلسہ سالانہ میں جزائر کے مختلف سیاست دان، مذہبی لیڈر اور جزیروں سے مہمانوں نے شرکت فرمائی۔

پوناپے میں نیا مشن ہاؤس اور صدر مملکت سے خیر سگالی تعلقات

درج ذیل واقعات بیان کرنے سے پہلے خاکسار اس بات کو بیان کرنا چاہتا ہے کہ ان واقعات کے ذکر میں خاکسار کی صرف یہ نیت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا ذکر کیا جائے۔ سچ بات تو یہ ہے کہ یہ سب خدا تعالیٰ خود کرواتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ بعض اوقات اپنی جماعت کے لوگوں کو شہادت کے طور پر شامل کر دیتا ہے۔

جب پوناپے کے جزیرہ پر ایک مستقل مشن قائم کیا گیا تو شروع میں کوئی بھی جماعت کو مشن ہاؤس کے لئے عمارت کرایہ پر دینے کے لئے تیار نہیں تھا۔ یہ خدا تعالیٰ کے عظیم الشان منصوبوں میں سے تھا کہ صرف ایک مشن ہاؤس کی عمارت ملی جو لوکل لکڑی کا بنا ہوا تھا اور چار ستون پر تھا۔ اس کی وجہ سے گھر ہوا کے ساتھ ہلتا اور جماعتی مصروفیات و عبادات کے دوران بعض ممبران اس پر شکایت کرتے تھے۔ کچھ عرصہ گزرا اور رمضان مبارک کا مہینہ آگیا۔ اسی زمانے میں علاقہ کا جنریٹر خراب ہو گیا۔ اس کی وجہ سے مشن ہاؤس میں شدید گرمی ہو جاتی تھی اور خاکسار کے پاس صحری اور افطاری کی تیاری کرنے کے لئے بجلی میسر نہ تھی۔ رمضان کے تین ہفتے اسی حالت میں گزر گئے اور خاکسار کا دل اس بات پر گھبراہٹ محسوس کرنے لگا اور دل سے دعا نکلی کہ اللہ تعالیٰ جماعت کے لئے بہتری کا سامان پیدا فرما دے۔ ایک دن عصر کے وقت خدا تعالیٰ کے حضور دعا کرنے کی توفیق ملی کہ اللہ تعالیٰ مشن ہاؤس کے لئے بہتر سامان پیدا فرمادے۔ اچانک دل میں شدت سے یہ خیال پیدا ہوا کہ خاکسار جماعت کے وکیل کے پاس جائے، اور اس سے کسی عمارت کے بارے میں دریافت کرے۔ ان جزائر پر جائدادیں ڈھونڈنا بظاہر ایک بہت مشکل کام ہے اور اس خیال کے علاوہ کوئی امید نہیں تھی۔ خاکسار اسی وقت گاڑی میں بیٹھا اور جماعت کے وکیل کے پاس چلا گیا۔ جب اس سے پوچھا، تو پتہ چلا کہ ایک گھر آج ہی خالی ہو رہا ہے اور وہ وہاں کے ایک congressman کا ہے۔ اس کو فون کیا لیکن جواب نہیں ملا۔ خاکسار نے پہلے جا کر گھر دیکھا اور وہاں سے سیدھا اس congressman کے آفس چلا گیا۔ Congressman ڈیوڈ پانیولو (David Panuelo) سے ملاقات ہوئی اور خاکسار کو اس وقت جماعت کا تعارف کروانے کی توفیق ملی اور اس نے بہت تعاون کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ خاکسار کو فکر تھی کہ اس گھر کا کرایہ بجٹ سے زیادہ نہ ہو جائے۔ خاکسار نے اس سے بات کی اور کہا کہ جماعت آپ سے یہ گھر کرایہ پر لینا چاہتی ہے اور ہمارے پاس صرف اتنا بجٹ ہے۔ اس پر وہ کہنے لگا کہ میرے دل میں یہ بات آئی ہے کہ میں آپ کی درخواست کو قبول کرلوں۔

اس congressman کے ساتھ جماعتی طور پر بہت دوستی ہو گئی اور ان سے جماعت کی مخالفت کا ذکر کیا، اور ساتھ ہی بتایا کہ نماز سنٹر ڈھونڈنے میں دقت پیش آرہی ہے۔ اس نے اسی وقت اپنی ایک بلڈنگ کا سب سے بڑا آفس کھولا اور کہنے لگا کہ آپ اس کو کرایہ پر لے لیں۔ خاکسار نے پھر اس سے ایک چھوٹی رقم کا ذکر کیا اور وہ مان گیا۔

کچھ عرصہ بعد ایک facebook کے ایک گروپ پر جہاں مائکرونیشیا کے اکثر لوگ ممبر ہیں، شدید مخالفت ہونی شروع ہو گئی، یہاں تک کہ لوگ کہنے لگ گئے کہ ہم مسلمانوں کو ختم کر دیں گے۔ اس پر اسی congressman نے گروپ پر پوسٹ کیا اور کہا کہ ان لوگوں کو اس ملک میں مذہب کی آزادی ہے اور یہ میرے دوست ہیں۔ اس کے بعد سب چپ ہو گئے۔

نومبر 13، 2018ء میں کانگرس میں، congressman پانویلو نے جماعت کا مختصر تعارف کروایا اور پھر کہا کہ مسلمانوں کو اس ملک میں آزادی ہے۔

جب یہ سب کچھ ہوا تو ایک دن میں اپنی اہلیہ سے عام گفتگو میں کہنے لگا کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کی اتنی مدد کی ہے، اب خدا تعالیٰ اس کی مدد کرے گا۔ میرے خیال میں خدا تعالیٰ کا وہ وعدہ تھا جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام کیا تھا، کہ یقیناً میں اس کی مدد کروں گا جو تیری مدد کرے گا۔

ایک دن میں congressman پانویلو کو بھی کہہ بیٹھا کہ میرے دل میں یہ بات آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس ملک کا صدر بنا دے گا۔ وہ اس بات کو سن کر حیران ہوا اور کہنے لگا کہ یہ میری کوشش ہے، اور شائید دس سال میں میں صدر بن سکوں گا۔ لیکن خدا تعالیٰ کا ایسا کرنا تھا کہ اچانک ایک انتخاب ہوا اور وہ ملک کا صدر بن گیا۔ گو صدر پانویلو نے خود بہت اچھے کام کئے ہیں ملک کے لئے، لیکن میرے دل کو یہ یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کی مدد کرنے کے سبب یہ ترقی دی ہے۔

صدر مملکت کو قرآن پاک کا تحفہ

یکم جولائی 2019ء کو خاکسار کو صدر پانویلو کے ساتھ آفس میں ملاقات کرنے کا موقعہ ملا۔ خاکسار نے جماعت کا پھر سے تعارف کروایا، اور ساتھ ہی صدر پانویلو کو قرآن پاک کا تحفہ دیا۔ جب اس نے قرآن پاک کو دیکھا، تو اچانک اٹھا اور قرآن پاک کو ایک ایسے ٹیبل پر رکھا جہاں پر وہ صرف انجیل کا نسخہ رکھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ صدر پانیولو کو نیکی اور تقویٰ کی طرف لیتا چلا جائے، اور اس کو اپنے ملک کی خاص خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اس پورے واقعہ کو لکھنے کا صرف یہی مقصد ہے کہ جب جماعت کی بات آتی ہے، تو سارے کاموں میں خدا تعالیٰ کی ایسی حکمت ہوتی ہے جس کا ہم اندازہ نہیں کر سکتے۔ یہ اس کی جماعت ہے، اور یقیناوہی اس کو کامیاب کرے گا اپنی خاص نصرت اور تائید کے ساتھ۔

ایک ایمان افروز سچائی اور ایک ذاتی واقعہ

خاکسار نے وقف کی زندگی میں ابھی کچھ ہی سال گزارے ہیں جامعہ کینیڈا کے بعد، لیکن جزائر پر رہ کر خاکسار نے ایک انتہائی ایمان افروز سچ سیکھا ہے۔ جب کینیڈا سے جزیرہ پر آیا، تو مغربی دنیا کی ساری آسائشوں کو پیچھے چھوڑ کر آگے نکلا۔ لیکن جہاں یہ ساری چیزیں اور رشتہ دار وغیرہ پیچھے رہ گئے، اور میں نے اپنے آپ کو ایک دور دراز جگہ پر محسوس کیا، خاکسار کو اس وقت پتہ چلا کہ دنیا کی ہر چیز جا سکتی ہے، لیکن جہاں پر بھی انسان جائے خدا تعالیٰ کی ذات ہمیشہ ساتھ رہتی ہے۔ خدا تعالیٰ سنتا ہے، اور ماں سے بھی زیادہ انسان سے محبت کا سلوک کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ ہر روز اپنے آپ کو ایک نئے رنگ میں دکھاتا ہے اور اپنے سب سے کمزور لوگوں کو بھی اپنی محبت دکھاتا ہے۔

ایک دن خاکسار گھر بیٹھا ہوا تھا، اور اچانک دل میں آچار کھانے کی خواہش پیدا ہوئی۔ بچپن میں کبھی زیادہ اچار نہیں کھایا لیکن اس وقت شدید خواہش پیدا ہوگئی تھی۔ اسی طرح خاکسار کی اہلیہ کہنے لگی کہ میرا بھی اس وقت "Maggi نوڈلز" کھانے کا دل کر رہا ہے۔ ہم دونوں اس بات پر ہنس پڑے کہ جزیرہ پر کوئی ایسا ذریعہ نہیں کہ اچار یا نوڈلز لئے جائیں، اور پارسل منگوانے میں دو مہینے تک بھی لگ سکتے ہیں، تو ہم نے اس بات کو چھوڑ دیا اور اپنے کاموں میں لگ گئے۔ خاکسار کسی جماعتی کام سے نکلا اور واپسی پر اشیاء ضرورت خریدنے کے لئے ایک دکان پر رکا جہاں پر ایک انڈیا کا رہنے والا لڑکا کام کرتا ہے۔ باتوں میں اس نے بتایا کہ میں نے ایک container منگوایا تھا دکان کے لئے اور اس کے ساتھ کچھ چیزیں منگوائیں تھیں جس میں کچھ زائید چیزیں آگئیں ہیں۔ اس نے ایک دروازہ کھولا اور اندر سے دو بڑی بوتلیں اچار کی نکالیں۔ اس وقت میں انتہائی حیران ہو گیا لیکن اپنے جزبات پر قابو رکھا۔ اس نے ایک اور ڈبا کھولا جو میگی نوڈلز سے بھرا ہوا تھا۔ خاکسار کا دل اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء میں سر بسجود ہو گیا۔

ان سب باتوں کا ذکر کرنے سے مراد کہیں اپنی نیکی کا بیان نہیں ہے، لیکن اس بات کی شہادت ہے کہ ان دور افتادہ جگہوں پر بھی خدا تعالیٰ کی ذات ہے، اور وہ اپنے بندے کے دل کی ہر حالت کو جانتا ہے اور اس کی ادنیٰ سے ادنیٰ

خواہش کو بھی پورا کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ ایسے راستے نکالتا ہے جس کا انسان گمان بھی نہیں کر سکتا، اور ساتھ ہی اسکا خاص نگہبان ہو جاتا ہے۔

احباب جماعت سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کے اللہ تعالیٰ مائکرونیشیا جماعت کو بڑھاتا چلا جائے اور اپنی خاص تائید و نصرت عطا فرماتا رہے، اور ہماری کمزوریوں کو ڈھانپتا چلا جائے۔ آمین!







(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 22 مارچ 2022ء)









(7)

اسکنڈے نیوین ممالک میں الہام کا پورا ہونا
میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا

نبیلہ رفیق فوزی۔ ناروے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں، کیا یورپ اور کیا ایشیا، اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں۔ توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کیلئے مَیں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اِس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔“

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306-307)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا جانے والا ہر نبی مختلف حالات اور خطہِ ارضی میں اپنے پروردگار کا پیغام پہنچانے کی سعی میں اپنی زندگی گزارتا ہے۔ ہمارے سامنے بہت سے انبیاء کے حالات ہیں۔ ہر نبی کی مشکل الگ تھی۔ کسی بھی

فرستادے کی مدد کے لئے اللہ تعالیٰ جو وسیلے اور ذرائع استعمال کرتا ہے ان میں انبیاء کرامؑ کے اخلاقِ حسنہ، نیک اور مخلص صحابہؓ کا ساتھ اور فرشتوں کے ذریعے غیبی مدد سب سے زیادہ مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ چودھویں صدی جس میں حضرت مسیح موعودؑ کی آمد مبارک ہوئی اس میں پہلے انبیاء کے زمانوں کی نسبت حالات بہت مختلف ہو چکے تھے۔ سائنس، ٹیکنالوجی اور طریقِ معاشرت میں بہت ترقی ہو چکی تھی۔ سب سے بڑی تبدیلی اور فرق جو اس زمانہ کے موعود امامؑ (آنحضرت ﷺ کے غلامِ صادق) کے سامنے تھا وہ ذرائع آمدورفت کی آسان سے آسان اور تیز سے تیز ایجاد اور چھاپہ خانے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مسیح الزماںؑ جس کا انتظار کئی برسوں سے ہو رہا تھا کو چھاپہ خانوں کے زمانہ میں لانا تھا تو اس کی حکیمانہ تدبیر نے ان کو قلم کا فن عطا کر کے بھیجا۔ لہذا اس زمانہ کے فرستادے کا سب سے بڑا تبلیغی ہتھیار قلم تھا، (قلم ہے اور قلم رہے گا ان شاء اللہ) جس کی مدد سے حضرت امام الزماںؑ نے خود بھی جہاد کیا، دنیا کے بہت سے دور دراز کے ممالک تک اپنا لکھا ہوا لٹریچر بھیجا اور اپنی جماعت کو بھی اس ہتھیار کے استعمال کی نصیحت کی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیحِ موعودؑ کو بہت ابتداء میں ایک الہام کے ذریعے خوش خبری دی تھی کہ

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" (1891ء)

حضرت مسیح موعودؑ کے بیٹے کا وعدہ

1908ء میں جب حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام اپنے حصے کا کام ختم کر کے مشیتِ ایزدی سے اپنے خالق کے حضور حاضر ہو گئے تو تدفین سے قبل آپ کے موعود بیٹے مرزا بشیر الدین محمودؓ نے آپ علیہ السلام کے جسدِ اطہر کے سرہانے کھڑے ہو کر خدا کو حاضر و ناظر جان کر اپنے والد سے عہد کیا کہ:

"اگر سارے لوگ بھی آپ (یعنی مسیح موعود علیہ السلام) کو چھوڑ دیں گے اور میں اکیلا رہ جاؤں گا تو میں اکیلا ہی ساری دنیا کا مقابلہ کروں گا اور کسی مخالفت اور دشمنی کی پرواہ نہیں کروں گا"۔ اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کے اس جذبے کی لاج رکھی اور 1932ء میں آپ کو عالمِ رویا میں دکھایا گیا کہ۔

"ناروے، سویڈن، فن لینڈ اور ہنگری کے لوگ احمدیت کا انتظار کر رہے ہیں۔"

(مجاہد ہنگری (کتاب) صفحہ 31 از حاجی احمد، تاریخ احمدیت جلد 18 صفحہ 477، روزنامہ الفضل ربوہ 3/ جولائی 1956ء صفحہ 1-8)

اللہ تعالیٰ نے ہر کام کا وقت رکھا ہوتا ہے۔ 1932ء کی خواب کو 1956ء میں تعبیر ملی۔ واقعہ کچھ یوں ہے کہ جب آپ رضی اللہ عنہ کو ان پر ہونے والے قاتلانہ حملہ کے زخم کی تکلیف کے علاج کے لئے برطانیہ جانا پڑا تو اس قیام کے دوران اللہ تعالیٰ کا عجیب تصرف ہوا کہ ایک، سترہ، اٹھارہ برس کا سویڈش لڑکا Gunnar Eriksen نامی، حضورؓ سے ملاقات کو آیا اور جاتے ہوئے آپؓ سے سویڈن میں مشن کھولنے کی درخواست بھی کر گیا۔ حضرت مصلحِ موعودؓ کو تو اللہ تعالیٰ پہلے ہی اسکینڈے نیویا کے متعلق بتا چکا تھا

اُس نوجوان لڑکے کی درخواست نے حضورؓ کے ارادے میں مزید عجلت پیدا کر دی۔ حضورؓ نے اس سویڈش کی درخواست کی منظوری 1955ء میں 22 تا 24 جون کو ہونے والی مبلغین لندن کانفرنس میں فرمائی۔ حضورؓ نے پاکستان پہنچتے ہی ایک مربی سلسلہ مکرم سید کمال یوسف صاحب کو سویڈن بھیجنے کا حکم دے دیا۔ گویا آپ کے دل کی وہ آواز، جو آپؓ کے دل سے اپنے والد بزرگوار کی وفات پر نکلی تھی جسے آپ کی شعائر اللہ ہمشیرہ حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے آپ کی طرف سے شعر میں یوں ڈھالا تھا کہ

میں کرونگا عمر بھر تکمیل تیرے کام کی
میں تری تبلیغ پھیلا دوں گا بر روئے زمیں

(درِّ عدن از حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ)

تب عالمگیر جماعت احمدیہ نے دیکھا کہ آپ کے اس وعدے اور ارادے کو تکمیل تک پہنچانے کی جدوجہد کا ایک حصہ اسکینڈے نیویا کے علاقوں میں مشن کھولنے اور یہاں اسلام کا پیغام دینے کا بھی ہے۔ الحمد اللہ
حضرت مصلح موعودؓ نے ایک جلسہ سالانہ پر جماعت کی مجموعی بیرونی ممالک کی مساعی بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ”اسکینڈے نیویا، روس سے ملتا ہوا ایک یورپین علاقہ ہے، اس علاقے کی ایک حکومت فن لینڈ کہلاتی ہے۔ چونکہ یہ علاقہ ترکوں سے بہت قریب ہے اس لئے یہاں لاکھوں ترک سینکڑوں برس سے بس رہے ہیں، انہوں نے ابھی تک احمدیت قبول نہیں کی۔ مگر ہمارے مبلغ کو بلا کر انہوں نے تقریریں کروائیں۔ دوسری حکومت اس علاقے کی سویڈن کہلاتی ہے پہلے ہمارا ارادہ تھا کہ سویڈن میں بیت الذکر بنائیں لیکن اب ایک جرمن نومسلمہ نے لکھا ہے کہ میں نے ناروے کے دارالحکومت اوسلو میں ایک جگہ تجویز کی ہے۔ میں نے سید کمال یوسف صاحب کو ہدایت کی

ہے کہ وہ اس جگہ کو دیکھ کر رپورٹ کریں۔ اگر انہوں نے بھی اسکے حق میں رپورٹ کی تو مغربی افریقہ کی جماعتوں کو تحریک کی جائے گی کیونکہ ہمارے ملک کے ایکسچینج کی حالت بہت خراب ہے"۔

(تاریخِ احمدیت جلد 20 صفحہ 189-200)

جناب سیّد کمال یوسف صاحب کی زبانی پہلا سفر سویڈن

مکرم سیّد کمال یوسف صاحب نے خاکسار کی درخواست پر مصلح موعودؓ کا ان کو سویڈن کے لئے بھیجنے کی کہانی یوں سنائی۔

"حضورؓ نے پاکستان پہنچتے ہی میرے بارے میں پوچھا۔ انہیں بتایا گیا کہ جامعہ کا آخری سال ہے۔ حضورؓ نے فرمایا کہ کہ اسے فوراً اسکینڈے نیویا کے لئے روانہ کرو! اس زمانہ میں پاسپورٹ بنانا ایک بڑا مسئلہ ہوتا تھا چھ ماہ بنانے میں لگ گئے حضرت مصلحِ موعودؓ نے پوچھا تو ان سے عرض کر دی کہ پاسپورٹ تو بن گیا ہے لیکن ٹکٹ کے لئے رقم نہیں ہے۔ حضورؓ نے فرمایا بحری جہاز پر بھیج دو۔ الغرض خاکسار حضرت مصلح موعودؓ کی دعاؤں کے صدقے مختلف مراحل سے گزرتا ہوا ہیمبرگ پہنچ گیا۔ ہیمبرگ میں اللہ کے فضل سے جماعت کا مشن قائم تھا، جس کے انچارج چوہدری عبداللطیف صاحب تھے، اُس وقت چوہدری صاحب باقی مغربی ممالک کے مشنریز کے بھی انچارج تھے۔ انہوں نے ہی میرا سویڈن پہنچنے کا انتظام کرنا تھا۔ حضرت مصلحِ موعودؓ کا حکم تھا کہ چوہدری عبداللطیف صاحب بھی مربی سویڈن کے ہمراہ سویڈن تک جائیں۔ میری خوش قسمتی کہ ہیگ میں حضرت چوہدری سر ظفراللہ خان صاحبؓ موجود تھے انہوں نے پہلے ہی اپنی گاڑی میں فن لینڈ جانے کا پروگرام بنا رکھا تھا۔ انہوں نے چوہدری صاحب اور خاکسار کو بھی ہمسفر بننے کی خواہش کی۔ لہذا ہم حضرت سر ظفراللہ خان صاحبؓ کی گاڑی میں سویڈن پہنچے"

الغرض! سویڈن کے دارلخلافہ گوٹن برگ پہنچ کر دونوں مربیان نے سب سے پہلے رہائش ڈھونڈنے کی طرف توجہ کی رہائش ڈھونڈنے کے ساتھ ساتھ ملک کی مختلف سوسائیٹز اور متعلقہ اداروں سے رابطہ کیا، ایک پریس کانفرنس بھی کی گئی یہ تمام رابطے اس لئے کرنا ضروری تھے تاکہ شہر کی فضا میں یہ خبر پھیل جائے کہ اس ملک میں اسلام کے مبلغ پہنچ گئے ہیں۔ تاکہ جس کو دینِ اسلام کے بارہ میں تجسس ہو وہ آئے اور مبلغ سے مل کر معلومات حاصل کرے۔

جناب چوہدری عبد الطیف صاحب گوٹن برگ میں ایک ہفتہ قیام کے بعد نئے مربی سلسلہ، جناب سیّد کمال یوسف صاحب کو سویڈن میں چھوڑ کر خود جرمنی واپس آ گئے۔

الغرض جرمنی کا مشن چونکہ ان تمام مغربی ممالک کا ہیڈ کوارٹر تھا لہٰذا حضرت مصلح موعودؓ کی ہدایت کے مطابق چوہدری عبد اللطیف صاحب کی سویڈن میں 1961ء تک نگرانی تو رہی مگر تمام ذمے داری لوکل مربی سلسلہ کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مشن سویڈن کو پہلا پھل 1956.08.07ء میں ایک سویڈش Gunner Eriksen کی صورت میں دیا یہ وہی نوجوان تھے۔ جنہوں نے حضرت مصلح موعودؓ کو سویڈن میں مشن کھولنے کی تحریک کی تھی۔ ان کا اسلامی نام "سیف الاسلام محمود" رکھا گیا۔ یہ نوجوان نو مبائع، جماعت کے لئے بہت مفید ثابت ہوئے۔ سویڈن کے اعزازی مبلغ بنا دیئے گئے اور بہت جلد ان کی ادارت میں ایک رسالہ بھی نکلنا شروع ہو گیا جو تینوں ممالک کی زبانوں میں جاری ہوا۔ اس سے پہلے سیّد کمال یوسف صاحب ڈنمارک اور فن لینڈ کے دورے بھی کرتے رہے، فن لینڈ میں ترک قوم کے مسلمانوں میں تقاریر بھی کیں۔ ڈنمارک میں ڈینش زبان میں لٹریچر بھی پہنچایا جاتا رہا اور لیکچر بھی دئے جاتے رہے۔ ڈنمارک کا مشن 1959ء میں کھولا گیا اور اسے دو سال جرمنی کی نگرانی میں رکھ کر 1961ء میں بالکل آزاد حیثیت دے دی گئی۔

1958ء میں جناب کمال یوسف صاحب نے حضرت مصلحِ موعودؓ کی اجازت سے ناروے میں بھی باقاعدہ مشن کا آغاز کر دیا۔

یوں 1961ء میں صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب حضرت مصلحِ موعودؓ کی ہدایت پر کوپن ہیگن تشریف لائے کوپن ہیگن کا مشن مکرم کمال یوسف صاحب کے حوالے کیا اور انہیں اضافی کام تینوں ممالک کے انچارج ہونے کا بھی دے دیا۔ یوں ہمارے پیارے امام حضرت مصلح موعودؓ کی امامت، ان کی اولوا العزمی اور اللہ کے فضل سے سویڈن، ناروے اور ڈنمارک تینوں ممالک کے الگ الگ مشن کھُل گئے۔

(تاریخِ احمدیت، جلد 17 صفحہ 491-497 تک سے لی گئی معلومات)

خلافتِ ثانیہ کے دور میں اسکینڈے نیویا میں اسلام کی اشاعت کا مختصر خاکہ

حضرت مصلح موعودؓ کو اللہ تعالیٰ نے اسکینڈے نیویا کے ممالک میں وحدانیت کا پرچار کرنے اور اسلام کی تبلیغ کے لئے بنیادی ڈھانچے کھڑے کرنے کا جتنا وقت دیا وہ 1956ء سے 1965ء تک کا بنتا ہے۔ تاریخِ احمدیت جلد 18 صفحہ نمبر 89 میں لکھا ہے کہ

"اللہ کے فضل سے دو مبلغین، جو مرکز سے تشریف لائے تھے، جناب سیّد کمال یوسف صاحب اور سیّد مسعود احمد صاحب ان کی شبانہ روز محنت سے اسلام بہت تیزی سے پھیلنے لگا۔ قرآن پاک کے تراجم، اور اشاعت کا کام بہت بڑھ گیا تھا۔ مشن کو اتنی وسعت ہوئی تینوں ممالک میں سے ایک ایک مخلص نو مبائع کو اعزازی مبلغ کی ذمے داری سونپی گئی۔ جن میں عبد السلام صاحب ڈنمارک میں، الحاج سیف السلام محمود ایرکسن سویڈن میں اور مکرم نور احمد بولستاد ناروے کے نو مبائعین شامل تھے، "گوٹن برگ، مالمو، اسٹاک ہالم، ڈنمارک اور اوسلو کے علاوہ دوسرے شہروں میں بھی بیعتیں ہوئیں۔

لہٰذا ان سب خدمت گاران نے مل کر حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی الہامی خبر کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" کی ایک واضع جھلک دنیا کو دکھا دی۔ اسکے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی وہ پیشگوئی جو "پیشگوئی مصلحِ موعود" کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔ اور جس میں حضرت مصلح موعودؓ کے متعلق اللہ تعالیٰ کے وہ الفاظ "کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا" بھی پورے کر دیئے۔ الحمد للہ۔

دورِ ثالثہ میں اسکینڈے نیویا میں اسلام کی ترقی

1965ء حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اپنے حصے کے کام کرکے اپنے رب کی خدمت میں حاضر ہوگئے اور حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ نے جماعت کی باگ ڈور سنبھالی۔ ان کے دورِ خلافت میں اللہ تعالیٰ نے مزید ترقیاں عطا فرمائیں۔ اسکینڈے نیویا میں مساجد کی تعمیر اور اسلام کی اشاعت و تبلیغ کا جو خواب ان کے والد بزرگوار نے دیکھا تھا۔ اس کو آگے بڑھانے کا وقت آ چکا تھا۔

(تاریخ احمدیت جلد نمبر 17 صفحات 479-489 لیے گئے حقائق)

1967ء سے 1969ء تک اسکینڈے نیویا کے ممالک میں احمدیت اور اسلام کی ترقی کا وقت تھا، آئیس لینڈ، فن لینڈ کے یوگوسلاوین لوگوں نے خود رابطے کر کر کے مربیان سے معلومات لیں اور احمدیت قبول کی،1970ء میں مرکز سے ایک اور مربی سلسلہ جناب منیر الدین احمد صاحب تشریف لائے۔ ان کے حصے میں سویڈن کا مشن آیا۔ انہی دنوں سویڈن میں خدا کا گھر بنانے کے لئے زمین کی تلاش کا کام شروع ہوا، اسکے لئے زمین ڈھونڈنا تھی۔ لہٰذا یہ کام مکرم سیّد کمال یوسف صاحب کو سونپا گیا تھا۔ مناسب جگہ پر مناسب قیمت میں زمین ڈھونڈنا آسان نہیں تھا بہر حال اللہ نے مدد کی زمین لیز پر لینے اور سنگِ بنیاد رکھنے کا کام انہوں نے 1975ء تک مکمل کر لیا اللہ کے فضل اور مدد سے باقی کا کام سویڈن کے نئے نامزد مربی سلسلہ منیر الدین احمد صاحب نے سنبھالا اور 1976ء میں مسجد (مسجد ناصر) کا افتتاح بھی کر لیا۔ الحمد للہ۔

اسکینڈے نیویا میں اسلام کی پہلی مسجد

اسکینڈے نیویا میں اسلام کی پہلی مسجد نصرت جہاں کی بنیاد ڈنمارک میں جولائی 1966ء کو صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے رکھی۔ چونکہ یہ اسکینڈے نیویا میں اسلام کا پہلا باقاعدہ مشن اور خدا کا گھر بنایا جا رہا تھا، اسلئے ڈینش میڈیا نے اسے خوب مشتہر کیا۔ ایک روز پہلے ہی ریڈیو پر اس کے متعلق خبریں دی جانے لگیں۔ اخبارات نے بھی اسکا بہت چرچا کیا۔ افتتاح کے مبارک دن بہت سے ممالک کے سفیر اور مندوبین بھی شامل تھے۔ یہ جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ نو مبائع سیف الاسلام صاحب جو اعزازی مبلغ بھی تھے نے اذان دی اور حضرت ظفر اللہ خان صاحبؓ نے اُس روز جمعہ کا خطبہ دیا اور نمازِ جمعہ پڑھائی۔ حضرت ظفر اللہ خانصاحبؓ کے جمعہ پڑھانے کی خبر اور ان کی موجودگی کو میڈیا نے بہت اہمیت دی۔ اللہ کے فضل سے مسجد مکمل ہونے کے بعد اس کا افتتاح 1967ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے کیا۔ اس مسجد کی ایک بہت اہم اور تاریخی بات یہ ہے کہ چونکہ مسجد نصرت جہاں کے لئے زمین 1964ء میں ہی خریدی جا چکی تھی، لہٰذا حضرت مریم صدیقہ صاحبہؓ اہلیہ (حضرت مصلح موعودؓ) جو کہ صدر لجنہ مرکزیہ بھی تھیں نے حضرت مصلحِ موعودؓ کے پچاس سالہ دورِ خلافت کے شکرانے کے طور پر لجنہ کو ایک مسجد بنانے کی تحریک کی، اور اسکے لئے "نصرت جہاں مسجد" کوپن ہیگن تجویز کی گئی۔ یوں اسکینڈے نیویا کی پہلی مسجد لجنہ اماءِ اللہ کی قربانیوں سے تعمیر ہوئی۔ الحمد للہ

ڈنمارک کی ایک اخبار lollandstidene نے 25 جولائی اگست 1967ء کے پرچے میں لکھا کہ!

"آج مسلمانوں کا مذہب، یعنی دینِ اسلام ڈنمارک میں پھیلایا جا رہا ہے۔ کوپن ہیگن میں پہلی مسجد تعمیر ہو گئی ہے۔ اس کا افتتاح بھی عمل میں آچکا ہے" اس کے آٹھ برس بعد نومبر 1975ء کو سویڈن کے شہر گوٹن برگ میں مسجد ناصر کا سنگِ بنیاد رکھا گیا۔ تکمیل کے بعد اس کا افتتاح 1976ء کو کیا گیا۔ اس وقت وہاں کے مبلغ انچارج مکرم منیر الدین احمد صاحب تھے۔

یوگوسلاوین لوگوں میں احمدیت کی مقبولیت

اکتوبر 1975ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ گوٹن برگ دورہ پر آئے یہاں یوگوسلاوین لوگوں کے ساتھ ایک مجلس تھی۔ اس مجلس کا حال پڑھئے۔ سترہ اکتوبر 1975ء کی الفضل ربوہ میں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دورہ گوٹن برگ کے دوران یوگوسلاوین احباب کے ساتھ ملاقات کے متعلق الفضل کے اخباری نمائندے جناب مسعود احمد دہلوی صاحب کا بیان تحریر ہے کہ

"اس تمام عرصہ میں یوگوسلاوین دوستوں پر ایک ایسا کیف کا عالم طاری رہا کہ یوں محسوس ہوتا تھا کہ وہ اس عالم میں نہیں۔ اور ان کی جانب سے ذوق وشوق کا اظہار خدائی تصرف کے تحت ہو رہا ہے" اس مجلس کے بعد ایک مخلص احمدی برادرم شعیب موسیٰ صاحب نے اپنی اہلیہ سے فارم بھرنے کو کہا جو کہ پہلے ہی یہ نیک کام کرنا چاہتی تھیں، اس کے بعد مزید چودہ احباب نے فارم بھرے اور بیعت کے سلسلہ میں داخل ہو گئے، جن میں چھ مرد اور آٹھ خواتین تھیں۔ الحمدللہ

اسکینڈے نیویا میں شامل انتہائی شمالی علاقے ناروے کا محلِّ وقوع

اگر اسکینڈے نیویا یورپ کے شمال مشرق میں واقعہ ہے تو اس میں شامل سرزمینِ ناروے انتہائی شمال میں واقعہ ہے۔

ناروے جو زمین کا کنارہ بھی کہلاتا ہے۔ روس، ڈنمارک اور سویڈن ناروے کے ہمسائیہ ممالک کہلاتے ہیں، سویڈن کی سرحد تقریباً 1600 کلومیٹر تک ملتی ہے جبکہ ناروے اور ڈنمارک کے درمیان خشکی کا کوئی رستہ نہیں سمندری راستہ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ اگر خشکی کے رستے جانا ہے تو پھر براستہ سویڈن جایا جاتا ہے۔ روس کے ساتھ ناروے کی ہمسائیگی، 198 کلومیٹر تک چلتی ہے۔ ایک اور ملک فن لینڈ بھی ناروے کا سرحدی ہمسائیہ ہے۔ انتہائی شمال میں

ہونے کی وجہ سے اسے ”زمین کا کنارا“ کہتے ہیں۔ گلیشئر، جھیلوں، آبشاروں، چشموں، برفانی پہاڑوں، اور گرمیوں میں بڑے سے بڑے اور سردیوں میں چھوٹے سے چھوٹے دنوں والے اس ملک میں احمدیت کے آغاز کا حال اوپر گزر چکا ہے، یہ ہم جان چکے ہیں کہ اس ملک میں احمدیت حضرت مصلح موعودؓ کی تدبیر سے براستہ ڈنمارک اور سویڈن پہنچی تھی۔

1978ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ لندن میں کسرِ صلیب کانفرنس کے لئے تشریف لائے تو کانفرنس کے کامیاب انعقاد کے بعد 24 جولائی کو روانہ ہو کر 25 جولائی کو اوسلو میں رونق افروز ہوئے اور 26 جولائی کو ایک پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔

اس خطاب کے متعلق اخبار کی خبر

روزنامہ Arbeider bladet میں 31 جولائی 1978ء میں بعنوان ”اسلامی خلیفہ نے ناروے کو عیسائیت سے لاتعلق کر چھوڑا“ کے تحت اخبار میں لکھا ہے کہ ”اسلام تمام بنی نوع انسان کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے آیا ہے۔ (یعنی اس کے مخاطب ہر قوم اور ہر فرد ہے) اسلام میں روئے زمین کا ہر انسان جب چاہے داخل ہو سکتا ہے۔ جہاں تک قبولِ اسلام کا تعلق ہے اس میں دیر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جس کسی کو بھی جب بھی قبولِ حق کی سعادت ملے۔ اس کے لئے غنیمت ہے“ یہ خلاصہ ہے مسلمان فرقہ احمدیہ کے خلیفہ حضرت مرزا ناصر احمدؒ کی اس گفتگو کا جو انہوں نے گذشتہ بدھ (24جولائی 1978ء) کو اوسلو میں اخباری نمائندوں سے ایک ملاقات کے دوران فرمائی۔ خلیفۃ المسیح اس خالص مذہبی جماعت کے روحانی سربراہِ اعلیٰ ہیں اخبار نے مزید لکھا کہ ”دنیا بھر میں اس جماعت کے افراد کی تعداد ایک کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ جن میں ناروے میں رہنے والے 130 باشندے بھی شامل ہیں۔“ گو کہ ان لوگوں کو وحدانیت کا سبق پڑھانا مشکل کام تھا، کہنے کو یہاں عیسائی مذہب کا راج تھا، مگر چونکہ عیسائیت بھی ان پر ایک طرح سے نافذ ہی کی گئی تھی لہذا کوئی مذہب ان کے دلوں میں جذب نہیں ہوا تھا۔ اور خصوصاً وہ علاقہ جس میں دارالحکومت اوسلو ہے وہاں تو مذہب کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ لیکن لوگ انتہائی شریف اور بھلے مانس ہیں۔ ہاں جنوبی علاقے کرسچیان سند (Kristiansand) میں عیسائیت کا بہت زور اور احترام ہے، اور عیسائیت کو پھیلانے اور مذہب کی پابندی کرنے والے ایک کثیر تعداد میں موجود ہیں۔

ناروے میں مسجد نور کی تعمیر

ہم ایک سے زیادہ مرتبہ پہلے بھی مکرم نور بولستاد صاحب کا نام لے چکے ہیں۔ ناروے میں احمدیت کے تفصیلی بیان سے پہلے ضروری ہے کہ جناب مکرم نور احمد بولستاد کا کچھ ذکر ہو جائے۔ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ سویڈن کا مشن 1956ء میں وجود میں آیا۔ سویڈن کے مربی سلسلہ، مکرم سیّد کمال یوسف صاحب، تمام اسکینڈے نیویا کے ممالک کو سنبھال رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر کرم کیا اور ایک برس بعد ہی ایک سفید پرندہ پکڑ کر جماعت کی جھولی میں ڈال دیا۔ یہ مکرم نور احمد بولستاد تھے۔ مکرم نور صاحب نارویجین باشندے ہیں جنہوں نے 1957ء میں بیعت کی۔ نور صاحب کی بیگم اور بچوں کی بھی بیعت ہوئی اللہ تعالیٰ نے یہ مدد مربی سلسلہ کو ہی نہیں عطا کی بلکہ ان کی بیعت سے اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ ناروے پر بہت بڑا فضل کیا۔ مکرم نور بولستاد صاحب ناروے جماعت کا ستون ہیں۔ ان کی علمی بصیرت اور مفکرانہ سوچ اور استدلالی خطابت نے اب تک سینکڑوں جماعتی، اور غیر جماعتی فورم پر توحید اور اسلام کا بھرپور دفاع کیا ہے۔ آپ کا وجود ہماری جماعت کے لئے ایک قیمتی اثاثہ ہے۔

1956ء کے جلسہ سالانہ پر حضرت مصلح موعودؓ نے ناروے کی مسجد کے لئے جگہ لینے کا ذکر کیا تھا۔ جس میں یہ اشارہ تھا کہ شائد پہلے ناروے میں مسجد بنے گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا کہ پہلے سویڈن کی مسجد بنے۔ ناروے میں مشن تو قائم ہو چکا تھا۔ اور مکرم مولانا کمال یوسف صاحب نے کام بھی شروع کر دیا تھا۔ ناروے کی جماعت کے افراد کی تعداد دوسرے متعلقہ ممالک سے زیادہ تھی۔ مگر مسجد کی تعمیر میں ابھی روک تھی 1980ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ارشاد پر ناروے کے لئے مسجد کی جگہ ڈھونڈنے کی سعادت مکرم مولوی منیر الدین احمد صاحب کے حصے میں آئی، بہت کوشش کی گئی کہ شہر میں جگہ مل جائے مگر بات نہ بنی، ملک بلجیم کے سفارت خانے کی عمارت بک رہی تھی۔ مولوی صاحب کو معلوم ہوا انہوں نے کوشش کر کے اس کی تفصیل لی اور حضور کو رپورٹ کر دی۔ جلد ہی منظوری آگئی۔ یہ تین منزلہ عمارت ہے جس میں دو مربیان کے لئے رہائش کی بھی گنجائش تھی۔ عمارت کا سودا ہو گیا۔ اور 1980ء میں اوسلو مسجد جس کا نام ''مسجد نور'' رکھا گیا کا افتتاح کرنے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ پاکستان سے تشریف لائے۔

ناروے کی پہلی مسجد (نور) کے افتتاح کی کچھ قابل ذکر یادیں

گو کہ اس وقت تک ناروے میں احمدی حضرات کی آبادی ہمسائیہ ممالک کی احمدی آبادی سے زیادہ تھی، مگر یہاں مسجد بنانے کا وقت، اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہی تھا۔ یکم اگست 1980ء میں بروز جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے مسجد کا افتتاح نمازِ جمعہ پڑھا کر کیا۔ یہ مسجد ناروے کی پہلی، اسکینڈے نیویا کی تیسری اور برِّاعظم یورپ کی آٹھویں مسجد بنتی ہے۔(اس مسجد کی ایک اور خاص بات یہ ہے کہ نئی صدی کی مساجد کی تعمیر کے تعلق میں گوٹن برگ کی مسجد (مسجد ناصر) جو 1976ء میں مسجد نور سے پہلے بنائی گئی تھی پہلی مسجد تھی اور دوسرا اطیب وشیریں ثمر مسجد نور تھی)

''مسجد نور'' کی ایک اور خاص بات حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا اس کا نام حاجی حرمین سیّدنا حضرت مولونا نور الدینؓ کے نام پر ''مسجد نور'' رکھنا تھا یہ نام ناروے کے ساتھ مناسبت کے اعتبار سے اور بھی بہت سی حکمتیں اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ لفظ ''نور'' جو عربی لفظ ہے خود ناروے کے نام کا پہلا حصہ ہے۔ نور سے ناروے کی ایک اور مناسبت یہ بھی ہے کہ حضرت مصلحِ موعودؓ نے اسلام قبول کرنے والے سب سے پہلے باشندے مسٹر بولستاد کا اسلامی نام ''نور احمد'' رکھا تھا۔ اس مبارک موقع پر یورپ سے احمدی احباب کے علاوہ، اسکینڈے نیویا کے نو مسلم احباب اور اخباری نمائندے بھی شامل تھے۔ اس کے علاوہ متعدد یورپی ممالک اور دوسرے ممالک جن میں آسٹریا، بنگلہ دیش، ترکی، چین اور فرانس کے قونصل جنرل اور کئی دوسرے ملکوں کے سفارتی نمائندے بھی مدعو تھے۔ جنہوں نے جمعہ کی افتتاحی نماز کا منظر مسجد سے ملحق لائبریری میں بیٹھ کر دیکھا نماز کے بعد حضورؒ نے سفارتی نمائندوں سے ایک گھنٹہ تک گفتگو فرمائی۔ ان سے مبارک باد وصول کی اور جواباً ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مساجد کی اہمیت اور اسلام کی فضیلت پر بہت احسن پیرائے میں روشنی ڈالی۔

(بشکریہ، دورہ مغرب، صفحہ 220-225)

نارویجین قوم کی کچھ مخصوص عادات ہیں، انہیں وحدانیت اور مذہب سے کوئی خاص سروکار نہیں۔ کہنے کو یہاں عیسائی مذہب کا راج تھا، مگر چونکہ عیسائیت بھی ان پر بزورِ شمشیر نافذ کی گئی تھی لہٰذا کوئی مذہب ان کے دلوں میں جذب نہیں ہوا تھا۔ لیکن ان لوگوں کی طبیعت میں نرمی، محبت، خلوص، خدمتِ خلق، صلح جوئی حد سے زیادہ ہے۔

جن لوگوں نے عیسائیت سمجھ کر دل سے قبول کی تھی وہ بائبل کی اخلاقیات پر پوری طرح قائم تھے۔ لیکن ایک کثیر تعداد خدا کی وحدانیت پر یقین نہیں رکھتے۔ لوگوں کو وحدانیت کا سبق پڑھانا مشکل کام تھا۔ لیکن جس کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دیناہوتی ہے اس کا دل نرم کر دیا جاتا ہے۔ مسجد کا قیام اور مربیان کی خلافت کی ہدایات کے مطابق کی گئی محنتیں اور تبلیغی تدابیر اور سب سے بڑھ کر خلفائے احمدیت کی یہاں بار بار آمد نے نارویجین قوم کے علاوہ دوسری اقوام کے لوگوں کے دل بھی اسلام اور احمدیت کی طرف پھیر دیئے۔ کیونکہ مسجد کا قیام ہی کسی بھی گروہ کے لئے اتحاد اور یک جہتی کا حصول بن جاتا ہے۔ اور مسجد سے جڑے افراد مسجد سے منسلک مقاصد کو پورا کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں چنانچہ یہاں بھی انہی روائتی سلسلوں کا آغاز ہوا۔ اوسلو میں مقیم احمدی حضرات کو ایک خانہ خدا مل گیا اور باہم اکھٹے ہو کر دین اسلام کو ناروے کی دہریت زدہ فضا میں پھیلانے کے لئے کوششیں شروع کر دیں۔

نور مسجد میں حادثہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے جماعت ناروے کو مسجد تو دے دی، لیکن خوشیوں کے ساتھ ساتھ آزمائش بھی لگی ہوتی ہے۔ مسجد بننے کے ساڑھے چار سال کے بعد ایک رات مسجد کی سیڑھیوں میں دھماکا ہوا۔ جو کہ ملک کی ایک نیشنل پارٹی کی طرف سے ایک نوجوان لڑکے کے ذریعے چار کلو بارود رکھ کر مسجد تباہ کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ عمارت کو نقصان تو ہوا مگر اللہ تعالیٰ نے مربی سلسلہ مکرم کمال یوسف صاحب کی فیملی کو بچا لیا۔ جماعت اور مسجد میں موجود فیملی کے لئے وقتی صدمہ تو بہت زیادہ تھا لیکن خلیفہ وقت کی دعاؤں اور اللہ کے فضل سے وقت کے ساتھ ساتھ ہر قسم کے نقصان کی تلافی ہو گئی۔

خلافتِ رابعہ کا دور

جب اللہ تعالیٰ نے سلسلہ احمدیہ کے تیسرے مظہر کو اپنے پاس واپس بلا لیا تو، اس الٰہی جماعت کو چلانے کا بیڑا صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کو سونپا گیا۔ خلفائے احمدیت کا یورپ کے لئے یا کسی بھی بیرونی برِّاعظم کا دورہ انتہائی اہم اور مفید ہوتا ہے۔ اپنی جماعت کی تربیت کے لئے بھی اور دوسری قوموں کو سچے خدا کا پیغام پہنچانے کے حوالے سے بھی۔

1982ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اپنے پہلے دورہ اسکینڈے نیویا کے لئے تشریف لے گئے۔ جو کہ جماعت کے افراد کے لئے اور مجموعی طور پر دوسرے لوگوں کے لئے بھی بہت مفید رہا۔ مسجد نور کی لائبریری میں ہی ایک پریس کانفرنس ہوئی، جس میں اخباری نمائندوں نے ہر قسم کے سوالات کئے۔ یورپ میں احمدی نومبائعین کی تعداد کے سلسلے میں ایک سوال کے جواب میں حضورؒ نے فرمایا کہ "ہم اپنی طاقت کا مدار تعداد پر نہیں رکھتے بلکہ ایمان اور اخلاص پر رکھتے ہیں۔ ایسے صاحبِ ایمان، مخلص و وفا شعار اور سراپا ایثار خواہ چند ہی ہوں۔ وہ طاقت کا نہایت موئثر ذریعہ ہیں" حضورؒ نے ناروے کے علاوہ ڈنمارک اور سویڈن کا بھی دورہ کیا اور مختلف اقوام اور مذاہب کے لوگوں سے ملاقات کر کے اسلام اور زندہ خدا کا پیغام پہنچایا۔

1987ء میں جماعت کی حکمتِ عملی سے پاکستان اور افریقی ممالک سے اچھی خاصی تعداد میں احمدی خاندان ہجرت کر کے ناروے میں پناہ گزین ہوئے، اس کے بعد بھی آہستہ آہستہ تعداد بڑھتی رہی۔ اور تبلیغ کا کام زیادہ تیزی اختیار کرتا رہا۔

نارتھ کیپ (North Cape) میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒکی آمد

یہ ناروے کا انتہائی شمالی خشکی کا علاقہ ہے۔ جس میں چھ ماہ سورج ڈوبا رہتا ہے اور چھ ماہ سورج مسلسل رہتا ہے یعنی ڈوبتا نہیں۔ یہ علاقہ ناروے کے دارلخلافہ اوسلو سے تقریباً (2500) کلو میٹر شمال کی طرف ہے۔ 1993ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ماہ جون میں ایک قافلے کے ساتھ اس تاریخی مقام کی سیر کو تشریف لے گئے۔ مضمون طویل نہ ہو جائے اسلئے اس دورے کی چند ایک خاص خاص باتیں پیش کی جارہی ہیں۔

- حضورؒ کے ہمراہ ان کے ساتھ سفر کرنے والے خاص جماعتی نمائندے اور حضور کی بیٹیاں اور داماد تھے۔
- اوسلو سے چند احباب بھی شامل تھے۔
- اوسلو کے ایک مخلص ممبر مکرم رشید احمد چوہدری نے اس سارے دورے اور سیر کا انتظام کیا تھا۔
- قافلے نے یہاں جمعہ بھی ادا کیا۔

- حضور نے اپنے خطبہ جمعہ میں آنحضور ﷺ کی ایک حدیث (جو طوالت کی وجہ سے درج نہیں کی جارہی) کا ذکر فرما کر یہ بات ثابت کی کہ یہی وہ مقام ہے جس کے متعلق احادیث میں آچکا ہے کہ ایسے علاقے بھی ہیں جہاں دن اور رات چھ، چھ ماہ کے ہوتے ہیں
- اسکے ساتھ حضورؒ نے اس بات پر بھی روشنی ڈالی کہ Alaska کے علاقے میں جو ایسی ہی خصوصیت رکھتا ہے احمدی جا چکے ہیں اور پانچ نمازیں بھی دن کی روشنی میں پڑھ چکے ہیں۔
- مگر حدیثِ مبارکہ کے مطابق ایسے علاقے میں جس میں کہ دن چوبیں گھنٹے کا ہو۔ میرے علم کے مطابق، اس سے پہلے باجماعت جمعہ اور نماز ادا نہیں کی گئی لہٰذا چوبیں گھنٹوں کے دن والے علاقے میں باجماعت نماز اور جمعہ مبارک پہلی مرتبہ کا جمعہ ہے جس میں اُمّتِ مسلمہ کے ہر طبقے کی نمائندگی ہو رہی ہو۔۔۔ حضورؒ کا فرمانا تھا کہ اس قافلے میں اس وقت مرد عورتیں اور بچے بھی ہیں۔ گویا سب طبقے کے افراد شامل ہیں۔
- آخر میں حضورؒ نے فرمایا کہ "پس میں ناروے کی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ کوشش کریں کہ مقامی لوگوں کے ساتھ رابطے پیدا کریں" اس کے علاوہ حضورؒ نے جماعت ناروے سے یہ وعدہ بھی کیا کہ "اگر ناروے کی جماعت یہاں کے لوگوں میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو داخل کر دیں تو میں تمام جماعت عالمگیر کی طرف سے یہ وعدہ کرتا ہوں کہ، اگر آپ کو توفیق نہ ہوئی تو ہم نارتھ کیپ میں ان شاء اللہ دنیا کی سب سے پہلی مسجد بنائیں گے"

(25 جون 1993ء الفضل ربوہ کے خطبہ سے لی گئی معلومات)

خلافتِ خامسہ میں ناروے میں یورپ کی دوسری بڑی مسجد کی تعمیر

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت ناروے پھل پھول رہی تھی۔ آبادی بڑھ رہی تھی۔ "مسجد نور" جماعت کی جملہ ضروریات پوری نہیں کر سکتی تھی۔ ایک بڑی مسجد کی ضرورت تھی۔ نئی مسجد کے لئے ناروے جماعت کو ایک لمبے پراجیکٹ سے گزرنا پڑا، مختصر یہ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ کی منظوری سے 1994ء میں اوسلو شہر میں مسجد کی جگہ خریدی گئی۔ جنوری 1999ء میں اسکی بنیاد رکھی گئی مگر بعض ٹکنیکل وجوہات کی وجہ سے مسجد کی تعمیر کا کام رک گیا، دوبارہ غور کیا جانے لگا، قریب تھا کہ مسجد کی خریدی ہوئی جگہ بیچ دی جائے مگر 2005ء میں حضرت خلیفۃ المسیح

الخامس ایدہ اللہ ناروے دورہ پر تشریف لائے۔ حضور انور نے پہلی بار مسجد کی جگہ کا دورہ کیا، اور فیصلہ کیا کہ مسجد یہیں بنائی جائے گی۔ اگلے روز خطبہ جمعہ میں حضور انور نے جماعت ناروے کو احساس دلایا کہ ''یاد رکھیں یہ آخری موقعہ ہے اگر اس دفعہ بھی اور اجازت ملنے کے بعد بھی آپ اسے تعمیر نہ کر سکے تو پھر زمین بھی ہاتھ سے نکل جائے گی... پس آج ایک ہو کر اس گھر کی تعمیر کریں۔ اس کی تعمیر سے جہاں آپ جماعت کے وقار کو روشن کر رہے ہونگے وہاں اپنے لئے خدا کی رضا حاصل کرتے ہوئے جنت میں گھر بنا رہے ہونگے۔''

(خطبہ جمعہ 23 ستمبر 2005ء)

اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس کے فرمان اور خواہش کرنے کے بعد جماعت ناروے کی قربانیوں کو پھل لگایا اور سنگِ بنیاد کے تیرہ برس بعد ایک عظیم مسجد تیار ہو گئی۔ جس کا افتتاح حضور انور ایدہ اللہ نے 30 ستمبر کو کیا۔ الحمد للہ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ناروے جماعت نے اکیلے اس مسجد کے اخراجات پورے کئے ہیں۔

ناروے کی جماعت اس وقت تقریباً 1500 کے قریب نفوس پر مشتمل تھی۔ مگر دن رات کی محنت اور مالی قربانیوں نے ان کو اس مسجد کی صورت میں بہت بڑا انعام عطا کیا۔ مکرم ذرتشت منیر احمد صاحب جو کہ اس وقت امیر جماعت تھے اور مکرم شاہد احمد کاہلوں صاحب مربی سلسلہ نے بہت محنت سے اس تمام کام کو سنبھالا۔ مکرم شاہد صاحب بحیثیت نائب امیر جماعت اور مربی انچارج اسی مسجد میں رہائش پذیر ہیں۔ آج اوسلو کی مسجد ناروے کی خوبصورت عمارتوں میں شمار ہوتی ہے۔ وباء سے پہلے تقریباً ہر ہفتے کوئی نہ کوئی اسکول، یونیورسٹی یا کسی اور ادارے کے طلباء مسجد کا دورہ کرنے آتے رہے ہیں۔ (ان شاء اللہ یہ سلسلہ آئندہ بھی جاری رہے گا) مسجد کے دورہ پر آنے والے لوگ متعلقہ مربیان اور عہدیداران سے سوال وجواب کرتے ہیں اور اسلام احمدیت کے متعلق معلومات لے کر جاتے ہیں۔

مسجد مریم کرسچن سنڈ (Kristiansand)

1987ء میں ناروے کی جنوبی علاقے (کرسچن سنڈ) میں کچھ خاندان پاکستان سے آکر آباد ہوئے۔ کچھ ماہ میں یہاں جماعت قائم کر دی گئی۔ گویا یہ دوسری بڑی جماعت تھی۔ ایک ڈیڑھ سال کے عرصہ میں یہاں جماعت کی تعداد چالیس کے قریب ہو گئی۔ یہ علاقہ عیسائیت کا علاقہ جانا جاتا ہے۔ اب تک جماعت میں کچھ لوکل افراد بھی احمدیت

قبول کر چکے ہیں۔ نوّے کی دہائی میں یہاں ایک مربی سلسلہ نعمت اللہ صاحب کی تعیناتی ہوئی، کچھ عرصہ بعد انہیں پاکستان بلا لیا گیا۔

2013ء میں لندن سے شاہد کی ڈگری پانے والے مربی سلسلہ، یاسر عتیق فوزی صاحب کو مربی بنا کر بھیجا گیا۔ کچھ عرب احباب بھی وہاں ہجرت کر کے پہنچے ہوئے ہیں، ماشاء اللہ جماعت میں نئی روح پیدا ہوئی ہے۔ 2020ء سے یاسر فوزی صاحب کو وہاں سے تبدیل کر کے اس علاقے سے تقریباً ساڑے تین سو کلو میٹر دور جنوب میں ایک بڑے شہر۔ ستونگر (Satvangar) بھیج دیا گیا ہے۔ اور کرسچیان سنڈ (Kristiansand) میں ایک اور نوجوان مربی سلسلہ مکرم طاہر احمد خان صاحب خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اس شہر میں ایک عمارت خرید کر مسجد بنائی جارہی ہے جس کا نام ''مسجد مریم'' ہے۔ اس کے علاوہ شمال کی طرف ایک بڑے شہر Trondheim میں ایک اور نوجوان مربی سلسلہ مکرم ہارون احمد صاحب بطور مربی سلسلہ اسلام اور احمدیت کے نفاذ کے لئے کوشاں ہیں۔ اس وقت میڈیا کا دور ہے۔ اڑھائی برس سے تو COVID 19 نے سب کو گھروں کے اندر بٹھایا ہوا ہے مگر میڈیا کے ذریعے بھی ماشاء اللہ خوب تبلیغ کا کام ہو رہا ہے۔

خلفائے احمدیہ کی ملک ناروے کے لئے پسندیدگی

اس میں کوئی شک نہیں کہ ناروے کا ملک اپنے اندر غیر معمولی خوبصورتی اور دلکشی رکھتا ہے۔ اس کا موسمِ سرما بھی خوبصورت ہے اور گرما بھی۔ یہ دیکھنے والے کی نظر اور ذوق پر منحصر ہے کہ موسم کی دو انتہاؤں سے کیسے لطف اندوز ہوتا ہے۔ اس ملک کے حسن اور خوبصورتی پر لکھنے کو بہت کچھ ہے مگر مضمون کے طویل ہو جانے کی وجہ سے اس وقت صرف اپنے پیارے خلفاء کی بات کرتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ تو ہم لوگوں کے آنے سے پہلے تین سے چار مرتبہ آئے اور اس جنت ارضی کی سیر و تفریح سے لطف اٹھایا، اور تحدیثِ نعمت کے طور پر وطن واپس جا کر احباب جماعت کو بھی اس سرزمین کے قصے سنائے۔ ہم نے بھی پاکستان میں رہتے ہوئے خود اپنے کانوں سے قصّے سنے۔ اور ناروے آکر وہ جگہیں اور ہوٹلز دیکھے جہاں ہمارے پیارے امام نے قیام کیا تھا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور موجودہ خلیفہ، حضرت مرزا مسرور احمد صاحب تو ہمارے سامنے یہاں بار بار آئے ہیں، سیریں کی ہیں، اپنی اپنی فیملی کے ساتھ بھی اور افرادِ جماعت کے ساتھ بھی۔ انہوں نے بھی اس ملک کو دوسرے ممالک کی نسبت بہت دلکش اور جاذب نظر پایا اور اسکی تعریف کی۔ یہ ملک جو، آبشاروں، جھیلوں، دریاؤں اور چراگاہوں، اونچے اونچے سرسبز پہاڑوں اور جنگلات کی وجہ سے ہی حسین نہیں ہے۔ تھوڑی آبادی، اور وہ بھی صاف ستھری، ہر جگہ

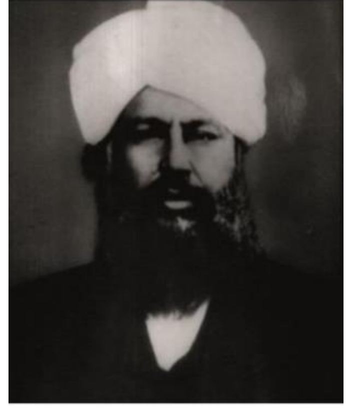
صاف، ہر تھوڑی دیر بعد، گاڑی کے سفر میں بار بار آنے والی سرنگیں، جگہ جگہ سیاحت کے معلوماتی نقشہ جات اور ٹھہرنے کے لئے خیموں اور ریسٹورنٹس کا انتظام، گرم اور ٹھنڈا صاف ستھرا پانی اور سب سے بڑی بات امن، اور حفاظت کی ضمانت جو اس ملک کے قوانین مہیا کرتے ہیں موجود ہوتے ہیں یہ سب ایک سیاح کے لئے مزید دلکشی کا سامان بڑھا دیتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ تو خصوصی طور پر اسکی خوبصورتی کی بہت تعریف کیا کرتے تھے۔

ناروے کی موجودہ جماعت

اللہ کے فضل سے ناروے جماعت تبلیغی طور پر ہمیشہ ہی ایکٹو رہی ہے۔ اس جماعت کے بزرگ مرد اور خواتین جنہوں نے ابتدا میں مربیان اور عہدیداران کے ساتھ مل کر جماعت کھڑی کرنے میں مدد کی، ان میں سے بہت سے ابھی بھی جماعت کے لئے مقدور بھر خدمات انجام دیتے ہیں۔ آج کل جماعت ناروے، کی تعداد 1800 /1900 کے لگ بھگ ہے۔ جن میں لجنہ اماء اللہ 550 /560 کے قریب ہے۔ اس وقت جماعت ہائے احمدیہ ناروے امیر جماعت جناب مکرم چوہدری ظہور احمد منیر صاحب کی سرپرستی اور مکرم شاہد احمد کاہلوں مربی انچارج و نائب امیر جماعت کی امامت میں اللہ کے فضل سے مستعد ہے۔

حاضر مربیان کے علاوہ، اسکینڈے نیویا جماعت کے ابتدائی اور بنیادی خدمت گار جناب مکرم سیّد کمال یوسف صاحب، نوجوانوں کے لئے بہترین استاد، عالم، اور رول ماڈل ہیں۔ ان کے علاوہ مکرم نور احمد بوستاد (اوّلین نارویجین احمدی) بھی نوجوانوں کے لئے تبلیغی میدان کے ماہر ہونے کی حیثیت سے بہترین استاد ثابت ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ناروے میں ابتدا میں پاکستان سے آنے والے احمدی احباب، بزرگان موجود ہیں، جنہوں نے اپنی محنتوں اور مالی وجسمانی قربانیوں سے مربیان کے ساتھ مل کر اس زمین کے ٹکڑے تک اسلام پہنچانے کی بھرپور کوشش کی ہے، اللہ تعالیٰ ان سب کو صحت و سلامتی اور جزائے خیر عطا فرمائے اور جماعت ناروے کے ہر مخلص کارکن کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 22 مارچ 2022ء)





مسجد دار السلام





کارنر آف دی ارتھ

(8)

ماریشس میں احمدیت

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا

جزیرہ نما ملک ماریشس کی تاریخ کا خلاصہ



مجیب احمد منیر۔ مبلغ انچارج، ماریشس

ماریشس، بحر ہند میں جزیرہ ملک، افریقہ کے مشرقی ساحل پر واقع ہے۔ جغرافیائی طور پر، یہ مسکرین جزائر کا حصہ ہے۔ ماریشس کو سب سے قبل عربوں نے اور پھر ملائشین اور پھر یورپین لوگوں نے دریافت کیا۔ سولہویں صدی کے شروع میں یہ دنیا کے نقشے پر ظاہر ہوا۔ سب سے قبل ہالینڈ پھر فرانس اور 1810ء میں برطانیہ کے قبضہ میں آگیا اور 12 مارچ 1968ء کو آزاد ہوا۔ اس کا دارالحکومت پورٹ لوئس ہے۔

تقریباً دو تہائی آبادی برصغیر پاک و ہند نژاد ہے، جن میں سے زیادہ تر 19 ویں اور 20ویں صدی کے اوائل میں شوگر کی صنعت میں کام کرنے کے لیے لائے گئے مزدوروں کی اولاد ہیں۔ آبادی کا تقریباً ایک چوتھائی حصہ کریول (مخلوط فرانسیسی اور افریقی نسل کا) ہے، اور چینی اور فرانکو-ماریشین نسل کے لوگ بہت کم ہیں۔

1891ء میں سرکاری مردم شماری کے مطابق ماریشن آبادی کچھ اس طرح تھی۔ عام آبادی 114,668 ہندوستانی 255,920 اس طرح کل آبادی 370,588 تھی۔ اگرچہ انگریزی سرکاری زبان ہے، لیکن یہ بہت کم لوگ بول سکتے ہیں۔ لوکل کریول زبان، جو کہ فرانسیسی زبان پر بنیاد کرتی ہے جسے آبادی کا تقریباً 5 / 4 حصہ بولتا ہے اور یہ ملک کی عام زبان ہے۔ بھوجپوری زبان، آبادی کا دسواں حصہ بولتا ہے، اور فرانسیسی تھوڑی فیصد بولی جاتی ہے۔ جزیرے پر بولی جانے والی دیگر زبانوں میں ہندی، چینی، مراٹھی، تامل، تیلگو اور اردو شامل ہیں۔ موریشن لوگ عام طور پر دو، تین یا بعض اوقات اس سے بھی زیادہ زبانیں بولتے ہیں، اور یہاں کا تعلیمی نظام بھی مختلف زبانوں کی تعلیم سیکھنے کو مدد کرتا ہے۔

ماریشس افریقہ کا وہ واحد ملک ہے جہاں پہلا مذہب ہندو مت ہے۔ کیونکہ 52 فیصد ہندوستانی تارکین وطن کا تعلق ہندو مذہب سے تھا۔

اس کے علاوہ عیسائی تقریباً 28 فیصد اور 16.06 فیصد آبادی کا تعلق سنّی مسلمان فرقے سے ہے۔

ماریشس کو جمہوری، معاشی اور سیاسی آزادیوں کے لحاظ سے اچھا شمار کیا جاتا ہے۔ ماریشس میں انسانی ترقی کا معیار تمام افریقہ میں سب سے اچھا ہے۔

ماریشس اپنے مختلف لوگوں کی بہت سی ثقافتوں اور روایات کا بھرپور مرکز ہے۔ جس کے مطابق سال بھر میں بہت سی تعطیلات اور تہوار مقرر ہوتے ہیں۔ سالانہ تہوار زیادہ تر مذہبی ہوتے ہیں جو کہ یہاں کے لوگوں کے عقیدے کی عکاسی کرتے ہیں۔

پورا ملک یکم فروری کو غلامی کے خاتمے کا دن مناتا ہے۔

12 مارچ، 1968ء کو ماریشس نے اپنی آزادی حاصل کی۔

اور سَر سِیی وُہ ساغر رام غلام (Sir Seewoosagar Ramgoolam) قوم کے پہلے وزیر اعظم بنے۔

ماریشس میں اسلام کی تاریخ اور پہلی مسجد

1798ء میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد نے جو "پورٹ لوئس" ملک کے دارالحکومت میں رہتے تھے اُس وقت کے گورنر کے پاس جاکر پہلی مسجد کے لئے درخواست دی۔ جس پر انہیں زمین کا ایک ٹکڑا جو کہ "پورٹ لوئس" کے شمال میں ایک محلہ میں واقع تھا ملا۔ اس پر 1805ء میں ایک مسجد تعمیر کی گئی۔ جس سال یہ زمین دی گئی اُسی سال ایک بڑی مسلم آبادی اس جگہ کے آس پاس آکر آباد ہو گئی تھی جو اب بھی موجود ہے۔

1810ء میں انگریزوں نے اس جزیرے پر قبضہ کر لیا۔ پہلے گورنر "سر رابرٹ فرکوار" نے زراعت کے شعبے کو ترقی دینے کی کوشش کی، جس میں مختلف سیاسی یا فوجی جرائم کے مرتکب ہندوستانی قیدیوں سے کام لیا گیا۔ ان میں مسلمانوں کی ایک اچھی خاصی تعداد موجود تھی اور انہوں نے دریائے مغرب کے علاقہ میں ایک دوسری مسجد بنانے کا مطالبہ کیا۔

مکہ مکرمہ سے چودھویں صدی میں حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کے وقت کی خبر

1874ء میں، ایک مسلمان بھائی جنکا نام "الحاج ابراہیم سلیمان اچھا" تھا، حج پر مکہ مکرمہ کی زیارت کے لئے گئے وہاں آپ نے سنا کہ یہ وقت مسیح موعود یا امام مہدی کی آمد کا ہے۔

اور پھر یہ اس آخری صدی کے آغاز ہی میں عیسائی پادری عبد الوحید کو پتہ چلا اور اس نے عمر اسلام کو آگاہ کیا تھا کہ اس وقت کوئی مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے ہندوستان میں مسیح کا دعویٰ کیا ہے۔

اگرچہ ماریشس، بحر ہند میں ہمارا ایک چھوٹا سا جزیرہ جسے دنیا نہیں جانتی تھی، مگر اس کو صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ابتدائی ماننے والوں میں شامل ہونے کی وجہ سے تاریخ احمدیت میں ایک پہچان ملی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

ماریشس کے مشرق میں ایک جگہ ہے جسے "دنیا کا کنارہ" کہا جاتا ہے۔ اور خدا کا وعدہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تھا کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

ماریشس جزیرے کا پہلا اسلامی رسالہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام

اسی دوران، جزیرے کے دارالحکومت "پورٹ لوئس" میں ایک تنظیم "اخوان المسلمون" وجود میں آئی اور مکرم نور محمد نورایا صاحب (پہلے احمدی) جو ایک اسکول کے استاد تھے اس تنظیم کے صدر تھے۔ اس تنظیم کے دیگر ممبران میں محمد عظیم سلطان گوش، مولا بکس بھنوں، حسین علی، ابراہیم تیگالی اور باقر علی بہادر شامل ہیں۔

اس تنظیم نے اس وقت جزیرے کا سب سے پہلا مسلم اخبار "اسلامزم" شروع کیا۔ تب اس رسالے کو ایڈیٹر انچیف مسٹر نورویا نے دوسرے جرائد کے عوض مختلف اداروں کو بھیجنا شروع کیا۔

انگلینڈ سے موصول ہونے والے ایک جریدے میں، مسٹر نورویا نے ہندوستان کے قادیان میں چھپنے والے جریدے "ریویو آف ریلیجنز" کے لئے ایک اشتہار پایا جس کی بنیاد حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے رکھی۔

1907ء کے اوائل میں، مسٹر نورایا کو رسالہ "ریویو آف ریلیجنز" کی کچھ کاپیاں وصول ہونے لگیں اور انہوں نے اپنے رسالہ "اسلامزم" میں ان سے اقتباسات کی طباعت شروع کی۔

آپ نے اس بارہ میں ان لوگوں سے گفتگو کی جو اسلام میں دلچسپی رکھتے تھے۔ یہ لوگ خاص طور پر مسٹر آمودے اچھا جو کہ میجر کہلاتے تھے، موٹا اچھا، الحاج ابراہیم سلیمان اچھا، موٹا اچھا، میاجی رحیم بوکس، مولوی حاجی ابراہیم، جامع مسجد کے امام مدنی، مولوی شیر خان اور سبحان دولت۔

اسکول ماسٹر مسٹر نور محمد نورایا کو حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے پیغام میں دلچسپی تھی، اور وہ اس کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

رسالہ "ریویو آف ریلیجنز" کے مضامین نے مسٹر نورویا کے تصورات کو بدل ڈالا اور وہ اس کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنا چاہتے تھے۔

مئی 1907ء میں شائع ہونے والے ''اسلامزم'' کے شمارے میں، آپ نے اس طرح ایک اشتہار شائع کیا:

''ریویو آف ریلیجنز''، ضلع گورداس پور، پنجاب، بھارت۔ سالانہ سبسکرپشن 4 روپے، ایک کاپی۔

جنوری کا نمبر درج ذیل مضامین پر مشتمل ہے:

آخری ایام کا رسول

اسلامی عقیدہ کے بنیادی اُصول

اسلام کی آفاقیت

برطانوی حکومت کے بارے میں مسلمانوں کا نظریہ

اللہ نے اپنے وعدہ کے مطابق، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں دنیا کے کناروں تک پہنچانا شروع کر دیا تھا۔

اور اس طرح 1907ء میں، حضرت مسیح موعودعلیہ السلام اور احمدیت کا پیغام ہمارے چھوٹے سے جزیرے پر پہنچ گیا۔

مسٹر نورایا نے فوری ثابت قدمی کے ساتھ احمدیت کا مطالعہ کرنا شروع کیا، اور وقتاً فوقتاً ''ریویو آف ریلیجنز'' سے اقتباسات اپنے لوکل رسالہ میں 1914ء تک شائع کرنا شروع کئے۔ اسکے بعد یہ اخبار چھپنا بند ہو گیا۔

آپ نے احمدیت کے بارے میں اپنے وقت کے دانشوروں، جیسے مسٹر تیگالی، ڈاکٹر ساکر دولو، جی ایم اسحاق اور کیمپ ڈی ایبل کے مولوی شیر خان سے بھی بحث کی۔ اور روز ہل مسجد کا امام مدنی اور میاجی رحیم بوکس سے اور دوسرے مسلمانوں کے ساتھ احمدیت کے تعارف پر ملاقاتیں ہوئیں۔

مسٹر نورویانے ”اسلامی جائزہ“ کے عنوان سے ایک اور اخبار شائع کیا جہاں وہ مسیح کی آمد کے موضوع پر وضاحت کرتے رہے۔

مسٹر نورویا کو بعد میں عدالت میں حلفاً اعلان کرنا پڑا کہ پیغام احمدیت اور احمدیت کی تعلیم، اسلامی عقائد کے خلاف نہیں ہے۔ شروع میں ان اخبارات کے کسی بھی خریدار یا ایڈیٹر نے احمدیت کے پیغام کی اشاعت پر یا اس کی تبلیغ پر اعتراض نہیں کیا۔

مگر اس نئے عقیدے پر بحث 1913ء سے 1915ء کے درمیان شدت اختیار کر گئی۔ مگر مسٹر نورایا اسلام احمدیت کے بارہ میں اپنا علم بڑھاتے رہے اور انکا ایمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر مضبوط ہوتا گیا۔ تاہم وہ ابھی فیصلہ لینے کو تیار نہیں تھے کیونکہ اردو زبان کو ابھی اچھی طرح نہیں جانتے تھے اور نہ ہی عربی زبان کو۔ اور نہ ہی انکو براہ راست ان حوالہ جات کی کتابوں تک رسائی حاصل تھی۔

ماریشس میں پہلا احمدی

1913ء میں، مسٹر نورایانے مسٹر محمد عظیم سلطان گوس سے رابطہ کیا، جو کہ بعد میں روز ہل ”محمدڈن اسکول“ میں ان کے نئے معاون بن گئے۔

مسٹر نورایانے ان سے بات کی اور انہیں مسیح موعود اور احمدیت کی دریافت اور اپنی تحقیق کے بارے میں بتایا اور اس طرح مسٹر سلطان گوس بھی سچائی کی تلاش میں، احمدیت کے بارہ میں تحقیق کرنے میں آپ کی مدد کرنے لگے۔ ان دونوں آدمیوں کے مابین ایک سی روحانیت کا جذبہ تھا

مسٹر سلطان گوس کے ایک ماموں، جنکا نام میاں جی سبحان رجب علی، جو کہ مختلف مساجد کے امام تھے۔ اس جزیرے میں سب سے زیادہ اثر و رسوخ رکھنے والے سنی معاشرے میں ان کی بہت زیادہ مانگ تھی۔ تب مسٹر سلطان گوس نے مسٹر نورویا کو میاجی سے رابطہ کرنے اور حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے بارے میں بات کرنے کا کہا۔

میاجی سبحان یہ سب پہلے ہی سے جانتے تھے کہ مسلم دنیا ایک مہدی اور مسیح کی آمد کی توقع کر رہی تھی۔ اس کے بعد انہوں نے اس دعوے کا ایک گہری نظر سے مطالعہ شروع کیا، کچھ مخصوص قرآنی حصوں کا، مسیح موعود کے نئے نقطہ نظر کی ترجمانی اور اس کے بارے میں اپنے نظریات کا بغور جائزہ لیا۔

مسٹر سلطان گوس نے انجیل کی تعلیم کے لئے اسکول کا سرٹیفکیٹ "کریڈٹ" حاصل کیا تھا۔ اس لحاظ سے، ان تینوں حضرات نے اپنی تحقیق کو بڑھانے کا فیصلہ کیا۔

مسیح کے بارے میں، میاں جی کو مرزا غلام احمد کے دعوؤں سے اتفاق کرنا پڑا اور اس بات کی تصدیق کرنا پڑی کہ قرآن پاک کے مطابق، حضرت عیسیٰ یقیناً مر گئے تھے اور آسمان میں زندہ نہیں تھے۔ عظیم سلطان گوس کے علم کے مطابق بھی انجیل، مسیح کی صلیب پر موت اور اس کے آسمان میں اٹھنا ثابت نہیں کر سکتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود کے دلائل کی بنیاد پر، میاں جی سبحان، امت محمدیہ میں حضرت محمد کے بعد، دوسرے نبیوں کے آنے کے امکان کے قائل تھے۔ لہذا، انہوں نے حضرت مسیح موعود کے دعوے کی صداقت کو جانا جس سے وہ مطمئن ہو گئے۔

مسٹر نورایا نے زیادہ انتظار نہیں کیا اور اسی سال 1913ء میں انہوں نے جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کا خط پہلے خلیفہ حضرت مولوی حکیم نور الدین رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں بھجوایا۔

1914ء کے آغاز میں، محمد عظیم سلطان گوس نے بھی ایسا ہی کیا اور اس کے بعد میاں جی سبحان راجب علی نے بھی خود کو احمدی ہونے کا اعلان کر دیا، مگر بعد میں انہوں نے دباؤ کیوجہ سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد، مسٹر مولا بوکس بھونو نے بھی احمدیت کو گلے سے لگایا۔

ماریشس میں لوگوں کی عمومی اور مسلمانوں کی خصوصاً مذہبی حالت

احمدیت کا پیغام ماریشس پہنچنے سے پہلے بھی لوگ اسلامی نقطہ نظر کو پسند نہیں کرتے تھے۔ ہندو اور عیسائی اخلاص کے ساتھ اپنے عقیدہ سے وابستہ تھے۔ مگر مسلمان تو ہندو اور عیسائی ثقافتوں سے پوری طرح متاثر تھے۔

چند مسلمان جنہوں نے اپنے ائمہ مساجد کی پیروی کی وہ گمراہی میں مبتلا ہو گئے۔ یہ علماء تعویذ بیچتے تھے جن کے تعویزوں کو تمام جسمانی، اخلاقی، ذہنی اور روحانی پریشانیوں کے لئے علاج سمجھا جاتا تھا اور اس پر تقریباً تمام مسلمانوں کو کامل یقین تھا کہ بد قسمتی اور برائی کو روکنے کے لئے اور صحت، کامیابی کا حاصل کرنے کے لئے تعویز ایک کامل ذریعہ ہے۔ تاہم تعویذ گنڈوں کا کاروبار بہت ترقی پر تھا۔ قسمت کا حال بتانے والوں اور جادو گروں کو بہت عزت اور احترام دیا جاتا اور انکو دانشمند سمجھا جاتا۔ کچھ مسلمان جنہوں نے تعویذ کو مسترد کر دیا تھا تو انہوں نے آخر نماز کو ہی تسبیح سے بدل دیا۔

ملک میں جادو گروں کے مظاہرے دیکھنا ایک عام بات تھی جبکہ مسلمان جادو، تعویز کرنے اور بیچنے کا مرکزی کردار تھے۔ تاہم مسائل اور بری آفات سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے تقریباً ہر خاندان ایک جادو گر سے تعلق رکھتا تھا۔ اور یہی اس وقت زندگی کا تصور تھا۔

تین یا چار مختلف اوقات میں اتوار کے دن، اور باقی ہفتے کے دنوں میں شام کے وقت لوگوں کے ہجوم ہر جگہ موجود ہوتے جو گلیوں میں گایا اور ناچ لیا کرتے، اور چیختے پکارتے اور مزاح نگار خاکے پیش کرتے تھے۔ کسی کو بھی مذہب کی پرواہ نہیں تھی۔

اکثریت ابھی بھی مولویوں کے حکموں کے تابع تھی۔ خراب تصورات ان کے ذہنوں میں اتنے جڑ پکڑ گئے تھے کہ انہیں سمجھانا یا قائل کرنا مشکل تھا۔ اور انہیں نجات حاصل کرنے کی بھی پرواہ نہیں تھی۔ مسلمان عموماً اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے میں تو سب سے نچلی سطح پر تھے مگر جہالت میں سب سے اوپر تھے۔ تب بت پرستی کے حالات عروج پر تھے۔

مذکورہ بدعات کو ختم کرنے کے لئے ایک روحانی طاقت اٹھی اب اسلام کو زندہ کرنے اور ایک نئی روحانی کائنات بنانے کا وقت آ گیا تھا۔ تب احمدیت یعنی حقیقی اسلام، موریشس کے لوگوں کے بچاؤ کے لئے آیا۔ اہل ایمان میں سے کچھ نے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کیا، جبکہ بڑی اکثریت نے قبول نہیں کیا۔

پہلے احمدی

1914ء میں جب پہلی جنگِ عظیم شروع ہوئی تب 12 رائل انفنٹری کا ایک فوجی دستہ ہندوستان سے ماریشس میں آیا۔ یہ فوجی دستہ واکواہ اور فینکس کے قریب کہیں متعیّن ہوا۔ اس کے سپاہیوں میں خوش قسمتی سے چار احمدی، ڈاکٹر لال محمد صاحب، عبدالمجید صاحب، سارجنٹ سید عامر اور بابو اسماعیل خان بھی شامل تھے۔ کچھ مسلمان سپاہی "فینکس" کی سید حسین مسجد میں اپنی نمازیں ادا کرنے آتے تھے۔ ہمارے ان احمدی فوجیوں نے جزیرے میں احمدیوں کی تلاش شروع کی۔

برطانوی فوجی کیمپ سے محض چند سو گز پر رجب علی خاندان رہتے تھے۔ مسٹر آدم رجب علی کے باغ کا ایک حصہ ایک ایسی سڑک پر تھا جو بمشکل ایک سو میٹر دور فوجی کیمپ کی طرف جاتا تھا۔ ایک دن اسٹیشن کیطرف جاتے ہوئے انہوں نے دیکھا کہ ایک فوجی آرہا ہے۔ ان کے قریب پہنچ کر اس نے انہیں اسلامی طرز کے ساتھ سلام کیا، جس کا جواب ان دونوں بھائیوں نے دیا اور ان سے کچھ گفتگو کی۔ اس اجنبی شخص نے اس جگہ پر مسلمانوں کی موجودگی کے بارے میں دریافت کیا۔ پھر اس نے یہ سوال کیا کہ آپ کے علم میں جزیرے پر احمدی مسلمان موجود ہیں؟

دونوں بھائیوں نے ایک دوسرے کی طرف مسکرا کے دیکھا اور اسے بتایا کہ ہم نے اسلام احمدیت کے بارے میں سنا ہے اور ہم بھی مزید معلومات حاصل کر رہے ہیں۔ مگر اس معاملے میں ہم آپ کو اپنے بھتیجے محمد عظیم سلطان گوس سے ملائیں گے، جو شاید اس موضوع پر آپ کو بہتر معلومات دے سکتے ہیں۔ یہ شخص ڈاکٹر لال محمد صاحب تھے۔ اسطرح سب سے قبل انکی ملاقات عظیم سلطان گوس صاحب سے ہوئی۔

مسٹر نوروپا نے 1913ء کے آخر میں قادیان میں حضرت حکیم مولوی نورالدین رضی اللہ کو جو پہلے خلیفہ تھے اپنی "بیعت کا فارم" بھجوادیا۔ اور 1914ء کے آغاز میں محمد عظیم سلطان گوس نے بھی بھیجوادیا۔ مسٹر محمد عظیم سلطان گوس نے ایک خط 1914ء میں پہلے خلیفہ کو لکھا جو کہ 11 اپریل 1915ء کے الفضل اخبار میں شائع ہوا تھا۔

پہلا مبلغِ سلسلہ اس جزیرہ پر

اگرچہ پہلی جنگِ عظیم زوروں پر تھی۔ مگر پھر بھی ہمارے نوجوان تینوں احمدیوں نے لوگوں کو احمدیت کی تبلیغ کرنا شروع کر دی۔ بعد میں مسٹر مولا باکس بھونوان میں شامل ہو گئے اور اب یہ چار لوگ تبلیغ کر رہے تھے۔

جنگ بری طرح سے جاری تھی برطانوی نوآبادیات مختلف رکاوٹوں کا شکار تھیں، جیسے مالی معاونت، سمندری مواصلات مشکل تھیں۔ بیرون ملک ڈاک کی منتقلی میں خلل پڑ رہا تھا۔

ہندوستان میں پہلے خلیفہ کی وفات کے بعد حضرت مصلح موعود دوسرے خلیفہ بنے۔ اور ڈاکٹر دین لال محمد صاحب نے درخواست کی کہ اس جزیرے ماریشس پر ایک مبلغ بھیجا جائے۔ چنانچہ 1914ء کے آغاز میں محمد عظیم سلطان گوس نے خلیفہ وقت کو ایک مبلغ بھیجنے کے لئے خط لکھا تاکہ بہتر رہنمائی اور تربیت حاصل کی جائے اور درخواست کی کہ ہماری اس ننھی جماعت کے لئے دعا کریں جو ابھی پیدا ہوئی ہے۔

اس خط کا مضمون اردو سے انگریزی میں ترجمہ کیا گیا ہے۔

پیارے حضور!

میں ”ترقی اسلام“ کو 5 روپے کے منی آرڈر، بھیجتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ حضور اس حقیر نذرانہ کو قبول کریں گے۔ میں اس رقم کو بھیجتا ہوں تا اس مقدس مذہب کی تبلیغ میں استعمال ہو جو ہمارے پاس نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ لایا ہے۔ اور اس دین سے متعلق بہترین تفسیر آپ کے بابرکت والد حضرت مسیح موعود نے کی۔

میں نے اپنے پچھلے خط میں حضور سے درخواست کی تھی کہ وہ مجھے اپنی جماعت میں قبول کریں۔ مجھے امید ہے کہ میرا خط موصول ہوا ہے۔ میرا دوست اور میرا بھائی جو میرے عقیدے سے اتفاق کرتے ہیں اور جو میرے ساتھ ہیں، انہیں ظلم و ستم کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ حضور! براہ کرم دعا کریں تاکہ اللہ ہماری مدد کرے اور ہماری تمام مشکلات کو دور کرے۔ ہمارے لئے ایک راہنما کا ہونا بہت ضروری ہے۔ اللہ کرے کہ ہماری خواہشات پوری ہوں۔ ہمارے جزیرے کے لئے جو مشنری مقرر کیا گیا ہے وہ ابھی نہیں پہنچا ہے۔ یہاں، ہم کو اسلام کے باہر سمجھا جاتا ہے،

کوئی بھی ہمارے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم رکھنا نہیں چاہتا، کسی کو بھی ہم سے بات کرنے کی اجازت نہیں ہے، لیکن ہمارا اللہ بہت بڑا ہے۔ آمین!

اوہ میرے پیارے آقا! ہماری رہنمائی کریں اور براہ کرم یہ یقینی بنائیں کہ ہم اپنے دین کی تعلیمات کے بارے میں بہتر رہنمائی حاصل کر رہے ہیں۔ اللہ آپ کی کاوشوں پر برکت عطا فرمائے اور وہ آپ کو کامیابی عطا فرمائے۔

واقعی یہ ایک بہت بڑا احسان ہو گا اگر آپ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی پر ایک کتاب بھیج سکتے ہیں۔

والسلام

میں اپنے بہت پیارے حضور کا ایک عاجز بندہ ہوں

ایم اے سلطان گوس

ماریشس کے پہلے مبلغ، حضرت مولانا صوفی غلام محمد رضی اللہ عنہ

مالی اور دیگر ذرائع کی کمی کے باوجود، خلیفہ وقت نے ان کی درخواست قبول کی اور ماریشس کے پہلے مبلغ کی حیثیت سے حضرت مسیح موعود کے صحابی، مولانا صوفی غلام محمد صاحب بی اے کی غیر معمولی شخصیت کا انتخاب کیا۔

آپ 20 فروری 1915ء کو قادیان سے روانہ ہوئے اور 15 جون 1915ء کو مولانا صوفی غلام محمد نے ماریشس کی سرزمین پر قدم رکھا۔ آپ جہاز ایس ایس کنارا پر آئے تھے۔ ایک مسلمان غلام محمد اسحق نے اپنے اخبار (Le petit journal) میں حکومت سے آپکی واپسی کا مطالبہ یہ کہہ کر کیا کہ اس جہاز میں ایک ایسا شخص ہندوستان سے آیا ہے جو مسلمانوں اور عیسائیوں کے عقیدے کے خلاف عقیدہ لیکر آیا ہے اور یہ یہاں دشمنی اور جھگڑا بڑھانے کیلئے آیا ہے۔ اس پر ایک عیسائی اخبار نے جواب دیا کہ غلام محمد اسحاق کو چاہیے کہ پہلے ثابت کرے کہ کیا یہ ایک مسلم ریاست ہے۔

ماسٹر نور محمد صاحب، صوفی صاحب کو جہاز پر ملنے گئے اور بغیر کسی روک کے انہیں اپنے ساتھ لے گئے۔ اور چند ماہ اپنے گھر رکھا۔

صوفی صاحب ماریشس کے پہلے مبلغِ سلسلہ تھے۔

صوفی غلام محمد اپنے مشن کا آغاز بڑے جوش و جذبے سے کیا۔ آپ نے جون 1915ء سے لے کر 1916ء کے آغاز تک جزیرے کے بیشتر حصوں کا دورہ کیا، مختلف مساجد اور ان سے منسلک اماموں سے ملاقات کی۔

1919ء میں حضرت صوفی صاحب کی تحریک پر چار نوجوان بغرض حصول علم قادیان روانہ ہوئے۔ جنکے نام پیر محمد حسین صاحب، غلام حسین بھنو صاحب، الیاس اکبر علی صاحب اور زین العابدین رجب علی صاحب۔ 1919ء کی وباء میں پیر محمد حسین صاحب اور الیاس اکبر علی صاحب وفات پاگئے اور بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں۔ اور غلام حسین بھنو نے انگریزی کی تعلیم حاصل کرنا شروع کی۔

صوفی صاحب کی آمد بہت اہم موقع پر ہوئی کیونکہ اس دوران ماریشس میں احمدیہ جماعت کا قیام ہوا۔ شروع میں تو جزیرے کے مسلمانوں نے اس مبلغ کا پرتپاک استقبال کیا۔ آپ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ مل کر انکی مساجد میں نماز پڑھتے یا اکثر وبیشتر انہیں پڑھانے کی باقاعدہ دعوت بھی دی جاتی تھی۔

ان چار احمدیوں کے علاوہ، اللہ نے اپنے فضل سے، ان کی تعداد میں اضافہ کیا۔ صوفی صاحب جو مسٹر نورویا کے ساتھ ''روز ہل'' میں رہتے تھے۔ اور بعد میں ایک مکان کرائے پر لیا گیا جہاں آپ ٹھہرے اور وہیں سے احمدیت کی تبلیغ ہوئی۔

احمدیت کی اس لہر نے جزیرے پر سنّی مسلمانوں کے نزدیک خطرے کی سیٹی بجادی اور سنّیوں نے ہندوستان کے علماء سے احمدیوں کو ہرانے کی اپیل کی۔

صوفی غلام محمد صاحب 1881ء میں پیدا ہوئے تھے ان کا آبائی شہر شیخوپورہ تھا۔ آپ بچپن سے ہی یتیم تھے۔ آپ کو حضرت چوہدری رستم علی صاحب نے پالا تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وفادار ساتھی تھے۔

چوہدری صاحب اس وقت مونٹ گمری میں بطور انسپکٹر دربار میں کام کر رہے تھے۔ بعد میں وہ ضلع گورداس پور میں منتقل ہو گئے اور صوفی صاحب، قادیان پڑھائی کے لئے چلے گئے۔ چوہدری صاحب انتہائی سادہ زندگی بسر کرتے اور جماعت کی ترقی کے لئے اپنی ساری آمدنی عطیہ کرتے۔

صوفی صاحب قادیان کے مدرسہ احمدیہ میں پڑھ رہے تھے۔ ایک طالب علم کے طور پر وہ بہت ذہین تھے اور تب انہوں نے اپنا F.A مکمل کیا۔

حضرت مولوی نورالدین رضی اللہ عنہ نے حضرت مسیح موعود کو مشورہ دیا کہ صوفی صاحب ایک بہت ہی ذہین طالب علم ہیں اور انہیں طب میں اپنی تعلیم جاری رکھنی چاہیے اور انہیں میڈیکل کالج میں جانا چاہیے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا: ''اس چھوٹے بچے کا بہت ہی نرم دل ہے، وہ میڈیکل اسکول میں داخل نہیں ہو سکے گا۔'' انہیں باتوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے علی گڑھ یونیورسٹی میں داخلہ لینے کی سفارش کی۔ آپ حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹی کے بھی طالب علم تھے۔ آپ نے کالج سے بی اے پاس کیا۔

صوفی صاحب جنھوں نے اپنی تعلیم میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور بہت جلد علی گڑھ یونیورسٹی سے بی اے پاس کر لیا۔ صوفی صاحب غیر معمولی طور پر سادہ انسان تھے، وہ ہمیشہ مسکراتے، فطرتاً بہت متقی تھے۔ وہ ایک خوبصورت آدمی تھے۔ وہ قرآن پاک کو جانتے تھے۔

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اچھے لگتے تھے۔ اور ہمیشہ آپ کے ساتھ سفر پر جاتے تھے۔ حضرت مسیح موعود نے ان سے نماز کی امامت بھی کروائی۔ آپ نے اپنی زندگی خدمت اسلام کے لئے وقف کر دی تھی اور جہاں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام چاہیں وہ جانے کے لئے تیار رہتے۔ مگر یہ خواب حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کی خلافت میں سچ ہوا۔

آپکی کی شادی کا اہتمام حضرت مسیح موعود نے کیا تھا آپ نے مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی بیوہ سے شادی کی جن سے آپ کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں پیدا ہوئیں۔

پہلی بیوی کی وفات کے بعد آپ نے دوبارہ نکاح کیا اور اس شادی سے تین بچے پیدا ہوئے، دو لڑکیاں اور ایک لڑکا۔ صوفی صاحب کا انتقال 17 یا 18 اکتوبر 1947ء کو لاہور میں ہوا۔

ماریشس کے دوسرے مبلغ، حضرت حافظ عبید اللہ رضی اللہ عنہ

ماریشس، سینٹ پیٹر میں نئے احمدیوں کی تعداد کافی بڑھ رہی تھی تو ان کی درخواست پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے صوفی صاحب کی مدد کے لئے حضرت مولوی عبید اللہ صاحب کو دوسرے مبلغ کے طور پر منتخب کیا۔ اسی دور میں حضرت خلیفہ المسیح الثانی نے یہ تحریک فرمائی کہ احمدیوں کو اپنے بچوں کو لازمی طور پر جماعت کی خدمت کے لئے زندگیاں وقف کرنی چاہئے۔ اس تحریک کو دیکھتے ہوئے حضرت غلام رسول وزیر آبادی نے اپنے بیٹے کو وقف کیا۔

حافظ عبید اللہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ جو حضرت حافظ غلام رسول وزیر آبادی کے بیٹے تھے۔ حضرت عبید اللہ 1892ء میں پیدا ہوئے۔

1903ء میں حضرت مولوی عبید اللہ اپنی تعلیم حاصل کرنے کے لئے قادیان گئے۔ جہاں انہوں نے 1915ء-1916ء میں مدرسہ قادیان میں گریجویشن کیا۔ شادی کے آٹھ سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک بیٹی امتہ الحفیظ سے نوازا جنوری 1919ء میں ماریشس میں قیام کے دوران کچھ عرصے بعد اللہ نے اسے ایک بیٹے سے نوازا جولائی 1920ء میں جسکا نام بشیر الدین رکھا۔ یہ وہی بیٹا ہے جو ماریشس میں 1950ء میں بطور چوتھے مبلغ سلسلہ بن کر آئے۔

ماریشس میں خدمت بجالانے والے مبلغین کرام کے اسماء اور عرصہ تقرری

مبلغین کی اس ملک میں پہنچنے اور واپسی کی تاریخوں میں کچھ اختلاف ہے۔ کیونکہ بعض رپورٹس میں مرکز سے آنے کی تاریخ اور بعض میں اس ملک میں پہنچنے کی تاریخ درج ہے۔

1. مکرم مولانا صوفی غلام محمد صاحب 1915ء-1927ء
2. مکرم حافظ عبید اللہ صاحب 1917ء-1923ء
3. مکرم حافظ جمال احمد صاحب 1928ء-1959ء
4. مکرم حافظ بشیر الدین صاحب 1951ء-1955ء

5. مکرم حافظ فضل الٰہی بشیر صاحب 1955ء-1965ء
6. مکرم محمد اسماعیل منیر صاحب 1960ء-1970ء
7. مکرم احمد شمشیر سوکیا صاحب (ماریشن) 1966ء-1978ء
8. مکرم قریشی محمد اسلم صاحب 1969ء-1973ء
9. مکرم صدیق احمد منور صاحب 1970ء-1983ء
10. مکرم صالح محمد خان صاحب 1975ء-1978ء
11. مکرم رفیق احمد جاوید صاحب 1983ء-1989ء
12. مکرم سیّد حسین احمد صاحب 1986ء-1989ء
13. مکرم مظفر سدّھن صاحب (ماریشن) 16-07-1986ء
14. مکرم حافظ احسان سکندر صاحب (ماریشن) 25-02-1987ء
15. مکرم محمد انور قریشی صاحب 1990ء-1994ء
16. مکرم یسین ربّانی صاحب 1995ء-1998ء
17. مکرم مشہود احمد طور صاحب 1998ء-2002ء
18. مکرم محمد اقبال باجوہ صاحب 2000ء-2004ء
19. مکرم بشارت احمد نوید صاحب 2005ء-2016ء
20. مکرم مجیب احمد منیر صاحب مبلغ انچارج 02-03-2017ء

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اس وقت ماریشس میں 18 جماعتیں اور 14 مساجد اور کل تجنید 2828 افراد پر مشتمل ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 مارچ 2022ء)



مکرم و محترم حافظ احسان سکندر صاحب پیارے آقا کے ساتھ



RASHEED AHMAD TAYYAB



ساؤتومے جزیرے کا ایک خوبصورت منظر





موجودہ وزیر اعظم جماعتی وفد کے ساتھ



سابق وزیر اعظم ساؤتومے سے سابق مبلغ انچارج کی ملاقات



ساؤتومے جزیرہ پر سے گزرتی ایکوئٹر لائن



(9)

جزائر ساؤتومے وپرنسپ

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا



انصر عباس۔ مبلغ سلسلہ ساؤتومے

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

(تذکرہ صفحہ 260)

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ عنقریب اسے ایک ملک عظیم دیا جائے گا۔۔۔۔ میں تجھے عزت کے ساتھ زمین کے کناروں تک شہرت دوں گا"

(تذکرہ صفحہ 148)

"میں تجھے بہت برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"

(تذکرہ صفحہ 555)

یہ وعدے اظہر من الشمس ہر روز پورے ہوتے ہیں۔ ساؤتومے و پرنسپ سمندروں کے بیچ ایک چھوٹی سی زمین ہے اللہ تعالیٰ نے زمین کے ان کناروں کو بھی احمدیت حقیقی اسلام کے نور سے روشن کر دیا۔ ملک ساؤتومے و پرنسپ کا مختصر تعارف اور جماعت احمدیہ کا اس ملک میں نفوذ اور جماعت کی ترقیات کی مختصر جھلکیاں قارئین الفضل کی نظر کرتے ہیں۔

ملک ساؤتومے و پرنسپ کا تعارف

ساؤتومے اینڈ پرنسپ دو جزیروں ساؤتومے (Sao Tome) اور پرنسپ (Principe) پر مشتمل براعظم افریقہ کا ایک چھوٹا سا ملک ہے جو کہ اٹلانٹک اوشن (بحر اوقیانوس) میں وسطی افریقہ کے ملک گابون سے شمال اور گنی ایکٹوریل سے شمال مغرب میں واقع ہے۔

زمین کا ایکوئٹر بھی اسی جزیرے سے گزرتا ہے۔ 12 جولائی 1975ء میں اس ملک نے پرتگالی تسلط سے آزادی حاصل کی۔ سرکاری اور قومی زبان پورتگیزی ہے۔ سو فیصد افراد یہی زبان سمجھتے اور بولتے ہیں۔ ملک کے دونوں جزیروں کا کل رقبہ ایک ہزار ایک (1001) مربع کلو میٹر ہے اور آبادی دو لاکھ ہے۔ دونوں جزیروں کا درمیانی فاصلہ دو سو کلو میٹر ہے۔ ملک کے دارالحکومت کا نام بھی ساؤتومے ہے جو اس ملک کا بڑا شہر ہے۔ ملکی کرنسی کا نام ڈوبرہ ہے۔ ملک کا سارا رقبہ ہی سرسبز و شاداب ہے۔ کیلا، آم، پپیتا، جیک فروٹ، مالٹا، انار، ایووکاڈو، سپ سپ، گنا، کاکاؤ، کافی، آلو، گاجر، ٹماٹر، مرچیں، یام، املی، بیر، پام، کوکونٹ، تربوز، بریڈ فروٹ وغیرہ وغیرہ یہاں کی خاص پیداوار ہیں۔ چاروں طرف سمندر ہونے کی وجہ سے مچھلی کی بے شمار اقسام پائی جاتی ہیں۔

1470ء میں پرتگالی بحری سیاحوں نے اسے دریافت کیا۔ سرسبز و شاداب، قدرتی حسن، اور زرخیزی سے مالا مال جان کر پرتگالیوں نے اسے اپنے قبضہ میں لیا اور اپنی دیگر افریقی کالونیوں موزمبیق، انگولا، کیبورد، اور گنی بساؤ وغیرہ

سے غلام اور مزدور لا کر یہاں آبادکاری کا کام شروع کیا۔ اس طرح اس ملک کی آبادی مختلف ممالک کی اقوام کا ایک مجموعہ بن گئی ہے۔

ساؤتومے کے دونوں جزیرے بہت خوبصورت سیاحتی مقام ہیں سمندری اور ہوائی راستوں سے سارا سال ٹرپس آتے رہتے ہیں۔ ملک کی امن و امان کی صورت حال بہت بہتر ہے اور موسم بھی بہت اچھا رہتا ہے۔ اس لیے سیاحت کے لیے بہت اچھا ملک ہے۔

مذہبی اور معاشرتی زندگی

پرتگالیوں کے مکمل اثر ورسوخ کی وجہ سے عیسائیت نے شروع سے ہی اپنے قدم مضبوط رکھے۔ اس وقت 99 فیصد سے زائد آبادی عیسائی ہے۔ ملک میں لوکل غیر احمدی مسلمانوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔ ان کی ملک میں دو مساجد ہیں۔

ملک میں احمدیت کا نفوذ

1999ء میں مکرم و محترم حافظ احسان سکندر صاحب اس وقت کے امیر جماعت احمدیہ بینن پہلی بار تشریف لائے۔ غیر احمدی کمیونٹی سے بھی رابطہ کیا لیکن انہوں نے شدید مخالفت کی اور کہا کہ اس ملک میں جماعت کا پودا نہیں لگنے دیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے ارادوں کو کون روک سکتا ہے۔ بفضلہ تعالیٰ دو مقامی اور تین غیر ملکی افراد کو بیعت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

ساؤتومے و پرنسپ میں جماعت احمدیہ کے پہلے مبلغ

ساؤتومے و پرنسپ میں جماعت احمدیہ کا پودا لگنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مکرم و محترم رشید احمد طیب صاحب کو یہاں کا پہلا مرکزی مبلغ مقرر فرمایا جو 30 مئی 2002ء کو بینن سے ساؤتومے پہنچے۔

مکرم و محترم رشید احمد طیب صاحب نے منظم طریق پر جماعتی کام کا آغاز کیا۔ ایک مکان کرایہ پر لے کر رہائش اور نماز سنٹر کے طور پر جماعت کے پہلے مشن ہاؤس کا قیام کیا۔ ان کی کوششوں سے مزید 15 افراد جماعت میں داخل ہوئے۔ مکرم رشید طیب صاحب بائسکل پر تبلیغ کا کام کرتے تھے۔

جماعت احمدیہ ساؤتومے و پرنسپ کا پہلا جلسہ سالانہ

5 اپریل 2008ء کو جماعت احمدیہ ساؤتومے کو اپنا پہلا جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

جماعت احمدیہ ساؤتومے کی پہلی مسجد (بیت الرحیم)

21 فروری 2018ء کو ساؤتومے میں جماعت کی پہلی مسجد بیت الرحیم کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور 13 مئی 2018ء کو اس خوبصورت مسجد کا بابرکت افتتاح ہوا۔ یہ مسجد ساؤتومے شہر سے 13 کلومیٹر شمال میں فرنندیاس (Fernao Dias) گاؤں میں ہے۔

اب تک ملک میں جماعت کی 14 مساجد تعمیر ہو چکی ہیں اور 60 سے زائد مقامات پر جماعت قائم ہو چکی ہے۔ ملک کے تمام اضلاع میں جماعت کی مساجد بن چکی ہیں۔

پرنسپ جزیرے پر جماعت کا پہلا پودا

مورخہ 21 نومبر 2018ء کو مکرم و محترم انصر عباس صاحب مبلغ انچارج کی تبلیغی کوششوں سے اللہ تعالیٰ نے مکرم داؤد ایرک نینو صاحب کو اس جزیرے پر سب سے پہلے جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کی توفیق دی۔ یہ اپنی بیوی اور دو بچوں کے ساتھ احمدی ہوئے۔ اب تک اس جزیرے پر 6 مختلف مقامات پر جماعت کی تعداد 150 ہو چکی ہے۔

پرنسپ جزیرے میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد (بیت البشارت) کا افتتاح

مورخہ 21 دسمبر 2020ء کو جماعت احمدیہ کی ساؤتومے ملک کے جزیرہ پرنسپ (Principe) کے ایک محلہ پورتوریال (Porto Real) میں پہلی مسجد تعمیر ہوئی۔

بزرگوں کی دیکھ بھال کا مرکز

ہیومینٹی فرسٹ جرمنی کے تعاون سے ساؤتومے میں بزرگان کی دیکھ بھال کے لئے ایک مرکز (دارالرحمت) کا قیام کیا گیا ہے۔ ہیومینٹی فرسٹ کے تحت قائم ہونا والا دنیا میں یہ پہلا مرکز ہے۔ اس مرکز کا افتتاح مورخہ 8 اکتوبر 2020ء کو کیا گیا۔











پرنسپ جزیرہ کے پہلے نومبائع داؤد ایرک نینو صاحب



سابق صدر مملکت سے مبلغ انچارج
اور ہیومینٹی فرسٹ کی ٹیم کی ملاقات



موجودہ صدر مملکت سے جماعتی وفد کی ملاقات اور قرآن کا تحفہ

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 مارچ 2022ء)



محترم تیراوئی طبریا صاحب حضور انور سے ملاقات کرتے ہوئے۔ وہ اس وفد کا حصہ تھے جو کریباس سے یو کے جلسہ میں گیا تھا۔ انہوں نے برطانیہ میں اسلام احمدیت قبول کی۔ اور واپسی پر جوش و جذبے سے تبلیغ کی اور تیس سے زائد لوگوں کو اسلام احمدیت میں داخل کیا۔ انہوں نے قومی آمبلی میں 1991-1998 تک وزیر تعلیم کے طور پر کریباس حکومت کی خدمات انجام دی۔



بیت العافیت (جماعت احمدیہ کیریباس کا مشن ہاوس)



مسجد بیت الاحد (کیریباس ملک کی سب سے پہلی مسجد)





جلسہ سالانہ کیریباس



(10)

جماعتِ احمدیہ کیریباس کا تعارف
اور زمین کے کناروں تک تبلیغ کا نظارہ



خواجہ فہد احمد۔ کریباس

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام کہ ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ بار بار بڑی شان کے ساتھ پورا ہوتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں۔ اس لحاظ سے میں اپنے آپ کو بہت خوش قسمت سمجھتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس نشان کو ایک نئی شان کے ساتھ پورا ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی توفیق دی۔ یہ 2015ء کی بات ہے جب مجھے مرکز کی طرف سے اطلاع ملی کہ میری تقرری کیریباس آئی لینڈ میں ہوئی ہے۔ میں نے اس وقت اپنا فون نکالا اور گوگل میپ پر تلاش کیا، بہت دفعہ زوم کرنے کے بعد بحرِ اوقیانوس میں چند نقطے دکھائی دیے جن میں سے ایک نقطہ کا نام کیریباس تھا۔ یہ زمین کا ایک ایسا کنارہ تھا جہاں اسلام کا پیغام جماعت احمدیہ سے پہلے کسی نے نہیں پہنچایا تھا۔ یہ چھوٹے چھوٹے جزیرے بہت دور اور دنیا سے اتنے الگ تھلگ ہیں کہ عام لوگوں نے کبھی ان کا نام تک نہیں سنا ہو گا۔ جہاں جانے کیلئے دو تین دن کا سفر کرنا پڑتا ہے یوں بھی کریباس جانے کے لیے کوئی

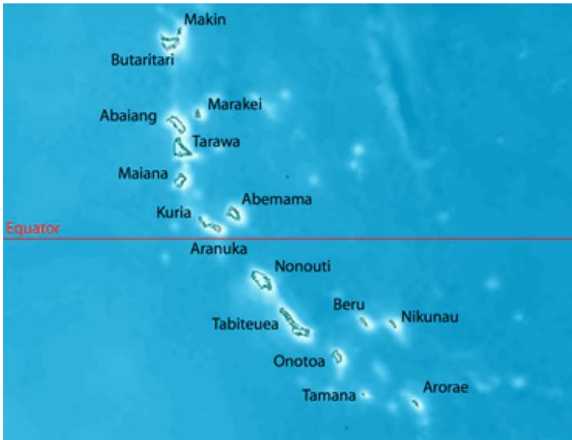
ڈائریکٹ فلائٹ نہیں ہے۔ میرا پہلا سفر ٹورانٹو (کینیڈا) سے شروع ہوا اور لاس اینجلس (امریکہ) اور پھر فجی سے گزرتے ہوئے تقریباً تیس گھنٹے کے بعد جا کر پہنچا۔ کیریباس اور اس کے اردگرد جزیرے خط استواء کے اردگرد واقع ہیں۔ اور کیریباس ان سب جزائر سے اوپر واقع ہے۔ اس وجہ سے دنیا میں سب سے پہلے دن کا آغاز کیریباس میں ہوتا ہے اور نئے سال کا آغاز بھی سب سے پہلے کیریباس میں ہوتا ہے۔ کیریباس کا ٹائم لندن ٹائم سے 12 گھنٹے آگے ہے۔ اس ملک کی آبادی تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار ہے۔ اس کی لوکیشن کی وجہ سے یہاں موسم سارا سال گرم رہتا ہے۔ سال میں دو ہی موسم ہیں ایک بارش کا اور ایک خشک۔

ان جزائر کی دلچسپ بات یہ ہے کہ ہر ایک جزیرہ بہت سے ٹکڑوں کا مجموعہ ہے۔ جیسا کہ کیریباس جزیرہ 33 ٹکڑوں کا مجموعہ ہے جن میں سے اکیس آباد ہیں۔ ان چھوٹے چھوٹے جزیروں میں سفر کے لیے سمندر میں کشتی کے ذریعے سفر کیا جاتا ہے۔ اس کے لئے سمندر کی لہریں اور ہوا کا سازگار ہونا ضروری ہے۔ اگر آپ سوچ رہے ہیں کہ کیریباس آئی لینڈ ان جزیروں کی طرح ہے جو ہم ٹی وی میں دیکھتے ہیں جس میں پہاڑ، آبشاریں اور جنگلات ہوتے ہیں تو آپ غلط سوچ رہے ہیں یہ جزائر ایسے نہیں ہیں۔ جزیرہ کیریباس جیسے جزیروں کو ''آٹول'' کہتے ہیں۔ یہ آٹول دراصل آتش فشاں سے بنتے ہیں جو پانی کے نیچے سمندر میں پھٹتے ہیں۔ جب آتش فشاں پھٹ جاتا ہے تو اس کا لاوا چٹان میں بدل جاتا ہے۔ اور سطح سمندر سے اوپر نکل آتا ہے۔ پھر اس کے چاروں طرف مرجان یعنی کورل نامی سمندری زندگی بننے لگتی ہے یہ کورل بہت سخت ہوتے ہیں۔ ان کی برادری پھیلتی جاتی ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ ریتلی زمین میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ یہ عمل کئی ملین سال تک ہوتا رہتا ہے اور آتش فشاں سے بنی چٹان سمندر کی لہروں سے رگڑ رگڑ کر سطح سمندر سے نیچے چلی جاتی ہے۔ اور ان کورل سے بنا ایک دائرہ یا آدھا دائرہ چھوڑ جاتی ہے۔ جس کے درمیان پانی ہوتا ہے جو ''لاگون'' کہلاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ آٹول کو بننے میں 30 ملین سال لگتے ہیں۔ آٹول جزائر سطح سمندر سے صرف چند فٹ اوپر ہوتے ہیں۔ ان کی زمین بالکل ریتلی اور ریگستان کی طرح ہوتی ہے۔ یہ زمین زرخیز نہیں ہوتی اس لیے یہاں چند چیزیں ہی اگائی جاسکتی ہیں۔ جیسے ناریل، کیلے، پانڈانس، کدو، تارو اور بریڈ فروٹ۔

رب العالمین کی رحمتوں کے نظارے دیکھ کر انسان حیرت میں پڑ جاتا ہے۔ آپ یہ سن کر حیران ہونگے کہ پھلوں اور سبزیوں کی اتنی کم اقسام کے باوجود بھی انسان کی تمام غذائیت کی ضروریات ان چیزوں سے پوری ہو جاتی ہیں۔ اور پیارے شافی خدا نے اپنے بندوں کے لئے بیماریوں سے شفا پانے کے لئے انتظام کیا ہے۔ انہیں مختلف پودوں کے

مختلف حصوں سے مقامی لوگ ادویات تیار کر لیتے ہیں اور عام طور پر ڈاکٹر کے پاس جانے سے زیادہ ان ادویات کو ترجیح دیتے ہیں۔

اس آئی لینڈ کی زمین کی چوڑائی بعض جگہ پر بہت تنگ ہے بعض جگہ پر چوڑائی ایک امریکی ہائی وے کے برابر ہے۔ یہ جزیرہ سطح سمندر سے صرف دو میٹر کی بلندی پر ہے۔ گلوبل وارمنگ والوں نے یہ وارننگ دی ہے کہ بس اگلے 70 سالوں میں کیریباس دنیا کے نقشے سے مٹ سکتا ہے۔ یہ قوم عام طور پر پسماندہ ہے۔



کیریباس کے متعلق ایک دلچسپ تاریخی واقعہ ہے کہ لفظ کیریباتی کا تلفظ اصل میں کیریباس ہے۔ لیکن جب عیسائی مشنری اس ملک میں آئے اور انہوں نے بائبل کا مقامی زبان میں ترجمہ کرنا شروع کیا اور اس کام کے لیے جو ٹائپ رائٹر استعمال کی ضرورت تھی اس کا "s" کے حرف کا بٹن خراب نکلا جس کا حل انہوں نے یہ نکالا کہ جہاں حرف "s" کی ضرورت ہوتی وہاں "ti" لکھ دیتے اس طرح کیریباس کی سپیلنگ کیریباتی (KIRIBATI) ہو گئے۔ کیریباس کی کوئی تحریری زبان نہیں تھی لیکن جب عیسائی مشنری وہاں آئے تو انہوں نے لکھنے کے لیے انگریزی زبان کے حروف استعمال کرنے شروع کیے۔

کیر یباس کی زبان میں حرف "ل" نہیں ہے چنانچہ حال ہی میں ایک نئے احمدی نے فارم پُر کرتے ہوئے اپنے مذہب کا نام Mutirim لکھا یعنی مسلم۔

کر یباس میں احمدیت کا نفوذ

آج سے تقریباً تیس سال پہلے 1987ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی بابرکت راہنمائی میں اسلام کے ایک سپاہی حافظ جبرائیل احمد سعید صاحب مرحوم نے اس زمین پر قدم رکھا۔ اس نوجوان مشنری کا تعلق گھانا سے تھا اور آپ کی تقرری مندرجہ ذیل جزائر پہ ہوئی:

Tuvalu, Solomon Islands, Marshall Islands, Federated States of Mirconesia (FSM) and Kiribati

کیر یباس میں اس کے علاوہ مختلف وقتوں میں مشنری خدمات سرانجام دیتے رہے جو مندرجہ ذیل ہیں: مبلغ سلسلہ عمر فاروق یحییٰ صاحب، مبلغ سلسلہ ابراہیم آرکوہ صاحب، مبلغ و مربی سلسلہ احتشام الحق محمود کوثر صاحب اور خاکسار مبلغ و مربی سلسلہ خواجہ فہد احمد۔

حافظ جبرائیل سعید صاحب کو سب سے پہلے جزیرہ طوالو میں تعینات کیا گیا۔ آپ نے آٹھ سال تک جزائر میں خدمات سرانجام دیں اور دوسرے جزائر کے کئی دورے کیے۔ جب حافظ جبرائیل کیر یباس تشریف لائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے آنے سے پہلے ہی اسلام کا پودا اس جزیرہ میں لگا دیا تھا۔ اس وقت پورے آئی لینڈ میں ایک بھی مسلم نہیں تھا۔ کیر یباس کی ایک نوجوان عورت جس کا نام "میلے" تھا کو کہیں سے قرآن مجید کا ایک نسخہ ملا۔ وہ قرآن پڑھ کر اتنی متاثر ہوئی کہ دل سے اس پر ایمان لے آئیں اور اپنے طور پر عبادت شروع کر دی سوائے سجدے کے اس کو نماز پڑھنے کا طریقہ معلوم نہیں تھا جب اس کے والد نے اس کو نئے طریقے سے عبادت کرتے دیکھا تو اس نے شدید غصے کا اظہار کیا اور قرآن مجید کو پھاڑنے کی دھمکی دی۔ اس نے جواب میں اپنے باپ کو کہا کہ تو پھر بائبل کے بھی وہ صفحات پھاڑ دینے چاہیے جن میں حضرت عیسیٰؑ کا خدا کے آگے سجدہ کا ذکر ہے۔ وہ اپنے عقیدہ پر بہت بہادری سے قائم رہیں اور اپنے خاندان اور اردگرد کے لوگوں میں مسلمان کے نام سے مشہور ہو گئی۔ جب حافظ جبریل صاحب کیر یباس پہنچے تو انہوں نے آس پاس پوچھا کہ یہاں کوئی مسلمان ہے تو سب نے میلے کے گھر کی

طرف اشارہ کیا بعد میں اس کو انیسہ نام دیا گیا۔ آپ کے آنے کے بعد انیسہ نے اسلام کی تعلیمات سیکھی اور ان کی میزبانی کا شرف بھی حاصل ہوا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے کیریباس جماعت کو انیسہ کی صورت میں سلطان نصیرہ عطا کیا۔ جو آج بھی کیریباس جماعت کے لیے قابل تقلید وجود ہے۔

کیریباس میں اسلام احمدیت کے علاوہ عیسائی مذہب کے فرقے:

Catholicism, Protestant, Jehovah Witness, Seventh Day Adventists, Latter Day Saints/ Mormonism, and Bahaism موجود ہیں۔

کری باس میں احمدیہ مسجد

کیریباس اور اس کے ارد گرد کے جزائر میں سوائے جماعت احمدیہ کے کسی مسلمان فرقے کی مسجد نہیں ہے۔ غیر احمدی مسلمانوں نے اپنے سینٹر قائم کرنے کی کوشش کی لیکن یہاں کی سخت زندگی اور مشکلات کی وجہ سے وہاں ٹھہر نہیں سکے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی راہنمائی میں ان جزائر میں اسلام کا پیغام پہنچایا جارہا ہے۔ اور جماعت احمدیہ کی مساجد اور مشن تعمیر کیے گئے ہیں۔

کیریباس میں زندگی بہت ہی سادہ ہے اور باقی دنیا سے بہت مختلف ہے۔ چند سال پہلے جلسہ سالانہ میں شرکت کے لیے مقامی ممبران کا ایک وفد لندن گیا امیگریشن آفسر نے ایک ممبر سے پوچھا کہ تمہاری کتنی آمدن ہے اس نے جواب دیا کہ اس کی بیوی اسکول ٹیچر ہے اور وہ پچاس ڈالر کماتی ہے۔ امیگریشن آفسر نے چونک کے پوچھا کہ اتنی کم آمدن میں گزارا کیسے ممکن ہے تو اس نے مسکرا کر کہا کہ ہمیں اپنے جزیروں میں پیسوں کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم کو گھر کی ضرورت ہوتی ہے تو لکڑی درخت سے کاٹ کر گھر بنا لیتے ہیں اور کھانے کی ضرورت ہوتی ہے تو سمندر سے مچھلی پکڑ لیتے ہیں۔ یا درخت سے کوئی پھل توڑ کر کھا لیتے ہیں۔ زیادہ تر مقامی لوگوں کی زندگی اس قدر سادہ ہے کہ ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے یہ لوگ عموماً ننگے پاؤں چلتے ہیں۔ ان کے گھر کی چھت ہوتی ہے لیکن دیواریں نہیں ہوتی، باتھ روم بنانے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے لیکن وقت کے ساتھ ان جزائر میں تبدیلی آرہی ہے۔ درآمد میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ چند سال سے یہاں انٹرنیٹ کی سہولت بھی میسر ہے۔ چاول کی امپورٹ کی وجہ سے مقامی لوگ تینوں وقت چاول کھانا پسند کرتے ہیں۔ چینی کا استعمال بھی لوگ بے تحاشہ کرتے ہیں۔ اکثر دیکھنے میں

آیا ہے لوگ پانی میں چینی ملا کر پیتے ہیں جماعت کے ایک ممبر نے مجھے بتایا کہ بہت پہلے جب صرف کنویں کے پانی کا پانی دستیاب تھا۔ وہ کڑوا تھا۔ اس کو پینا بہت مشکل ہوتا تھا جب چینی دستیاب ہوگی تو لوگوں نے پانی میں چینی ملانا شروع کر دیں پھر یہ نسل در نسل معمول بن گیا۔ دارلخلاقہ تاراوا میں چینی کی وجہ سے نصف آبادی ذیابطیس کا شکار ہوگئی ہے۔

جماعت احمدیہ کی مخالفت

یہاں کے لوگ مہربان اور خوش مزاج ہیں لیکن مختلف مذاہب کی وجہ سے آپس میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ جس میں مغربی میڈیا نے بھی اسلاموفوبیا بنانے میں کردار ادا کیا ہے۔ یہاں کے لوگ اپنی سادہ طبیعت کی وجہ سے ان کی باتوں میں آجاتے ہیں اور اسلام کو قاتل مذہب پکارتے ہیں۔ یہ لیبل بعض اوقات دوسرے مذہبی لوگوں کی ذریعے کیا جاتا ہے۔ جب سے جماعت احمدیہ قائم ہوئی ہے تمام مبلغین بہت محنت سے ان غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ چند سال پہلے کی بات ہے کہ کیریباس کے عوام نے اپنے صدر مملکت سے شکایت کی کہ قاتلوں کو اپنے ملک کے اندر آنے کی اجازت کیوں دی ہے؟ اس پر ملک کے صدر نے اسلام کا دفاع کیا۔ کیونکہ وہ جماعت احمدیہ کے ذریعے اسلامی تعلیمات سے خوب آگاہ تھے اور ان کو کہا کہ میں نے قرآن مجید پڑھا ہے اور میں اسلامی تعلیمات کو جانتا ہوں اور یہ کہ اسلام ایک پرامن مذہب ہے۔ یہاں احمدی مبلغین نے مخالفت کو بڑے ہمت اور حوصلہ سے برداشت کیا جیسا کہ ایک واقعہ ہے جو سابق مشنری مبلغ سلسلہ احتشام الحق کوثر کو پیش آیا جب وہ مائکرونیشیا قریبی آئی لینڈ میں خدمت انجام دے رہے تھے۔ جس گاؤں میں مربی صاحب کی تقرری ہوئی وہاں اتنی مخالفت تھی کہ وہاں کے لوگوں نے ان کے گھر کا پانی بند کر دیا جب ساتھ والے گاؤں کے لوگوں کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے اس بات کو انسانیت کے خلاف سمجھتے ہوئے مربی صاحب کے گھر پانی پہنچانے کا کام اپنے ذمے لے لیا۔ اسی طرح ایک آدمی جب بھی مربی صاحب کے پاس سے گزرتا ان پر پتھر پھینکتا اور گالیاں دیتا لیکن مربی صاحب جواب میں مسکرا کر کہتے السلام علیکم میرے دوست آپ کیسے ہیں؟ آخر کار کچھ عرصے کے بعد مربی صاحب کے حسن سلوک کو دیکھ کر وہ شخص بہت شرمندہ ہوا اور معافی مانگی اور بعد میں بہت عزت سے پیش آنے لگا۔ جیسے کہ قرآن مجید میں آتا ہے "اور جب جاہل انسان ان سے مخاطب ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں تم پر سلامتی ہو"۔ مبلغین کو ہی صرف سخت حالات کا سامنا نہیں کرنا پڑتا بلکہ ان لوگوں کو بھی بہت سی قربانیاں دینی پڑتی ہیں جو اسلام قبول کرتے ہیں اور اپنی ایمان کی حفاظت کرتے ہیں۔

کیریباس کا معاشرہ خاندان اور برادری سے بہت جڑا ہوا ہے۔ جہاں انسان اپنے پڑوسیوں کے لئے ہمیشہ موجود ہوتے ہیں اور ان کا ایک دوسرے سے الگ ہونا بہت تکلیف دہ ہوتا ہے۔ جب کوئی بھی ان میں سے اسلام قبول کرتا ہے تو ان کے خاندان اور برادری ان کو گھر سے نکال دیتے ہیں اور بائیکاٹ کر دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہاں کے پادریوں کی طرف سے بھی لعنت کی دھمکیاں آجاتی ہیں۔ ان سب مشکلات کے باوجود اسلام کی روشنی ان کے دلوں تک پہنچتی ہے تو وہ خوشی سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں آنے والی ہر تکلیف کو برداشت کر لیتے ہیں۔ کریباس میں کچھ مذہبی رہنماؤں نے لوگوں کے ذہنوں میں یہ خوف پیدا کر دیا ہے کہ اگر وہ ان مذہبی رہنماؤں کی باتوں پر عمل نہیں کریں گے تو ان پر لعنت بھیجی جائے گی۔ ایسا ہی ایک واقعہ چند سال پہلے پیش آیا جب ہماری جماعت کا پری اسکول اچھی اور مفت تعلیم کی وجہ سے مشہور ہو رہا تھا۔ گاؤں کے لوگ اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے کیتھولک پری اسکول چھوڑ کر احمدیہ مسلم پری اسکول میں شمولیت اختیار کرنا شروع کر دی۔ کیتھولک اسکول کا لوکل لیڈر اور پادری نے اعلان کرنا شروع کر دیا کہ ''جو بھی مسلم پری اسکول جائے گا اس پر لعنت بھیجی جائے گی''۔ یہ سن کر بہت سے والدین نے اپنے بچوں کو ہمارے احمدیہ پری اسکول سے نکالنا شروع کر دیا۔ احمدیہ مسلم جماعت کے صدر صاحب پریشان ہو کر خاکسار کے پاس آئے اور کہا کہ اب ہم کیا کریں گے؟ پادری نے ہم پر لعنت بھیجی ہے اور بہت سے طالب علم چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ پھر میں نے ان کو لفظ ''لعنت'' کا مطلب سمجھاتے ہوئے کہا کہ چونکہ اس نے ہم پر لعنت بھیجی ہے، اس لیے اب ہمارا کام ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو بائبل اور قرآن پاک سے اس لفظ کے صحیح معنی سے آگاہ کریں۔ اور پھر یہ معاملہ اللہ پر چھوڑ دیں۔ اس واقعہ کے بعد کیتھولک پری اسکول میں حاضری کم ہونے لگی اور ہمارے پری اسکول میں حاضری بڑھنے لگی۔ ایک سال کے اندر کیتھولک چرچ کو اپنا پری اسکول بند کرنا پڑا۔ آج احمدیہ پری اسکول اتنا مشہور ہے کہ آس پاس کے گاؤں کے بچوں کے والدین بھی اپنے بچوں کو یہاں بھیجتے ہیں۔ اللہ کے فضل سے ہمارے اسکول میں ہر سال 50 سے زیادہ بچے داخل ہوتے ہیں۔

احمدیت، عافیت کا حصار

کیریباس میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کرنے سے پہلے شراب، نشہ آور چیزوں میں برے طریقے سے ملوث تھے۔ اس کے علاوہ ایک نہایت خطرناک نشہ جس کو کاوا کہا جاتا ہے۔ جو فیجی میں بنتا ہے۔ اور دوسرے جزیروں میں برآمد کیا جاتا ہے۔ اس کے اتنے بد اثرات ہیں کہ آہستہ آہستہ انسان کے جسم کو چند گھنٹوں کے لیے مفلوج کر دیتا ہے۔ بدقسمتی سے یہاں کا معاشرہ ان نشہ آور چیزوں کی دلدل میں بری طریقے

سے پھنسا ہوا ہے۔ کہ اس سے چھٹکارا پانا ان کے لئے بہت مشکل ہو گیا ہے یہاں تک کہ ان کے مذہبی لیڈر بھی اس نشے آور جوئے کے شکار ہیں۔ جو کہ آئندہ نسلوں کے لیے انتہائی خطرناک ہے۔ ان حالات میں اسلام احمدیت ہی ان کے لیے عافیت کا ایک حصار ہے۔ جب یہ لوگ احمدیت قبول کرتے ہیں تو اسلام کی تعلیمات کی وجہ سے ان کا طرزِ زندگی بالکل تبدیل ہو جاتا ہے اور وہ بہترین روحانی زندگی کے سفر پر چل پڑتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان برائیوں سے نجات پا لیتے ہیں اور اپنے معاشرے میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ کیریباس میں مخالفت کی وجہ سے کئی برسوں تک جماعت احمدیہ اپنی کوئی مسجد تعمیر نہ کر سکی لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور انور کی دعاؤں کی بدولت تیس سال بعد 2017ء میں کیریباس کی پہلی مسجد تعمیر کی گئی جس کا نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الاحد رکھا اور 2018ء میں ایک دوسرے گاؤں میں مشن ہاؤس جس کا نام بیت العافیت رکھا گیا۔ اس کے علاوہ جماعت احمدیہ کیریباس نے اپنا پہلا جلسہ سالانہ 2017ء میں بڑی کامیابی کے ساتھ منعقد کیا۔

جماعت احمدیہ نے ایک پسماندہ گاؤں میں مسلم اسکول شروع کیا۔ جہاں پر غریب بچوں کے لیے تعلیم کا کوئی انتظام نہیں تھا اس اسکول میں اچھی تعلیم کے علاوہ اس میں کوئی فیس نہیں ہے یہاں کی حکومت کی طرف سے کوئی قانون نہیں ہے کہ ہر بچہ اسکول جائے۔ اس لیے غریب ماں باپ فیس نہ دے سکنے دینے کی وجہ سے بچوں کو اسکول نہیں بھیجتے۔ اس لئے جماعت کا یہ اسکول ان کے لئے نعمت عظمیٰ ہے۔ ابھی تک ہمارے پری اسکول کی پانچ گریجویشن تقاریب منعقد ہو چکی ہیں۔ اور 80 سے زیادہ بچے گریجوایٹ ہو کر اگلی کلاسوں میں جا چکے ہیں۔ جماعت احمدیہ کیریباس سالانہ اجتماع کے موقعہ پر کھیلوں کا پروگرام بھی منعقد کرتی ہے۔ ہماری ایک احمدیہ مسلم ساکر لیگ ہے جس میں 60 سے زیادہ کھلاڑیوں نے شرکت کی۔ اور یہ سارا پروگرام جماعت کی پراپرٹی میں منعقد کیا گیا۔ اس کے علاوہ یہاں لجنہ اماءاللہ نے بھی بڑی پیش رفت کی ہے اور اپنا سالانہ اجتماع اور تربیتی کیمپ کا انعقاد کیا ہے۔ اللہ کے فضل سے ہر سال کیریباس میں لوگ جماعت احمدیہ میں شامل ہو رہے ہیں اور دن بدن دنیا کے اس گوشے میں جماعتیں اس بات کو ثابت کر رہے ہیں کہ اسلام دین فطرت ہے اور کیریباس کے پسماندہ باشندوں کے لئے ایسا ہی مکمل دین ہے جیسا کہ ایک ترقی یافتہ ملک کے باشندوں کے لئے یہ مکمل ضابطہ حیات ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 مارچ 2022ء)

(11)
جماعت احمدیہ مارشل آئی لینڈز کی تاریخ
الہام حضرت مسیح موعودؑ کی روشنی میں



ساجد اقبال۔ نیشنل پریذیڈنٹ مارشل آئی لینڈ

ریپبلک آف مارشل آئی لینڈز بحر الکاہل میں واقع جزائر اور مرجان کے اٹول کا ایک سلسلہ ہے۔ یہ جزیرے قدیم آتش فشاں کے اوپر بیٹھے ہیں جو سمندر کے فرش سے اٹھتے ہیں۔ مارشل آئی لینڈز 1,000 سے زیادہ جزائر اور 29 مرجانوں کے اٹول پر مشتمل ہیں۔ تاہم ان میں سے صرف 24 اٹول پر آبادی ہے۔ 2021ء کی مردم شماری کے سب سے حالیہ لیکن ابھی تک نامکمل نتائج کے مطابق، مارشل آئی لینڈز میں صرف 41,000 سے تھوڑی زیادہ آبادی ہے۔ مارشل آئی لینڈز کا دارالحکومت ماجورو اٹول (Majuro Atoll) ہے جس کی آبادی بھی سب سے زیادہ ہے، باقی آبادی بیرونی جزائر میں پھیلی ہوئی ہے۔ مارشل آئی لینڈز کی سرکاری زبانیں مارشلیز (Marshallese) اور انگریزی ہیں۔

آٹول کافی چھوٹے ہیں۔ ماجوروآٹول کی لمبائی ایک سرے سے دوسرے سرے تک صرف 50 کلومیٹر ہے۔ اور اس کی چوڑائی اتنی کم ہے کہ اس کو چند منٹوں میں پار کرنا ممکن ہے۔ اس طرح، ماجوروآٹول کا کل زمینی رقبہ صرف 9.7 مربع کلومیٹر ہے۔

تاہم سمندر وسیع اور ثمر آور ہے۔ دارالحکومت، ماجوروآٹول کا جھیل، کل 295 مربع کلومیٹر ہے اور ہمیشہ لنگر انداز بحری جہازوں سے بھرا رہتا ہے جو ٹونا کے لیے جزائر کا سفر کرتے ہیں۔ یہ دنیا کی سب سے مصروف ٹونا ٹرانس شپمنٹ پوسٹ ہے۔ زمین سے بھی کچھ زرعی مصنوعات آتی ہیں۔ بنیادی طور پر کھوپرا (copra) ، ناریل، بریڈ فروٹ، پانڈانس (pandanus) ، تارو اور آرروٹ (arrowroot) ۔

مارشل آئی لینڈز میں زندگی مغربی دنیا کے مقابلے میں کافی مختلف ہے۔ مارشلیز ثقافت کے بارے میں ایک منفرد چیز گھر کی خواتین کو دی جانے والی اہمیت ہے۔ عمومی طور پر خواتین کو مردوں سے زیادہ طاقت دی جاتی ہے۔ زمین کی وراثت بھی بنیادی طور پر خواتین کے رشتہ داروں میں منتقل ہوتی ہے۔

میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا

اسلام احمدیت کا بیج سب سے پہلے مارشل آئی لینڈز میں 1989ء میں لگایا گیا جب حافظ جبریل احمد سعید صاحب آف گھانا کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ارشاد پر بحرالکاہل کے جزائر میں جماعت قائم کرنے کے لیے بھیجا گیا۔ تب سے لے کر اب تک متعدد مربیان نے مختلف اوقات میں جماعت احمدیہ مارشل آئی لینڈ میں خدمت کی ہے جن میں انعام الحق کوثر صاحب، عبد الصمد عثمان اوکائی صاحب، مطیع اللہ جوئیہ صاحب، احتشام الحق کوثر صاحب، فیروز ہندل صاحب اور خاکسار شامل ہیں۔

مارشل آئی لینڈز میں سب سے پہلے احباب و خواتین جو اسلام احمدیت میں داخل ہوئے ان میں (John Anni) جان اینی صاحب، (Nery Nena) نیری نینا اور ان کے شوہر (Sam Nena) سام نینا صاحب، (Nela Kenlak) نیلا کینلک اور ان کے شوہر (Alik Kenlak) علیک کینلک اور (Ezra Jerwan) عذرا جیروان شامل ہیں۔

جماعت کی رجسٹریشن

حافظ صاحب کے مارشل آئی لینڈ کے دورے کے دوران ان کی دوستی کارل انگرام (Carl Ingram) نامی شخص سے ہو گئی۔ مسٹر انگرام ایک افریقی نژاد امریکی تھے جو اس وقت مارشل جزائر میں اٹارنی کے طور پر کام کر رہے تھے۔ جناب انگرام نے جماعت کی رجسٹریشن کے لیے درخواست دینے میں حافظ جبریل صاحب کی مدد کرنے پر رضامندی ظاہر کی۔ جماعت کی رجسٹریشن کے لیے سب سے پہلے 1991ء میں کوشش کی گئی۔ بدقسمتی سے کافی جدوجہد کے بعد بھی جماعت کی رجسٹریشن منظور نہ ہو سکی۔ اس وقت جناب انگرام نے حافظ جبریل صاحب کو مشورہ دیا کہ شاید بہتر ہو کہ مارشل آئی لینڈز کی جماعت کے کچھ ارکان ملک کے صدر اماتا کبوا کے ساتھ حاضرین کے لیے درخواست کریں اور بنفس نفیس خود درخواست کریں۔ سام علی نیناصاحب جو کہ اس وقت جماعت احمدیہ مارشل آئی لینڈ کے قومی صدر کے طور پر خدمات انجام دے رہے تھے، اپنی اہلیہ نیری ناصرہ نیناصاحبہ کے ساتھ، جو صدر کی رشتہ دار تھیں، نے اس موقع پر جاکر ملاقات کی۔ صدر کے ساتھ اور ذاتی طور پر ان سے جماعت کی رجسٹریشن کی اجازت دینے کی درخواست کریں۔ نیری صاحبہ کی حیرت میں صدر نے انکار کر دیا اور کہا کہ یہ مذہب مارشل آئی لینڈ میں کبھی داخل نہیں ہو گا۔

مخالفت کے باوجود مارشل آئی لینڈ میں جماعت کو رجسٹر کرنے کی مسلسل کوششیں کی گئیں۔ مسٹر انگرام نے جماعت کی رجسٹریشن کے لیے بھی کام جاری رکھا۔ مسٹر کرسٹوفر لوئک، جو اس وقت وزیر انصاف کے طور پر کام کر رہے تھے، نے بھی اس معاملے کو کابینہ میں اٹھا کر مسٹر انگرام کی مدد کرنے پر اتفاق کیا۔ 1995ء میں، مارشلیز احمدیوں کے ایک بڑے وفد نے ایک بار پھر اماتا کبوا کے ساتھ سامعین کی تلاش کی، جو ابھی تک مارشل جزائر کے صدر کے طور پر خدمات انجام دے رہے تھے۔ تاہم اس نے ایک بار پھر وہی الفاظ دہرائے کہ یہ مذہب مارشل آئی لینڈ میں کبھی داخل نہیں ہو گا۔

دو سال بعد 1997ء میں صدر اماتا کبوا کا انتقال ہو گیا۔ اس دوران اللہ کے فضل و کرم سے الیکس اوسی گیاو نام کا ایک گھانا کے ایک دوست جو کہ حافظ جبریل صاحب سے ان کے پہلے دوروں میں سے ایک کے دوران کریباتی میں ملے تھے اور ان کے ساتھ اچھے دوست بن گئے تھے، اب اس میں ملازم تھے۔ قانون ساز کونسل کے دفتر میں مارشل جزائر، جہاں کارپوریشنز کی رجسٹریشن کے معاملات ہوتے ہیں۔ مسٹر اوسی گیاو گھانا میں جماعت کی شاندار

شہرت اور کام کی وجہ سے جماعت احمدیہ سے کافی واقف تھے۔ وہ فوراً حافظ جبریل صاحب کے پاس پہنچے اور انہیں بتایا کہ جماعت کے بارے میں مزید معلومات مارشل آئی لینڈ کی حکومت کو بھیج دیں۔ حافظ جبریل صاحب اس وقت برطانیہ میں جلسہ سالانہ میں شریک تھے۔ انہوں نے جلدی جلدی معلومات اکٹھی کیں اور انہیں بھیج دیں جس میں جلسہ سالانہ یوکے میں مختلف سیاسی شخصیات کی طرف سے جماعت کے حق میں دیئے گئے ریمارکس بھی شامل تھے۔ ایک بار جب حکومت نے تمام معلومات کا جائزہ لیا، مسٹر Osei-Gyau کو طلب کیا گیا اور اس معاملے پر ان کی رائے کے بارے میں پوچھا گیا۔ مسٹر اوسی گیاو نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ یہ جماعت ایک ایسی تنظیم ہے جسے دنیا کے مختلف رہنما معروف اور محترم سمجھتے ہیں۔ انہوں نے انہیں یہ بھی بتایا کہ وہ گھانا میں جماعت اور ان کی سرگرمیوں سے بخوبی واقف ہیں اور ان پر زور دیا کہ وہ انہیں مارشل جزائر میں مشق کرنے کی اجازت دیں۔ اللہ کے فضل سے، فروری 2001ء میں، 10 سال کی جدوجہد کے بعد، مارشل آئی لینڈ میں جماعت احمدیہ کی رجسٹریشن ہوئی۔ یہ نہ صرف جماعت کے لیے اللہ تعالیٰ کا فضل تھا بلکہ جماعت کی خدمت میں ہاتھ پھیلانے والوں کو بھی برکت حاصل ہوئی۔ 10 سال کی جدوجہد کے دوران، مسٹر کارل انگرام نے جماعت سے اپنے کام کے لیے کوئی معاوضہ لینے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے اصرار کیا کہ وہ یہ کام نیک نیتی سے کر رہے ہیں۔ شاید ان کے خلوص کی وجہ سے اللہ نے انہیں نوازا اور وہ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس بن گئے، جس عہدے پر وہ آج بھی فائز ہیں۔ مسٹر کرسٹوفر لوئک نے حکومت کے بہت سے مختلف محکموں میں کام کیا ہے۔ انہوں نے 2009ء-2012ء تک مارشل جزائر کے صدر کے طور پر خدمات انجام دیں اور اس وقت مارشل جزائر کے صدر کے وزیر معاون کے طور پر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ جہاں تک مسٹر ایلکس اوسی گیاؤ کا تعلق ہے، ایسا لگتا ہے کہ انہیں حکمت الٰہی کے تحت مارشل آئی لینڈ بھیجا گیا تھا، کیونکہ وہ جماعت کی رجسٹریشن مکمل ہونے کے تھوڑی دیر بعد تک وہاں رہے۔ اس کے بعد وہ یوگنڈا چلے گئے اور انہیں بہتر روزگار سے نوازا گیا۔

ظلم و ستم میں شدت آتی ہے

11 ستمبر 2001ء کے ہولناک واقعات کے فوراً بعد مارشل آئی لینڈ کے لوگ اسلام کے اور بھی مخالف اور خوف زدہ ہو گئے۔ چونکہ مارشل جزائر میں مستقل طور پر کوئی مشنری مقرر نہیں کیا گیا تھا، اس لیے وہاں کے اراکین کے لیے زندگی مشکل تھی کیونکہ اب انہیں اپنے ساتھی مارشلز کی طرف سے بڑھتے ہوئے ظلم و ستم کا سامنا کرنا پڑا۔ بہت سے مقامی لوگوں نے سوچنا شروع کر دیا کہ جماعت احمدیہ بھی اسی طرح کے کام کرنے کی طرف مائل ہے۔

ان اگلے چند سالوں میں مارشل جزائر سے اسلام کو ہٹانے کی ایک اور کوشش کی گئی۔ 2007ء میں، مجورو اٹول کے سینیٹر، مسٹر علیک علیک نے مارشل جزائر سے جماعت کی جڑیں ختم کرنے کی مہم شروع کی۔ جیسا کہ زیادہ تر جدید اقوام کے ساتھ، مارشل جزائر مذہب کی آزادی کو فروغ دیتے ہیں، تاہم، سینیٹر علیک نے یہ بحث شروع کی کہ اسلام کوئی مذہب نہیں ہے۔ درحقیقت، وہ نتیجیلا (پارلیمنٹ) میں ایک بل پیش کرنے تک گئے جو آئین میں لفظ مذہب کی از سر نو تعریف کرے گا، اسلام کو خارج کرنے کے لیے۔ سینیٹر علیک اس بل کی حمایت میں متعدد سینیٹرز اور پارلیمنٹ کے دیگر ارکان کو بھرتی کرنے میں کامیاب رہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ مارشل آئی لینڈ کے مختلف پادریوں، عقیدت مندوں اور مختلف مذاہب کے ارکان کو پارلیمنٹ کے اجلاسوں کے دوران اسلام کے خلاف بولنے کی دعوت دی گئی۔ جن چیزوں کا تذکرہ کیا گیا ان میں سے کچھ یہ تھیں، ''اسلام ایک بہت پر تشدد مذہب ہے جس کا مقصد دنیا کی فتح ہے''، ''قرآن آپ کو دو آپشن دیتا ہے: اسلام قبول کرو یا مرو''، ''ایسا کیوں لایا جائے جو خدا کے بیٹے کے طور پر عیسیٰ کو نہیں مانتا۔''''(اسلام) دنیا کے ہر عیسائی اور یہودی کو قتل کرنا چاہتا ہے''۔ یہ پاکستان کی پارلیمنٹ میں اسلام احمدیت کے بطور مذہب کے جائز ہونے کے حوالے سے ہونے والی بحثوں کی طرح تھا، سوائے اس بار، الزامات کے دفاع کے لیے اسلام کے نمائندوں کو لانے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی۔ اس دور افتادہ جزیرے میں صرف احمدیت واحد اسلام ہے لیکن پھر بھی انہیں ان حملوں کے خلاف دفاع کی دعوت نہیں دی گئی۔

سینیٹر علیک وائس سپیکر بن گئے جو کہ مارشلز احمدیوں کے لیے زیادہ تشویش کا باعث تھا کیونکہ اس نے انہیں اثر و رسوخ کا ایک اور بلند پلیٹ فارم دیا۔ لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی جماعت کو کبھی بھی اکھاڑ پھینکنے نہیں دے گا۔ سینیٹر علیک جماعت کی مخالفت کرتے رہے اور دوسروں کو بھی سمجھانے کی کوشش کرتے رہے اور اسی دوران جماعت مارشل آئی لینڈ میں پہلی مسجد بنانے کی تیاری کر رہی تھی۔ 2011ء میں، سام علی نینا کی بیوی سسٹر نیری ناصرہ نینا نے اپنی زمین کا ایک حصہ عطیہ کرنے کی پیشکش کی جس پر جماعت مسجد تعمیر کر سکتی تھی۔ مربی انعام الحق کوثر صاحب اور فلاح شمس صاحب کو لیز کو حتمی شکل دینے اور تمام دستاویزات کی تیاری کے مقصد سے مارشل آئی لینڈ بھیجا گیا۔ اس سفر کے دوران اللہ تعالیٰ نے اپنی برادری کے لیے اپنی حمایت کا نشان بھی ظاہر کیا۔

فلاح شمس صاحب، سام علی نینا صاحب اور انعام الحق کوثر صاحب اکٹھے ایک وکیل کے ساتھ دستاویزات کو حتمی شکل دینے گئے۔

جیسے ہی وہ فارغ ہوئے اور وکیل کے دفتر سے باہر نکلے تو ایک اور آدمی اندر داخل ہو رہا تھا۔ جب وہ باہر آئے تو سیم نینا صاحب نے کوثر صاحب سے پوچھا کہ کیا آپ اس آدمی کو پہچانتے ہیں جو ابھی اندر آیا تھا، کوثر صاحب نے نفی میں جواب دیا اور سیم نینا صاحب نے انہیں بتایا کہ یہ سینیٹر علیک تھے۔ کوثر صاحب ان سے ملنے کے لیے اندر واپس گئے اور دیکھا کہ وہ بہت کمزور ہو گئے ہیں۔ ان کی آخری ملاقات کوثر صاحب کے مارشل آئی لینڈ کے پچھلے دورے کے دوران ہوئی تھی۔ کوثر صاحب سلام کرنے کے لیے سینیٹر علیک کے پاس گئے اور دیکھا کہ وہ بول نہیں سکتے اور انہوں نے کوثر صاحب سے قلم اور کاغذ لانے کی درخواست کی جس پر انہوں نے لکھا کہ ان کے گلے میں کینسر ہے اور وہ سرجری کے لیے فلپائن روانہ ہوں گے۔ انہوں نے یہ بھی لکھا کہ پریشان نہ ہوں کینسر کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے کیونکہ وہ غالباً اپنے سابقہ رویے پر شرمندہ تھے لیکن اس پر وکیل نے چلا کر کہا "نہیں یہ بہت بڑا مسئلہ ہے"۔ وہی زبان جو سینیٹر علیک بلاجواز جماعت کی مخالفت کرتا تھا، اب اللہ نے اس سے چھین لیا اور بولنے کے قابل نہ رہا۔

اس کے بعد کئی مہینوں تک خاموشی چھائی رہی۔ سینیٹر علیک کا جولائی 2011ء تک کوئی لفظ نہیں تھا جب یہ اعلان کیا گیا تھا کہ وہ سیاست چھوڑ رہے ہیں۔ پارلیمانی اجلاس ہوا جس میں سینیٹر علیک سپیکر ہاؤس ہونے کی وجہ سے بولنے سے قاصر رہے۔ ان کا ایک معاون ان کی طرف سے بات کرے گا لیکن پارلیمنٹ نے اس خیال کو مسترد کرتے ہوئے ان سے استعفیٰ دینے کا مطالبہ کیا کیونکہ وہ ایوان کے اسپیکر کی ذمہ داری کے ساتھ انصاف نہیں کر سکتے۔ اس طرح ستمبر 2011ء میں، قومی اخبار، مارشل آئی لینڈز جرنل میں ایک مضمون نے اعلان کیا کہ سینیٹر علیک نے اپنے فرائض سے استعفیٰ دے دیا ہے۔ اس کے بعد سینیٹر علیک شدید بیمار ہو گئے اور انہیں مزید علاج کے لیے جزیرے سے دور امریکہ لے جایا گیا۔ ان کی حالت صرف خراب ہوتی گئی۔ 2012ء کے آخر تک سینیٹر علیک کی حالت تشویشناک تھی۔ اس وقت مربی مطیع اللہ جوئیہ جزائر مارشل میں تعینات تھے اور خدمات انجام دے رہے تھے۔ سینیٹر علیک کے بھائی جناب علی علیک بار بار جوئیہ صاحب سے رابطہ کرتے اور اپنے بھائی کی صحت کے لیے دعا کی درخواست کرتے۔ جناب علی علیک نے جوئیہ صاحب کو بتایا کہ اب ان کا بھائی آئی سی یو میں داخل ہے اور کوئی معجزہ ہی اسے بچا سکتا ہے۔ یہ فروری 2013ء کے اوائل میں تھا کہ سینیٹر علیک کا انتقال ہو گیا۔ اپنے آخری ایام میں وہ لائف سپورٹ پر تھے۔ اس کا بھائی ان کی میت کو مارشل آئی لینڈز واپس لانا چاہتا تھا تاکہ خاندان روایتی جنازے کی تقریب منعقد کر سکے تاہم سینیٹر کی اہلیہ نے لاش کو واپس مارشل آئی لینڈ لے جانے کی اجازت نہیں دی اور اسے ٹیکساس میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

مسجد بیت الاحد کی تعمیر

جس وقت سینیٹر علیک پارلیمنٹ میں جماعت کی مخالفت کر رہے تھے، انہوں نے یہ بھی الزام لگایا کہ جماعت سام نینا صاحب کے گھر کے سامنے مسجد بنانے کا انتظام کر رہی ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس وقت جماعت نے مارشل آئی لینڈ میں مسجد بنانے کا کوئی منصوبہ نہیں بنایا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی مرضی تھی کہ بعد میں وہیں مسجد تعمیر کی جائے گی جہاں سینیٹر علیک نے الزام لگایا تھا۔ مائیکرونیشیا میں پہلی مسجد کی تعمیر کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کی رہنمائی میں منصوبے بنائے گئے۔ اس کے لیے جماعت کے لیے مارشل آئی لینڈ میں زمین حاصل کرنا ضروری تھا۔ مارشل آئی لینڈ کے قوانین کی وجہ سے، زمین خریدنا ممکن نہیں تھا کیونکہ صرف مارشلز شہری ہی ایسا کر سکتے ہیں۔ اس لیے جماعت کے لیے ضروری تھا کہ وہ کسی ایسے شخص کو تلاش کرے جو مسجد کی تعمیر کے لیے زمین لیس پر دینے کے لیے تیار ہو۔

حضور انور کو مقام کی چند تجاویز بھیجی گئیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے سام علی نینا صاحب کی اہلیہ نیری ناصرہ نینا جو کہ ایک زمیندار اور بہت ہی مخلص احمدی تھیں، نے اپنی زمین کا ایک حصہ عطیہ کرنے کی پیشکش کی جس پر مسجد بنائی جا سکتی ہے۔ اس مقام کو حضور انور نے قبول کیا تھا اور جیسا کہ ذکر کیا گیا وہی مقام ہے جسے سینیٹر علیک نے پہلے دعویٰ کیا تھا کہ جماعت مسجد بنانے کے لیے استعمال کرے گی۔ مارشل جزائر کے قانون کے مطابق اس کا عطیہ طویل مدتی لیس کی صورت میں قبول کیا گیا تھا۔

اسی دوران مسجد کی تعمیر کو بھی حتمی شکل دی گئی اور مکمل کیا گیا۔ مسجد بیت الاحد، خلافت کی رہنمائی میں مئی 2012ء میں مکمل ہوئی اور مسجد کا باضابطہ افتتاح 14 ستمبر 2012ء کو ہوا۔

2011ء کے جلسہ سالانہ یوکے کے دوران مسجد حضور انور کو پیش کی گئی جس کے بعد مختلف تبدیلیاں کی گئیں اور حتمی مسودہ تیار کیا گیا۔ ستمبر 2011ء تک مارشل جزائر کی پہلی مسجد کے لیے سنگ بنیاد کی تقریب منعقد کی گئی۔ اسی دوران مسجد کی تعمیر کے لیے مختلف بولیاں موصول ہوئیں جس کے نتیجے میں تعمیر نومبر 2011ء میں شروع ہوئی اور اللہ کے فضل و کرم سے مئی 2012ء تک مکمل ہو گئی۔ کیونکہ بہت سے کام جو پہلے ہی شروع ہو چکے تھے، ٹھیکیدار کو تعمیر کرنے کی ہدایت کی گئی۔ پہلے ایک کمرہ مکمل کریں اور پھر باقی عمارت کے ساتھ آگے بڑھیں تا کہ نماز اور دیگر

مختلف پروگرام بلا تاخیر شروع ہو سکیں۔ یہ کمرہ جنوری 2012ء تک مکمل ہوا جہاں سے مختلف پروگرام شروع ہوئے۔

2012ء میں آخر کار اللہ کے فضل سے مسجد بغیر کسی رکاوٹ کے مکمل ہوئی۔ اس خوشی کے موقع پر ایک افتتاحی تقریب کا انعقاد اس اعلان کے ساتھ کیا گیا کہ باضابطہ افتتاح اس وقت ہو گا جب حضور انور مارشل جزائر کا دورہ کریں گے۔

بیت الاحد مسجد ایک 3300 مربع فٹ دو منزلہ عمارت ہے، جس میں مردوں اور عورتوں کے لیے الگ الگ عبادت گاہیں ہیں، جس میں ہر ایک میں 75-80 افراد بیٹھ سکتے ہیں۔ یہ ایک دفتر، لائبریری اور ایک مکمل باورچی خانے سے لیس ہے جہاں سے جماعت مارشل جزائر کے تمام باشندوں کے لیے کھانے کے لیے لنگر خانہ چلاتی ہے۔ مسجد کی جائیداد میں دوسری منزل پر دو بیڈ روم والی مشنری رہائش بھی شامل ہے۔ یہ Uliga کے مرکزی علاقے میں عدالت ہاؤس سے سڑک کے پار واقع ہے، معمول کی ٹریفک کے ساتھ۔

دسمبر 2011ء نے اس تاریخ کو نشان زد کیا جب ایک سرکاری مشنری کو خاص طور پر جزائر مارشل کو تفویض کیا گیا تھا۔ گھانا سے ایک مشنری کا تقرر کیا گیا، عبد الصمد عثمان اوکئی صاحب، انہوں نے ستمبر 2012ء تک یہاں خدمات انجام دیں، اس وقت ایک نیا مشنری مقرر کیا گیا، جامعہ احمدیہ کینیڈا سے امریکہ میں متعین کردہ مشنریوں میں سے مطیع اللہ جوئیہ صاحب کینیڈا سے ہیں۔

پہلا جلسہ سالانہ مارشل جزائر

تاریخ 3-4 اپریل 2015ء کو بنی جب جماعت نے مجرو کے مشہور انٹرنیشنل کنونشن سینٹر میں اپنا پہلا جلسہ سالانہ منعقد کیا۔ 4 اپریل بروز ہفتہ کو ایک خصوصی نشست کا انعقاد کیا گیا جس کا موضوع تھا وطن پرستی ایک کے گھر میں۔ معززین میں جیبا کابوا، سینیٹر آرنو اٹول اور رونگیلپ اٹول کے میئر جیمز ماتیوشی شامل تھے۔ نارمن بارتھ نے ماجورو میں امریکی سفارت خانے کی نمائندگی کی۔

جلسہ سالانہ کی کل حاضری 240 تھی جس میں جماعت کے 150 ارکان اور 90 مہمان شامل تھے۔ جلسہ کی خبریں اور تصاویر قومی اخبارات دی مارشل آئی لینڈز جرنل میں 10 اور 17 اپریل کے شمارے میں شائع ہوئیں۔ امریکی سفارت خانے نے اپنے فیس بک پیج پر جلسہ کی تصویر پوسٹ کی اور جماعت کو مجرو میں اپنا پہلا سالانہ کنونشن مکمل کرنے پر مبارکباد دی۔ صفحہ نے جزائر مارشل میں جماعت کی جانب سے کی گئی انسانی خدمات کا بھی شکریہ ادا کیا۔

اس جلسہ کے مبارک موقع پر 12 نسلوں کے ارکان نے اپنی اپنی قوموں کی نمائندگی کی جن میں مارشلیز، کوسرائین، کریباتی، تووالوان، گھاناین، امریکی، کینیڈین، پاکستانی، ہندوستانی، انڈونیشیائی، فلپائنی اور جاپانی شہری شامل تھے۔

اس کے بعد سے جلسہ سالانہ درج ذیل تاریخوں پر منعقد ہوتا رہا ہے۔

دوسرا جلسہ سالانہ–16-17 اپریل 2016ء

تیسرا جلسہ سالانہ–13-14 مئی 2017ء

چوتھا جلسہ سالانہ–12-13 مئی 2018ء

5واں جلسہ سالانہ–15-16 جون 2019ء

6واں جلسہ سالانہ–27-28 نومبر 2021ء







(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 مارچ 2022ء)



حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرالعزیز کا دورہ گلاسگو 7 مارچ 2009ء میں احباب جماعت کے ساتھ فوٹو



حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ اپنے دورہ گلاسگو کے دوران یکم اگست 1967ء کو مولانا بشیر احمد آرچرڈ مبلغ اسکاٹ لینڈ کے ساتھ Royal Stuart Hotel Glasgow میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے۔



حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اپنے ایڈنبرا کے دورہ کے دوران 23 ستمبر 1982ء کو احباب جماعت کے ساتھ



Mr. ABDULLAH R. SCOTT & HIS SON MUHAMMAD TAHER.
First British Ahmady of Scotch Nationality to visit Qadian.
(See page 161).

(12)

اسکاٹ لینڈ میں جماعت احمدیہ کا قیام اور الہام ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' کے آئینہ میں مختصر تاریخ



ارشد محمود خان۔ گلاسگو

حضرت مسیحِ موعودؑ کی پیشگوئی ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' کے مصداق جب خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کا نفوذ اسکاٹ لینڈ میں کیا تو اس وقت یہاں مقیم چند احبابِ جماعت کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ آنے والا وقت جماعت کے لئے عظیم الشان کامیابیوں اور تبلیغ کے دروازے کھولے گا۔ یقیناً جماعت احمدیہ اسکاٹ لینڈ کی روز افزوں ترقی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمیت ہر آنے والے خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کا ثمر ہے، جس میں حضرت مصلح موعودؓ کی 16 ستمبر 1945ء والی رؤیا قابلِ ذکر ہے۔ اور اسی رؤیا کے نتیجے میں مولانا بشیر

احمد آرچرڈ مرحوم جیسے داعی الی اللہ کو فروری 1949ء میں اسکاٹ لینڈ میں تعینات کیا گیا اور جماعت کو اپنی آنے والی عظیم الشان کامیابیاں افق پر چمکتی ہوئی نظر آنے لگیں جس کی شاہد ہم آنے والی اگلی نسلیں ہیں۔

جب 1969ء میں اسکاٹ لینڈ کا پہلا نماز سنٹر خریدا گیا تو ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کے اس الہام ''وَسِّعْ مَکَانَکَ ''کو اس شان سے پورا ہوتے دیکھا کہ کسی مکان کو وسعت دی اور پھر وہ مکان چھوٹا رہ گیا، پھر وسعت دی اور پھر چھوٹا رہ گیا۔ چنانچہ آنے والے وقتوں میں اس چھوٹی سی جماعت کو اللہ تعالیٰ نے گلاسگو اور ڈنڈی میں اپنی مساجد قائم کرنے کی توفیق عطا کی اور جماعت اسکاٹ لینڈ کی تعداد جو چند احباب پر مشتمل تھی کو ساڑھے چھ سو سے زیادہ کر دیا، الحمدللہ۔ جماعت کی یہ ترقی اصل میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی اس خبر کا نتیجہ تھی جو آپ نے اپنے معرکۃ الاراء خطاب میں کی تھی۔ چنانچہ جب مسجد بیت الرحمٰن گلاسگو کا رسمی افتتاح آپ نے 10 مئی 1985ء کو اپنے خطبہ جمعہ کے ساتھ کیا تو فرمایا:

''مجھے کسی احمدی نے بتایا کہ ہم گلاسگو میں دوچار آدمی ہیں اتنی بڑی عمارت کا کیا کریں گے؟ میں نے جواب دیا کہ اگر دوچار ہیں تو خدا نے آپ کو دوچار رہنے کے لئے تو نہیں بنایا۔ اوّل تو یہ کہ اگر دوچار بھی ہیں تو اتنی بڑی عمارت کا حق پھر یوں ادا کریں کہ اس کے کونے کونے میں خدا تعالیٰ کو سجدے کریں، کونے کونے میں دعائیں کریں اور اللہ کا ذکر بلند کریں۔ پھر یہ عمارت آپ کو دوچار نہیں رہنے دے گی، یہ اپنے نمازی خود پیدا کرے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہی سلوک ہے جو جماعت احمدیہ کے ساتھ ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے۔ بہت بڑی چھلانگ ماری اور کوئی بہت بڑی عمارت تعمیر کر دی تو دیکھتے ہی دیکھتے یہ محسوس ہوا کہ وہ عمارت چھوٹی تھی اور اس کے آباد کرنے والے اس کی وسعت سے کہیں زیادہ آگے نکل گئے۔''

چنانچہ آج سالوں بعد حضور رحمہ اللہ کی بات صدفی صد اس طرح پوری ہو رہی ہے کہ گلاسگو کے احباب کے لئے یہ مسجد یقیناً چھوٹی ہے اور جماعت اپنے لئے اور بڑی عمارت خریدنے کے لئے کوشاں ہے۔

جہاں اسکاٹ لینڈ جماعت کی ان کامیابیوں کا ذکر کرنے سے ہماری گردن عاجزی اور تشکر کے جذبات سے سجدہ ریز ہوتی ہے وہیں ہر فردِ جماعت کو حضور رحمہ اللہ کی ان نصائح کو اپنی زندگی کا اوّلین مقصد بنانا چاہئے جو آپ نے اپنے اس تاریخی خطبہ جمعہ میں ہمیں ارشاد فرمائیں۔ طوالت کی وجہ سے ان نصائح کی تفصیل نہیں لکھتا مگر آپ رحمہ اللہ نے ہمیں تبلیغ، اپنی باجماعت نمازوں میں باقاعدگی اور اپنے عملی نمونہ کو اسکاٹش لوگوں کے سامنے پیش کرنے کی

تلقین کی تھی۔ اسکاٹ لینڈ کی زمین پر تین خلفاء احمدیت کے مبارک قدم پڑے ہیں، اس لحاظ سے بھی یہ جماعت تاریخی اہمیت کی حامل ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ کی اسکاٹ لینڈ والی رؤیا کے متعلق جماعت کے مشہور شاعر جناب عبدالکریم قدسی صاحب کی ایک نظم کے چند اشعار یوں ہیں کہ:

جو خواب مصلح موعودؓ نے کبھی دیکھا
اسکاٹ لینڈ کے بارے گلاسگو کے بارے
شمال مغربی انگلینڈ کا مقام کوئی
روانہ ہوں گے جہاں سے خدا کے ہر کارے
گلاسگو کی زمین خوش نصیب ہے کتنی
کہ دینِ حق کے اڑیں گے جہاں سے طیارے
اشارے قدرتِ ثانی کے ہیں لطیف بہت
کہ اونچے ہوں گے یہاں دینِ حق کے مینارے
خدا تعالیٰ وہ گھڑیاں بھی جلد لائے کہ جب
یہیں سے پھوٹیں گے تعبیر خواب کے دھارے

اسکاٹ لینڈ کا محلِ وقوع اور مختصر تعارف

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ برطانیہ کے اس اہم خطہ اور اس کے شہروں کا مختصر تعارف کروا دیا جائے تاکہ احباب یہاں کے محل وقوع اور تاریخ سے واقف ہو جائیں۔ گلاسگو یہاں کا سب سے بڑا شہر ہے البتہ دارالخلافہ ایڈنبرا کا شہر ہے۔ گلاسگو اپنی تجارتی، صنعتی، سیاسی اور سماجی اہمیت کے لحاظ سے پورے برطانیہ میں چوتھا بڑا شہر ہے اور آبادی کے لحاظ سے تیسرا بڑا شہر ہے۔ تقریباً دس لاکھ آبادی والا یہ شہر اپنی جہاز سازی اور بھاری مشینری بنانے کے لئے بہت مشہور ہے۔ گلاسگو شہر لندن سے شمال مغرب کی طرف تقریباً 440 میل کے فاصلے پر واقع ہے اور اسکاٹ لینڈ کا سب سے بڑا اور اہم شہر ہے۔ یہاں گلاسگو یونیورسٹی کا قیام 1491ء میں ہوا جو یہاں کی پہلی اور مشہور ترین یونیورسٹی

ہے۔ لندن کے بعد گلاسگو واحد شہر ہے جہاں زمین دوز ریل چلتی ہے اور شہر کے اہم مقامات کو جوڑتی ہے۔ یہاں کا مشہور دریا کلائڈ ہے جو شہر کے بیچوں بیچ چلتا ہے۔

اسکاٹ لینڈ کا دوسرا بڑا شہر ایڈنبرا ہے جو یہاں کا دارالخلافہ ہے۔ یہ شہر اسکاٹ لینڈ کے بادشاہوں کا مسکن رہا ہے جو اپنی قدرتی خوبصورتی کے باعث دنیا بھر کے سیاحوں کی دلچسپی کا موجب ہے۔ یہاں کی پرنسس اسٹریٹ کو یورپ کی خوبصورت ترین اسٹریٹ کہا جاتا ہے جس کے ایک طرف بڑے بڑے اسٹور اور دوسری طرف پہاڑی قلعہ (ایڈنبرا کاسل) سے نیچے خوبصورت وادی ہے۔

اسکاٹ لینڈ کا بڑا مذہب عیسائیت ہے مگر دوسرے مذاہب کو اپنی عبادات اور تبلیغ کی مکمل آزادی ہے۔ گلاسگو میں مسلمانوں کی تعداد تیس ہزار سے زیادہ ہے اور ان کی 20 سے زیادہ مساجد ہیں جن میں گلاسگو سینٹرل مسجد نمایاں ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ کی اسکاٹ لینڈ کے متعلق رؤیا

سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ نے 16 اور 17 ستمبر 1945ء کی درمیانی شب ایک مبارک رؤیا دیکھی جس کو بیان فرمانے کے بعد فرمایا:

”میں سمجھتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ اسکاٹ لینڈ میں احمدیت کی اشاعت کے سامان کرے اور شاید کوئی ایسی تحریک پیدا ہو جو گلاسگو سے دو سو میل جنوب کی طرف سے شروع ہو کر گلاسگو تک جاری ہو۔“

حضرت مصلح موعودؓ کی یہ رؤیا روزنامہ الفضل قادیان کے 21 ستمبر 1945ء کے صفحہ نمبر 2 پر شائع ہوئی۔

جماعت احمدیہ اسکاٹ لینڈ کے ابتدائی حالات

خدا تعالیٰ نے یہ رویاء ایسے وقت میں حضورؓ کو دکھائی جب کہ میری تحقیق کے مطابق اسکاٹ لینڈ میں صرف دو اسکاٹش احمدی احباب کے نام مجھے ملے ہیں جو تقریباً 1940ء میں یہاں رہائش پذیر تھے۔

- Miss Whitlow
- Mr. Forshaw

اس رویاء کو پورا کرنے کے سامان خدا تعالیٰ نے اس رنگ میں کیئے کہ مکرم بشیر احمد آرچرڈ صاحب نے احمدیت قبول کی اور اپنی زندگی وقف کر دی۔ سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کا تقرر اسکاٹ لینڈ کے شہر گلاسگو میں فرمایا جہاں آپ نے پہلی دفعہ فروری 1949ء تا 1951ء تک خدمت کی توفیق پائی اور پھر دوبارہ آپ 1966ء تا اکتوبر 1983ء میں بطور مبلّغ تعینات رہے۔ غالب خیال ہے کہ سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی اس رؤیا کو مدِ نظر رکھتے ہوئے آرچرڈ صاحب کا تقرر فرمایا کیونکہ آپ کی پہلی دفعہ گلاسگو میں آمد براہِ راست مرکز ربوہ پاکستان سے ہوئی اور دوسری دفعہ جب آپ تشریف لائے تو آپ لندن مرکز کے ماتحت تھے۔

جماعت اسکاٹ لینڈ کا پہلا اجلاس 6 مئی 1949ء کو گلاسگو میں ہوا اور 17 اگست 1949ء کو ایڈنبرا میں ہوا۔ اسکاٹ لینڈ کے ابتدائی دورہ جات کرنے والے بزرگوں میں مکرم نسیم سیفی صاحب اور ملک عمر علی صاحب کے نام ملتے ہیں جنہوں نے 1950ء میں ربوہ سے گلاسگو کا دورہ کیا۔ علاوہ ازیں صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مرحوم نے بھی 1985ء میں قادیان سے اسکاٹ لینڈ کا دورہ کیا۔

اس دور کے ریکارڈ سے پتہ چلتا ہے کہ جماعت اسکاٹ لینڈ نے مختلف وقتوں میں درج ذیل نماز سنٹر عارضی طور پر حاصل کیئے۔

- Langside Road Glasgow 379
- Mansion House Road Glasgow 36

مسٹر عبداللہ اسکاٹ کا قبول احمدیت کا تذکرہ

تاریخ میں ہمیں عبداللہ اسکاٹ صاحب اسکاٹش دوست کے قبول احمدیت کا تذکرہ بھی ملتا ہے جو گلاسگو میں پیدا ہوئے اور یہیں اپنی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ فوج میں بطور ٹیلی گرافسٹ کے کام شروع کیا اور 1919ء میں عراقی فوج کے شعبہ تار اور مواصلات میں ملازمت شروع کی۔ عراق میں ہی ایک سال کے بعد اسلام قبول کیا اور 1925ء میں آپ کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ آپ انگریزی کے علاوہ عربی، کردش اور ترکی زبان بھی جانتے تھے۔ آپ کی پرجوش طبیعت کی وجہ سے عراق میں کئی اور دوستوں کو بھی احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ آپ نے خواب میں حضرت مسیحِ موعودؑ اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا دیدار کیا اور اس کے علاوہ بھی کئی ایمان افروز واقعات آپ کو خواب میں دکھائے گئے۔ چنانچہ اسی طرح آپ کو دکھایا گیا کہ آپ قادیان کی سیر کر رہے ہیں جب آپ قادیان سے بہت دور رہتے تھے چنانچہ آپ نے اس خواب کو پورا کرنے کیلئے 1931ء میں قادیان کا دورہ کیا اور اپنے مشاہدات پر مبنی انگریزی میں ایک تفصیلی مضمون لکھا جو ریویو آف ریلجن قادیان کے اگست 1931ء کے شمارہ میں شائع ہوا تھا۔ آپ کا درج بالا تعارف اور فوٹو بھی اسی رسالہ میں شائع ہوئی ہیں۔

مکرم آرچرڈ صاحب کے تقرر 1949ء کے وقت ایک اور دوست مکرم عبدالحق پندار صاحب کا نام بھی ریکارڈ میں درج ہے۔ اسکے علاوہ 1951ء سے لے کر 1963ء تک یہ احمدی احباب گلاسگو میں مقیم تھے۔

- مکرم چوہدری منصور احمد صاحب بی ٹی (والد صاحب جناب لارڈ طارق احمد صاحب آف ومبلڈن)
- مکرم منصور احمد شرما صاحب
- مکرم مرزا مسعود احمد خان صاحب

ابتدائی جماعت 1950ء کے احباب گلاسگو میں مکرم چوہدری منصور احمد صاحب بی ٹی کے فلیٹ پر ہی لمبے عرصہ تک نمازیں اور دوسرے جماعتی پروگرام کرتے رہے (اور یہاں ہی لارڈ آف ومبلڈن مکرم طارق احمد بی ٹی صاحب پیدا ہوئے)۔ البتہ مختلف وقتوں میں دو فلیٹ کرایہ پر بھی حاصل کئے گئے جن کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔ یہ اواخر 1963ء کی بات ہے کہ جماعت کو قائم کرنے کے لئے لندن مرکز سے محترم مولانا بشیر احمد رفیق صاحب امام مسجد فضل دورے پر تشریف لائے اور محترم چوہدری منور احمد صاحب بی ٹی مرحوم پہلے صدر جماعت گلاسگو منتخب

ہوئے۔ چوہدری صاحب کے پاکستان چلے جانے کے بعد جلد ہی 1964ء میں مکرم ایوب احمد خان صاحب دوسرے صدر جماعت گلاسگو منتخب ہوگئے اور انہیں کے ایک دوسرے بڑے فلیٹ Morris Place Glasgow 8 میں نمازیں اور اجلاسات ہونے لگے۔ جب حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ 1966ء میں ایک دورے پر گلاسگو تشریف لائے تو انہیں درخواست کی گئی کہ یہاں ایک مبلغ کی ضرورت ہے، چنانچہ آپؓ کی کوشش سے اسکاٹ لینڈ کے پہلے مبلغ مکرم بشیر احمد آرچرڈ صاحب اپنے دوسرے دور میں 1966ء میں گلاسگو تعینات ہوئے اور مکرم ایوب خان صاحب کے اسی فلیٹ میں قیام پذیر رہے۔ یہ بات خاکسار کی تحقیق سے ثابت ہوتی ہے کہ 1966ء سے لے کر 1975ء تک کوئی باقاعدہ صدر جماعت اسکاٹ لینڈ یا گلاسگو نہیں تھے بلکہ مولانا بشیر احمد آرچرڈ صاحب مرحوم ہی انتظامی امور کی نگرانی کرتے تھے۔ اس دوران 1970ء سے لے کر 1975ء تک مکرم ملک حفیظ الرحمٰن صاحب قریبی معاون کے طور پر آرچرڈ صاحب کے ساتھ کام کرتے رہے۔ اس وقت تک کل اسکاٹ لینڈ ایک جماعت کے طور پر جانا جاتا تھا اور گلاسگو اور ایڈنبرا اس کا حصہ تھے، نیز اسکاٹ لینڈ جماعت ناردرن ریجن کا حصّہ تھی جہاں اسکاٹ لینڈ جماعت کے سالانہ پروگرام اس ریجن کے مختلف شہروں میں منعقد ہوتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ کئی سالوں تک ناردرن ریجن کے مربیان مانچسٹر سے گلاسگو اپنے دورہ جات میں آتے رہے۔

(ڈائری ملک حفیظ الرحمٰن آف ایڈنبرا سے تصدیق شدہ)

جماعت ہائے اسکاٹ لینڈ کا قیام

1980ء کے اوائل میں اسکاٹ لینڈ جماعت کے پہلے صدر کا انتخاب عمل میں آیا جس میں مکرم ملک حفیظ الرحمٰن صاحب کو صدر اسکاٹ لینڈ منتخب کیا گیا۔ اس وقت کے اصول کے مطابق انتخاب کی کاروائی وکالتِ تبشیر ربوہ کو بھجوائی گئی جہاں سے یکم مارچ 1980ء سے تین سال کے لئے مکرم ملک صاحب کی منظوری آئی۔

(بحوالہ اخبار احمدیہ مارچ 1980ء بمعہ تصاویر ممبران ایڈوائزری کونسل)

اس جگہ یہ وضاحت ضروری ہے کہ اس وقت اسکاٹ لینڈ الگ ریجن نہیں تھا۔ اسکاٹ لینڈ برطانیہ کے ناردن ریجن کا حصّہ تھا جس میں کچھ جماعتیں انگلینڈ کی بھی شامل تھیں۔ اس وقت اسکاٹ لینڈ میں دو جماعتیں موجود تھیں ایک ایڈنبرا میں جس کے نامزد صدر مکرم چوہدری نور احمد صاحب تھے جو کہ 6 جولائی 1977ء کو قائم ہوئی تھی اور دوسری گلاسگو کی جماعت جس کا اس وقت کوئی صدر نہیں تھا، ہاں انتظامی لحاظ سے سارے اسکاٹ لینڈ کے لئے مکرم

بشیر احمد صاحب آرچرڈ کی سربراہی میں ملک حفیظ الرحمٰن منتخب سیکرٹری تھے اور دونوں جماعتیں اسی انتظام کے اندر آتی تھیں۔

جماعت اسکاٹ لینڈ کی پہلی باقاعدہ منتخب عاملہ

مجلس عاملہ کا پہلا اجلاس: مؤرخہ 6 دسمبر 1980ء
صدر جماعت اسکاٹ لینڈ: مکرم ملک حفیظ الرحمٰن صاحب حال مقیم ایڈنبرا
جنرل سیکرٹری: مکرم جلیل میاں صاحب اور بعد میں مکرم عبد الغفار عابد صاحب حال مقیم گلاسگو
سیکرٹری مال: مکرم جبت الرحمٰن صاحب، داماد مولانا بشیر احمد آرچرڈ صاحب مقیم گلاسگو (حال لندن)
سیکرٹری تعلیم: مکرم ڈاکٹر نعیم احمد طاہر صاحب مقیم گلاسگو (حال جرمنی)
سیکرٹری تبلیغ: مکرم چوہدری منور احمد صاحب بی ٹی مرحوم مقیم گلاسگو

11 جولائی 1984ء کو لندن سے مولانا عطاء المجیب راشد صاحب، امیر و مشنری انچارج برطانیہ گلاسگو تشریف لائے۔ اسی روز گلاسگو اور ایڈنبرا کے لئے علیحدہ علیحدہ صدران کا انتخاب عمل میں آیا چنانچہ گلاسگو کے لئے عبد الغفار عابد صاحب اور ایڈنبرا کے لئے ملک حفیظ الرحمٰن صاحب صدر منتخب ہوئے۔ اس وقت گلاسگو کی تجنید تقریباً ایک سو کے قریب اور ایڈنبرا جماعت تقریباً پچپن افراد پر مشتمل تھی۔ اسکاٹ لینڈ کو مورخہ 28 فروری 2001ء کو علیحدہ ریجن بنایا گیا تو مکرم عبد الغفار عابد صاحب اس کے پہلے ریجنل امیر مقرر کیے گئے۔

(ڈائری ملک حفیظ الرحمٰن آف ایڈنبرا سے تصدیق شدہ)

اسکاٹ لینڈ جماعت کے پہلے نماز سنٹر کی خرید

1964ء سے مکرم ایوب خان صاحب صدر جماعت گلاسگو کا فلیٹ 8 Morris Place Glasgow نماز اور اجلاسات کے لئے استعمال ہو رہا تھا نیز مولانا بشیر احمد آرچرڈ صاحب نے بھی اسی فلیٹ میں قیام کیا۔ یکم اگست 1967ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے اسکاٹ لینڈ کا پہلا دورہ فرمایا اور احبابِ جماعت سے ملاقاتیں بھی فرمائیں۔ آپ رحمہ اللہ نے جماعت کو اپنا سنٹر خریدنے کا ارشاد بھی فرمایا۔ بعد میں اس حکم کی تعمیل میں حضرت

چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ نے 1969ء میں جماعت کے لئے مبلغ پانچ ہزار پاؤنڈ سے پانچ کمروں پر مشتمل فلیٹ Nithsdale Road Glasgow 152 خریدنے کا انتظام فرمایا۔ مکرم بشیر احمد آرچرڈ صاحب بعد میں اسی فلیٹ میں منتقل ہو گئے اور ایک بڑا کمرہ بطور مسجد استعمال ہونے لگا جو آج کل حلقہ پولک شیلڈ گلاسگو کا نماز سنٹر اور جماعت کے گیسٹ ہاؤس کے طور پر استعمال ہو رہا ہے۔

پہلی مسجد اور مشن ہاؤس کی خرید

اسکاٹ لینڈ میں مشن ہاؤس اور مسجد کے حصول کے لئے عرصہ دراز سے کوششیں جاری تھیں۔ محترم امام بشیر احمد رفیق صاحب مرحوم نے بتایا کہ انہوں نے غالباً 1963ء میں ایڈنبرا کے علاقہ Granton میں اس غرض کے لئے فلیٹ خریدا تھا لیکن اس علاقہ میں رہنے والوں کے اعتراض کی وجہ سے کونسل نے اس کی منظوری نہ دی۔ اس کے بعد مکرم شیخ مبارک احمد صاحب امام مسجد لندن کے زیرِ نگرانی گلاسگو میں جگہ کی تلاش شروع ہوئی۔ مکرم آرچرڈ صاحب نے ملک حفیظ الرحمٰن صاحب کو ہدایت کی کہ ایڈنبرا میں بھی ساتھ ساتھ کوشش جاری رکھی جائے۔ جس شہر میں بھی جگہ ملے وہ لینے کی کوشش کی جائے، چونکہ جماعت کے ممبران کی تعداد گلاسگو میں زیادہ تھی اس لئے زیادہ توجہ گلاسگو پر ہی مرکوز رہی چنانچہ چھ مختلف عمارات یا زمینیں دیکھی گئیں جن میں (Masonic Hall, 8 Haugh Road Glasgow) بھی شامل تھی۔

یہ عمارت دسمبر 1984ء میں خریدی گئی جو گلاسگو یونیورسٹی کے قریب ہے۔ یہ ایک تین منزلہ عمارت ہے جو دو بڑے ہال، سات کمرے، چار سٹور، ایک تہہ خانہ نیز چار کمروں کے ایک مربی ہاؤس پر مشتمل ہے۔ بعد ازاں اس میں 9 عدد طہارت خانے، چار غسلخانے، باورچی خانہ اور وضو کی جگہوں کا اضافہ کیا گیا۔ مسجد بیت الرحمٰن گلاسگو کی خرید اور تعمیر نو کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں ورنہ وہ بھی ایک ایمان افروز واقع ہے کہ کیسے یہ عمارت اللہ تعالیٰ نے جماعت کو عطا کی۔ مئی 1985ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے خطبہ جمعہ کے ساتھ اس مسجد کا، مرمت کے کام سے پہلے، رسمی افتتاح فرمایا۔

جماعت احمدیہ ایڈنبرا کا قیام

محترم امام بشیر احمد خان رفیق صاحب مرحوم امام مسجد فضل لندن نے اندازاً 1963ء میں ایڈنبرا کے علاقہ Granton میں نماز سنٹر کے لئے ایک فلیٹ خریدا تھا لیکن اس علاقہ میں رہنے والوں کے اعتراض کی وجہ سے کونسل کی جانب سے اس کی منظوری نہ مل سکی اور بات التوا میں پڑ گئی۔ ایڈنبرا میں جماعت کی تعداد چونکہ بہت تھوڑی تھی اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد کوشش ہی نہیں کی گئی۔ گلاسگو میں چونکہ جماعت کی تعداد زیادہ تھی اور پولک شیلڈ میں مشن ہاؤس بھی موجود تھا اس لئے ایڈنبرا کے افرادِ جماعت جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے گلاسگو جایا کرتے تھے۔ اندازاً اکتوبر 1985ء میں نماز جمعہ ملک حفیظ الرحمٰن صاحب کے مکان پر ادا کی جانے لگی جو اکتوبر 2015ء تک قریباً تیس سال جاری رہی۔ جماعتی مہمان بھی اندازاً 1980ء سے 1990ء تک قریباً دس سال ملک صاحب کے مکان پر ہی قیام فرماتے رہے۔ پھر جب مسجد بیت الرحمٰن و مشن ہاؤس گلاسگو قائم ہو گیا اور پولک شیلڈ والے مشن ہاؤس کو گیسٹ ہاؤس میں تبدیل کر دیا گیا تو ایڈنبرا کے جماعتی مہمان بھی عموماً وہیں پر ہی قیام کرنے لگے۔

مورخہ 6 جولائی 1977ء کو مولانا بشیر احمد خان رفیق صاحب دو روزہ دورے پر ایڈنبرا تشریف لائے جس کے دوران انہوں نے مکرم چوہدری نور احمد صاحب کو ایڈنبرا کا پہلا صدر نامزد کیا۔ اس کے بعد 11 جولائی 1984ء میں جماعت ایڈنبرا کا باقاعدہ انتخاب عمل میں آیا جس میں ملک حفیظ الرحمٰن صاحب صدر جماعت احمدیہ ایڈنبرا منتخب ہوئے۔

جماعت احمدیہ ڈنڈی کا قیام اور مسجد کی خرید

ڈنڈی شہر گلاسگو سے شمال مشرق کی طرف تقریباً 82 میل کے فاصلے پر ایک خوبصورت چھوٹا سا شہر ہے اور یہاں جماعت کے قیام کی صورت ایسے نکلی کہ تقریباً 2001ء سے احمدی طالبِ علم یہاں تعلیم اور بعد میں نوکری کی غرض سے آنا شروع ہو گئے۔ ان میں مکرم ڈاکٹر غلام کبیر صاحب، مکرم طارق احمد صاحب اور مکرم نفیس احمد خان صاحب قابلِ ذکر ہیں۔ اس کے بعد تقریباً 2006ء میں کافی احمدی طالبعلم پاکستان، افریقہ اور دوسرے ممالک سے ڈنڈی یونیورسٹی میں تعلیم کی غرض سے وارد ہوئے۔ اسی دوران کچھ ڈاکٹری پیشہ اور دوسرے احمدی احباب کا آنا جانا

اس شہر میں ہوتا رہا اور ان میں سے کافی دوستوں نے اس شہر کو اپنا وطن بنانے کا فیصلہ کیا۔ یہ دوست ایک دوسرے کے گھروں میں نماز اور دوسرے جماعتی کاموں کے لئے اکٹھے ہوتے رہے، تقریباً 2013ء میں اس بات کی شدت سے کمی محسوس ہوئی کہ ایک مسجد خریدی جائے جہاں احباب نمازوں کے لئے اکٹھے ہو سکیں۔ جب قابلِ ذکر احباب یہاں جمع ہو گئے تو ڈنڈی کو علیحدہ جماعت کے طور پر منظور کیا گیا اور بعد ازاں جماعت کے انتخابات ہوئے اور جنوری 2014ء کو یہ جماعت وجود میں آئی اور مکرم محمد احسان احمد صاحب اس کے پہلے صدر منتخب ہوئے۔

برطانوی قانون کے مطابق اگر کسی شہر کی کونسل کے پاس کوئی ایسی عمارت ہو جو surplus ہو تو ایسی عمارت کو گورنمنٹ کی ایک سکیم جس کا نام Asset transfer to community کے تحت کسی رفاعی ادارہ کو دیا جاسکتا ہے۔ لہٰذا ڈنڈی میں بھی کونسل سے رابطہ کیا گیا اور ایسی عمارت کی تفصیل اور خریدنے کے طریقہء کار کی معلومات لیں گئیں اور ایک باقاعدہ درخواست جمع کروادی گئی۔ اس اثنا میں ایک عمارت کے متعلق علم ہوا جو اس کونسل کی طرف سے اسی مقصد کے لئے لی جاسکتی تھی۔

اس دوران حضورِ اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدۃ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعا اور راہنمائی کے لئے خط لکھا گیا اور آپ ایدہ اللہ تعالیٰ کا شفقت بھرا جواب موصول ہوا جس میں لکھا تھا "لے لو" اور اس عمارت کی خرید کے بعد حضور اقدس نے اس عمارت کا نام "مسجد محمود" تجویز فرمایا۔ اس جواب سے احباب جماعت ڈنڈی کو ڈھارس بندھی اور انہوں نے جماعت احمدیہ برطانیہ کے شعبہ جائیداد سے قانونی مدد لی اور تیاری کے بعد 2015ء میں ڈنڈی کونسل میں دوسرے مرحلہ کے لئے بھی درخواست دے دی۔ اس دوران ڈنڈی شہر کے ممبر پارلیمنٹ برطانیہ، ممبر پارلیمنٹ سکاٹش پارلیمنٹ، کونسلرز اور دوسرے اہم لوگوں سے رابطہ بھی کیا گیا اور ضروری کاغذی کارروائی بھی جاری رہی۔ کونسل کی ایک عمارت منتخب کی گئی اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور خلیفۃ المسیح الخامس ایدۃ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں کے طفیل تقریباً اوائل 2016ء میں کاغذی کارروائی مکمل ہوئی اور یہ عمارت محض ایک برطانوی پاؤنڈ کے عوض جماعت احمدیہ ڈنڈی کے نام منتقل ہو گئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

یہ 31 جولائی 2016ء اور جمعہ کا مبارک دن تھا جب اس عمارت کی چابیاں جماعت کو عطا ہوئیں اور اسی دن جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے ساتھ مسجد محمود ڈنڈی کا رسمی افتتاح ہوا۔ اس عمارت کو قابلِ استعمال بنانے اور ضروری تبدیلیوں

کے لئے زیادہ تر کام وقارِ عمل کے ذریعہ آہستہ آہستہ جاری رہا جس میں خصوصی طور پر ڈنڈی جماعت کے احباب نے حصہ لیا اور عمومی طور پر گلاسگو اور ایڈنبرا کے احباب نے بھی حصہ لیا۔

خاکسار یہاں اسکاٹ لینڈ ریجن کے قیام اور ابتدائی حالات کا ذکر ختم کرتا ہے اور آئندہ کبھی اسی سلسلہ کی دوسری قسط میں کچھ اور واقعات جن کا تعلق الٰہی تائیدات سے ہے پیش کروں گا۔ ان شاءاللہ





8 اپریل 1988ء میں جب حضور رحمہ اللہ اسکاٹ لینڈ تشریف لائے تو آپ نے اس عمارت کا باقاعدہ بطور بیت الرحمٰن مسجد افتتاح فرمایا اور احباب گلاسگو کے ساتھ فوٹو بنوائی۔



(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 مارچ 2022ء)

(13)

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا

روبینہ چوہدری بنت چوہدری
لطیف احمد کاہلوں مرحوم۔ کینیڈا

اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی سورۃ حٰم سجدہ آیت 34 میں فرماتا ہے

ترجمہ: اور اس سے زیادہ اچھی بات کس کی ہو گی جو کہ اللہ کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے۔

دعوت الی اللہ ایک نہایت مقدس فریضہ ہے۔ اپنے پیارے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پیروی میں ایک داعی اللہ کی زندگی کا اوڑھنا بچھونا ہی لوگوں کو ایک خدا کی طرف بلانا اور اسکی پیاری تعلیم کو لوگوں تک پہنچانا ہوتا ہے۔ وہ رات دن اسی سوچ اور فکر میں مستغرق رہتا ہے کہ کس طرح لوگوں کو اس سچے خدائے واحد و یگانہ کی طرف بلایا جائے۔ کیونکہ وہ یہ جانتا ہے کہ اگر ایک شخص بھی اس کی حقیر سی کوشش سے خدا تعالیٰ کو پہچان لے تو وہ

فلاح پا گیا۔ جیسا کہ آنحضورؐ کی اس حدیث سے بھی ہمیں پتہ چلتا ہے کہ آپؐ نے فرمایا ”اے علی! تمہاری کوشش سے ایک آدمی کا دینِ حق قبول کر لینا سو سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔“

(بخاری کتاب المغازی)

خود آپ ﷺ کے دل میں جو جوش اور تڑپ لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف بلانے کے لئے تھی اس کا بہت ہی پیارا نظارہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب سیرت خاتم النبیینؐ میں بیان فرمایا ہے، آپ لکھتے ہیں ”آنحضرتؐ کا قبائل کا دورہ بھی ایک عجیب منظر پیش کرتا ہے۔ ہر دو جہان کا بادشاہ جس کا نام لینے پر بعد کے مسلمان شہنشاہ جن کے نام سے دنیا کانپتی تھی اپنے تختوں سے نیچے اُتر آتے تھے، قبائلِ عرب کے بدوی رئیسوں کے خیموں میں جاتا ہے اور ایک ایک رئیس کے خیمہ پر دستک دے کر خالقِ کونین کا پیغام پیش کرتا ہے اور پیچھے پڑ پڑ کر استدعا کرتا ہے کہ یہ تمہارے بھلے کی چیز ہے اسے لے لو۔ مگر ہر دروازہ اس کے لئے بند کیا جاتا ہے اور ہر خیمہ سے اس کو یہ آواز آتی ہے کہ جاؤ! یہاں تمہارا کوئی کام نہیں اور خدا کا یہ بندہ اپنے مقدس مال کی گٹھڑی اُٹھا کر اگلے خیمہ کا رستہ لیتا ہے۔“

(سیرت خاتم النبیینؐ صفحہ 243)



"Verdens Ende"-The End of the Earth

یعنی ”دنیا کا آخری حصہ“ - ناروے

اس زمانہ میں آپؐ کے سچے عاشقِ صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے غلام بھی آپ علیہ السلام کے الہام ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ کو اپنی زندگیوں کا عملی حصہ بنائے ہوئے ہیں۔ ایک احمدی داعی الی

اللہ خواہ وہ دنیا کے کسی بھی حصہ میں آباد ہو اور جہاں بھی اسے موقع میسر آئے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک خدا کا پیغام پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار

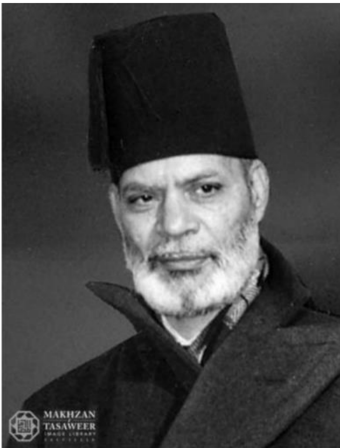
خاکسار یہاں اپنے والدِ محترم چوہدری لطیف احمد شاہد کاہلوں مرحوم مربی سلسلہ سیر الیون کا ایک بہت ہی پیارا اور ایمان افروز واقعہ آپ کی ڈائری سے بیان کرنا چاہتی ہے آپ اس سعادت کا اکثر ذکر بھی کیا کرتے تھے۔ آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک کامیاب داعی الی اللہ تھے اور جہاں بھی جاتے تبلیغ کا کوئی نہ کوئی موقع نکال لیا کرتے تھے۔ 2013ء میں محترم والد صاحب کو اپنے بیٹے محترم چوہدری شاہد محمود کاہلوں مربی سلسلہ کے پاس ناروے جانے کا موقع ملا۔ بھائی نے اس مقام کی سیر کا بھی پروگرام رکھا جسے دنیا کا آخری کنارہ کہا جاتا ہے تو ابا جان بتایا کرتے تھے کہ جب مجھے پتہ چلا کہ ہم اس جگہ سیر کے لئے جارہے ہیں جو دنیا کا آخری کنارہ کہلاتا ہے تب ہی میں نے سوچ لیا تھا کہ میں وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام ضرور پہنچا کر آؤں گا۔ آپ لکھتے ہیں ”جس بات کی مجھے سب سے زیادہ خوشی ہے اور اس کو اپنے اور اپنے خاندان کے لئے ایک عظیم سعادت سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ کے پورا کرنے کا موقع میسر آ گیا اور وہ اس طرح کہ ناروے میں ایک ایسا مقام ہے جسے زمین کا کنارہ کہا جاتا ہے اور وہاں لکھا ہے ”END OF THE WORLD“ مجھے اس بورڈ کے سامنے کھڑے ہو کر اور عین سمندر کے کنارے پانچ افراد کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچانے کی توفیق ملی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ علٰی ذٰلک“

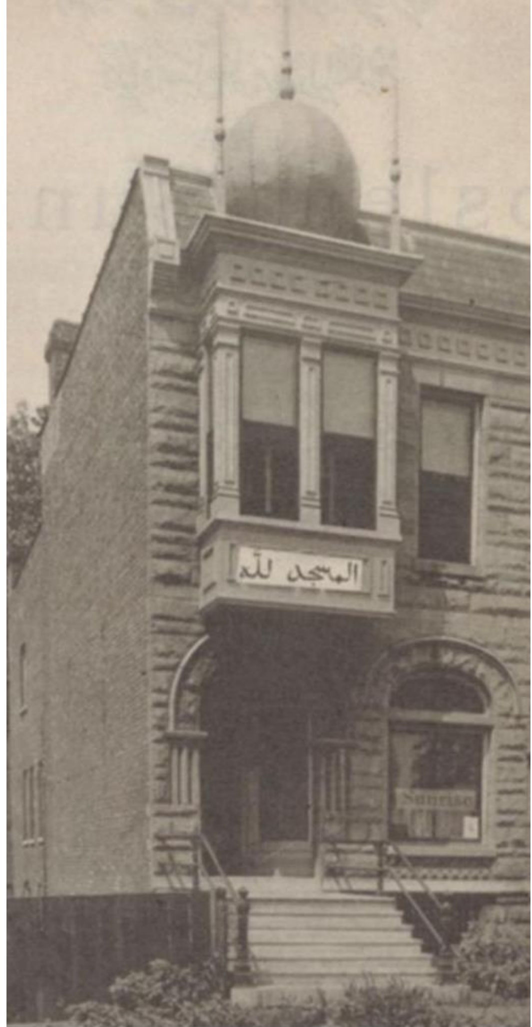
اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ سب مربیان سلسلہ اور داعیان الی اللہ کی کوششوں میں برکت ڈالے جو اس وقت میدان عمل میں ہیں اور وہ نیک لوگ جنہوں نے اس فریضہ کی ادائیگی کو اخلاص و وفا سے نبھایا ان کی مغفرت فرمائے اور اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ عطا فرمائے اور ہم جو کمزور ہیں ہمیں بھی اس مقدس فریضہ کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 24 مارچ 2022ء)



حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم اے ؓ

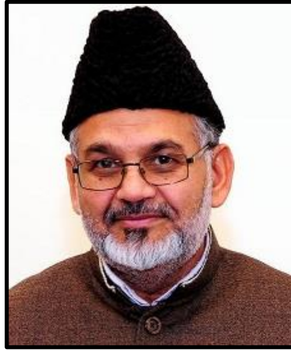




(14)

الہام ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ اور سرزمین امریکہ

(قسط 1)



مولانا سید شمشاد احمد ناصر۔ مبلغ سلسلہ امریکہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں تین مقامات پر سورۃ التوبہ آیت 33، سورۃ الفتح آیت 29 اور سورۃ الصف آیت نمبر 10 میں قریباً ایک ہی قسم کا مضمون بیان فرمایا ہے۔

سورۃ الفتح آیت نمبر 29 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا

اس کا ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے یوں بیان فرمایا ہے

”وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اسے دین (کے ہر شعبہ) پر کلیۃً غالب کر دے اور گواہ کے طور پر اللہ بہت کافی ہے۔“

اس آیت کی تشریح میں حضورؒ فرماتے ہیں کہ ”اس آیت میں اسلام کے دنیا کے سب ادیان پر غالب آنے کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ اس آیت کے نزول کے وقت اہل مکہ پر بھی ظاہری غلبہ نصیب نہیں ہوا تھا پھر اس زمانے میں یہ پیشگوئی کہ اسلام کو تمام دنیا کے ادیان پر غالب کر دیا جائے گا۔ بے مثال عظمت کی حامل ہے۔“

سورۃ الصف کی آیت نمبر 10 کے ترجمہ اور تشریح میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:۔

”اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عالمی نبی ہونے کا وضاحت سے ذکر موجود ہے۔ یعنی آپ کسی ایک دین کے ماننے والوں کی طرف مبعوث نہیں ہوئے بلکہ تمام جہانوں میں ظاہر ہونے والے ہر دین کے پیروکاروں کی طرف مبعوث ہوئے ہیں اور ان پر غلبہ پائیں گے“

حضورؒ نے اسی آیت کی تشریح میں تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 سے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا یہ حوالہ بھی درج فرمایا ہے:۔

”یہ قرآن شریف میں ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جس کی نسبت علماء محققین کا اتفاق ہے کہ یہ مسیح موعود کے ہاتھ پر پوری ہوگی“

(قرآن کریم اردو ترجمہ حضرت مرزا طاہر احمدؒ صفحہ 1026)

جماعت احمدیہ اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق اس غلبہ کا ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام کے اس دور میں ہونا مقدر ہے۔ اور جماعت احمدیہ کا یہ بھی یقین ہے کہ اس زمانہ کا وہ موعود جس کی پیشگوئی موجود ہے وہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ ہیں۔ اور آپ نے ہی جماعت احمدیہ کی بنیاد 1889ء میں رکھی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ، امام مہدی و مسیح موعود نے جس سلسلہ کی بنیاد رکھی اسے جماعت احمدیہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ کے قیام کی کیا ضرورت ہے۔ اب اس پر مختصر روشنی ڈالتا ہوں۔

سلسلہ احمدیہ کی غرض وغایت

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں:۔

”احمدیت بھی کسی نئے مذہب کا نام نہیں ہے اور نہ ہی بانی سلسلہ احمدیہ کا یہ دعویٰ تھا کہ آپ کوئی نئی شریعت لائے ہیں بلکہ احمدیت کی غرض وغایت تجدید اسلام اور خدمت اسلام تک محدود ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کا یہ دعویٰ تھا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو مسلمانوں کی بگڑی ہوئی حالت کی اصلاح اور اسلام کی خدمت کے لئے مامور کیا ہے اور اسلام کی خدمت کے مفہوم میں اسلام کے چہرہ کو گرد وغبار سے صاف کرنا، اسلام کی تبلیغ واشاعت کا انتظام کرنا، اسلام کو دوسرے مذاہب کے مقابل پر غالب کرنا اور اسلام میں ہو کر دنیا کے غلط عقائد واعمال کی اصلاح کرنا شامل ہے۔“

(سلسلہ احمدیہ حصہ اول صفحہ 2 مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمدؓ)

حضرت بانیٔ جماعت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو 1898ء میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یوں الہام ہوتا ہے:

”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“

(تذکرہ صفحہ 260)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

”وَ اَوْحٰی اِلَیَّ رَبِّیْ وَ وَعَدَنِیْ اَنَّہٗ سَیَنْصُرُنِیْ حَتّٰی یَبْلُغَ اَمْرِیْ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَھَا وَتَتَمَوَّجُ بُحُوْرُ الْحَقِّ حَتّٰی یُعْجِبَ النَّاسَ حُبَابُ غَوَارِبِھَا۔“

(تذکرہ صفحہ 260)

ترجمہ: ”میرے ربّ نے میری طرف وحی بھیجی اور وعدہ فرمایا کہ وہ مجھے مدد دے گا یہاں تک کہ میرا کلام مشرق و مغرب میں پہنچ جائے گا۔ اور راستی کے دریا موج میں آئیں گے یہاں تک کہ اس کی موجوں کے حباب لوگوں کو تعجب میں ڈالیں گے۔“

پھر 1891ء کا ایک اور الہام یہ ہے۔

”میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا اور تیرا ذکر بلند کروں گا اور تیری محبت دلوں میں ڈال دوں گا“

(تذکرہ صفحہ 149)

حضرت مسیح موعودؑ نے جس وقت جماعت کی بنیاد رکھی۔ آپ کو کوئی جانتا بھی نہ تھا نہ قادیان کے بارے میں لوگوں کو کچھ خبر تھی لیکن وہ خدا جس نے قرآن شریف میں پہلے سے ہی بیان فرما دیا تھا کہ اسلام کو تمام ادیان پر غالب کیا جائے گا۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے الہام کو کس شان سے پورا فرمایا کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ یہ دراصل قرآن کریم کی صداقت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ایک کھلا اور منہ بولتا ثبوت ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

اب آئندہ ان سطور میں اس بات پر روشنی ڈالی جائے گی کہ یہ دعوت، یہ تبلیغ، یہ اسلام کا پیغام کیسے اور کس طرح ساری دنیا میں پھیلایا گیا۔ دراصل یہ الہام الٰہی میں یہاں پہلے سے موجود ہے کہ ”میں“۔ گویا سارا کام خدا تعالیٰ کی برکتوں، رحمتوں اور اس کے افضال کے ذریعہ ہی ہوگا اور ہو گیا ہے اور ہو رہا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اپنی کتب میں یہ بیان فرمایا ہے کہ آپؑ کے زمانہ مبارک ہی میں اسلام کا پیغام امریکہ، یورپ میں پہنچ چکا تھا۔ آپؑ ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں:۔

”ایسا ہی وہ بیس ہزار اشتہار جو انگریزی اور اردو میں چھاپے گئے اور پھر بارہ ہزار سے کچھ زیادہ مخالفین کے سرگروہوں کے نام رجسٹری کرا کر بھیجے گئے اور ملک ہند میں ایک بھی ایسا پادری نہ چھوڑا جس کے نام وہ رجسٹری

شدہ اشتہار نہ بھیجے گئے ہوں۔ بلکہ یورپ اور امریکہ کے ممالک میں بھی یہ اشتہارات بذریعہ رجسٹری بھیج کر حجت کو تمام کر دیا گیا۔"

(ازالہ اوہام صفحہ 29 ایڈیشن 1984ء)

پھر آپؑ اپنے ایک خواب کا یوں ذکر فرماتے ہیں:۔

"اور میں نے دیکھا کہ میں شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلّل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور اُن کے رنگ سفید تھے۔ سو مَیں نے اِس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ مَیں نہیں مگر میری تحریریں اِن لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے۔"

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 377)

پس حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے اس رؤیا کی صداقت عیاں ہے کہ آپ کے دو خلفاء حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گذشتہ 38 سالوں سے مسلسل لندن اور یورپ کے تمام ممالک میں پہنچ کر اس الہام کی صداقت ظاہر کر دی کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ نیز یہ کہ ان ممالک میں سفید پرندے خواہ وہ انگلینڈ کے ہوں یا ہالینڈ کے یا جرمنی کے یا ڈنمارک اور سوئٹزرلینڈ یا سپین کے سب خدا تعالیٰ کے فضل سے مذکورہ بالا کشف اور رؤیا اور خواب کی حقیقی تعبیر ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

اور صرف یہی نہیں کہ آپ کے خلفاء نے یورپ کے ممالک میں پہنچ کر اس الہام کی صداقت پر مہر ثبت کر دی ہے بلکہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تحریرات بھی ان ممالک سے شائع کی جا رہی ہیں۔ خصوصًا اسلام آباد یوکے میں جو پریس لگایا گیا ہے اس کے ذریعہ سے آپ کی تحریرات دنیا کے سب ممالک میں پہنچائی جا رہی ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

خلافت اولیٰ میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی وفات 26 مئی 1908ء کو ہوئی اور آپ کی وصیت اور خدائی بشارت کے تحت آپ کے بعد خلافت کا بابرکت نظام جماعت میں 27 مئی 1908ء سے جاری ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے زمانہ میں اس ”بنیاد“ کے مطابق جو حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اس الہام ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ کے مطابق کام جاری فرمایا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے زمانے میں انہی بنیادوں پر مزید کام ہوا۔

اس الہام کا یہ مطلب نہیں تھا کہ باہر کی دنیا میں ہی یہ پیغام جائے گا بلکہ اس کے اولین مخاطب خود ہندوستان کے لوگ تھے۔ چنانچہ اس ضمن میں جو کارہائے نمایاں حضرت خلیفۃ المسیح اول کے زمانہ میں ہوئے وہ بھی اسی الہام کے تحت ہیں۔

قرآن شریف کا انگریزی ترجمہ

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے لکھتے ہیں:

”حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کی اغراض میں سے ایک غرض قرآنی علوم کی اشاعت تھی۔ اس لئے جماعت احمدیہ میں قرآن شریف کو سمجھنے اور پھر اس کے علوم کو دوسروں تک پہنچانے کی طرف خاص توجہ تھی اور حضرت خلیفہ اوّلؓ کے درس قرآن نے اس شوق کو اور بھی جلا دے دی تھی چنانچہ کئی احمدیوں نے قرآن شریف کی تفسیر لکھنے کی کوشش کی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اپنے رنگ میں اور اپنی اپنی استعداد کے مطابق ان کو کامیاب کیا انہی کوششوں میں سے ایک کوشش مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کی تھی۔ مولانا موصوف سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک جید عالم ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ کے خاص صحابہ میں شامل ہیں انہوں نے صدر انجمن احمدیہ کے انتظام کے ماتحت حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں ایک تفسیر اردو میں لکھنی شروع کی اور یہ کام حضرت خلیفہ اوّلؓ کے زمانہ میں بھی جاری رہا۔ یہ تفسیر بہت مفصّل تھی مگر افسوس ہے کہ قریباً آٹھ پاروں کی تفسیر شائع ہو جانے کے بعد صدر انجمن احمدیہ اس مفید کام کو جاری نہیں رکھ سکی۔

(سلسلہ احمدیہ حصہ اول صفحہ 317 مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمدؓ)

جماعت احمدیہ کا پہلا بیرونی مشن

آپؓ مزید فرماتے ہیں:

''حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کے عہد مبارک کی ایک یادگار یہ بھی ہے کہ آپ کے زمانہ میں جماعت کا پہلا بیرونی تبلیغی مشن قائم ہوا۔ اس وقت تک براہ راست تبلیغ صرف ہندوستان تک محدود تھی اور بیرونی ممالک میں صرف خط و کتابت یا رسالہ جات وغیرہ کے ذریعہ تبلیغ ہوتی تھی۔ لیکن حضرت خلیفہ اوّلؓ کے زمانہ میں آکر جماعت کا پہلا بیرونی مشن قائم ہوا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ 1912ء کے نصف آخر میں خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے ایل ایل بی کو ایک مسلمان رئیس نے اپنے ایک مقدمہ کے تعلق میں اپنی طرف سے اخراجات دے کر ولایت بھجوانے کا انتظام کیا چنانچہ خواجہ صاحب موصوف 7/ ستمبر 1912ء کو انگلستان روانہ ہوگئے اور چونکہ ہر احمدی کو تبلیغ کا خیال غالب رہتا ہے خواجہ صاحب نے بھی اس سفر میں تبلیغ کی نیت رکھی اور ولایت کے قیام سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہاں بعض تبلیغی لیکچر دیئے اور پھر آہستہ آہستہ وہیں ٹھہر کر اسی کام میں مصروف ہوگئے۔ کچھ عرصہ کے بعد خواجہ صاحب نے حضرت خلیفہ اوّل کی خدمت میں لکھا کہ مجھے کوئی نائب بھجوایا جائے۔ حضرت خلیفہ اوّل نے چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم اے کو تجویز فرمایا اور چونکہ چوہدری صاحب انجمن انصار اللہ کے ممبر تھے جو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ نے اس زمانہ میں تبلیغی اغراض کے ماتحت قائم کر رکھی تھی اور انصار اللہ کو پہلے سے بیرون ہند کی ایک تبلیغی سکیم مدنظر تھی اس لئے چوہدری صاحب کا خرچ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے انجمن انصار اللہ کی طرف سے برداشت کیا اور کچھ اپنے پاس سے اور اپنے دوستوں کی طرف سے ڈالا اور چوہدری صاحب موصوف 28/ جون 1913ء کو تبلیغ کی غرض سے ولایت روانہ ہوگئے۔

(الفضل مورخہ 2/ جولائی 1913ء)

اس طرح گویا چوہدری فتح محمد صاحب وہ پہلے احمدی مبلغ تھے جو احمدیوں کی طرف سے بیرون ہند میں خالص تبلیغ کی غرض سے بھیجے گئے۔ چوہدری صاحب نے کچھ عرصہ تک خواجہ صاحب کی معیت میں کام کیا اور اس عرصہ میں خواجہ صاحب موصوف نے بعض ذی اثر غیر احمدیوں کی امداد سے مسجد ووکنگ کی امامت کا بھی حق حاصل کر لیا مگر چونکہ خواجہ صاحب اور چوہدری صاحب کے خیالات اور طریق تبلیغ میں بہت فرق تھا اس لئے حضرت خلیفہ اوّل

کی وفات پر یہ اتحاد قائم نہ رہ سکا اور چوہدری صاحب جلد ہی خواجہ صاحب سے الگ ہو کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی ہدایات کے ماتحت مستقل حیثیت میں کام کرنے لگے اور ووکنگ کو چھوڑ کر اپنا مرکز لندن میں قائم کر لیا"

(سلسلہ احمدیہ جلد اول صفحہ 319 تا 321)

خلافت ثانیہ میں اس الہام کا ایک دوسرے الہام کے ساتھ تعلق

اب خاکسار حضرت مسیح موعودؑ کے الہام میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا کی تفصیلی تشریح اور اس کے پورا ہونے کے لئے حضور کے ہی ایک اور الہام کے ساتھ ملا کر اس کی مزید تفصیل اور توضیح حضرت مصلح موعودؓ کے الفاظ میں کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے 20 فروری 1886ء کو جو "پیشگوئی مصلح موعود" بیان فرمائی تھی اس کے الفاظ میں یہ بھی الہامی الفاظ ہیں کہ "اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی"

(تذکرہ صفحہ 111)

یہ پیشگوئی اپنی پوری شان کے ساتھ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے وجود میں پوری ہوئی۔

حضرت مصلح موعودؓ نے جب 1944ء میں اپنے "مصلح موعود" ہونے کا اعلان فرمایا تو اس سے قبل آپؓ نے جماعت کے نام ایک پیغام دیا جس میں دیگر امور کے علاوہ یہ بھی آپؓ نے لکھا کہ:۔ "حضرت مسیح موعودؑ نے ایک رحمت کے نشان کی خبر دی تھی۔ جس کے ذریعہ حضرت مسیح موعودؑ کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا اسی جگہ آج یہ اعلان کیا جائے گا کہ وہ پیشگوئی نہایت شان کے ساتھ پوری ہو گئی ہے۔"

(تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 579 ایڈیشن 2007ء قادیان)

حضرت مصلح موعودؓ نے اس غرض کے لئے پہلا جلسہ ہوشیار پور میں کیا جو 20 فروری 1944ء کو ہوا۔ جلسہ گاہ میں یہ الہامی فقرے موٹے حروف میں لکھ کر نمایاں جگہ پر آویزاں کئے گئے تھے۔

''خدا تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچائے گا''

''وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی''

(تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 583 ایڈیشن 2007ء)

حضرت مصلح موعودؓ نے شرح وبسط کے ساتھ پیشگوئی مصلح موعود پر روشنی ڈالی اور اس میں یہ بھی فرمایا کہ ''میں خدا کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ میں نے کشفی حالت میں کہا اَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ مَثِیْلُہٗ وَخَلِیْفَتُہٗ ...... پس میں خدا کے حکم کے ماتحت قسم کھا کر یہ اعلان کرتا ہوں کہ خدا نے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق آپ کا وہ موعود بیٹا قرار دیا ہے جس نے زمین کے کناروں تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پہنچانا ہے۔''

(تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 585-586)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ کی اس پہلی پُر معارف تقریر کے بعد مبلغین سلسلہ کی بھی باری باری مختصر تقریریں ہوئیں (حاشیہ: یہ تقریریں ''الفضل'' 25 تبلیغ / فروری تا 2 امان / مارچ 1322 ہش / 1944ء میں چھپ گئی تھیں) جن میں اس امر پر روشنی ڈالی گئی کہ 20 فروری 1886ء کی پیشگوئی میں جو یہ بشارت دی گئی تھی کہ ''خدا تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچادے گا''۔ سیدنا امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ کے ذریعہ وہ بڑی شان و عظمت کے ساتھ پوری ہو چکی ہے۔

اس تقریب پر جن اصحاب نے تقریریں کیں ان کے نام یہ ہیں:

1. حضرت چودھری فتح محمد صاحبؓ سیال ایم۔اے (انگلستان)
2. حضرت ملک غلام فرید صاحبؓ ایم۔اے (جرمنی)
3. جناب محمد ابراہیم صاحب ناصر بی۔اے۔بی۔ٹی (ہنگری)

4. حضرت مولوی محمد دین صاحب (شمالی امریکہ)
5. مولوی عبد الرحمٰن صاحب انور (انچارج تحریک جدید) (برائے مولوی رمضان علی صاحب ارجنٹائن جنوبی امریکہ، ملک عزیز احمد صاحب سروبایا، سید شاہ محمد صاحب جاوا، مولوی غلام حسین صاحب ایاز۔ ملایا)
6. حضرت مولوی عبد الرحیم صاحب نیرؓ (سیر الیون گولڈ کوسٹ۔ نائیجیریا)
7. مولوی محمد سلیم صاحب مولوی فاضل (مصر)
8. حضرت مولوی عبد المغنی صاحبؓ (برائے شیخ مبارک احمد صاحب مولوی فاضل مشرقی افریقہ، مولوی رحمت علی صاحب، مولوی محمد صادق صاحب، مولوی عبد الواحد صاحب مبلغین جاوا سماٹرا)
9. حضرت صوفی حافظ غلام محمد صاحبؓ بی۔ اے (ماریشس)
10. مولوی ابو العطاء صاحب جالندھری (فلسطین)
11. حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ (شام)
12. مولوی ظہور حسین صاحب (روس)
13. حکیم مولوی عبد الطیف صاحب (برائے محمد رفیق صاحب مرحوم مجاہد تحریک جدید کاشغر)
14. حضرت بابو فقیر علی صاحبؓ (برائے حضرت شہزادہ عبد المجید صاحبؓ شہید۔ ایران)
15. جناب عبد الاحد خاں صاحب افغان (کابل)
16. جناب محمد زہدی صاحب (سٹریٹ سٹلمنٹ)
17. مولوی عبد الواحد صاحب (چین)
18. صوفی عبد القدیر صاحب (جاپان)

ان تقریروں کے دوران جب کسی ملک میں تبلیغ اسلام اور اشاعت احمدیت کے واقعات بیان کئے جاتے تو ساتھ ہی اس ملک کا نام بھی جلی حروف میں احباب کے سامنے لٹکا دیا جاتا۔

حضرت سیدنا المصلح الموعودؓ کی تقریر کا تتمہ

ان تقریروں کے بعد حضرت سیدنا المصلح الموعودؓ نے آخری خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

”اس وقت مختلف ممالک کے مبلغین نے آپ لوگوں کو بتایا ہے کہ کس طرح دنیا کے کناروں تک میرے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اسلام اور احمدیت کا نام پہنچایا۔ مغرب کے انتہائی کناروں یعنی شمالی امریکہ وغیرہ سے لے کر مشرق کے انتہائی کناروں یعنی چین اور جاپان وغیرہ تک اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کا نام اور اس کی تعلیم پہنچانے کی توفیق عطا فرمائی۔ اسی طرح ایشیاء اور یورپ کے مختلف علاقوں میں اللہ تعالیٰ نے میرے بھیجے ہوئے مبلغین کے ذریعہ لوگوں کو اسلام اور احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائی اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ سے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ اور ساتھ ہی آپ کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ میرا ایک لڑکا ہوگا جو زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا جس کے معنے یہ تھے کہ وہ پہلی پیشگوئی جو زمین کے کناروں تک تبلیغ پہنچنے کے ساتھ تعلق رکھتی ہے وہ میرے اس لڑکے کے ذریعہ پوری ہوگی جس نے زمین کے کناروں تک شہرت حاصل کرنی ہے ...... اور پھر وہ کونسا ہاتھ تھا جس نے میرے مبلغوں کے ذریعہ جاپان سے لے کر شمالی امریکہ تک تمام دنیا میں اس سلسلہ کو پھیلانا شروع کر دیا بلکہ ہر ملک کے افراد کو اس میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ ان میں ہزاروں ایسے لوگ ہیں جو محمد رسول اللہ ﷺ کا نام سننا بھی گوارا نہیں کرتے تھے مگر اب وہ آپؐ پر درود اور سلام بھیجتے ہیں اور صبح شام آپ ﷺ کے مدارج کی بلندی کے لئے دعائیں کرتے ہیں ہزاروں ایسے ہیں جو خدا تعالیٰ کے نام تک سے ناآشنا تھے مگر خدا تعالیٰ میرے ذریعہ سے ان لوگوں کو اپنے آستانہ پر لے آیا۔ صرف خدا کا ہی ہاتھ تھا جس نے تمام روکوں کو دور کیا اور صرف خدا کا ہی ہاتھ تھا جس نے اپنے کلام کو پورا کرنے کے لئے زمین کے کناروں تک اسلام اور احمدیت کا نام میرے ذریعہ سے پہنچا۔ پس یہ پیشگوئی جس مقام سے کی گئی تھی اسی مقام کے سامنے کھڑے ہو کر یہ اعلان آپ لوگوں کے سامنے کر دیا گیا ہے تا کہ آپ لوگ گواہ رہیں کہ خدا کی یہ پیشگوئی پوری ہو گئی“۔

(تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 586 تا 588)

جلسہ لاہور

جلسہ ہوشیار پور کے بعد 12 مارچ 1944ء کو لاہور میں پیشگوئی مصلح موعود سے متعلق دوسرا جلسہ منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود کی پہلی تقریر کے بعد مبلغین سلسلہ نے اختصار کے ساتھ وہ تبلیغی کارنامے پیش کئے جو المصلح الموعود کے زمانہ میں حضورؓ کی زیر ہدایت انہوں نے انجام دیئے اور جن کی وجہ سے نہ صرف المصلح الموعود نے زمین کے کناروں تک شہرت پائی بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کا نام بھی دنیا کے کناروں تک پہنچا۔ چنانچہ انگلستان کے متعلق حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم اے ناظر اعلیٰ نے، سپین، اٹلی، ہنگری، البانیہ، یوگوسلاویہ، پولینڈ، زیکوسلویکیہ اور جنوبی امریکہ کے متعلق مولوی عبد الرحمٰن صاحب انچارج تحریک جدید نے، جرمنی کے متعلق ملک غلام فرید صاحب ایم نے، شمالی امریکہ کے متعلق حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے، البانیہ کے متعلق جناب مولوی محمد دین صاحب (شہید) کی بجائے جناب ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم نے، سیرالیون، گولڈ کوسٹ، نائیجیریا کے متعلق حضرت مولوی عبد الرحیم صاحب نیرؓ نے، مصر کے متعلق مولوی محمد سلیم صاحب نے، کینیا کالونی، یوگنڈا اور ٹنگانیکا کے متعلق حضرت مولوی عبد المغنی خان صاحبؓ ناظر دعوۃ و تبلیغ نے، سیلون اور ماریشس کے متعلق حضرت مولوی عبد الرحیم صاحبؓ نیر نے، فلسطین کے متعلق مولوی ابو العطاء صاحب نے، شام کے متعلق حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ نے، روس کے متعلق مولوی ظہور حسین صاحب بخارا و روس نے مختصر تقاریر کیں۔

آخر میں حضرت مصلح موعودؓ دوبارہ کھڑے ہوئے اور آپ نے بڑے جلال کے ساتھ فرمایا: ”میں ہی پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق ہوں اور میں ہی وہ مصلح موعودؓ ہوں جس کے ذریعہ اسلام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا۔ اور توحید دنیا میں قائم ہوگی۔“

(تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 595-596 مطبوعہ 2007ء)

حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کی شہادت

خاکسار نے بتایا ہے کہ اس الہام کی صداقت کے لئے جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان فرمایا تو جلسہ ہوشیار پور اور جلسہ لاہور کے بعد جلسہ لدھیانہ میں بھی ہوا۔ اس موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح

الثانیؓ کی تقریر کے بعد آنریبل چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے بھی بر عایت وقت تقریر فرمائی اور اس الہام ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ کے بارے میں اپنے ذاتی تجربات اور مشاہدات کا ذکر فرمایا۔ قارئین کے استفادہ کے لئے یہ حصہ بھی درج کیا جاتا ہے۔ آپ نے اپنی تقریر میں فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مجھے یہ توفیق بخشی اور اس کے لئے مواقع بہم پہنچائے کہ دنیا کے مختلف ممالک میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پہنچا ہوا اور آپ کی تعلیم کو (کہ وہ حقیقی اسلام ہے اور اسی کو پھیلانے کے لئے خدا تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا تھا) پھیلے ہوئے دیکھا۔ چین کے مغربی علاقہ میں جہاں آج کل چینیوں کی حکومت ہے، احمدیت کی اشاعت کو دیکھنے کا مجھے اتفاق ہوا۔ گو خدا تعالیٰ کے فضل سے وہاں احمدیت پھیلانے والا میں ہی تھا۔ وہاں ایک واقعہ پیش آیا۔ جب مجھے پہلی دفعہ اسلام پر تقریر کرنے کا موقعہ ملا تو ایک صاحب جو ہمارے ہی عملہ میں سے تھے اور احمدیت کے سخت مخالف تھے انہوں نے کہا کہ اگر اسلام یہ ہے اور یہی احمدیت ہے تو میں احمدیت میں داخل ہوتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے احمدیت قبول کر لی۔

دوسرا ملک جہاں میں اپنے احمدی دوستوں سے ملا وہ عراق ہے۔ وہاں مجھے احمدی مبلغین کا کام دیکھنے کا موقع تو نہیں ملا مگر وہاں کے احمدی دوستوں سے ملا اور حالات سنے۔ پھر مصر میں قاہرہ کے مقام پر دو دفعہ مصری اور شامی احمدی دوستوں سے ملا۔ اپنے احساسات پیش کئے اور ان سے حالات سنے۔

مغربی افریقہ کے ملک نائیجیریا میں دوبار گیا۔ وہاں کے احمدی مبلغ سے حالات سنے۔ مشورہ بھی دیا۔ دوسری دفعہ جب میں گیا تو وہاں کے مرکزی شہر لیگوس میں مسجد احمدیہ کی تعمیر کے لئے سنگ بنیاد رکھنے کا شرف مجھے دیا گیا۔ گولڈ کوسٹ میں احمدی مبلغ سے ملنے کا مجھے اتفاق نہیں ہوا۔ میں گورنر کے ہاں ٹھہرا ہوا تھا اور ہمارے مبلغ علاقہ میں تھے۔ البتہ ٹیلیفون پر ان سے گفتگو کی اور اس میں تبلیغ احمدیت کا ذکر آیا۔ جنوبی امریکہ میں برازیل اور گی آنا میں جہاں مَیں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود بھیجنے والے لوگ دیکھے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجنے والے بھی موجود تھے۔

1933ء اور پھر 1942ء میں مجھے شمالی امریکہ میں جانے کا اتفاق ہوا۔ شکاگو میں میں نے احمدی مبلغ کا کام بھی دیکھا۔ خود بھی تقریریں کیں۔ شکاگو اور دوسرے مقامات پر وہاں کے احمدی دوستوں سے ملاقاتیں بھی کیں۔ شکاگو میں احمدیہ مسجد ہے۔ وہاں امریکنوں کو تبلیغ بھی کی۔

انگلستان میں کئی بار خدا تعالیٰ نے احمدیت کی اشاعت کے دیکھنے کا موقعہ دیا۔ وہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کا کامیاب مشن ہے۔ مشن ہاؤس ہے۔ مسجد ہے۔ مجھے بھی جب میں وہاں جاتا ہوں کام کرنے کا موقع ملتا ہے۔ پولینڈ میں 1937ء میں احمدی مبلغ سے ملاقات کی۔ وہاں کے حالات کا مشاہدہ کیا اور تقریر کی۔ ہنگری کے بوڈاپسٹ شہر میں اور اٹلی میں بھی اپنے مبلغوں سے ملنے اور جن لوگوں کو وہ اپنے ساتھ لائے ان کو تبلیغ کرنے کا موقع ملا۔

اس لحاظ سے میں کہہ سکتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے چاروں براعظموں میں مَیں نے اپنی آنکھوں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام اور آپ کی تعلیم کو پھیلتے ہوئے دیکھا اور ان ممالک کے لوگوں کو اسلام کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے پایا۔ جس کے لئے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ الحمدللہ علی ذالک

(الفضل 28 مارچ 1944ء)

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 605-606)

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی یہ شہادت کہ آپ نے 1944ء تک دنیا کے 4 براعظموں میں حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا یہ نشان دیکھ لیا کہ آپ کی تعلیم پر لوگوں کو عمل کرتے دیکھا۔ اور آپ کے نام اور پیغام کو ان چاروں براعظموں سے پھیلتے دیکھا ایک عظیم الشان گواہی ہے۔

1944ء کے بعد میں اب ان واقعات کا ذکر کرتا ہوں جب جماعت احمدیہ نے اپنی صد سالہ جوبلی منائی۔ اس وقت تک کے اعداد و شمار بھی آپ کی خدمت میں رکھنا چاہوں گا۔ اور یہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے زمانہ خلافت کی بات ہے اور آخر میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے زرّیں عہد میں جو فتوحات، ترقیات اور "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" جو آسمانی نظارہ ہم دیکھ رہے ہیں۔ اس کی کچھ تفصیلات عرض ہوں گی۔ لیکن اس سے قبل ایک بڑی دلچسپ بات جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے ایک خطاب میں بیان فرمائی ہے۔ عرض کرنے لگا ہوں۔

ایک دلچسپ حقیقت

یہ تو الٰہی سلسلہ کے مقدر میں ہے کہ کامیابی بالآخر ان کے قدم چومتی ہے۔ لیکن کامیابی یوں ہی نہیں مل جایا کرتی۔ اس کے لئے جگر کا خون بہانا پڑتا ہے۔ ہر قسم کی تکالیف اور مصائب اور رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

جب حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو یہ الہام ہوا کہ ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' اس وقت جماعت کی کیا حالت تھی گنتی کے چند لوگ تھے۔ اور بس جو لوگ حضرت مسیح موعودؑ کو ملنے قادیان آتے۔ بٹالہ کے سٹیشن پر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو آپ کے اشدّ ترین مخالف تھے وہ قادیان آنے والوں کو روکتے تھے۔ یہی واقعہ حضرت مصلح موعودؓ نے بیان فرمایا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں:

''ہمارے ہاں ایک ملازم ہوا کرتا تھا پیرا اُس کا نام تھا وہ بالکل اَن پڑھ اور جاہل تھا۔ نماز تک اُسے یاد نہیں ہوتی تھی بیسیوں دفعہ اَسے یاد کرائی گئی مگر وہ ہمیشہ بھول جاتا۔ اُسے کبھی تاریں دے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بٹالہ بھجوادیا کرتے تھے یا کوئی بلٹی آتی تو اُسے چھڑوانے کے لئے اُسے بٹالہ بھجوادیا جاتا۔ ایک دفعہ اِسی طرح وہ کسی کام کے سلسلہ میں بٹالہ گیا ہوا تھا کہ مولوی محمد حسین صاحب اُسے مل گئے۔ مولوی صاحب کی عادت تھی کہ وہ اسٹیشن پر جاتے اور لوگوں کو قادیان جانے سے روکا کرتے ایک دن انہیں اور کوئی آدمی نہ ملا تو پیرے کو ہی انہوں نے پکڑ لیا اور کہنے لگے۔ پیرے تم مرزا صاحب کے پاس کیوں رہتے ہو وہ تو کافر اور بے دین ہیں۔ وہ کہنے لگا مولوی صاحب میں تو پڑھا لکھا آدمی نہیں نماز تک مجھے نہیں آتی کئی دفعہ لوگوں نے مجھے سکھائی ہے مگر مجھے یاد نہیں ہوتی پس مجھے مسائل تو آتے ہی نہیں لیکن ایک بات ضرور ہے جو میں نے دیکھی ہے۔ مولوی صاحب کہنے لگے وہ کیا؟ پیرے نے کہا میں ہمیشہ تاریں دینے یا بلٹیاں لینے کے لئے بٹالے آتا رہتا ہوں اور جب بھی یہاں آتا ہوں آپ کو یہاں پھرتے اور لوگوں کو ورغلاتے دیکھتا ہوں کہ کوئی شخص قادیان نہ جائے۔ مولوی صاحب! اب تک آپ کی اس کوشش میں شائد کئی جوتیاں بھی گھس گئی ہوں گی مگر کوئی شخص آپ کی بات نہیں سنتا۔ دوسری طرف میں دیکھتا ہوں کہ مرزا صاحب اپنے حجرے میں بیٹھے رہتے ہیں اور پھر بھی ساری دنیا اُن کی طرف کھنچی چلی جاتی ہے۔ آخر اُن کے پاس کوئی سچائی ہے تبھی تو ایسا ہو رہا ہے ورنہ لوگ آپ کی بات کیوں نہ سنتے۔''

(انوار العلوم جلد 17 صفحہ 211-212)

دراصل یہ وہی صداقت ہے جس کا ذکر اس الہام میں ہے کہ ''میں'' گویا خود خدا تعالیٰ یہ کام کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت شامل ہو گی اور کسی کی کوئی مخالفت اس پیغام کو دنیا تک پہنچانے میں رکاوٹ نہ بنے گی۔ ان شاء اللہ

سو سال میں دنیا کے کناروں تک

آیئے! اب ہم دیکھتے ہیں کہ جب جماعت کی ابتدائی حالت تھی اس وقت کس طرح یہ پیغام پہنچا اور آج سو سال گذرنے پر خدا تعالیٰ نے کس طرح جماعت کو ترقیات پر ترقیات عنایت فرمائی ہیں۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ واقعۃً خدا تعالیٰ کا غیبی ہاتھ ہے جس نے یہ پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچایا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

جماعت احمدیہ کے قیام پر ایک صدی گذر چکی ہے اس عرصہ میں جماعت نے محض اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے انتہائی نامساعد حالات اور ہر قسم کی مخالفت کے باوجود دنیا کے ہر خطے میں حیران کن ترقی کی ہے۔ جس کی ایک جھلک پیش ہے۔

اس وقت تک خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ایک سو بیس ممالک میں قائم ہو چکی ہے۔

دنیا کے 45 ممالک میں جماعت کے مرکزی واقفین زندگی مبلغین کام کر رہے ہیں۔

وہ ممالک جن میں خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ قائم ہے۔ ان ممالک میں سے کچھ ممالک کے نام یہ ہیں:۔

برّاعظم افریقہ

غانا، نائیجیریا، سیرالیون، گیمبیا، آئیوری کوسٹ، لائبیریا، بینن، کینیا، تنزانیہ، یوگنڈا، زیمبیا، زمبابوے، زائر، ماریشس، ساؤتھ افریقہ، سینگال، بورکینا فاسو، ملاوی، کموروز، مالی، گنی بساؤ، موریطانیہ، ٹوگولنڈ، روانڈا، برونڈی، انگولا، تیونس، نائیجر، گنی، مڈغاسکر، صومالیہ، کیمرون، مراکش، الجزائر، سوڈانم ایتھوپیا، کانگو، موزمبیق، گیبون،

برّاعظم امریکہ

امریکہ، کینیڈا، گیانا، ٹرینیڈ ارڈ، سرینام، برازیل، ڈومینیکن آف ریپبلک، گوئٹے مالا، ارجنٹائن۔

یورپ

بیلجیم، ڈنمارک، فرانس، مغربی جرمنی، ہالینڈ، ناروے، سوئٹزرلینڈ، سویڈن، سپین، برطانیہ، آئرلینڈ، یوگوسلاویہ، آسٹریا، پولینڈ، پرتگال، یونان، اٹلی، روس، فن لینڈ، لکسمبرگ۔

ایشیاء

پاکستان، انڈونیشیا، ملائیشیا، بھارت، بنگلہ دیش، باپوانیوگنی، سنگاپور، تھائی لینڈ، جاپان، برما، سری لنکا، نیپال، بھوٹان، فلپائن، ایران، ترکی، افغانستان، چین، جنوبی کوریا، مالدیپ، برونائی، ہانگ کانگ، اور مشرق وسطیٰ کے ممالک۔

جزائر بحر الکاہل بشمول برّاعظم آسٹریلیا

آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، فجی، ویسٹ سمووا، طوالو، ٹونگا، کیری باس، نورو، سالمن جزائر، وانو تلی۔

- بنگلہ دیش، بھارت اور پاکستان کے علاوہ دنیا میں کل 1864 مقامات پر جماعت احمدیہ قائم ہو چکی ہے۔
- بیرون پاکستان کل مشن ہاؤسز کی تعداد 301 ہے۔
- بیرون پاکستان جماعت احمدیہ کی بیوت الذکر کی تعداد 1245 ہے۔

نوٹ:۔ اس تعداد میں پاکستان، انڈیا، بنگلہ دیش کے مشن ہاؤسز اور بیوت الذکر شامل نہیں جن کی تعداد کئی گنا زیادہ ہے۔

- برّاعظم افریقہ کے مختلف ممالک میں جماعت احمدیہ کے 28 ہسپتال خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔
- برّاعظم افریقہ میں 40 سیکنڈری سکول خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

- دنیا کے مختلف ممالک میں 205 پرائمری سکول خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔
- جماعت احمدیہ نے خدا تعالیٰ کے فضل سے صد سالہ جوبلی کے موقع پر دنیا کی پچاس مختلف زبانوں میں سارے قرآن کریم کا ترجمہ شائع کرنے کی سعادت پائی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

کچھ کے نام یہ ہیں:۔

انگریزی، سواحیلی، فرانسیسی، اسپرانٹو، جرمن، اٹالین، لوگنڈا، فجین، ڈچ، ہندی، گورمکھی، رشین، یوروبا، سپینش، ڈینش، سویڈش، انڈونیشین، کورین۔

1989ء میں جماعت احمدیہ کے صد سالہ جشن تشکر کی مبارک تقریب کی مناسبت سے عالمی سطح پر جو پروگرام ترتیب دیا گیا تھا اس کا ایک اہم اور قابل ذکر پہلو یہ ہے کہ جماعت احمدیہ اس موقع پر خدا تعالیٰ کے حضور سپاس گذاری اور اپنے جذبات تشکر کے اظہار کے طور پر ایک سو سے زائد زبانوں میں قرآن کریم کی منتخب آیات، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی منتخب احادیث اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی تحریرات کے منتخب اقتباسات کے تراجم شائع کرنے کی سعادت پائی۔

منتخب آیات، احادیث اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات کے تراجم ایک سو سے زائد زبانوں میں شائع ہوئے جن میں سے صرف چند ایک کے نام یہ ہیں:۔

سموین (سمویا)، بالی (انڈونیشیا)، کاناڈا (انڈیا)، اشانٹی (غانا)، ایوی (غانا)، والی (غانا)، ٹونگا (ٹونگا جزائرز)، کیریباسی (کیریباسی جزائر)، بٹکی (انڈونیشیا)، جاوانیز (انڈونیشیا)، کیکنبا (کینیا)، وولف (گیمبیا)، ایبو (نائیجیریا)، ٹمنی (سیرالیون)، ہنگرین (ہنگری)، رومانین (رومانیہ)، اکرانین (روس)، لوٹین (روس)، جارجین (روس)، ماؤری (نیوزی لینڈ)، ماڈنگو (گیمبیا)، آئی رش (آئرلینڈ)، وائی (لائبیریا)، کریول (ماریشس)، چیلویا (زائر)، کزخ (روس)، منگولین (روس)، آرمینین (روس)، سربوکروٹیشین (یوگوسلاویہ)۔

جماعت احمدیہ کی وسعت اور اشاعت اسلام و قرآن کریم کے اس جائزہ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے آج سے تقریباً سو سال قبل بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ

الصلوٰۃ والسلام کو جو خبر دی تھی وہ پوری ہو چکی ہے۔ اور یہ جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے کناروں تک پہنچ چکی ہے۔ اور اشاعت قرآن کریم اور اشاعت اسلام کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی مساعی بے نظیر اور بے مثال ہیں اور حضرت بانیٔ سلسلہ کی سچائی کا منہ بولتا ثبوت ہیں اور آج دنیا یہ نظارہ دیکھ رہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیا کی مختلف قومیں ایک مذہب یعنی اسلام کے تابع ہوتی جا رہی ہیں اور ایک ہی پیشوا یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنا پیشوا تسلیم کر رہی ہیں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 24 مارچ 2022ء)

(15)

الہام ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ اور سرزمین امریکہ

(قسط 2)

حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد جماعت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت کا ایک روحانی نظام قائم ہے۔ اور اس الہام کی روشنی میں خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام خلفاء کی حمایت و نصرت فرمائی ہے۔ اور پہلے سے بڑھ کر احمدیت کو کامیابی نصیب ہوئی ہے۔

اس کا مطلب صرف یہی نہیں کہ جماعت نے لٹریچر شائع کر لیا یا چند کتب اور تراجم شائع کرنے ہیں اور اس طرح یہ الہام پورا ہوا ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ ہر وہ کام جو خلیفۃ المسیح کی راہنمائی میں دنیا کے مختلف ممالک میں مبلغین، امراء، معلمین اور نظام کے دیگر حصے بجا لا رہے ہیں وہ سب اس کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ، حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ، حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دنیا کے مختلف ممالک میں جو دورہ جات فرمائے وہ بھی اس الہام کی صداقت کا ثبوت ہیں۔ میں مختصراً اس کا ذکر کرتا ہوں۔

(1)حضرت مصلح موعودؓ

ہندوستان کے علاوہ 1924ء اور 1955ء میں سفر یورپ

(2)حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ

سفر یورپ 1967ء اور 1980ء

سفر افریقہ 1970ء اور 1980ء

حضرت خلیفۃ الثالثؒ کا دورہ کینیڈا

سال	رپورٹنگ	دورہ جات کی تاریخ
1976	الفضل ربوہ 13 اگست، 12 تا 16 اکتوبر، 18 اکتوبر 1976۔	8 اگست تا 11 اگست 1976
1980	ہفت روزہ بدر قادیان 18، 25 دسمبر 1980، ماہنامہ خالد نومبر، دسمبر 1980، کتاب دورہ مغرب صفحہ 438 تا 473	4 ستمبر تا 11 ستمبر 1980

حضرت خلیفۃ الثالثؒ کا دورہ امریکہ

سال	رپورٹنگ	دورہ جات کی تاریخ
1976	الفضل ربوہ 28 جولائی، 4 و 5 اگست، 7 اگست، 10 اگست، 16 اگست، 18 اگست، 20 اگست، 25 تا 27 اگست، 3 و 4 ستمبر، 10 ستمبر، 13 ستمبر، 15 تا 18 ستمبر، یکم و 2 اکتوبر، 4 اکتوبر، 7 و 8 اکتوبر، 11 اکتوبر، 20 اکتوبر، 22 و 23 اکتوبر، 27 اکتوبر 1976	25 جولائی تا 8 اگست پھر 11 اگست تا 15 اگست
1980	کتاب دورہ مغرب صفحہ 474 تا 526	11 ستمبر تا 24 ستمبر 1980

(3) حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے مبارک سفر پاکستان کے علاوہ

- سفر یورپ 28 جولائی تا 13 اکتوبر 1983ء
- سفر مشرق بعید 22/ اگست 1983ء تا 14 اکتوبر 1983ء
- سفر مغربی افریقہ جنوری تا فروری 1988ء
- سفر مشرقی افریقہ 26 اگست تا 28 ستمبر 1988ء
- سفر بھارت 15 دسمبر 1991ء

دورہ جات کینیڈا

سال	تفصیل
1986	18 ستمبر کو کینیڈا روانہ ہوئے اور 7 اکتوبر کو واپس تشریف لائے۔
1987	29 ستمبر کو حضور کینیڈا تشریف لائے اور کچھ دن قیام کے بعد امریکہ روانہ ہو گئے۔ مورخہ 6 نومبر کو حضور کیلگری واپس تشریف لائے اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ 8 نومبر کو حضور امریکہ تشریف لے گئے۔ 13 نومبر کو خطبہ جمعہ امریکہ میں ارشاد فرمایا اور 20 نومبر سے قبل لندن تشریف لے گئے۔ (تاریخ احمدیت جلد 22 صفحہ 374)
1989	حضور ماہ جون میں کینیڈا تشریف لے گئے۔
1991	28 جون سے 5 جولائی کے درمیان آپ کینیڈا تشریف لائے۔ اور 5 جولائی کو ٹورانٹو سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ 5 جولائی سے 12 جولائی کے درمیان لندن تشریف لے گئے۔
1992	9 تا 16 اکتوبر کے درمیان آپ کینیڈا تشریف لے گئے۔ اس دوران 16 و 23 اکتوبر کے خطبات جمعہ کینیڈا میں ارشاد فرمائے اور 23 اکتوبر کو ہی لندن تشریف لے گئے۔
1994	23 جون کو حضور کینیڈا کے دورہ پر تشریف لے گئے اور 6 جولائی کو واپس تشریف لائے۔
1994	22 ستمبر کو حضور امریکہ و کینیڈا کے دورے پر تشریف لے گئے۔ اور 27 اکتوبر سے قبل واپس تشریف لے آئے۔
1996	17 جون تا 6 جولائی حضور امریکہ اور کینیڈا کے دورہ پر تشریف لے گئے۔
1997	حضور 14 جون کو دورہ کینیڈا و امریکہ کے لئے روانہ ہوئے۔ اس دوران 20 جون کو امریکہ میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ بعد ازاں 27 جون و 4 جولائی کے خطبات جمعہ کینیڈا میں ارشاد فرمائے۔ 11 جولائی سے قبل آپ واپس لندن تشریف لے آئے۔

دورہ جات امریکہ

سال	رپورٹنگ
1987	29 ستمبر کو حضور کینیڈا تشریف لائے اور کچھ دن قیام کے بعد امریکہ روانہ ہو گئے۔ مورخہ 6 نومبر کو حضور کیلگری واپس تشریف لائے اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ 8 نومبر کو حضور امریکہ تشریف لے گئے۔ 13 نومبر کو خطبہ جمعہ امریکہ میں ارشاد فرمایا اور 20 نومبر سے قبل لندن تشریف لے گئے۔ (تاریخ احمدیت جلد 22 صفحہ 374)
1989	16 تا 23 جون کے درمیان امریکہ تشریف لائے۔ اس دوران 23 جون اور 7 جولائی کے خطبات جمعہ امریکہ میں دیئے۔ حضور 7 اور 14 جولائی کے درمیان آسٹریلیا روانہ ہو گئے۔
1991	14 جون سے 21 جون کے درمیان امریکہ تشریف لائے۔ اس دوران 21 جون و 28 جون کے خطبات جمعہ بالترتیب واشنگٹن و ڈیٹرائٹ میں ارشاد فرمائے۔ 28 جون سے 5 جولائی کے درمیان آپ کینیڈا روانہ ہوئے۔
1994	22 ستمبر کو حضور امریکہ و کینیڈا کے دورے پر تشریف لے گئے۔ اور 27 اکتوبر سے قبل واپس تشریف لے آئے۔
1997	حضور 14 جون کو دورہ کینیڈا و امریکہ کے لئے روانہ ہوئے۔ اس دوران 20 جون کو امریکہ میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ بعد ازاں 27 جون و 4 جولائی کے خطبات جمعہ کینیڈا میں ارشاد فرمائے۔ 11 جولائی سے قبل آپ واپس لندن تشریف لے آئے۔
1998	14 جون سے 19 جون کے درمیان حضور امریکہ کے دورہ پر تشریف لے گئے۔ 3 جولائی کے خطبہ جمعہ فرمودہ سان ہوزے میں فرمایا "ابھی ایک دو دن تک مجھے انشاء اللہ امریکہ سے واپس انگلستان کے لئے روانہ ہونا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 8 ستمبر سے 15 ستمبر 1983ء سنگاپور کا تبلیغی و تربیتی دورہ فرمانے کے بعد 16 ستمبر کو فجی پہنچے اور 22 ستمبر کو حضورؒ ممباسہ سے تاوی نونی تشریف لے گئے۔ اس جزیرے سے انٹرنیشنل ڈیٹ لائن گزرتی ہے۔ حضورؒ نے ڈیٹ لائن کا معائنہ فرمایا اور اس طرح بنفس نفیس دنیا کے کناروں تک پیغام پہنچا۔

(4) حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے مبارک سفر

سفر مغربی افریقہ 13 مارچ تا 14 اپریل 2003ء

سفر سپین یکم جنوری 2005ء تا 10 جنوری 2005ء

سفر مشرقی افریقہ 26 اپریل تا 25 مئی 2006ء

سفر بھارت 11 دسمبر 2005ء تا 17 جنوری 2006ء

سفر مشرق بعید 14 اپریل تا 15 مئی 2006ء

حضرت خلیفۃ المسیح کے دورہ جات کینیڈا

سال	رپورٹنگ	تاریخ دورہ
2004	الفضل ربوہ 26 جون، 30 جون، یکم جولائی، 5 جولائی، 7 جولائی، 8 جولائی، 10 جولائی، 17 جولائی، 26 جولائی 2004	21 جون تا 6 جولائی 2004
2005	الفضل ربوہ 10 جون، 15 جون، 16 جون، 23 تا 25 جون، یکم جولائی، 2 جولائی، 4 جولائی، 9 جولائی، 13 جولائی، 15 جولائی، 16 جولائی، 18 جولائی، 21 جولائی 2005	14 جون تا 6 جولائی 2005
2008	الفضل ربوہ 11 جولائی، 12 جولائی، 14 جولائی، 23 تا 25 جولائی، 28 تا 30 اگست 2008	24 جون تا 6 جولائی 2008
2012	الفضل ربوہ 27 جولائی، 28 جولائی، 30 جولائی، 2 تا 4 اگست، 6 اگست، 8 تا 11 اگست، 15 اگست، 17 اگست، 18 اگست، 23 اگست، 27 اگست 2012	3 تا 17 جولائی 2012
2013	الفضل 8 جون، 12 تا 13 جون، 17 جون، 20 تا 22 جون، 27، 26 جون، 3 جولائی 2013	15 مئی تا 27 مئی 2013
2016	الفضل انٹرنیشنل 21 اکتوبر 2016 تا 07 اپریل 2017 مسلسل ---	03 اکتوبر تا 13 نومبر 2016

حضرت خلیفۃ المسیح کے دورہ جات امریکہ

سال	رپورٹنگ	دورہ جات کی تاریخ
2008	الفضل ربوہ 28 جون، 30 جون، 4 جولائی، 10، 9 جولائی 2008 --	16 جون تا 24 جون 2008
2012	الفضل ربوہ 4 تا 7 جولائی، 12 تا 14 جولائی، 19 تا 21 جولائی، 23 جولائی، 25 تا 26 جولائی 2012	16 جون تا 3 جولائی 2012
2013	الفضل ربوہ 16 مئی، 20 مئی، 22 مئی، 3 جون، 5 تا 8 جون 2013	04 مئی تا 15 مئی 2013
2018	الفضل انٹرنیشنل 9 نومبر 2018 تا 10 مئی 2019	15 اکتوبر تا 6 نومبر 2018

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دورہ مشرق بعید کے موقعہ پر 28 اپریل 2006ء کو براہ راست دنیا کے اس کنارے سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور 2 مئی 2006ء کو حضور انور جزیرہ (Tavcon) تشریف لے گئے۔ یہ وہ جزیرہ ہے جہاں سے انٹرنیشنل ڈیٹ لائن گزرتی ہے۔ آپ نے یہاں پر انٹرنیشنل ڈیٹ لائن کا معائنہ فرمایا۔

موجودہ دور خلافت خامسہ میں اللہ تعالیٰ کے افضال وبرکات

اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کو قائم ہوئے 133 سال ہو رہے ہیں۔ گذشتہ ایک سو سال کی ترقی اور کس طرح الہام ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' کی یک جھلک آپ نے دیکھی ہے۔ اب خاکسار چاہتا ہے کہ خلافت خامسہ میں جو ترقیات ہوئی ہیں اور کس طرح اس الہام الٰہی کے ذریعہ دنیا کے کونے کونے میں اسلام و احمدیت کا پیغام پہنچا ہے، کی ساری جھلک دکھانا تو بہت مشکل ہے۔ اس کے لئے آپ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے گذشتہ سال 2021ء یوکے کے جلسہ کی تقریر سن لیں یا پڑھ لیں اس سے اندازہ ہو سکے گا۔ خاکسار نہایت ہی اختصار کے ساتھ اس میں سے چند باتیں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔ یہ تقریر تفصیل کے ساتھ ہمارے ہر جریدے میں شائع ہو چکی ہے۔ اور روزنامہ الفضل، الفضل انٹرنیشنل میں بھی آچکی ہے۔ اس سے یہ جھلکیاں پیش کرتا ہوں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطاب برموقعہ جلسہ سالانہ برطانیہ مورخہ 7 اگست 2021ء بروز ہفتہ دوسرے دن بعد دوپہر ان ترقیات اور خداتعالیٰ کے افضال کی چند جھلکیوں کو بطور نمونہ کے طور پیش فرمایا اور یہ صرف ایک سال کی ترقی کا نقشہ ہے۔ فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال دنیا بھر میں پاکستان کے علاوہ جو نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں ان کی تعداد 403 ہے۔ ان نئی جماعتوں کے علاوہ 829 نئے مقامات پر پہلی بار احمدیت کا پودا لگا...... حضور نے فرمایا دوران سال جو مساجد جماعت کو بنانے کی توفیق ملی ان کی تعداد 135 ہے اور 76 بنی بنائی مساجد ہمیں عطا ہوئیں۔ اس طرح کل 211 مساجد ہیں۔ افریقہ میں سے گھانا میں سب سے زیادہ 31 مساجد تعمیر ہوئی ہیں، پھر سیرالیون ہے، نائیجیریا ہے، بینن ہے!......

حضور انور نے ایک جزیرہ ساؤ تومے کے بارہ میں فرمایا کہ: وہاں مساجد بن چکی ہیں لیکن اس سال وہاں ایک اور جزیرے پرنسپ کے گاؤں پورتوریال (Portoreal) میں جماعت کی پہلی مسجد تعمیر ہوئی ہے۔

اسی طرح آپ نے فرمایا کہ: بیلیز میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد نور تعمیر ہوئی ہے۔ حضور انور نے تفاصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ”جماعت احمدیہ امریکہ زائن میں حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کی صداقت میں ایک یادگار بنانے کی خواہش مند تھی۔ دو سال قبل وہاں دس ایکڑ زمین خریدی گئی ایک مسجد یہاں بنانے اور Exhibition ہال بنانے کا پراجیکٹ تھا اس پر قریباً چار ملین ڈالر لاگت کا اندازہ ہے۔ اللہ کے فضل سے یہ رقم جمع ہوئی...... یہ زائن شہر کی تاریخ میں پہلی مسجد ہوگی۔ پھر اسی طرح Exhibition ہال وغیرہ بنیں گے اور حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی اور فتح کی معلومات ڈیجیٹل سکرینوں پر بھی اس Exhibition ہال میں دیکھی جاسکیں گی۔ منارۃ المسیح کی طرز کا ایک منارہ بھی پراجیکٹ میں شامل ہے۔“

مشن ہاؤسز اور تبلیغی مراکز میں اضافہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے رواں سال ایک سو تئیس نئے مشن ہاؤسز کا اضافہ ہوا۔

رقیم پریس اور افریقن ممالک کے جو مختلف احمدیہ پرنٹنگ پریس میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھا کام ہو رہا ہے۔ فارنہم کی جو پریس ہے اس کے ذریعہ سے چھپنے والی کتب کی تعداد 3 لاکھ پندرہ ہزار سے زائد ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا کہ: امسال حضرت مسیح موعودؑ کی کتب جنگ مقدس، سیرۃ الابدال، شہادۃ القرآن اور اتمام الحجہ کے انگریزی تراجم کروا کر شائع کئے گئے۔ ملفوظات کی تیسری جلد کا بھی انگریزی ترجمہ ہوا ہے۔

وکالت اشاعت کی رپورٹ کے مطابق 92 ممالک سے موصولہ رپورٹ کے مطابق 384 مختلف کتب پمفلٹ اور فولڈرز 39 زبانوں میں چھتیس لاکھ اٹھاسی ہزار 3688000 کی تعداد میں طبع ہوئے۔ جن میں عربی، بنگلہ، البانین، بوسنین، لتھوینین، لیٹوین، سواحیلی، کرونڈی وغیرہ بہت ساری زبانیں شامل ہیں۔

فرمایا: 103 ممالک میں مجموعی طور پر انہتر لاکھ چوراسی ہزار 6984000 لیفلیٹس تقسیم ہوئے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کے علاوہ عربی ڈیسک، رشین ڈیسک، فرنچ ڈیسک، بنگلہ ڈیسک، چینی ڈیسک، انڈونیشین ڈیسک، ٹرکش ڈیسک، سواحیلی ڈیسک اور سپینش ڈیسک کے ذریعہ جو کام اور لٹریچر شائع ہوا ہے کی تفصیل بھی بیان فرمائی۔ ان ممالک اور ان زبانوں، جن میں کتب، تراجم لیف لیٹس شائع ہوئے سے بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ الہام الٰہی کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" کس شان سے ہر جگہ پورا ہو رہا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب میں الاسلام ویب سائٹس کا ذکر کیا اور پھر ایم ٹی اے انٹر نیشنل کا خاص طور پر ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آٹھ چینلز چوبیس گھنٹے نشریات پیش کر رہے ہیں...... ان چینلز پر اس وقت سترہ مختلف زبانوں میں رواں ترجمے نشر کیے جا رہے ہیں۔ جن میں انگریزی، عربی، فرانسیسی، جرمن، بنگلہ، سواحیلی، افریقن، انگریزی، انڈونیشین، ترکی، بلغارین، بوزنین، ملیالم، تامل، روسی، پشتو، ہسپانوی اور سندھی زبانیں شامل ہیں۔

اسی طرح وہاں گھانا میں MTA کے ذریعہ سے کافی کام ہو رہا ہے اور پھر MTA افریقہ کے دو چینلز افریقن زبانوں میں ہمہ وقت نشریات کر رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ کے ریڈیو سٹیشن

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس وقت جماعت احمدیہ کے ریڈیو سٹیشنز کی تعداد 27 ہے۔ جس میں مالی میں 17، برکینا فاسو میں چار، سیرالیون میں تین ہیں۔ اس کے علاوہ باقی ملکوں میں بھی ایک ایک دو دو ہیں...... ترکی زبان میں "صدائے اسلام" کے نام سے انٹرنیٹ ریڈیو کا قیام عمل میں آیا ہے۔

مجلس نصرت جہاں

بارہ ممالک میں 37 ہسپتال اور کلینک کام کر رہے ہیں۔ ان ہسپتالوں میں 49 مرکزی اور 14 مقامی ڈاکٹرز خدمت انجام دے رہے ہیں۔ 11 ممالک میں 593 ہائر سیکنڈری سکولز اور جونیئر سیکنڈری سکولز اور مڈل سکولز، پرائمری سکولز کام کر رہے ہیں۔

اسی طرح ہیومینٹی فرسٹ دنیا کے 60 ممالک میں رجسٹرڈ ہو چکی ہے۔

اس سال ہونے والی بیعتوں کی تعداد

حضور نے خدا تعالیٰ کے افضال و برکات خداوندی کا ذکر کرتے ہوئے مزید فرمایا کہ: کووڈ کی وجہ سے کھل کر تبلیغ تو باہر جا کے ہو نہیں سکتی تھی۔ بہت ساری پابندیاں تھیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ 25 ہزار دو سو اکیس بیعتیں عطا فرمائی ہیں۔" اس کے بعد حضور نے ان ممالک اور قوموں کے نام گنوائے ہیں۔

امریکہ مشن

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کا قیام خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں ہی ہوا تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے پمفلٹ اور اشتہاروں کے ذریعہ اپنی آمد کی خبر دی۔ اور پھر الیگزینڈر ڈوئی کی ہلاکت نے تو ایک تہلکہ مچا دیا تھا اور یہاں کے اخباروں نے لکھا کہ

"Great Is Mirza Ghulam Ahmad The Messiah"

THE SUNDAY HERALD—BOSTON JUNE 23, 1907—MAGAZINE SECTION.

GREAT IS MIRZA GHULAM AHMAD - THE MESSIAH

Great Is Mirza Ghulam Ahmad The Messiah

FORETOLD PATHETIC END OF DOWIE AND NOW HE PREDICTS PLAGUE, FLOOD AND EARTHQUAKE

MIRZA GHULAM AHMAD, THE PROMISED MESSIAH.

پھر خلافت ثانیہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے ایک صحابی حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کو حضرت مصلح موعودؓ نے امریکہ تبلیغ اسلام کے لئے بھجوایا۔ 1914ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے ایک مکتوب میں اپنے دستِ مبارک سے حضرت مفتی صاحب کو تحریر فرمایا تھا کہ ”آپ مسیح موعود علیہ السلام کا ایلچی بن کر امریکہ پہنچیں“۔ بعد میں آپ کی تقرری پھر انگلستان کے لئے ہو گئی۔ اور بالآخر 1919ء میں آپؓ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا ارشاد موصول ہوا کہ فوراً امریکہ روانہ ہو جائیں۔

(ماخوذ از کتاب ”حضرت مفتی محمد صادق“ مصنفہ امۃ الباری ناصر)

حضرت مفتی صاحب کو جب یہ پیغام ملا تو آپ نے استخارہ اور خدا کے حضور دعا شروع کر دی۔ چنانچہ آپ نے خواب میں دیکھا کہ ”میں امریکہ کے شہر نیویارک میں اسلام کی صداقت پر ایک لیکچر دے رہا ہوں۔ جلسہ کے ختم ہونے پر ایک نوجوان لیڈی بیٹھی رہی۔ میں نے اسے مخاطب کر کے کہا کہ لیکچر بھی ختم ہو گیا ہے۔ اور لوگ بھی چلے گئے ہیں آپ کس واسطے بیٹھی ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ آپ نے اسلام کی صداقت پر جو تقریر کی ہے وہ مجھے بہت پسند آئی ہے اور میں اس کو تسلیم کرتی ہوں کیا آپ مجھے بھی اسلام میں داخل کر لیں گے؟ حضرت مفتی صاحب نے فرمایا

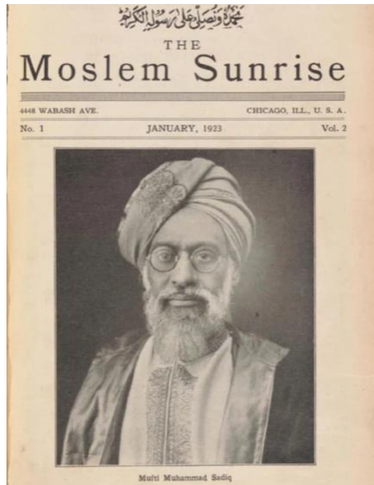
کہ میں اسی کام کے لئے تو یہاں آیا ہوں۔ پھر مفتی صاحب نے کلمہ شہادت پڑھا کر اس لیڈی کو مسلمان کیا اور ان کا نام فاطمہ مصطفیٰ رکھا۔“

(لطائف صادق 89-90)

حضرت مفتی صاحب کی امریکہ میں آمد

حضرت مفتی صاحب 28 جنوری 1920ء کو بحر اوقیانوس کی سطح پر کھڑے دیو ہیکل بحری جہاز S.S. Haver Ford پر سوار ہوئے جسے فرانس اور کینیڈا میں ٹھہرتے ہوئے فلاڈلفیا تک جانا تھا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ 25 فروری 1920ء کو فلاڈلفیا پہنچ گئے۔

امریکہ میں داخلہ سے قبل آپ کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ محکمہ امیگریشن نے کچھ اعتراضات اٹھائے جن میں سے ایک یہ بھی تھا کہ آپ کا تعلق ایسے مذہب سے ہے جس میں کثرت ازدواج کی اجازت ہے جو ہمارے مذہب میں ممنوع ہے۔ اس لئے ہم آپ کو امریکہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ لہٰذا آپ واپس چلے جائیں۔ البتہ آپ کو اپیل کا حق حاصل ہے۔ آپ کو Detention سنٹر میں ٹھہرایا گیا جہاں سے باہر نکلنے کی ممانعت تھی۔ اس کا دروازہ دن میں صرف 2 دفعہ کھلتا تھا جب کھانا دیا جاتا تھا۔


نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

THE
Moslem Sunrise

4448 WABASH AVE. CHICAGO, ILL., U. S. A.
No. 1 JANUARY, 1923 Vol. 2

Mufti Muhammad Sadiq

اس واقعہ کا ذکر آپ نے حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں خط لکھ کر کیا۔ اور اس خط میں لکھا کہ ”مقابلہ بہت بڑے لوگوں سے ہے۔ مگر کچھ غم نہیں کیونکہ میرے ساتھ میرا خدا ہے اور خلیفۃ المسیح اور احباب کرام کی دعائیں ہیں اور بزرگوں کی امداد روحانی ہے۔ قریباً ہر شب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام یا خلیفہ اول یا فضل عمرؓ سے ملاقات ہو جاتی ہے۔ دن بھر اجنبیوں میں ہوتا ہوں اور رات بھر اپنوں میں“

(الفضل 29 اپریل 1920ء صفحہ 7 ماخوذ از حضرت مفتی محمد صادق مصنفہ امۃ الباری ناصر صفحہ 190)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ آپ کی اس حالت اور امریکہ میں داخلے میں رکاوٹ کی وجہ سے دعائیں کر رہے تھے اور پُرامید تھے کہ فتح بالآخر حق کی ہوگی۔ ایک تقریر کے دوران آپ نے بڑے جلال سے فرمایا: ”امریکہ جسے طاقتور ہونے کا دعویٰ ہے۔ اس وقت تک اس نے مادی سلطنتوں کا مقابلہ کیا اور اُنہیں شکست دی ہوگی۔ روحانی سلطنت سے اس نے مقابلہ کر کے نہیں دیکھا۔ اب اگر اس نے ہم سے مقابلہ کیا تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ ہمیں وہ ہرگز شکست نہیں دے سکتا۔ کیونکہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ ہم امریکہ کے ارد گرد کے علاقوں میں تبلیغ کریں گے۔ اور وہاں کے لوگوں کو مسلمان بنا کر بھیجیں گے اور ان کو امریکہ روک نہیں سکے گا اور ہم امید رکھتے ہیں کہ امریکہ میں ایک دن لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی صدا گونجے گی اور ضرور گونجے گی“۔

(الفضل 15 اپریل 1920ء صفحہ 12 تاریخ احمدیت جلد 5 صفحہ 255)

خدا تعالیٰ کے فضل سے راستے کی تمام مشکلات دور ہو گئیں۔ اور اپریل 1920ء کو آپ کو سیکرٹری آف سٹیٹ کے حکم سے امریکہ میں داخلے کی اجازت مل گئی۔ آپ نے نیویارک سٹی سے کام کا آغاز کیا۔ یہاں ایک دلچسپ واقعہ کی وجہ سے آپ کا مکان تبدیل کرنا پڑا۔ ایک دن دروازے کے شیشے سے کسی خاتون نے آپ کو نماز پڑھتے دیکھ لیا۔ اس نے جا کر مکان کی مالکن کو بتایا کہ یہ شخص کوئی جادوگر ہے۔ عجیب وغریب حرکتیں کرتا ہے۔ اس سے فوراً مکان خالی کروالو۔ مالکن نے بھی چھپ کر دیکھا اور نماز کو کوئی شعبدہ بازی سمجھا اور پھر مکان خالی کرا لیا۔

(خلاصہ از لطائف صادق صفحہ 138)

اس کے بعد مکان کرایہ پر لیا گیا اس میں ایک ہال بھی تھا۔ اس ہال میں آپ نے لیکچر کا آغاز کیا۔ اور اخبارات میں اس کے لئے اشتہار دیئے۔ لیکچر کے بعد سوال و جواب ہوئے۔ اور سب اٹھ کر چلے گئے۔ ایک خاتون بیٹھی رہ گئی۔ اس نے بتایا کہ وہ مسلمان ہونا چاہتی ہے۔ چنانچہ اس کا نام فاطمہ مصطفیٰ رکھا۔ اور آپ کی خواب پوری ہوئی۔

اکتوبر 1920ء میں حضرت مفتی صاحبؓ نیویارک سے شکاگو منتقل ہوگئے۔ ایک دفعہ پھر آپ کو اپنا مشن اور ہیڈکوارٹر تبدیل کرنا پڑا اور آپ مشی گن کے علاقہ High Land میں منتقل ہوگئے۔ یہ ڈیٹرائیٹ کے قریب ہے۔ اس کے بعد آپ نے اپنا ہیڈکوارٹر 1922ء میں شکاگو منتقل کر لیا۔ اور دعوت الی اللہ کا کام مستقل بنیادوں پر یہاں سے شروع کیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ نے مسلم سن رائز کا بھی اجرا کیا۔

یہ وہ ابتدائی حالت و کیفیت کا نقشہ ہے جس میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے امریکہ میں باقاعدہ تبلیغ احمدیت کا آغاز فرمایا۔ آپ کی تبلیغ سے خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت سے مقامی لوگ احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہوئے۔ اور انہی بنیادوں پر آج جماعت احمدیہ امریکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک مضبوط جماعت بن چکی ہے۔

امریکہ میں مساجد، مشن ہاؤسز اور تبلیغی سینٹرز کی تعداد

اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے امریکہ جماعت نے مختلف شہروں میں بڑی اور عظیم الشان 56 مساجد بنائی ہوئی ہیں۔ اس کے علاوہ 60 مشن ہاؤسز ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے 39 مبلغین دن رات دعوت الی اللہ کے کام میں مصروف ہیں۔ امریکہ مشن کے ذریعہ 5 دیگر ممالک میں بھی تبلیغ کا کام ہو رہا ہے۔ مثلاً میکسیکو، ڈومینیکن ریپبلک، مارشل آئی لینڈ، مائیکرونیشیا اور کریبتی۔ ان ممالک میں خدا تعالیٰ کے فضل سے 6 مبلغین خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

تنظیمیں

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی تنظیمیں مثلاً انصار اللہ، لجنہ اماء اللہ، خدام الاحمدیہ، ناصرات الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ بھی اپنے اپنے دائرہ میں مستعد ہیں اور خلیفۃ المسیح کی قیادت میں اپنے کام سرانجام دے رہی ہیں۔

مجلّہ جات

جماعت احمدیہ امریکہ کا ماہوار رسالہ احمدیہ گزٹ، النور۔ اردو اور انگریزی میں شائع ہوتا ہے۔ اب آئن لائن بھی شائع ہونے لگا ہے۔ امریکہ جماعت کے سو سال پورے ہونے پر احمدیہ گزٹ اور النور کے بڑے ضخیم شمارے شائع ہوئے ہیں۔ جو آن لائن دستیاب ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ اس کے علاوہ مسلم سن رائز اور تنظیموں کے اپنے اپنے رسائل اور مجلّات بھی شائع ہوتے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

خدا تعالیٰ کے فضل سے خاکسار کو امریکہ کے درج ذیل شہروں اور سٹیٹس میں خدمت کی سعادت ملی ہے۔

1. 1987ء تا 1991ء اوہایو اور مشی گن (ڈیٹن، ڈیٹرائیٹ، کلیولینڈ، ایتھنس، کولمبس)
2. 1992ء تا 1996ء ٹیکساس، لوزیانہ میں (ہیوسٹن، آسٹن، ڈلس، نیو آرلیننز، بیٹن روج)
3. 1996ء تا 2004ء مسجد بیت الرحمان ہیڈ کوارٹر میری لینڈ۔ ورجینیا (سلور سپرنگ) لورل، ورجینیا اور ہیڈ کوارٹر کی ذمہ داریاں)
4. 2004ء تا 2014ء کیلی فورنیا، نواڈا، ایروزونا سٹیٹس، لاس اینجلس، چینو، فی نکس، طوسان، لاس ویگاس
5. 2014ء تا 2017ء الیناؤس، انڈیانا، شکاگو اور انڈیانا
6. 2017ء تا حال مشی گن، اوہایو، ڈیٹرائٹ، ڈیٹن، کولمبس اور کلیولینڈ میں خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

اس وقت خاکسار ڈیٹرائٹ مشی گن میں مقیم ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے یہاں بھی جماعت کی ایک بہت بڑی مسجد ہے۔ جو جماعت کی تمام ضرورتوں کو پورا کر رہی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

پس یہ ایک بہت ہی ہلکی سی تصویری جھلک ہے۔ اس کامیابی کی جو الہام "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" جیسا کہ حضور انور ہر سال یہ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے افضال تو اس قدر ہیں کہ سب کا بیان کرنا بہت ہی مشکل ہے یہ تو صرف ایک جھلک ہی دکھائی جاسکتی ہے۔

پس اے آسمان اور اے زمین، اور اے دنیا میں بسنے والو تمام انسانی روحو! ہم خدا تعالیٰ کو گواہ ٹھہرا کر یہ اعلان کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے بندے حضرت مسیح موعودؑ سے جو وعدہ فرمایا تھا کہ میں ”تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ اس نے یہ وعدہ پورا فرما دیا ہے۔ اور اب مختلف قومیں اس میں راحت اور آرام پا رہی ہیں۔ اور یہ وہ تن آور درخت ہے کہ جس کے سایہ میں تمام دنیا کے لئے راحت و آرام ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن، اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبیؐ کے ساتھ رکھو“

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13)

احمدیت کا مستقبل

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔ ”خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا۔ اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا۔ اور میرے فرقہ کے لوگ اسقدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رُو سے سب کا مُنہ بند کر دیں گے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اُٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا...... سو اے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہو گا۔“

(تجلیاتِ الٰہیہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 409)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 25 مارچ 2022ء)





طوالو میں احمدی مساجد





(From the left side : the Late Molana Hafiz Jibreel Ahmad Saeed, Mrs. Pula Matia (PM's wife), PM Tuvalu the Hon. Matia Toafa, and Molana Muhammad Idris, December 2010)



پہلا جلسہ سالانہ جماعت طوالو

(16)

طوالو آئی لینڈ کا مختصر تعارف اور اس میں احمدیت کا نفوذ



طارق احمد رشید۔ مربی سلسلہ جزائر فجی

اس ملک کا شمار بحر الکاہل کے جنوبی جزائر میں ہوتا ہے جو ہوائی اور آسٹریلیا کے درمیان میں واقع ہے، کرنسی بھی آسٹریلین ڈالر ہی استعمال ہوتی ہے۔ یہ کل 9 جزائر پر مشتمل ملک ہے۔ اور اس ملک کا نام بھی طوالو ہی اس لئے ہے کیونکہ انکی زبان میں طوالو کا مطلب ہے 8 اکٹھے کھڑے ہونا۔ اسکا دار الخلافہ فانوفوتی ہے اسکی کل آبادی 11 ہزار کے قریب ہے، آبادی کے لحاظ سے دنیا کا تیسرا اور رقبہ کے لحاظ سے دنیا کا چوتھا چھوٹا ملک ہے جو صرف 26 مربع کلو میٹر ہے۔ اسکے ہمسایہ ممالک میں کریباس، ناؤرو، ساموا اور فجی ہیں اور یہ ملک طوالو بھی ڈیٹ لائن کی دوسری طرف ہونے کی وجہ سے دنیا کا کنارہ کہلاتا ہے۔ یہ جزیرہ پہلی مرتبہ 1568ء میں دریافت ہوا تھا، اور طوالو کے لوگ 3000 سال قبل ساؤتھ امریکہ سے آئے تھے۔ یہ ایک عیسائی ملک ہے جہاں 1861ء میں عیسائی مذہب پہنچا اس

سے قبل یہ اپنے آباؤ اجداد کی روحوں اور انکے مجسموں کو پوجتے تھے۔ دراصل 1861ء میں کوکا آئی لینڈ سے چرچ کی ایک چھوٹی کشتی طوفان میں گھری لہروں کے باعث 8 ہفتوں بعد طوالو کے ایک چھوٹے سے جزیرے (ناکوکیلے) میں آکر لگی جس میں ایک عیسائی پادری ایلیکا تا بھی سوار تھا جو سامووا برٹش کالج سے پڑھا ہوا تھا اس نے یہاں عیسائیت کا بیج بویا اور پھر یہاں پہلا عیسائی مشنری یورپ سے 1865ء میں آیا اور یہ مذہب پھر مضبوط ہوتا چلا گیا۔ آج بھی یہاں عیسائیت 97 فیصد ہے، 1 فیصد بہائی 1.4 فیصد ملے جلے اور 0.4 فیصد صرف احمدیت ہے۔ اور اس سے پہلے عام لوگ اسلام کے بارے میں بالکل بھی نہیں جانتے تھے۔

سیاسی اعتبار سے یہ ملک 1892ء تا 1916ء برٹش کے ماتحت تھا۔ 1916ء سے 1974ء تک اس میں دوسرے لوگ آکر آباد ہوتے رہے، پھر 1974ء میں گلبٹ آئی لینڈز کا ریفرینڈم ہوا اور یکم جنوری 1976ء میں کیریباس طوالو سے الگ ہو گیا۔ اور طوالو مکمل طور پر یکم اکتوبر 1978ء میں آزاد ہو گیا۔ اور پھر طوالو بھی 17 ستمبر 2000ء میں یہ یونائیٹڈ نیشن کا حصہ بن گیا۔

طوالو میں جماعت احمدیہ کا پہلی مرتبہ نفاذ اور اس کی اصل حقیقت

1983ء میں جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فجی کا دورہ فرمایا تو یہ دورہ جہاں اللہ تعالیٰ کی بہت ساری رحمتوں، برکتوں اور فضلوں کو لایا وہاں حضورؒ کی رہنمائی سے فجی میں تعلیم و تربیت اور تبلیغ کے ساتھ ساتھ اسکے ارد گرد جنوبی بحر الکاہل کے جزائر میں اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کا ذریعہ بنا۔ جس کے لئے حضور نے ہدایات اور منصوبہ بندی کرنے کی طرف توجہ دلائی تھی، لیکن اس پر پوری طرح کام نہ ہونے کی وجہ سے خاطر خواہ نتائج نہ نکلے۔ لیکن حضور کی اس دلی تمنا کو پورا کرنے کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی حالات پیدا فرمائے اسکا ذکر خود حضورؒ نے جلسہ سالانہ یوکے 1986ء کے دوسرے دن کے خطاب میں یوں فرمایا:

"طوالو ایک جزیرہ ہے جو ہمارے نقطۂ نگاہ سے بعد ترین جزائر میں سے ہے یعنی جہاں ہم اس وقت کھڑے ہیں یا بیٹھے ہوئے ہیں وہاں سے اس جزیرے کا فاصلہ اتنی دور ہے کہ وہ گویا عملاً زمین کا کنارہ ہے ساؤتھ ایسٹ پیسفک کے جزائر میں سے یہ ایک چھوٹا سا جزیرہ عملاً زمین کے کنارے پر ڈیٹ لائن کے پرلی طرف واقع ہے اس جزیرے کے متعلق ایک بہت ہی دلچسپ بات یہ بتانے کے قابل ہے کہ ایک دن مجھے فجی سے ایک ایسا خط موصول ہوا جس میں یہ بتایا گیا تھا کہ فلاں فلاں جزیرے ایسے ہیں جن میں کوئی مسلمان نہیں ہے اور ان میں ہمیں ضرور اسلام کو پھیلانے کا

منصوبہ بنانا چاہئے۔ اور اس میں خصوصیت سے طوالو کا ذکر تھا، چنانچہ میری نظر طوالو پر پڑی تو میں نے سوچا کہ اس جزیرے میں لازماً اس سال (1984۔ناقل) ان شاء اللہ ہم کوشش کریں گے۔ افتخار احمد ایاز ہمارے ایک دوست ہیں جو یونائیٹڈ نیشن میں کام کرتے ہیں وہ میرے پاس تشریف لائے اور مجھے کہا کہ ایک ضروری مشورہ کرنا ہے، وہ مشورہ یہ ہے کہ مجھے پہلی نوکری سے جواب مل چکا ہے اور ایک دور دراز ملک میں پیشکش ہوئی ہے اسکا نام طوالو ہے۔ آپ بتائیں میں یہ نوکری قبول کروں یا نہ کروں، آپ اندازہ نہیں لگا سکتے کہ اس وقت میرے دل کی کیا کیفیت تھی یوں لگتا تھا کہ آسمان سے خُدا نے اس تمنا کا جواب دے دیا ہے میں اُٹھ کر انکے گلے لگ گیا اور میں نے کہا کہ نیکی اور پوچھ پوچھ میں تو انتظار کر رہا تھا کہ کب خُدا تعالیٰ راستہ پیدا کرے۔ آپ جائیں اور آپ خُدا کے فضل سے پہلے مُبلغ ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا انکے کام میں اتنی برکت دی کہ وہاں بڑی تیزی کے ساتھ جماعت قائم ہوئی"۔

(الفضل انٹر نیشنل 17۔23 اکتوبر 2003 صفحہ 3)

یوں ڈاکٹر افتخار ایاز صاحب اللہ کے فضل سے ان جزائر میں تبلیغ اسلام کا پہلا قطرہ ثابت ہوئے اور پھر حضور کی دعاؤں سے اور انکی محنت سے اسلام احمدیت کا پیغام نہ صرف طوالو میں پھیلنے لگا بلکہ اسکی کرنیں ارد گرد کے دوسرے جزیروں کریباس اور ویسٹرن ساموآمیں بھی پھوٹنے لگیں۔

1984ء میں ڈاکٹر افتخار ایاز صاحب محکمہ تعلیم کے تحت یہاں نوکری کرنے کے لئے آئے تھے لیکن حضورؒ کے ارشاد کے مطابق انہوں نے آتے ہی بطور مبلغ بھرپور محنت اور حکمت کے ساتھ اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کی کوششیں شروع کر دیں، انہوں نے سب سے پہلے یہاں ایک لوکل خاتون محترمہ (سونیا روسیا) صاحبہ جو ایک سوشل ادارہ (ریڈ کراس) میں کارکن تھیں اور اس جزیرے میں ہر آنے جانے والے کے لئے بطور ٹرانسلیٹر کی ذمہ داری بھی ادا کرتیں تھی کی خدمات کو حاصل کرتے ہوئے چند جماعتی لٹریچر کا لوکل زبان میں ترجمہ کروایا، جس پر آپ نے جب اسکی اُجرت لینے کو کہا تو اُنہوں نے اپنے والد سے مشورہ کرکے انکار کر دیا کہ ہم مذہبی کام کی اُجرت نہیں لے سکتے۔ جس کے ایک ماہ بعد وہ بھی اسلام کی تعلیم سے متاثر ہوتے ہوئے احمدیت میں شامل ہو گئیں۔ اور یوں پڑھے لکھے لوگوں کا اسلام احمدیت کو قبول کرنے کا یہ سلسلہ بڑی تیزی کے ساتھ آگے بڑھنے لگا اور آغاز میں ایک پولیس آفسر اسلام قبول کرنے کے ساتھ ہی مکرم ڈاکٹر صاحب کی رہائش پر جمعہ بھی ادا کرنے لگا۔ بہت جلد 52

احباب پر مشتمل ایک مضبوط جماعت قائم ہوگئی جس کے نتیجہ میں وہاں مخالفت بھی شروع ہوئی اور رجسٹریشن میں رکاوٹیں ڈالنے کی کوشش کی جانے لگی۔ لیکن حضورؒ کی دعاؤں اور ہدایات پر جلد ہی 9 فروری 1987ء کو طوالو جزیرے میں انکے قواعد کے مطابق کہ کسی کمیونٹی کو رجسٹر ہونے کے لئے کم از کم 50 ممبران کی تعداد لازمی ہے کو پورا کرتے ہوئے یہاں جماعت احمدیہ بھی رجسٹرڈ ہوگئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

اور اسی سال 1987ء میں طوالو جماعت سے 2 ممبران مکرم ولید احمد اور مکرم طاہر احمد تونی صاحب جلسہ سالانہ یوکے میں بطور نمائندہ شامل بھی ہوئے جن کو حضرت خلیفۃ المسیح نے بہت محبت اور پیار دیا اور بار بار انکا تعارف کرواتے ہوئے فرمایا کہ یہ لوگ پیشگوئی (میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا) کے نشان ہیں۔

چونکہ اب وہاں جماعت رجسٹرڈ ہو چکی تھی اس لئے وہاں مخالفت بھی زور پکڑ رہی تھی حضور نے فجی سے اگست 1987ء میں مکرم حافظ جبرائیل سعید صاحب مربی سلسلہ کو ٹرانسفر کر کے طوالو بھجوا دیا، جنہوں نے وہاں پہنچ کر بڑی حکمت کے ساتھ کام کیا کیونکہ وہاں آپکے سامنے سب سے بڑا چیلنج نومبائین کی تعلیم وتربیت کا تھا آپ نے وہاں کے وزیر اعظم اور دیگر حکومتی نمائندگان سے ملاقات کی اور ان تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ چنانچہ جب پارلیمنٹ میں جماعت کی رجسٹریشن کے خلاف شور اُٹھا تو وہاں کے وزیر اعظم نے بڑی مضبوطی کے ساتھ جماعت کا ساتھ دیا اور تائید کی کہ میرا اپنا مذہب بھی عیسائی ہے اور جیسے عیسائی عیسائیت کی پیروی کرتے ہیں ہم بحیثیت حکومت طوالو کے قانون کی پیروی کریں گے اور اس میں عیسائیت کو دخل نہیں دینے دیں گے، اسلئے جماعت ٹھیک رجسٹر ہوئی ہے اور وہ قائم رہے گی۔ اس مخالفت کے باوجود اللہ تعالیٰ دلوں کو پھیر رہا تھا اور اس مخالفت کے دوران وہاں کے گورنر جنرل نے بیعت بھی کرلی۔ اس خوشخبری کی اطلاع ڈاکٹر افتخار ایاز صاحب نے فوری طور پر حضور کو دی۔ جس پر حضور نے جواب تحریر فرمایا۔ ”جو بڑی شخصیات سیاسی دباؤ کے ڈر سے کھلم کھلا احمدی کہلانے کے لئے تیار نہیں ہیں انکے لئے بہترین طریقہ یہ ہوگا کہ اپنے اسلام کو سردست مخفی رکھیں اور اپنا سیاسی رسوخ حکمت سے اس طرح استعمال کریں کہ کثرت سے لوگ احمدی ہوں تاکہ سیاست سے احمدیت کا تضاد دور ہو جائے“

(الفضل انٹرنیشنل 17 تا 23 اکتوبر 2003 صفحہ 10)

چنانچہ حافظ صاحب نے حضور کی ہدایت پر کام کرتے ہوئے سب سے پہلے جماعت کی تعلیم وتربیت کے لئے بطور نماز سینٹر ایک مکان کرایہ پر لیا اور دوسرا بطور مشن ہاؤس کے لئے اور ساتھ ہی مسجد کے لئے زمین کی تلاش بھی

شروع کر دی، اور چونکہ یہاں انفرادی بیعتوں کا سلسلہ شروع تھا اس لئے ساتھ ہی انکی تربیت کو مد نظر رکھتے ہوئے لجنہ اور انصار کی تنظیموں کا بھی آغاز کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ جلد ہی مسجد کے لئے بھی ایک مناسب زمین جو شہر کے وسط میں ہے 99 سال کے لیس پر 19,800 آسٹریلین ڈالرز میں مل گئی، اس معاہدے پر جماعت کی طرف سے اس وقت کے صدر مکرم ولید صاحب نے دستخط کئے تھے۔ جس پر فروری 1991ء میں ایک خوبصورت احمدیہ مسجد بھی تعمیر کر دی گئی۔ اس موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے پیغام بھی بھجوایا کہ۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بہترین رنگ میں اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق بخشے اور یہ مرکز ان سب جزائر میں اسلام کا نور پھیلانے کے لئے روشنی کا مینار ثابت ہو اور بہتوں کی ھدایت کا موجب ہو۔ آمین۔

(الفضل انٹرنیشنل 17-23 اکتوبر 2003 صفحہ 10)

حافظ جبرائیل سعید صاحب مرحوم نے بھی وہاں بہت محنت کی تعلیم و تربیت اور تبلیغ کے ذریعہ ارد گرد کے قریبی جزائر کریباس اور ویسٹرن ساموآ، مارشل آئی لینڈ، سولمن آئی لینڈ اور مائیکروشیا اور ناؤرو جزیروں تک تبلیغی دورے کئے اس سلسلے میں انکی فیملی نے بھی وہاں ہفتوں اکیلے رہ کر بہت قربانی دی۔ 1990ء میں وہاں طوالو کی لوکل زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ بھی مکمل ہوا، جو وہاں کے ایجوکیشن بورڈ کے چیئرمین کی مدد سے کیا گیا اور پھر اسکو ابتدائی ایک احمدی دوست ولید صاحب نے چیک بھی کیا۔ جس کے بعد حافظ صاحب 1991ء میں طوالو سے بطور پہلے مبلغ قریبی ملک کریباس جزیرہ پر چلے گئے اور 1994ء تک وہاں خدمت کی توفیق پائی۔ یہاں انکی تبلیغ کا ایک دلچسپ واقعہ ہے جو انہوں نے خود خاکسار کو سُنایا ہے کہ ایک مرتبہ میں طوالو سے جب پہلی دفعہ کریباس دورہ پر گیا تو ہوٹل میں ٹھہرا ہوا تھا اور لوگوں سے کوئی خاص رابطہ اور تعلق نہیں ہو رہا تھا تو اگلی صبح میں نے ایک مصروف سڑک کے کنارے درخت کے نیچے 2 رکعات نوافل ادا کرنے شروع کر دیئے، لوگ اپنے دفاتر اور سکولز کی طرف جا رہے کہ اچانک انہوں نے مجھے دیکھا کہ گرمی کا موسم ہے اور سورج نکلا ہوا ہے یہ بندہ کبھی اُٹھتا ہے کبھی گرتا ہے اسکو کیا ہو گیا ہے؟ اس تماشے کو دیکھنے کے لئے ایک ہجوم اکٹھا ہو گیا جب میں نے نماز ختم کی تو لوگ پوچھنے لگے کہ بھائی آپ کو کیا ہو گیا تھا یہ آپ کیسی حرکتیں کر رہے تھے میں نے بتایا کہ کچھ نہیں میں تو اپنے خالق کی عبادت کر رہا تھا جس پر وہ بہت حیران ہوئے اور سوالات کرنے لگے میں نے ان میں سے چند سمجھدار لوگوں کو بتایا کہ میں یہاں اس ہوٹل میں ٹھہرا ہوں شام کو آجائیں آرام سے بیٹھ کر بات کریں گے چنانچہ یوں وہاں تعارف کے ساتھ ماشاءاللہ سلسلہ تبلیغ بھی شروع ہو گیا۔ پھر انکے ذریعہ ان قریبی 3 جزائر مارشل آئی لینڈ، سولمن آئی لینڈ اور مائیکروشیا میں بھی احمدیت کا نفاذ ہوا اور جماعتیں قائم ہوئیں۔

مکرم حافظ صاحب نے طوالو میں 1989ء میں جماعت احمدیہ کے صد سالہ جشن تشکر کا پروگرام بھی باقاعدہ منعقد کیا، جس میں شعبہ تعلیم کے ڈائریکٹر کو بطور مہمان خصوصی دعوت دی گئی اور اس وقت 50 سے زائد احباب نے شرکت کی۔

1993ء میں 4 ممبران کو فجی مرکز میں تعلیم تربیت کے لئے بھی بھجوایا گیا جن میں ایک 10 سال کا بچہ بھی تھا جس نے اپنے گھر سے دور 6 ماہ تک دین سیکھنے کے لئے قربانی کی۔ چنانچہ حافظ صاحب کے بعد پھر 1993ء میں ہی غانا سے ایک اور مبلغ سلسلہ مکرم عبد الغفار صاحب کو طوالو بھجوایا گیا جنہوں نے کچھ عرصہ فجی میں گزار کر پھر 5 سال 1998ء تک خدمت کی توفیق پائی۔

چنانچہ 1998ء سے 2003ء تک پھر طوالو میں کوئی مستقل مبلغ نہ رہا اور فجی سے ہی بعض احباب اور مبلغین بھی ویزہ کی مشکلات سے وقتاً فوقتاً دورے پر جاتے رہے اور ٹیلیفون پر ممبران سے رابطہ رہا۔

2000ء میں برٹش حکومت کی طرف سے ہمارے پہلے صدر جماعت طوالو مکرم ولید صاحب کو معاشرے میں امن اور سلامتی کے لئے اچھا کام کرنے پر امتیازی میڈل بھی دیا گیا اور 2001ء میں اچانک وفات ہوگئی، اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔

بالا آخر 2003ء میں حضور پُر نور کی شفقت سے غانا سے مزید 4 معلمین فجی بھجوائے گئے جن میں سے ایک کی تقرری کریباس کے لئے ہوئی اور دوسرے عبد الحکیم صاحب کو طوالو بھجوایا گیا۔ انہوں نے بھی وہاں ماشاء اللہ حسب توفیق خدمت کی توفیق پائی، اور کوشش جاری رکھی۔ 2003ء دسمبر میں حضور انور نے مکرم حافظ جبرائیل سعید صاحب کو دوبارہ ان جزائر کے دورہ پر بھجوایا جس کے دوران انہوں نے طوالو کے وزیر اعظم سے ملاقات کی اور حضور پُر نور کی طرف سے جلسہ یوکے میں شمولیت کی دعوت بھی دی۔

طوالو جماعت پر ابتلا کا دور

مکرم ولید صاحب کی وفات اور وہاں کوئی باقاعدہ مبلغ نہ ہونے کی وجہ سے چونکہ جماعت کا نظام بہت اچھا نہیں چل رہا تھا جسکا فائدہ اُٹھاتے ہوئے 2004ء میں مسجد والی زمین کے مالک کے بچوں نے اپنی زمین واپس لینے کا مطالبہ کر دیا

اور معاملہ عدالت تک چلا گیا جب کہ معاہدے کے مطابق جب زمین 1987ء میں جماعت نے خریدی تھی اسکا لیز 99 سال تک جماعت کے نام منتقل ہو چُکا تھا۔ بد قسمتی سے جماعت کے ایک ممبر طاہر تونی صاحب کا جھکاؤ بھی رشتہ داری کی وجہ سے اُس فیملی کی طرف ہو گیا تھا اور آخر یہ کیس سپریم کورٹ تک گیا لیکن اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حق کی فتح ہوئی اور جج نے نہ صرف فیصلہ جماعت کے حق میں دیا بلکہ فریق ثانی کو جماعت احمدیہ کے خلاف غلط اپیل کرنے اور عدالت کا وقت ضائع کرنے پر 10,000 آسٹریلین ڈالرز کا جرمانہ بھی کیا کہ اب یہ رقم آپ لوگ جماعت احمدیہ کو ادا کریں۔ لیکن حضور پُر نور نے عدالت کے اِس حق اور انصاف پر مبنی فیصلے کا خیر مقدم کرتے ہوئے فریق ثانی کو معاف کر دیا اور جماعت نے اُن سے کسی قسم کی رقم وصول نہ کی۔ انہیں حالات کی وجہ سے اس عرصہ میں جماعت کے پروگرامز میں کچھ خاص ترقی نہ ہوئی۔

2006ء میں حضور انور کے فجی دورہ کے دوران ایک وفد مکرم معلم عبد الحکیم صاحب کے ساتھ طوالو سے جلسہ میں شریک بھی ہوا جسکو خلافت کی طرف سے بہت محبت شفقت اور دعائیں ملیں اور نئے جذبے کے ساتھ کام کرنے کی ہدایات دیں۔ جس کے بعد 27 مئی 2008ء کو احمدیہ مسجد طوالو میں جلسہ خلافت جوبلی بھی منعقد کیا گیا جس میں پارلیمنٹ اور دیگر مذہبی لیڈروں کو دعوت دی گئی جنکی 30 سے زائد حاضری رہی۔ اسی دوران عبد الحکیم صاحب کی اہلیہ کا غانا میں کار ایکسیڈینٹ بھی ہو گیا اور انکی اس حادثے میں وفات ہو گئی،(اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ)، اور انکو پھر 2009ء میں واپس غانا جانا پڑا۔ اسی طرح محکمہ موسمیات کی ریسرچ کے مطابق جب سے ان جزائر میں سمندر کی سطح بلند ہونے کی خبریں آئیں تو اس وجہ سے بھی کافی لوگ جن میں جماعت کے ممبران بھی شامل تھے، قریبی بڑے ممالک نیوزی لینڈ اور آسٹریلیا کی طرف ہجرت کر گئے۔ اور جماعت ممبران کی تعداد بھی بہت کم رہ گئی۔

چنانچہ اکتوبر 2009ء میں حضور انور کی ہدایت پر انڈونیشیا سے مکرم محمد ادریس واون صاحب ایک نوجوان مبلغ کی طوالو کے لئے تقرری ہوئی جو براستہ فجی وہاں پہنچے، انہوں نے نوجوانوں اور وہاں کے سوشل اور حکومتی روابط پر زیادہ کام کیا جس پر ماشاء اللہ انکو کامیابی ہوئی کہ جلد ہی نئی بیعتیں موصول ہونی شروع ہوئیں اور دیگر مذاہب اور حکومتی تعلقات بحال ہونے پر جماعت کے پروگرامز میں بھی بہتری آنے لگی اور پھر حضور انور نے مکرم حافظ جبرائیل سعید صاحب کو دوبارہ مرکزی نمائندہ کے طور پر ان جزائر کا دورہ کرنے کے لئے بھجوایا جس سے ادریس صاحب کو بھی مدد ملی اور چند ریڈیو پروگرامز کرنے سے یہ سلسلہ تبلیغ کا بھی دوبارہ سے جاری ہو گیا۔

20 فروری 2010ء کو یہاں پہلا جلسہ یوم مصلح موعودؓ بھی منعقد کیا گیا جس میں دیگر مذہبی رہنماؤں کو دعوت دی گئی اور پھر ان تعلقات کو مضبوط اور زندہ رکھتے ہوئے احمدیہ مسجد پر 7 ستمبر 2010ء کو پہلا (پیس سمپوزیم) کا پروگرام کیا گیا جس میں 50 سے زائد لوگ شامل ہوئے اور اسکی خبر اگلے دن ریڈیو پر بھی نشر ہوئی۔ اسی طرح 11 اگست 2010ء کو پہلا خُدام اجتماع اور 22 نومبر 2010ء کو لجنہ کا بھی پہلا اجتماع منعقد ہوا جس میں طوالو کے پولیس کمشنر کی بیوی اور وہاں کی عورتوں کی تنظیم کی لیڈر کو دعوت دی گئی جس پر انہوں نے بھی اسلامی سکارف پہنتے ہوئے اسکو ایک عورت کی حفاظت اور خوبصورت کا ذریعہ قرار دیا اور اسکے رواج کو سراہا۔

چنانچہ اس جزیرہ میں مخالفت نے پھر زور پکڑا کہ وہاں کی مذہبی کمیٹی نے 2010ء میں ایک قانون پاس کیا گیا جسکی کی وجہ سے آپ کھلے عام آپ کسی کو اپنے مذہب کے بارے میں کچھ بتا نہیں سکتے اور یہ صرف اسلام کے لئے تھا کہ اگر کوئی سوال کرنا بھی چاہے تو اسکو اپنے گھر یا سینٹر پر بتا سکتے ہیں جس سے یہ تاثر ملے گا کہ یہ شخص خود اپنی دلچسپی کے ساتھ مذہب اسلام کے بارے میں کچھ سیکھنے آیا ہے اور ان حالات میں جماعت کی رجسٹریشن بھی معطل ہو گئی لیکن جماعت ممبران نے ہمت نہ ہاری اور ہر پلیٹ فارم پر آواز اُٹھائی اور ہر قانون کا دروازہ بھی کھٹکھٹایا بالآخر 2014ء میں کورٹ میں ایک بڑی ڈبیٹ کے بعد کامیابی ہوئی اور ٹاؤن کونسل کو دوبارہ جماعت کی رجسٹریشن بحال کرنی پڑی۔ اس ڈبیٹ میں جماعت کے ممبران نے مذہبی لیڈروں کے سامنے انکی طرف سے کئے جانے والے سوالات پر دوسرے مسلمانوں سے مختلف عقیدہ اور جہاد کے بارے میں اپنا مؤقف واضح کیا اور یہ جوابات مکرم ادریس صاحب کی موجودگی میں جماعت کی سینئر لجنہ جو وہاں کی صدر لجنہ بھی ہیں مکرمہ حیلیا صاحبہ نے دیئے جو پارلیمنٹ میں گزشتہ 33 سال سے سروس کر رہی ہیں اسی طرح جماعت کی ایک اور سینئر لجنہ بھی موجود تھیں جو 1988ء سے شعبہ سپورٹس میں معذور لوگوں کی ٹیچر مقرر ہیں اور ماشاء اللہ اچھا کام کر رہی ہیں۔

چنانچہ 23 مارچ 2015ء کو یہاں پہلی مرتبہ جلسہ یوم مسیح موعودؑ بھی منعقد کیا گیا اور جس میں دیگر مذاہب کے نمائندگان اور کیتھولک چرچ کے پادری کو بھی دعوت دی گئی یوں 25 غیر از جماعت مہمان شامل ہوئے اور پھر اپریل 2015ء میں ایک طوفان کے باعث اس ملک میں ہونے والی تباہی کے وقت مکرم ادریس صاحب نے خُدام کے ساتھ جا کر جماعت کی طرف سے خدمت خلق کے جذبے کے تحت دور دراز دوسرے جزائر پر بھی 70 کے قریب خاندانوں کو راشن پہنچایا جس کا ان لوگوں پر بہت گہرا اثر ہوا۔

تربیت کے اس ماحول کے پروان چڑھنے کے نتیجہ میں ستمبر 2015ء میں طوالو خُدام کا ایک وفد فجی کے نیشنل اجتماع میں بھی شامل ہوا۔ جس کے بعد 10 ستمبر 2015ء کو فجی سے محترم احمد محمود صاحب امیر و مشنری انچارج اور مربی نعیم احمد اقبال صاحب طوالو میں پہلا جلسہ سالانہ منعقد کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ اس موقع پر جلسہ سے قبل ہی اللہ تعالیٰ نے ایک ایمان افروز معجزہ بھی دکھایا جس کا ذکر یہاں ضروری ہے کہ طوالو چونکہ سمندر کے درمیان ایک باریک لائن کی طرح ایک جزیرہ ہے جسکی وجہ سے زمین کا پانی تو استعمال کے قابل نہیں اسلئے بارش کے پانی سے ہی گزر بسر ہوتا ہے، چونکہ اس وقت طوالو میں سوکھا کا موسم تھا اور لوگوں کے ٹینک بالکل خالی ہو چکے تھے امیر صاحب کے جانے پر وہاں کے مبلغ ادریس صاحب نے اس پریشانی کا ذکر کرتے ہوئے خصوصی دعا کی درخواست کی۔ چنانچہ دعا کے بعد تھوڑی دیر میں ہی موسلا دھار بارش ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اس قدر فضل فرمایا کہ پانی کے ٹینک بھی بھر گئے اور ساری کمی اور پریشانی بھی دور ہو گئی، اسکا وہاں کے عیسائی معزز مہمانوں پر بھی بڑا اثر ہوا اور یہ خبر سب لوگوں میں پھیل گئی کہ مسلمانوں کے مشنری نے دعا کروائی اور یہ رحمت برسی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ علیٰ ذٰلک۔ اس کے بعد محترم امیر صاحب جلسہ کے انعقاد کے ساتھ وہاں حکومتی افسران اور مذہبی لیڈروں سے بھی ملاقات کی، ذیلی تنظیموں کے تربیتی مقابلہ جات بھی ہوئے اور یوں یہ سلسلہ تربیت اور رابطے جاری ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اس کے بعد سے یہ جلسہ کا سلسلہ جاری ہے اور 2018ء تک ہر اس جلسہ میں شمولیت کے لئے فجی سے محترم امیر صاحب تشریف لے جاتے رہے۔ اسکے بعد کرونا کی وبا سے وہاں کے حالات سے بہت معلومات نہیں ملی ہیں۔

قارئین الفضل سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے مطابق اس الٰہی سلسلہ کو دنیا کے کناروں پر اپنی خاص تائید و نصرت سے نوازتا چلا جائے کہ اسکی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 24 مارچ 2022ء)











(17)

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا

کینیڈا کی سرزمین پر تکمیل کا نظارہ



فرحان احمد حمزہ قریشی۔ استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا

کینیڈا کی خوبصورت اور وسیع سرزمین کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے الہام ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ کی صداقت کی دلیل ہے۔ براعظم شمالی امریکہ کا یہ شمالی ترین عریض ملک دنیا کا ایک ایسا کنارہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ کے پاک مسیح علیہ السلام کی زندگی میں ہی آپ کا پیغام یہاں پہنچ چکا تھا۔ اور خدا تعالیٰ نے یہاں اسلام احمدیت کی عظیم الشان ترقیات کو مقدر کر رکھا تھا۔ لیکن اس اجمال کی تفصیل بیان کرنے سے پہلے مناسب ہو گا کہ آپ کو کینیڈا کا تعارف کروا دیا جائے۔ میرے ساتھ آیئے۔ ہم کینیڈا کی سیر پر چلتے ہیں۔

کینیڈا کا تعارف - جغرافیہ

رقبے کے لحاظ سے کینیڈا دنیا کا دوسرا بڑا ترین ملک ہے۔ اس کی زمین کا کُل رقبہ 9.98 ملین مربع کلو میٹر ہے۔ مشرق سے لے کر مغرب تک اس کا عرض ساڑھے 7 ہزار کلو میٹر ہے اور یہاں چھ مختلف منطقاتِ وقت یعنی time zones پائے جاتے ہیں۔ شمال سے لے کر جنوب تک اس کی زمین شمالی نصف کرہ یا Northern Hemisphere کے آدھے سے زیادہ حصے پر محیط ہے۔ اس کے مشرق میں بحرِ اوقیانوس (Atlantic Ocean) اور مغرب میں بحرِ منجمد شمالی (Pacific Ocean) واقع ہیں۔ جس کی وجہ سے "سمندر سے سمندر تک" اس کا سرکاری motto ہے۔ اس کی سرحدیں صرف ایک ہی ملک یعنی امریکہ سے ملتی ہیں۔

سرزمینِ کینیڈا میں خوبصورت شوخ نیلے رنگ کی جھیلیں پائی جاتی ہیں، متعدد دریا اس کی زمین کو سیراب کرتے ہیں، مغربی حصے میں شاندار اور معروف ترین پہاڑی سلسلے اسے زینت بخشتے ہیں اور سرسبز و شاداب گھنے جنگلات اس کے حسن کو دوبالا کرتے ہیں۔ یہاں نشیبی علاقے بھی پائے جاتے ہیں اور فرازی بھی۔ اس کا شمالی ترین علاقہ منجمد ہے جہاں برف زاروں یا glaciers کے علاوہ سفید چمکتی ہوئی برفیلی زمین پر قطبی ریچھ (polar bears) شکار کی تلاش میں نکلے ہوئے ملیں گے۔

کینیڈا کے دس صوبے اور تین علاقہ جات ہیں۔ رقبے کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ کیوبیک (Quebec) ہے جبکہ آبادی کے لحاظ سے آنٹاریو (Ontario) تمام صوبوں میں سرِ فہرست ہے۔ اس مضمون کو تحریر کرتے ہوئے تازہ ترین معلومات کے مطابق کینیڈا کی آبادی 38 ملین سے زائد ہے۔ کینیڈا کا دار الحکومت آٹوا (Ottawa) ہے۔ اور اس کے تین بڑے شہر ٹورانٹو (Toronto)، مانٹریال (Montreal) اور وینکوور (Vancouver) ہیں۔

کینیڈا کی مختصر تاریخ

کینیڈا کے قدیم ترین باشندے سب سے پہلے اندازاً 14 ہزار سال قبل ایشیا سے ہجرت کر کے آئے تھے۔ مرورِ زمانہ اور حالات کے مطابق اس خطۂ ارض پر مختلف مقامات میں منتشر ہو گئے۔ ان کی نسلیں یہاں آج تک آباد ہیں اگرچہ اب اقلیت میں ہیں۔

یہاں یہ بات بھی دلچسپی کا باعث ہو گی کہ لفظ "کینیڈا" در اصل قدیمی ایروکوا (Iroquois) زبان کے لفظ "کاناٹا" سے مشتق ہے۔ جس کے معنے "گاؤں" یا "آبادی" ہیں۔

ہزاروں سال تک کینیڈا کے قدیمی باشندے غیر قوموں کے دخل سے محفوظ رہے۔ پھر تخمیناً 1000ء میں یورپی اقوام پہلی بار یہاں آئیں۔ ان اقوام کے یہاں آنے سے قدیمی باشندوں کا اپنے ملک پر تسلّط ختم ہونے لگا۔ سولہویں صدی عیسوی میں فرانسیسی اور برطانوی آبادکاروں نے یہاں اپنے قدم جمائے جس کے نتیجے میں مقامی باشندوں اور یورپیوں کے مابین کشمکش ہونے لگی اور جنگیں بھی لڑی گئیں۔ بالآخر اٹھارہویں صدی کے وسط میں برطانیہ نے کینیڈا پر اپنا پورا تسلّط جما لیا۔ اگرچہ فرانسیسیوں کا قبضہ تو نہ رہا تاہم ان کا اثر آج تک یہاں پایا جاتا ہے۔

سن 1867ء میں پہلی بار چار صوبوں نے اکٹھے ہو کر ایک خود مختار حکومت قائم کی جس میں ایک پارلیمنٹ کے ساتھ وزیرِ اعظم (Sir John A. Macdonald) کا انتخاب کیا گیا۔ نیز اس وقت ایک دستورِ اساسی بھی تیار ہوا جس میں وقتاً فوقتاً ترامیم کی گئیں۔ رفتہ رفتہ اس حکومت میں دیگر صوبہ جات شامل ہوتے گئے اور ملک مستحکم بنیادوں پر کھڑا ہوتا گیا۔ 1982ء میں بالآخر ملکہ الیزبیتھ ثانی نے کینیڈا کے حتمی دستورِ اساسی پر دستخط کر کے اس کو برطانیہ سے مکمل طور پر آزاد قرار دیا۔ لیکن چونکہ حکومتِ کینیڈا آئینی بادشاہت کے طور پر قائم ہوئی تھی لہٰذا آج بھی ملکہ برطانیہ ہی رسمی فرماں روا ہے مگر ان کے عملی اختیارات بہت کم ہیں۔ اس وقت کینیڈا کے وزیرِ اعظم عزت مآب جسٹن ٹروڈو (Justin Trudeau) ہیں جو 2015ء سے اس عہدہ پر فائز ہیں۔

معیشت

کینیڈا کا شمار دنیا کے امیر ترین ممالک میں ہوتا ہے۔ یہاں کینیڈین ڈالر چلتا ہے جو بوقتِ تحریر قریباً 0.79 امریکی ڈالر کے برابر ہے۔ سولہویں صدی عیسوی سے کینیڈا دنیا کو مچھلی، پشم اور دیگر قدرتی وسائل مہیا کرتا رہا ہے۔ آجکل کینیڈا کی سب سے بڑی برآمدہ اشیاء میں پٹرولیم، گاڑیاں اور سونا شامل ہیں۔ جو زیادہ تر امریکہ درآمد کرتا ہے۔

باشندے

کینیڈا بین الثقافتی ملک ہے۔ اس کے باشندے دنیا کی مختلف اقوام سے تعلق رکھنے والے اور متفرق زبانیں بولنے والے ہیں۔ تاہم آدھی سے زائد آبادی ایسے باشندوں پر مبنی ہے جو برطانوی یا فرانسیسی آبادکاروں کی نسل سے ہیں۔ اوراسی لحاظ سے انگریزی اور فرانسیسی سرکاری زبانیں ہیں۔

یہاں خاص طور پر امیگریشن کی بناء پر قریباً 5 دہائیوں سے آبادی میں خوب اضافہ ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ بلکہ یہ کہنا بجا ہوگا کہ کینیڈا آباد ہی امیگریشن سے ہوا ہے۔

کینیڈا کی وسیع سرزمین کی طرح اس کے لوگوں کے دل بھی کشادہ ہیں۔ دنیا بھر میں وہ اپنی خوش اخلاقی اور صلح پسندی کی وجہ سے مشہور ہیں۔ یہ ایک پُر امن ملک ہے۔ یہاں عمومی طور پر تمام اقوام محبت، بھائی چارے اور ہمدردی کے جذبات سے رہتے ہیں۔ ایک دوسرے کی عزت کرتے ہیں۔ ہر ایک کو آزادیٔ ضمیر، مذہب اور خیال ہے۔

مذاہب

2011ء کے ایک survey کے مطابق کینیڈا کی آبادی میں 67.3٪ عیسائی پائے جاتے ہیں۔ جس کے بعد 23.9٪ لا مذہب ہیں، پھر مسلمان 3.2٪، ہندو 1.5٪ اور سکھ 1.4٪ ہیں۔ پھر درجہ بدرجہ دیگر مذاہب کے پیروکار پائے جاتے ہیں۔

(بحوالہ National Household Survey2011 شائع کردہ مؤرخہ 8 مئی 2013ء)

موسم

کینیڈا بہت ٹھنڈا ملک ہے۔ زیادہ تر سردی رہتی ہے۔ عام طور پر موسم گرما مختصر اور گرم جبکہ موسم سرما لمبا اور سرد ہوتا ہے۔ ملک کی وسعت کی وجہ سے اس کے موسم میں تنوّع اور انتہاء بھی پایا جاتا ہے۔ موسم سرما میں بھاری برفباری ہوتی ہے۔ جو اکثر خاموشی سے راتوں رات برفوں کے ڈھیر گھروں کے سامنے لگا دیتی ہے۔ ان ڈھیروں کو اٹھانے کے لئے بھی خاصی محنت اور جانفشانی درکار ہوتی ہے۔ موسم بہار کی بارشیں موسم گرما کے گلزاروں اور گلستانوں کے لئے زمین کو تیار کرتی ہیں۔ تیز دھوپ، لمبے دن اور چھوٹی راتیں کینیڈا میں موسم گرما کی خصوصیت ہیں۔ اور خاصی گرمی ہو جاتی ہے۔ پھر خزاں میں جھڑتے ہوئے رنگارنگ دیدہ زیب پتے دیکھنے کو ملتے ہیں۔ غرض یہ ایک ایسا ملک ہے جہاں ہر موسم اپنی پوری آب و تاب سے ظاہر ہوتا ہے۔ ہر موسم میں کینیڈا اپنی خوبصورتی کا مظاہرہ کرتا ہے اور اس طرح خدا تعالیٰ کی شانِ قدرت نمودار ہوتی ہے۔

جماعت احمدیہ کینیڈا کی تاریخ پر طائرانہ نظر

قبل اس کے کہ جماعت احمدیہ کینیڈا کی تاریخ پر طائرانہ نظر ڈالیں، یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ ایک مختصر مضمون کی حد میں رہتے ہوئے کئی ناموں، تاریخوں اور واقعات کو چھوڑنا پڑا ہے۔ کیونکہ اس مضمون سے غرض یہ ہے کہ قارئین کو دکھایا جائے کہ کس شان سے الہام ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ کینیڈا کی سرزمین میں پورا ہوا اور ہوتا چلا جارہا ہے۔ اور یہ دکھانا مقصود ہے کہ یہ محض انسانوں کی کوشش سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل، آنحضرت ﷺ کے فیض، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں اور آپ کے مقدس خلفاء کی قیادت کے ذریعے ہوا ہے۔ اور یقیناً یہ خلافت احمدیہ کی برکات کی زبردست دلیل ہے۔

کینیڈا کے اخبارات میں حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر

کینیڈا میں جماعت احمدیہ کی تاریخ کا آغاز حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے عہدِ مبارک سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب آپ کو مبعوث فرمایا تو آپ نے ادیانِ باطلہ پر اسلام کی برتری ثابت کرنے کے لئے اور اشاعت تکمیل ہدایت کی غرض سے متعدد اشتہارات اور مکتوبات تحریر فرمائے۔ وہ مقدس تحریریں اردو، فارسی اور عربی کے علاوہ

انگریزی میں بھی شائع کی گئیں اور مغربی دنیا میں تقسیم کی گئیں۔ اس طرح آپ کی آمد کی خبر اور آپ کے دعاوی دنیا کے کناروں تک پہلی بار پہنچے۔

خاکسار راقم الحروف کی تحقیق کے مطابق کینیڈا کے اخبارات میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر پہلی بار آپ کے جان پگٹ کے ساتھ مباہلہ کے حوالہ سے ہوا۔ کینیڈا کے دارالحکومت آٹوا کے اخبار Ottawa Citizen نے مؤرخہ 29 جنوری 1903ء کے شمارے میں صفحہ 5 پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پگٹ کو چیلنج شائع کیا اور آپؑ کے بعض دعاوی کا بھی ذکر کیا۔ آٹوا کے ہی ایک اور اخبار The Ottawa Journal نے بھی مؤرخہ 2 مارچ 1903ء کو صفحہ 8 پر اسی حوالہ سے خبر شائع کی۔

پھر اسی سال یعنی 1903ء میں جب حضرت اقدس علیہ السلام نے جان الیگزینڈر ڈوئی کو دوسری بار مباہلہ کی دعوت دی تو مشرقی کنارے سے لے کر مغربی کنارے تک کینیڈا کے اخبارات نے اس مباہلہ کی خبر شائع کی۔

(دیکھئے The Victoria Daily Times، مؤرخہ 2 جولائی 1903ء، صفحہ 4۔ The Calgary Herald، مؤرخہ 7 اگست 1903ء، صفحہ 5۔ The Halifax Herald اور The Evening Mail Halifax، مؤرخہ 25/اگست 1903ء)

پس کینیڈا میں احمدیت کی تبلیغ کا یہ وہ پہلا بیج تھا جو اللہ تعالیٰ کے پاک مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دستِ مبارک سے بویا۔ اور پھر خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ کے بعد خلافتِ احمدیہ کی عظیم الشان قیادت کے سائے تلے یہ بیج بڑھا اور دن بہ دن پھلتا اور پھولتا رہا ہے۔ اور اب خلافتِ خامسہ کے عہدِ با سعادت میں ایک تناور درخت بن چکا ہے۔ فَالْحَمْدُلِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

کینیڈا میں پہلے احمدی

کینیڈا میں آکر مستقل رہائش اختیار کرنے والے پہلے احمدی مکرم شیخ کرم دین صاحب تھے جو 1919ء میں کینیڈا کے مشرقی صوبہ نوواسکوشیا (Nova Scotia) میں آباد ہوئے۔ انہوں نے تاحیات وہیں سکونت اختیار کی اور 1998ء میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہیں۔

1920ء میں سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کو تبلیغ اسلام اور جماعت احمدیہ کے مشن کے قیام کے لئے امریکہ بھیجا۔ چنانچہ حضرت مفتی صاحب رضی اللہ عنہ کی تبلیغی کوششوں کے نتیجے میں کینیڈا سے محترمہ Minnie Krueger فاطمہ عائشہ صاحبہ نے احمدیت قبول کی۔ تاریخ میں یہ پہلی کینیڈین ہیں جنہیں احمدیت کی آغوش میں آنے کا شرف ملا۔

(بحوالہ The Muslim Sunrise، جنوری 1922ء صفحہ 64)

کینیڈا میں جماعت کا باقاعدہ قیام

وقت کے ساتھ ساتھ، خصوصاً 1950ء اور 1960ء کی دہائیوں میں، بعض احمدی احباب کام کے سلسلے میں یا دیگر وجوہات کی بناء پر ہجرت کر کے یہاں آباد ہوتے گئے اور اس طرح جماعت قائم ہوئی۔

تاریخی ریکارڈز کے مطابق کینیڈا میں پہلی جماعتی تنظیم مانٹریال شہر میں 1963ء میں قائم ہوئی جبکہ چند احباب نے مل کر باجماعت نمازوں کا اہتمام کیا اور جناب ڈاکٹر خلیفہ عبد المؤمن صاحب کو اپنا صدر مقرر کیا۔ اور اسی سال لجنہ اماء اللہ کینیڈا کی شاخ ٹورانٹو میں قائم ہوئی۔

(تاریخ احمدیت جلد 22 صفحہ 365 اور تاریخ احمدیت جلد 28 صفحہ 147)

جماعت احمدیہ کینیڈا کی باقاعدہ حکومتی رجسٹریشن ٹورانٹو شہر میں 5/ دسمبر 1966ء کو ہوئی۔ اور مکرم میاں عطاء اللہ صاحب مرحوم (سابق امیر جماعت راولپنڈی) صدر مقرر ہوئے۔ اسی تاریخ کے حوالہ سے 2016ء میں جماعت کینیڈا کی پچاس سالہ گولڈن جوبلی منائی گئی۔

1967ء میں جماعت احمدیہ کینیڈا کی تنظیم میں وسعت آنے لگی اور ملک کے دیگر شہروں میں جماعتیں قائم ہوئیں۔ اسی سال مکرم سید طاہر احمد بخاری صاحب نیشنل پریذیڈنٹ مقرر کئے گئے۔ اور دو سال بعد 1969ء میں مکرم خلیفہ عبد العزیز صاحب نیشنل پریذیڈنٹ مقرر ہوئے۔

اس وقت تک کینیڈا کی جماعت انتظامی طور پر جماعت احمدیہ امریکہ کے تحت تھی۔ چنانچہ 1974ء میں مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر دورے پر تشریف لائے اور اپنی نگرانی میں نیشنل پریذیڈنٹ کا انتخاب کروایا جس میں مکرم خلیفہ عبد العزیز صاحب نیشنل پریذیڈنٹ منتخب ہوئے۔

(تاریخ احمدیت جلد 22 صفحہ 364-365)

احمدیہ گزٹ کینیڈا کا اجراء

بڑھتی ہوئی جماعت کی تعلیمی و تربیتی ضروریات کے پیشِ نظر جون 1972ء میں ایک پرچہ The News Bulletin کے نام سے شائع ہوا۔ جو بعد میں مجلہ کی صورت اختیار کر گیا اور جولائی 1975ء سے The Ahmadiyya Gazette کے نام سے اشاعت پذیر ہونے لگا۔ اس مجلہ کے پہلے مدیر اعلیٰ مکرم مبارک احمد خان صاحب مرحوم تھے۔ آج یہ رسالہ جماعت احمدیہ کینیڈا کا ترجمان ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس سال یعنی 2022ء میں اس کی اشاعت کے پچاس سال پورے ہو رہے ہیں۔ اس وقت مکرم و محترم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب احمدیہ گزٹ کے مدیرِ اعلیٰ کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(تاریخ احمدیت جلد 28 صفحہ 93)

سرزمینِ کینیڈا پر خلیفۃ المسیح کا پہلی مرتبہ ورودِ مسعود

کینیڈا کی تاریخ میں مؤرخہ 8/ اگست 1976ء کا دن نہایت اہم اور غیر معمولی برکتوں والا دن تھا جبکہ پہلی مرتبہ سرزمین کینیڈا کو حضرت خلیفۃ المسیح کے قدم بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کا ٹورانٹو میں استقبال قریباً 400 احباب نے کیا۔ حضورؒ کے اس دورہ کے دوران پریس کانفرنس اور جماعتی عہدیداران کی میٹنگ منعقد ہوئی۔ اور مشتاق روحوں نے اپنے آقا کی ملاقات، دیدار اور آپ کی صحبت سے جھولیاں بھر بھر کے برکتیں حاصل کیں۔ کینیڈا میں حضورؒ کا قیام 11/ اگست 1976ء تک رہا۔

(سلسلہ احمدیہ جلد سوم صفحہ 595-596)

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے دورہ مبارک کے دوران کینیڈا کے نیشنل ٹیلیویژن CBC کے نمائندے کو انٹرویو دیتے ہوئے آپؒ نے دنیا کے اِس خطہ زمین کے متعلق ایک عظیم الشان خوش خبری بھی دی۔ آپؒ نے فرمایا کہ:

"The potential is that within the next 100 years, the majority of the inhabitants of this part of the globe will accept Islam."

یعنی امکان ہے کہ اگلے سو سال میں دنیا کے اس خطے میں بسنے والوں کی اکثریت اسلام قبول کرلے گی۔

(بحوالہ انٹرویو مؤرخہ 9/اگست 1976ء)

جماعت احمدیہ کینیڈا کے پہلے مبلغ

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دورہ کے چند ماہ بعد مارچ 1977ء میں مکرم مولانا سیّد منصور احمد بشیر صاحب مرحوم کو بطور پہلے مبلغ کینیڈا بھیجا۔

اس وقت جماعت کے پاس نہ کوئی مخصوص مشن ہاؤس تھا، نہ کوئی مسجد۔ جماعت کے اجلاسات وسط شہر کے YMCA میں منعقد ہوتے تھے۔ یا پھر مقامی سکولوں کو کرائے پر لیا جاتا تھا۔ پھر چونکہ جماعت کے احباب کینیڈا بھر میں مختلف مقامات میں رہتے تھے، جن کے درمیان سینکڑوں یا ہزاروں کلومیٹر کا فاصلہ تھا لہٰذا ان کو مرکز کے ساتھ منسلک کرنا نہایت اہم اور ضروری امر تھا۔ چنانچہ مکرم سید منصور بشیر صاحب نے کینیڈا کے اُن شہروں کا دورہ کیا جہاں احمدی آباد تھے اور جماعتوں کی تنظیم کے انتخابات کے ذریعہ احباب کو ایک تنظیم میں منسلک کرنے کی پوری کوشش کی۔ اور جماعتوں سے باقاعدہ تعلق اور رابطہ رکھا اور مرکز کی طرف سے تمام ہدایات پہنچاتے رہے۔ پھر اس وقت تک چندہ کا کوئی باقاعدہ نظام نہ تھا۔ مکرم مولانا صاحب موصوف نے اس سلسلہ میں بھی قابل قدر کام کیا۔ غرض آپ نے ان تھک محنت کر کے اپنے فرائض ادا کرنے کی کوشش کی۔

آپ 1980ء تک کینیڈا میں بطور مبلغ انچارج خدمات بجالاتے رہے، جس کے بعد آپ کا تقرر پاکستان ہو گیا۔ آپ کی وفات ربوہ میں 30 دسمبر 2014ء کو بعمر 74 سال ہوئی۔ آپ ایک خاموش طبع، خوش گفتار، سادہ، محنتی، بلند حوصلہ، بااصول اور علم دوست بزرگ تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے۔

(تاریخ احمدیت جلد 22 صفحہ 365-366 نیز روزنامہ الفضل مؤرخہ 9 جنوری 2015ء صفحہ 8)

جلسہ سالانہ کینیڈا کا آغاز

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب الٰہی منشاء کے مطابق جلسہ سالانہ کا قیام فرمایا تو آپ نے یہ پیشگوئی بھی فرمائی تھی کہ اس کام کے لئے قومیں تیار ہوں گی۔ اس پیشگوئی کے مطابق دنیا بھر میں جلسہ ہائے سالانہ منعقد کئے جاتے ہیں اور ہر قوم اس روحانی چشمہ سے سیر اب ہو رہی ہے۔

کینیڈا میں جلسہ سالانہ کے بابرکت سلسلہ کا آغاز 1977ء میں ہوا جبکہ مؤرخہ 24 اور 25 دسمبر کو پہلا جلسہ Earl Haig High School ٹورانٹو میں منعقد کیا گیا۔ اس جلسہ میں ملک بھر کے قریباً تین سو افراد شریک ہوئے۔

خدا تعالیٰ کا خاص فضل و احسان ہے کہ آج جلسہ سالانہ کینیڈا بہت بڑے پیمانے پر منعقد ہوتا ہے۔ ہر سال تقریباً 20 ہزار کے قریب افراد اس میں شرکت کرتے ہیں۔ دنیا کے کئی ممالک کی نمائندگی ہوتی ہے۔ اور جلسے کا نظام مضبوط بنیادوں پر قائم ہو چکا ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ نیز خلفائے احمدیت متعدد مرتبہ اس جلسے میں بنفس نفیس رونق افروز ہوتے رہے ہیں۔ اور جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کینیڈا کے جلسے میں تشریف لاتے ہیں تو جلسے کی رونق آپ کے وجود باجود کی برکت سے دوبالا ہو جاتی ہے اور حاضری میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔

مشن ہاؤسز کا قیام

ماہ نومبر 1980ء میں کینیڈا کے دوسرے مبلغ مکرم و محترم مولانا منیر الدین صاحب شمس یہاں پہنچے۔ آپ نے بطور امیر و مبلغ انچارج قریباً 5 سال کینیڈا میں خدمت کی توفیق پائی۔ اس عرصہ میں ٹورانٹو میں ایک مشن ہاؤس قائم ہوا

جسے بیت العافیت کا نام دیا گیا۔ پھر جنوری 1982ء میں مانٹریال شہر میں ایک عمارت خریدی گئی جس کا نام ''النصرت'' تجویز ہوا۔ اسی طرح کینیڈا کے مغربی صوبے البرٹا (Alberta) کے شہر ایڈمنٹن (Edmonton) میں اور برٹش کولمبیا (British Columbia) کے شہر وینکوور (Vancouver) میں مشن ہاؤسز کا قیام عمل میں آیا۔

اس کے علاوہ پریس اور میڈیا کے ساتھ روابط قائم کئے گئے۔ سکولوں میں اسلام کی تعلیمات اور احمدیت کے تعارف پر لیکچرز کا سلسلہ شروع ہوا۔ جلسہ ہائے پیشوایان مذاہب کا آغاز ہوا۔ غرض کینیڈا کی جماعت میں وسعت آنے کے ساتھ ساتھ غیروں سے بھی تعلقات قائم ہونے لگے۔

(تاریخ احمدیت جلد22 صفحہ 367)

مسجد کے لئے زمین کا حصول

مئی 1985ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے مکرم و محترم مولانا نسیم مہدی صاحب کا تقرر بطور امیر و مبلغ انچارج فرمایا۔ جنہیں کینیڈا میں بطور امیر 2007ء تک اور بطور مبلغ انچارج 2009ء تک خدمت کی توفیق ملی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب جماعت احمدیہ کینیڈا کی تعداد روز بہ روز بڑھتی جارہی تھی۔ اور ٹورانٹو کا مشن ہاؤس اب جماعت کی ضروریات کے لئے تنگ ہو گیا تھا۔ اب وقت تھا کہ جماعت ایسی زمین حاصل کرے جہاں پر مسجد کی تعمیر ہو سکے۔ چنانچہ حسب ہدایت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ ایک مسجد کمیٹی تشکیل دی گئی۔ اور بالآخر خدا تعالیٰ کے فضل سے اور حضور کی دعاؤں کے طفیل 13 دسمبر 1985ء کو میپل (Maple) کے قصبہ میں، جو ٹورانٹو سے قریباً 45 کلومیٹر کے فاصلہ پر شمال مغرب میں واقع ہے، 25 ایکڑ کا ایک نہایت موزوں قطعہ خریدا گیا۔ جس میں ایک تین منزلہ عمارت بھی تھی جسے مشن ہاؤس بنایا گیا۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مشن ہاؤس کا نام ''بیت الاسلام'' رکھا۔

(تاریخ احمدیت جلد22 صفحہ 368)

مسجد بیت الاسلام کا سنگِ بنیاد

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ 18 ستمبر 1986ء کو کینیڈا کے پہلے دورہ کا آغاز فرمایا جس میں ٹورانٹو کے علاوہ آپ نے مانٹریال، کیلگری اور وینکوور میں بھی قیام فرمایا۔ اس تاریخی دورہ کے دوران آپ نے مسجد کی تعمیر کے لئے خریدی گئی زمین کا معائنہ فرمایا اور 20 ستمبر کو مسجد کا سنگ بنیاد اپنے دست مبارک سے رکھا۔

(بحوالہ خلافت احمدیہ نمائش سوونیئر تیار کردہ جامعہ احمدیہ کینیڈا صفحہ 57)

اس کامیاب دورہ کے بعد حضورؒ نے 10 اکتوبر 1986ء کو اپنے خطبہ جمعہ میں کینیڈا کے متعلق فرمایا کہ:
”اسلام کے مستقبل کے لئے کینیڈا ایک بہت ہی اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔“

(خطباتِ طاہر جلد 5 صفحہ 663)

کینیڈا کی سرزمین کو اس دورہ کے بعد کُل 8 مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی میزبانی کا شرف نصیب ہوا۔ 1989ء جماعت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کا سال تھا۔ اور اس لحاظ سے بے شمار برکتوں اور اہمیت کا حامل تھا۔ اس سال حضورؒ نے اپنے دورہ پر ایک تقریب میں کینیڈا کے بارہ میں از راہ شفقت یہ فرمایا کہ

"My prayer is that Canada becomes all the world, and all the world becomes Canada."

یعنی میری دعا ہے کہ کینیڈا ساری دنیا بن جائے اور ساری دنیا کینیڈا بن جائے۔

(بحوالہ خلافت احمدیہ نمائش سوونیئر تیار کردہ جامعہ احمدیہ کینیڈا صفحہ 61)

مسجد بیت الاسلام کا افتتاح

مسجد بیت الاسلام کی تعمیر کے مراحل کے ذکر کے لئے ایک علیحدہ مضمون درکار ہے۔ یہ ایمان افروز داستان ہے جسے سردست چھوڑ کر اس عظیم الشان اور خوبصورت مسجد کے افتتاح کی طرف چلتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ 17 اکتوبر 1992ء کو مسجد بیت الاسلام کا افتتاح فرمایا۔ آپ نے اس موقع پر روح پرور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو پہلی مرتبہ satellite کے ذریعہ سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ اور اس طرح دنیا کے ایک کنارے سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس خلیفہ کی آواز زمین کے کناروں تک پہنچی اور ایک لطیف رنگ میں الہام ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' پورا ہوا۔ حضورؒ نے پر شوکت الفاظ میں فرمایا:۔

''آج وہ مبارک دن ہے کہ جب میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ خدا کے فضل کے ساتھ آج حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز اس عاجز کے ذریعے چار براعظموں میں نہیں بلکہ دنیا کے تمام براعظموں میں پہنچ رہی ہے اور ایک بھی گوشہ زمین کا ایسا باقی نہیں رہا جہاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ صوتی لحاظ سے بھی نہ پہنچ رہی ہو اور تصویری زبان سے بھی نہ پہنچ رہی ہو۔ پس یہ بہت بڑا اور عظیم مبارک دن ہے جو درحقیقت آئندہ دور کے آغاز کی ایک منزل ہے۔ آگے بہت کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہونے والا ہے۔''

(خطباتِ طاہر جلد 11 صفحہ 724)

مسجد بیت الاسلام جماعت احمدیہ کینیڈا کی پہچان ہے۔ اس کا نہایت دیدہ زیب design ہر زاویے سے دلکش ہے۔ یہ مسجد اپنی مثال آپ ہے۔ اور کینیڈا کے ہر احمدی کو یقیناً اس مسجد سے خاص تعلق اور لگاؤ ہے۔

پیس ویلج کا قیام

یہاں یہ بات بیان کرنا ازدیاد ایمان کا باعث ہوگا کہ جس زمین پر مسجد بیت الاسلام کی تعمیر کی گئی۔ وہ آبادی سے بہت دور، بظاہر ویران اور زرعی زمین کے بیچ جگہ تھی۔ اس وقت شاید بعض لوگوں نے یہ بھی سوچا ہو کہ مسجد کے لئے جگہ نامناسب ہے۔ لیکن خلیفہ وقت کی دعاؤں اور مسجد کے ساتھ منسلک برکات کی وجہ سے چند سالوں میں احباب جماعت کے دیکھتے دیکھتے وہ زمین ایسی پر رونق اور آباد ہوگئی کہ گویا ہمیشہ سے ایسے ہی تھی۔ اور مسجد کے ارد گرد ایک پورا شہر بس گیا۔

اس کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ مسجد بیت الاسلام کی تعمیر کے چند سال بعد یعنی 1990ء کی دہائی کے اواخر میں مسجد کے علاقے کی زمین جو اس وقت تک شہر کے قوانین کے مطابق صرف زراعت کے لئے مختص تھی، اب zoning کے قوانین میں تبدیلی کے باعث اس پر مکانوں کی تعمیر کی اجازت مل گئی۔ اب کیا تھا کہ جماعت نے مسجد کے ارد گرد گھروں کی تعمیر کا منصوبہ بنایا۔ جماعت کی زمین سے ملحق 50 ایکڑ کی زمین پر معماروں اور تعمیراتی منصوبہ بندی کرنے والوں نے گھروں کی تعمیر کے منصوبے بنائے۔ اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے احمدی احباب جوش و خروش سے مسجد کے علاقے میں گھر تعمیر کروانے لگے۔ اور اس پراجیکٹ کے مینجر مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب مقرر ہوئے۔ چنانچہ 2000ء میں بیت الاسلام کے پاس پیس ولیج (Peace Village) کا قیام ہوا۔ جو کہ اب دنیا بھر میں مشہور ہے۔

پیس ولیج کی سڑکوں کے نام خلفائے احمدیت اور جماعت کے بزرگوں پر رکھے گئے ہیں۔ اور یہ ایک پر امن آبادی ہے جس کی اکثریت احمدی گھرانوں پر مشتمل ہے۔ علاوہ ازیں پیس ولیج کے قریب جو محلے ہیں، ان میں بھی کافی تعداد احمدی گھرانوں کی ہے۔ گویا وہ پیس ولیج کے اضافی محلے ہیں۔

ویسے تو سال بھر ہی پیس ولیج میں رونق رہتی ہے لیکن سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب یہاں تشریف لاتے ہیں تو گویا یہ ایک اور ہی دنیا بن جاتی ہے۔ گھروں کو سجایا جاتا ہے۔ گلیوں میں نعروں کی آوازیں گونجتی ہیں۔ اور ہر ایک کے چہرے پر اپنے پیارے آقا کی محبت چھلک رہی ہوتی ہے۔ یہ سب اس محبت کا اظہار ہے جو اللہ تعالیٰ نے مومنین کے دلوں میں خلیفہ وقت کے لئے ڈالی ہوئی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ مؤرخہ 9 جولائی 2004ء میں پیس ولیج کے متعلق فرمایا کہ وہاں:

''تقریباً 300 سے اوپر ہی احمدی گھر آباد ہیں۔ ماشاء اللہ بڑے مخلص، اخلاص میں ڈوبے ہوئے (ہیں۔ ناقل)...وہاں جا کر یوں احساس ہوتا ہے کہ جیسے اپنے ہی شہر میں آ گئے ہیں۔ اور کوئی آبادی ارد گرد نہیں تمام احمدی ہیں۔ بلکہ ایک چھوٹے ربوہ کا احساس ہوتا ہے۔''

(خطباتِ مسرور جلد 2 صفحہ 476)

خلافتِ خامسہ کے عہدِ مبارک میں جماعت احمدیہ کینیڈا کی ترقیات

پیارے آقا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے عہدِ باسعادت میں جماعت احمدیہ کینیڈا اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور کی دعاؤں کی برکت سے دن بہ دن ترقیات کی نئی منازل طے کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے افضال کی بارش اس کثرت سے ہو رہی ہے کہ اس کے ذکر کے لئے ایک طویل دفتر چاہئے۔ تاہم تحدیثِ نعمت کے طور پر بعض منتخب واقعات اور سنگ ہائے میل کا مختصر ذکر درج ذیل ہے۔

جامعہ احمدیہ کینیڈا کا قیام

جامعہ احمدیہ وہ عظیم درسگاہ ہے جس کی بنیاد سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے خود رکھی۔ اور آپ کی خواہش تھی کہ ''یہاں سے ایسے قرآن دان، واعظ اور علماء پیدا ہوں جو دنیا کی ہدایت کا ذریعہ ہوں۔''

(بحوالہ اخبار الحکم 10 فروری 1906ء صفحہ 11)

مغربی دنیا میں سب سے پہلے قائم ہونے والا جامعہ احمدیہ، کینیڈا میں قائم ہوا۔ اس کا افتتاح مؤرخہ 7 ستمبر 2003ء کو مسی ساگا (Mississauga) میں ہوا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس موقع پر اپنے خصوصی پیغام میں فرمایا:

''میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عظیم تعلیمی ادارہ کا قیام نہایت مبارک فرمائے اور اسے ساری جماعت کے لئے مفید اور نتیجہ خیز خدمات بجالانے کی سعادت عطا فرمائے... اللہ تعالیٰ کرے کہ کینیڈا کے اس جامعہ سے بھی ایسے مربیان پیدا ہوتے چلے جائیں جو اپنے اندر وقف کی حقیقی روح رکھنے والے ہوں... اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے اس دور میں غلبہ اسلام کی آسمانی مہم کا حصہ بننے والے ہوں۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو، آمین ثم آمین۔''

(بحوالہ مکتوب محررہ 30 اگست 2003ء)

جامعہ احمدیہ کینیڈا کے پہلے پرنسپل مکرم و محترم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب مقرر ہوئے۔ آپ نے 2009ء تک خدمت کی توفیق پائی جس کے بعد مکرم محمد سلیم اختر صاحب 2009ء سے 2014ء تک اور پھر مکرم مولانا ہادی علی

چوہدری صاحب 2014ء سے 2017ء تک پرنسپل رہے۔ اس وقت مکرم و محترم داؤد احمد حنیف صاحب بطور پرنسپل خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

جامعہ کا آغاز مسجد بیت الحمد مسی ساگا میں ہوا جہاں 2012ء تک درس و تدریس جاری رہا۔ پھر پیس ویلج میں ایوانِ طاہر کی تعمیر کے بعد کلاسیں وہاں منتقل ہو گئیں اور اب تک وہیں campus واقع ہے۔

اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے کُل 112 طلباء جامعہ احمدیہ کینیڈا میں زیر تعلیم ہیں اور کُل 123 مربیان جامعہ احمدیہ کینیڈا سے فارغ التحصیل ہیں اور دنیا کے متفرق ممالک میں خدمات بجالا رہے ہیں۔ نیز آج تک دنیا کے 23 ممالک سے طلباء جامعہ احمدیہ کینیڈا میں تعلیم حاصل کرنے آئے ہیں۔

امسال 2022ء میں خدا تعالیٰ کے فضل سے جامعہ احمدیہ کینیڈا کی بڑھتی ہوئی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے جامعہ کے لئے نئی عمارت خریدی گئی ہے۔ جو 104 ایکڑ کی زمین پر واقع ہے اور آئندہ سالوں میں اس زمین پر مزید تعمیرات کا کام کیا جائے گا، اِنْ شَآءَ اللّٰہ۔

پس اس درسگاہ کے ذریعے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام بڑی شان سے پورا ہو رہا ہے۔ کہ یہاں سے فارغ التحصیل مربیان کو احمدیت کی تبلیغ زمین کے کناروں تک پہنچانے کی سعادت مل رہی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کا کینیڈا میں ورودِ مسعود

اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ سرزمین کینیڈا کو 6 مرتبہ سیدنا امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قدم بوسی کا شرف نصیب ہوا ہے۔

مؤرخہ 21 جون 2004ء وہ مبارک دن تھا جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پہلی بار کینیڈا میں ورودِ مسعود ہوا۔ حضور انور نے 5 جولائی تک ٹورانٹو میں ہی قیام فرمایا۔

اگلے سال حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دوبارہ کینیڈا تشریف لائے۔ آپ کا قیام 4 جون سے 6 جولائی 2005ء تک رہا جس دوران آپ نے کینیڈا کے بڑے شہروں کا دورہ بھی فرمایا۔ فَالْحَمْدُلِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

مسجد بیت النور کیلگری کا افتتاح

صد سالہ خلافت جوبلی 2008ء میں منائی گئی۔ اس مبارک موقع کی مناسبت سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کینیڈا کا تیسرا دورہ فرمایا۔

مؤرخہ 4 جولائی 2008ء کا دن جماعت احمدیہ کینیڈا کی تاریخ میں ایک نہایت اہم دن تھا۔ جبکہ پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کیلگری میں بنائی گئی مسجد بیت النور کا افتتاح فرمایا۔ کیلگری کینیڈا کے مغربی صوبہ البرٹا (Alberta) میں واقع کینیڈا کا، آبادی کے لحاظ سے، چوتھا بڑا شہر ہے۔

مسجد بیت النور وسیع و عریض اور نہایت خوبصورت مسجد ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے کینیڈا کی سب سے بڑی مسجد ہے۔ اس مسجد کا مسقف حصہ جس میں عورتوں اور مردوں کا ہال شامل ہے کُل 10 ہزار 400 مربع فٹ پر مشتمل ہے۔ اور مسجد کے ساتھ ایک بڑا complex ہے جس میں multipurpose ہال، ڈائننگ ہال، رہائش کے حصے اور دفاتر بھی شامل ہیں۔

(بحوالہ خطباتِ مسرور جلد 6 صفحہ 261)

اپنے خطبہ جمعہ مؤرخہ 4 جولائی 2008ء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد کا افتتاح فرماتے ہوئے فرمایا کہ ”ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ اس نے جماعت احمدیہ کینیڈا کو اس علاقے میں ایک خوبصورت مسجد بنانے کی توفیق دی ہے۔“ نیز حضور نے فرمایا کہ فی الحال تو یہ مسجد جماعتی ضروریات کے لئے کافی ہے لیکن دعا کی کہ ”اللہ تعالیٰ ہماری ضرورتیں بھی بڑھاتا رہے اور اس کے حضور مزید پیش کرنے کی اور مزید مسجدیں بنانے کی توفیق بھی ہم پاتے رہیں۔“

(خطباتِ مسرور جلد 6 صفحہ 260-261)

مسجد بیت النور کے افتتاحی تقریب میں کینیڈا کے اس وقت کے وزیر اعظم عزت مآب سٹیفن ہارپر (Stephen Harper) نے شرکت کی۔ انہیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ملاقات کا شرف نصیب

ہوا اور انہوں نے تقریب کے دوران اپنے خطاب میں کہا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز امن اور مذہبی آزادی کے champion ہیں اور کہا کہ:

''کیلگری، البرٹا اور کینیڈا کے باشندے اسلام کا میانہ رَو اور ہمدرد چہرہ اس مسجد اور اس کے نمازیوں کے ذریعے دیکھیں گے۔ وہ آپ کی کینیڈا کے لئے محبت اور حب الوطنی دیکھیں گے اور وہ دیکھیں گے کہ جیسے احمدیوں نے کینیڈا کو اپنالیا ہے ویسے ہی کینیڈا نے آپ کو اپنایا ہے۔''

(بحوالہ نیوز ریلیس مؤرخہ 5 جولائی 2008ء مرکزی ویب سائٹ حکومت کینیڈا)

ایوانِ طاہر اور جامعہ کی نئی عمارت کا افتتاح

چونکہ بہت تیزی سے جماعت احمدیہ کینیڈا کی ضروریات اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑھ رہی تھیں۔ اور جماعت کے کاموں کی وسعت کے پیش نظر مرکز یعنی ٹورانٹو میں نئے دفاتر، multipurpose ہال اور جامعہ احمدیہ کینیڈا کے لئے نئی عمارت کی ضروریات درپیش تھیں، لہٰذا 2012ء میں ایوانِ طاہر کی تعمیر عمل میں آئی۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 11 جولائی 2012ء کو ایوانِ طاہر کا افتتاح اپنے چوتھے دورہ کینیڈا کے موقع پر فرمایا۔ ایوانِ طاہر تین منزلہ عمارت ہے جس میں multipurpose ہال کے علاوہ جماعتی دفاتر، جامعہ احمدیہ کینیڈا، اور MTA کینیڈا کا سٹوڈیو بھی قائم ہے۔

یہاں یہ بھی عرض کر دوں کہ جولائی 2007ء سے مکرم و محترم ملک لال خان صاحب بطور امیر جماعت کینیڈا اور 2020ء سے محترم مولانا عبد الرشید انور صاحب بطور مبلغ انچارج کینیڈا خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ نیز مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب اور مکرم مولانا خلیل احمد مبشر صاحب کو بھی کینیڈا کے مبلغ انچارج کے طور پر خدمات کرنے کی سعادت ملی ہے۔

مسجد بیت الرحمٰن کا افتتاح

مئی 2013ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مغربی کینیڈا کا دورہ فرمایا۔ اور اس مبارک دورے پر حضور انور نے مؤرخہ 17 مئی 2013ء کو وینکوور میں بنائی جانے والی مرکزی مسجد بیت الرحمان کا افتتاح فرمایا۔

جماعت کینیڈا کی گولڈن جوبلی کے موقع پر حضور انور کا دورہ مبارک

2016ء کا سال جماعت احمدیہ کینیڈا کے لئے غیر معمولی برکتوں والا سال تھا کیونکہ اس سال کینیڈا میں جماعت کے باقاعدہ قیام اور رجسٹریشن کے پچاس سال پورے ہونے پر جشن تشکر منایا گیا۔ اور سرزمین کینیڈا کو یہ شرف نصیب ہوا کہ پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قریباً ڈیڑھ ماہ تک یعنی 3 اکتوبر سے 13 نومبر تک قیام فرمایا۔ اس تاریخی اور بابرکت دورے کے دوران اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت کے نظارے ظاہر ہوئے۔ جن میں سے نمونہ کے طور پر چند درج ذیل ہیں:۔

مؤرخہ 7 تا 9 اکتوبر 2016ء کو جلسہ سالانہ کینیڈا منعقد ہوا جس میں کل 25 ہزار 960 احباب کے شرکت کی اور 32 ممالک کی نمائندگی ہوئی۔

اخبارات اور TV کے متعدد انٹرویو منعقد ہوئے جن میں سے ایک اہم انٹرویو 12 اکتوبر کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کینیڈا کے معروف صحافی Peter Mansbridge کا انٹرویو تھا۔ جو بعد میں نیشنل TV پر نشر ہوا۔ اس انٹرویو میں حضور نے حالاتِ حاضرہ کے پیشِ نظر اسلام کی پر امن تعلیم پر روشنی ڈالی۔

کینیڈا کے وزیر اعظم عزت مآب جسٹن ٹروڈو نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو دار الحکومت آٹوا میں تشریف لانے کی دعوت دی۔ جسے حضور نے از راہ شفقت قبول فرمایا۔ چنانچہ وزیر اعظم صاحب نے 17 اکتوبر کو آٹوا میں حضور سے ملاقات کی۔ اور اسی روز کینیڈا کے پارلیمنٹ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطاب فرمایا۔

اسی دورہ پر مؤرخہ 28 اکتوبر کو حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو سے واقفین نو کی ذمہ داریوں پر تاریخی خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ جسے بعد میں وقف نو کی constitution ٹھہرایا گیا۔

اس مبارک دورے پر حضور نے دو مساجد کا افتتاح فرمایا یعنی مسجد محمود (ریجائنا) اور مسجد بیت الامان (لائڈ منسٹر)۔ پھر آپ نے ٹورانٹو اور کیلگری میں منعقد ہونے والی دو امن کانفرنسوں میں خطاب فرمایا اور ٹورانٹو کی معروف یارک یونیورسٹی میں 180 سے زائد دانشوروں اور مہمانان سے خطاب بھی فرمایا۔

(بحوالہ خلافت احمدیہ نمائش سوونیئر تیار کردہ جامعہ احمدیہ کینیڈا صفحہ 108-109)

غرض حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ تاریخی دورہ اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت ہر لحہ خلیفۂ وقت کے شامل حال ہے۔ اور جماعت احمدیہ کی ترقی دراصل خلافت کی بدولت ہے۔

دیگر مساجد کی تعمیر

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہے کہ خلافتِ خامسہ کے مبارک دور میں جماعت احمدیہ کینیڈا مالی قربانیاں پیش کر کے مساجد تعمیر کرنے کی توفیق بھی پا رہا ہے۔ چنانچہ 2017ء میں سسکاٹون (Saskatoon) میں دیدہ زیب مسجد بیت الرحمت تعمیر ہوئی۔ اور پھر 2018ء میں ٹورانٹو کے نواح میں واقع بریمپٹن (Brampton) شہر میں ایک بڑی اور شاندار مسجد بنائی گئی جس کا نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد مبارک'' رکھا۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ

تمام ترقیات خلافتِ احمدیہ سے وابستہ ہیں

جماعت احمدیہ کینیڈا کی تاریخ اس بات کا زندہ ثبوت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' حرف بحرف پورا ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کینیڈا دنیا کا ایسا کنارہ ہے جہاں نہ صرف آپؑ کا پیغام پہنچا بلکہ آج یہاں آپؑ کے عشاق کی جماعت مستحکم بنیادوں پر قائم ہے۔ اور خلافتِ احمدیہ کی اقتداء میں ترقیات کی منازل طے کرتی چلی جا رہی ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مؤرخہ 20 جولائی 2012ء کو جماعت احمدیہ کینیڈا کی ترقیات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ”ان ترقیات کو دیکھ کر بھی اللہ تعالیٰ کی حمد سے دل بھر جاتا ہے“ نیز فرمایا کہ:

”اللہ تعالیٰ کے فضل سے کینیڈا جماعت کے اخلاص و وفا کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد سے دل بھر جاتا ہے... کہ کیسے کیسے لوگ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو عطا فرمائے ہیں۔ یہ کیسی پیاری جماعت ہے جس نے خلافت سے محبت کی بھی انتہا کی ہوئی ہے۔“

(خطباتِ مسرور جلد10 صفحہ 445-446)

اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کینیڈا کو ہمیشہ اخلاص و وفا کے ساتھ اپنے پیارے آقا کی ہر آواز پر لبیک کہنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہمیشہ ترقیات کی طرف رواں دواں رہے۔ آمین ثم آمین



(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 25 مارچ 2022ء)


INAUGURATION OF MARYAM MOSQUE GALWAY
I Shall Carry Thy Message to the Ends of the Earth
©MAKHZAN-E-TASAWEER


لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
Maryam Mosque
Maryam Masc
مسجد مریم
©MAKHZAN-E-TASAWEER

(18)

جمہوریہ آئر لینڈ میں جماعت احمدیہ کا قیام



عطاء الرحمٰن خالد۔ مربی سلسلہ ڈبلن، آئرلینڈ

جمہوریہ آئرلینڈ یورپ کے انتہائی شمال مغرب میں بحر اوقیانوس میں واقع ایک جزیرہ کا اکثر حصہ ہے۔ اس ملک کا سب سے بڑا شہر اور دارالحکومت ڈبلن (Dublin) ہے اور اس ملک کی آبادی 2021ء کے اعداد و شمار کے مطابق پچاس لاکھ سے کچھ زائد ہے۔ انگریزوں نے آئرلینڈ پر بارھویں صدی عیسوی میں قبضہ کیا تھا۔ ایک لمبی جدوجہد کے بعد 6 دسمبر 1921ء کے اینگلو آئرش معاہدہ کے تحت بالآخر اس کو خود مختاری حاصل ہو گئی جبکہ اپریل 1949ء میں یہ برطانوی کامن ویلتھ سے باہر نکل کر ایک الگ جمہوریت کی حیثیت حاصل کر گیا۔ گو اس جزیرہ کا چھوٹا حصہ جو شمالی آئرلینڈ کہلاتا ہے اب بھی برطانیہ کا ہی حصہ ہے اور یہاں کا دارالحکومت بلفاسٹ (Belfast) ہے۔ آئرلینڈ کی زبان گیلگا (Gaeilge) کہلاتی ہے جو کہ آئرش سکولوں میں پڑھائی جاتی ہے اور بعض علاقوں میں اب تک بولی جاتی ہے گو انگریزی زبان زیادہ عام بولی جاتی ہے۔

چارلز لندبرگ (Charles Lindbergh) جو بحر اوقیانوس کو بذریعہ ہوائی جہاز ایک ہی پرواز میں پہلی مرتبہ اکیلے پار کرنے کے لئے مشہور ہے نے کہا تھا کہ:۔

"Ireland is one of the four corners of the world."

یعنی آئرلینڈ دنیا کے چار کناروں میں سے ایک ہے۔

غیر معمولی مذہبی رجحان رکھنے والا ملک

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ علیہ کے الفاظ میں "یہ ایک کیتھولک ملک ہے جس کی بھاری اکثریت رومن کیتھولکس سے تعلق رکھتی ہے اور اس پہلو سے یہ عیسائیت میں بہت زیادہ سنجیدہ ہیں۔ اگرچہ دنیا میں ہر جگہ کیتھولکزم میں مذہب کے ساتھ وہ گہری عقیدت اور دلچسپی باقی نہیں رہی لیکن وہ دنیا کے بعض علاقے جہاں مذہب کے ساتھ بہت گہری عقیدت اور وابستگی ہے اور انسانی معاملات میں مذہب کو ایک فوقیت حاصل ہے۔ آئرلینڈ انہی علاقوں میں سے ایک علاقہ ہے۔ بلکہ بعض لوگوں کا تو یہ خیال ہے کہ آئرلینڈ میں رومن کیتھولکزم اس سے زیادہ عقیدہ اور عمل کی صورت میں ملتا ہے جتنا ویٹیکن (Vatican) کے اردگرد کے علاقہ میں صورت حال دکھائی دیتی ہے۔ اس پہلو سے یہ ملک غیر معمولی طور پر مذہبی رجحان رکھتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، 31مارچ1989ء)

پانچویں صدی سے کچھ پہلے ادھر کے مظاہر پرست لوگوں کے پاس پہلی مترتبہ عیسائیت کی تعلیم آئی جس کے کچھ عرصہ بعد ایک عیسائی مشنری سینٹ پیٹرک (St. Patrick) اس جزیرہ پر آئے جن کو آئرلینڈ میں اب سرپرست بزرگ کا درجہ حاصل ہے جن کی وفات کے دن 17 مارچ کو ہر سال "سینٹ پیٹرک ڈے" کے نام سے ایک مذہبی تہوار منایا جاتا ہے۔

آئرلینڈ جس کو پوپ پال ہشتم نے 1946ء میں دنیا کا سب سے بڑھ کر کیتھولک ملک قرار دیا تھا اب یہاں بھی عیسائیت زوال کا شکار ہے۔ 2016ء کی مردم شماری کے مطابق جمہوریہ آئرلینڈ کی 78.3 فیصد آبادی اپنے آپ کو رومن کیتھولک کہتی تھی جو کہ چھ سال قبل 88 فیصد تھی۔

آئرلینڈ میں مشن کا قیام

1970ء کی دہائی کے آخر میں پاکستان سے ہجرت کرتے ہوئے کئی احمدی گھرانے آئرلینڈ میں آبسے جبکہ یہاں ابھی باقاعدہ جماعت اور مشن قائم نہیں ہوا تھا۔ اوائل میں آنے والوں میں سے مکرم محمد حنیف صاحب ابن مکرم چوہدری محمد شریف صاحب سرہندی کا ذکر ملتا ہے جو 1976ء میں ملازمت کے حصول کے لئے یہاں آئے اور گولوے (Galway) شہر میں رہائش پذیر ہوئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مکرم سمیع اللہ ناصر صاحب کا پہلے ریجنل صدر کے طور پر تقرر فرمایا۔ جس کے بعد 1985ء میں ڈاکٹر اشرف صاحب سب سے پہلے منتخب ریجنل صدر بنے۔ مکرم رشید ارشد صاحب پہلے مبلغ کے طور پر 15 اگست 1988ء کو لندن سے آئرلینڈ پہنچے اور مرکزی ہدایت کے مطابق مشن ہاؤس کے لئے تلاش شروع کردی۔ چنانچہ گولوے میں ایک عمارت 32 ہزار پاؤنڈ میں خرید لی گئی اور 26 جنوری 1989ء کو مبلغ سلسلہ نئے مشن ہاؤس میں منتقل ہو گئے۔ اسی سال قرآن کریم کی منتخب آیات کا آئرش زبان میں ترجمہ کرواکر ایک کتابی شکل میں شائع کیا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جماعت کے صد سالہ جوبلی کے سال میں 29 تا 31 مارچ 1989ء کو آئرلینڈ کا دورہ فرمایا، یہ اس نئی صدی کا پہلا دورہ تھا۔ اس تاریخی دورہ کے دوران ہی حضورؒ نے نئے مشن ہاؤس کا باقاعدہ افتتاح فرمایا اور مشن ہاؤس میں نماز جمعہ پڑھائی۔ آئرلینڈ کے لوگوں کو انسانی اقدار سے مزین اور صاف اور نیک دل پاکر اپنے خطبہ جمعہ میں اس ملک کو بلدۃ طیبۃ قرار دیا اور ادھر کی سولہ افراد پر مشتمل جماعت کو تبلیغ کے حوالہ سے پرزور تحریک فرمائی۔

آپ کے اس بابرکت دورہ کے نتیجہ میں جہاں اخبارات نے اس کے متعلق خبریں شائع کیں وہیں صحافیوں نے بھی اپنے مضامین میں جماعت کی خوبیوں کا بغیر کسی کنجوسی کے کھلے طور پر اظہار کرکے اپنی کشادہ دلی کا ثبوت دیا۔

آئرلینڈ میں پہلی مسجد

2007ء میں آئرلینڈ جماعت یوکے سے الگ کر دی گئی اور مکرم ڈاکٹر علیم الدین احمد صاحب کو پہلے نیشنل صدر کے طور پر خدمات سر انجام دینے کی سعادت ملی۔ آپ ہی کی صدارت کے دوران ستمبر 2010ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دورِ خلافت میں آئرلینڈ کا پہلا تاریخی دورہ کیا جس کے دوران 17 ستمبر 2010ء گولوے میں آپ نے ”مسجد مریم“ کا سنگِ بنیاد رکھا جو جماعت آئرلینڈ کی پہلی مسجد ہے۔

ملک تثلیث یوم حساب آگیا
کھول آنکھیں وہ عالی جناب آگیا
ظلمت کفر کے دن گنے جاچکے
نور حق سے بھرا ماہتاب آگیا
ماہتاب آگیا آفتاب آگیا
مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا

اسی روز اس تقریب سے قبل گولوے کے شہر سے ہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ ایک لحاظ سے دنیا کا کنارہ ہے اور اس طرح ایم ٹی اے کے مواصلاتی نظام کے ذریعہ سے خلیفہء وقت کا خطاب دنیا کے اِس کنارہ سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ ءجمعہ میں فرمایا:
”اگر دیکھا جائے تو گولوے بھی ایک لحاظ سے دنیا کا کنارہ ہے۔ سمندر کے کنارے واقع ہے۔ Atlantic Ocean (بحرِ اوقیانوس) یہاں سے شروع ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد سیدھی لائن میں تو یورپ کے اور کوئی جزیرے نہیں ہیں۔ یہاں سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ اور اگر لائن کھینچیں تو سمندر کے بعد کینڈا، امریکہ وغیرہ کے علاقے پھر شروع ہو جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ بھی ایک کنارہ ہے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام کے ماننے والوں کو ایک مسجد بنانے کی ان شاء اللہ تعالیٰ توفیق مل رہی ہے تاکہ وحدانیت کا اعلان اس علاقہ سے بھی دنیا کو پہنچے۔“

اسی دورہ کے دوران پاکستان سے ہجرت کر کے آنے والے کئی احباب جماعت کو پہلی بار اپنے آقا کی زیارت کرنے کی اور آپ کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کی توفیق ملی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پہلے دورہ کے چار سال بعد آپ کے مبارک قدم دوبارہ اس جزیرہ پر ستمبر 2014ء میں پڑے۔ آپ نے مورخہ 26 ستمبر 2014ء کو مسجد مریم کا افتتاح فرمایا۔ اس مرتبہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے پارلیمنٹ ہاؤس کا بھی دورہ کیا جہاں نیشنل اسمبلی آئرلینڈ کے سپیکر اور دیگر مختلف ممبران پارلیمنٹ اور سینٹر نے آپ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ گفتگو کے دوران ایک ممبر پارلیمنٹ نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ جماعت احمدیہ جس طرح انسانیت کی قدریں قائم کرنے کے لئے کہتی ہے وہ دوسرے مسلمانوں میں نظر نہیں آتیں۔ یہ معلومات میں نے گہرائی میں جا کر حاصل کی ہیں۔ ڈبلن ایک بڑا شہر ہے اور ملک کا دارالحکومت ہے اس لئے آپ کی پہلی مسجد یہاں ہونی چاہیئے تھی۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ہم انشاء اللہ العزیز یہاں بھی مسجد کا افتتاح کریں گے۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کی اس بات کو جلد قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

آئرلینڈ میں قبولیت احمدیت کے سفر کا آغاز

جماعتی تاریخ میں آئرلینڈ کے حوالہ سے سب سے پہلا ذکر جو ملتا ہے وہ 1926ء میں ایک آئرش خاتون، کیتھلین صاحبہ (Kathleen) کے بارہ سال کی عمر میں شرف بیعت حاصل کرنے کا ہے۔ موصوفہ حضرت مولوی عبد الرحیم درد صاحبؓ کی تبلیغ سے احمدی ہوئیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ان کو حنیفہ بیگم کا نام عطا کیا۔ ان کی شادی حضرت سید عبد الرزاق شاہ صاحب مرحوم ابن ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب مرحوم کے ساتھ ہوئی۔ آپ حضرت سیدہ امّ طاہر کی بھابھی تھیں اور ایک لمبا عرصہ قادیان گزارا اور بعد ازاں اپنے میاں کے ساتھ ہی احمد آباد سندھ منتقل ہو گئیں۔

آئرش قوم سے دوسری بیعت کی سعادت بھی ایک خاتون کو حاصل ہوئی۔ ان کا نام Patricia Mary Gabriel ہے اور انہوں نے 1965ء میں مسیح الزمان کی جماعت میں شامل ہونے کی سعادت پائی۔ موصوفہ ایک لمبا عرصہ صدر لجنہ اماء اللہ ماریشس رہیں اور مکرم عبد الغنی جہانگیر صاحب مربیء سلسلہ اور انچارج فرنچ ڈیسک یو کے کی والدہ محترمہ ہیں۔

آئرش قوم میں سے سب سے پہلے مرد جنہیں قبول احمدیت کی توفیق ملی وہ مکرم ابرھیم نونن صاحب ہیں۔ آپ نے 1991ء میں 22 سال کی عمر میں بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اور اب آئرلینڈ میں بطور مربیٔ سلسلہ اور مشنری انچارج خدمت سرانجام دے رہے ہیں اور اس سے پہلے یوکے میں انہیں خدمت کرنے کی توفیق ملی۔

اسی طرح مکرم یوسف پینڈر صاحب کو 2005ء میں بیعت کرنے کی سعادت ملی۔ موصوف جماعتی خدمات میں پیش پیش ہیں اور اس وقت بطور نیشنل سیکرٹری تربیت نومبائعین خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

قبول احمدیت کی سعادت پانے والی ایک خاتون مکرمہ فیونا O'Keeffe صاحبہ ہیں۔ جو اس وقت امریکہ میں رہائش پذیر ہیں۔ موصوفہ نے 2007ء میں بیعت کی۔ ایک خاتون مکرمہ ایما اعجاز صاحبہ نے 2009ء میں بیعت کی۔ اور گزشتہ سال 2021ء میں ایک نوجوان مکرم Aonghus O'Lochlainn کو بھی قبول احمدیت کی توفیق ملی ہے۔ اللہ تعالیٰ آئرلینڈ کی جماعت کو مزید ترقی دے اور اس قوم کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام کے روحانی چشمہ سے سیراب کرے۔ آمین ثم آمین

آئرلینڈ میں احمدیت کے پیغام کی تشہیر کا منظم پروگرام

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آئرلینڈ میں جماعت بہت مستحکم طور پر قائم ہو چکی ہے۔ آئرلینڈ میں جب پہلے مشن ہاؤس کا باقاعدہ قیام عمل میں آیا اس وقت جماعت کی مجموعی تعداد صرف 16 تھی اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے آئرلینڈ جماعت 467 افراد پر مشتمل ہے اور پانچ لوکل جماعتیں بڑے شہروں میں قائم ہیں۔

خدا کے فضل سے آئرلینڈ کی جماعت میدانِ تبلیغ میں بڑی فعال ہے۔ بڑی باقاعدگی سے تبلیغ سٹال لگائے جاتے ہیں اور گھر گھر جا کر جماعت کے تعارف پر مشتمل لیفلٹ تقسیم کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح ہر سال مختلف تبلیغی پروگرام منعقد کئے جاتے ہیں جن کی اخبارات اور ریڈیو کے ذریعہ تشہیر کی جاتی ہے۔ اللہ کے فضل سے آئرلینڈ میں اب تک انیس جلسوں کا کامیاب انعقاد ہو چکا ہے جس میں غیر از جماعت احباب بھی شرکت کر کے اسلام احمدیت سے متعارف ہو رہے ہیں۔ غرض دُنیا کے اس آخری کنارے پر اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے کئی طریقے سجھا دیئے ہیں۔ اور آئے دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کا ظہور ہو رہا ہے۔

2015ء سے چیرٹی واک (charity walk) کا ہر سال اہتمام کیا جارہا ہے جس کے ذریعہ جماعت نے 67,000 یورو سے زائد رقم مختلف مقامی اور نیشنل آئرش چیرٹیز کے لئے اکٹھا کیا ہے جس کے ذریعہ آئرش لوگوں کو اسلام کی پر امن تعلیم سے آگاہی حاصل ہو رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس ملک میں جس کے لوگوں کو دو خلفاء نے نیک فطرت پایا اسلام کی حقیقی تعلیم پھیلانے اور خدا کی توحید کو قائم کرنے کے پہلے سے بڑھ کر سامان پیدا فرمائے۔



(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 25 مارچ 2022ء)


25TH JALSA SALANA NEW ZEALAND
ANNUAL CONVENTION
1 - 3 NOVEMBER 2013

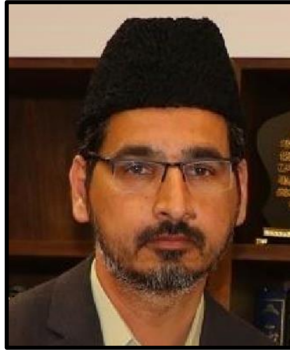






(19)

تبلیغ احمدیت اکناف عالم تک
زمین کا جنوب مشرقی آباد کنارہ نیوزی لینڈ



شفیق الرحمن۔ نیوزی لینڈ

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفی ﷺ کے بروز کامل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو اس زمانہ میں تکمیل اشاعت ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا اور الٰہی منشاء لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ کے مطابق اس زمانہ میں وہ ذرائع میسر فرما دئے جس سے اسلام کا ابدی پیغام دنیا کے ہر کونہ میں پہنچنا مقصود تھا۔ اللہ تعالیٰ کی شان اور قدرت کا اظہار اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے کہ قادیان جیسی نہاں بستی میں اللہ تعالیٰ انبیاء کے لبادہ میں ملبوث کر کے ایک جری کو کھڑا کرتا ہے اور اسے بشارت دیتا ہے کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا، چنانچہ آنے والا ہر دن اس کی دعوت کے اکناف عالم تک پہنچنے کا مژدہ لاتا ہے۔ آج مسیح و مہدی زماں کی دعوت پر ایک سو تیس سال سے زائد کا عرصہ گذر چکا ہے اور دو سو پندرہ سے زائد ممالک میں احمدیت کے نفوذ سے اس الٰہی

وعدہ کی صداقت ظاہر وباہر ہے۔ تاہم جب ہم مڑ کر خاص طور زمین کے کناروں کی حیثیت رکھنے والے خطوں کی تاریخ کو کھنگالتے ہیں تو ہم پر اس وعدہ کی صداقت و ایفاء اور الٰہی تائید کا ایک اور معجزانہ رنگ ظاہر ہوتا ہے کہ کس طرح آپؑ کی مبارک زندگی میں ہی آپ کا نام اور آپ کے دعاوی کا تذکرہ ان ملکوں تک پہنچ چکا تھا۔ ایک ایسی ہی داستان نیوزی لینڈ کی ہے۔

ملک کا مختصر تعارف اور اس کے قدیم آباد کار

جنوب مغربی بحر الکاہل میں واقع نیوزی لینڈ کا ملک دو بڑے اور کئی سو چھوٹے جزائر پر مشتمل ہے۔ نیوزی لینڈ بحیرہ تسمانیہ سے ورے آسٹریلیا سے 2000 کلومیٹر (1200 میل) مشرق میں واقع ہے۔ اسی طرح ٹونگا، فجی اور نیو کیلیڈونیا کے بحر الکاحل کے جزائر سے 1000 کلومیٹر (600 میل) جنوب میں ہے۔ ایک لمبا عرصہ تک یہ خطہ زمین باقی دنیا سے دوری کی وجہ سے ایک نامعلوم علاقہ کے طور پر بے آباد رہا اور انسانوں کے ذریعے آباد کیے جانے والے جزائر میں نیوزی لینڈ کا مقام آخری ہے۔ چنانچہ 1280ء تا 1350ء کے درمیان یہاں پر پولینیشین لوگ آباد ہوئے۔ انہوں نے یہاں ماؤری تہذیب کو فروغ دیا۔ 1642ء میں ولندیزی سیاح ایبل ٹیزمن وہ پہلا یورپی باشندہ تھا جس نے نیوزی لینڈ کی زمین پر قدم رکھا۔ 1841ء میں یوکے کے نمائندوں نے ماؤری سرداروں کے ساتھ وائتانگی معاہدہ پر دستخط کیے جس کی رو سے نیوزی لینڈ برطانیہ کے زیر اختیار آگیا۔ نیوزی لینڈ کی آبادی اس وقت پانچ ملین سے تجاوز کر چکی ہے جس میں 70 فی صد کے قریب لوگ یورپی نسل کے ہیں جبکہ ماؤری نسل کے لوگوں کا تناسب 16 فی صد کے قریب ہے۔ ملک کا سب سے بڑا شہر آکلینڈ ہے جس کی آبادی 1.7 ملین کے قریب ہے جبکہ ملک کا دار لحکومت ویلنگٹن ہے۔ ماؤری لوگ اس خطہ زمین کو 'آؤتے اَرَوْ آ' کے نام سے موسوم کرتے ہیں جس کا مطلب ہے 'طویل سفید بادل کی سرزمین'۔ ماؤری کئی قبائل میں منقسم ہیں اور ان کی زبان جو کہ 'تے رے او' کہلاتی ہے کے بھی مختلف لہجے ہیں۔ ماؤری کلچر، خاص طور پر مہمانوں کا استقبال کرنے کے حوالہ سے ان کے رسم ورواج کی جھلکیاں مین سٹریم میڈیا کے ساتھ ساتھ سوشل میڈیا کے پھیلاؤ کی وجہ سے اب ساری دنیا میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ ان کا سلام کرنے کا مخصوص انداز جس میں دو افراد ناک کے ساتھ ناک اور ماتھے کے ساتھ ماتھا لگاتے ہیں کو ''ہونگی'' کہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے یہاں اس امر کا ذکر ضروری کہ ایک مرتبہ آپ خواب میں اسی طریق پر حضرت کرشن علیہ السلام سے ملے۔ چنانچہ اپنے ایک خواب کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

”ایک بار ہم نے کرشن جی کو دیکھا کہ وہ کالے رنگ کے تھے اور پتلی ناک، کشادہ پیشانی والے ہیں۔ کرشن جی نے اٹھ کر اپنی ناک ہماری ناک سے اور اپنی پیشانی ہماری پیشانی سے ملا کر چسپاں کر دی۔“

(ملفوظات جلد دہم صفحہ 142)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس خواب کی اہمیت اور تعبیر کا بیان تو راقم الحروف کے لئے ممکن نہیں تاہم ایک امر جو ظاہر میں معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ماؤری لوگوں کے اس طریق پر ملنے اور استقبال کرنے کی رسم بہت قدیم سے رائج ہو گی۔

حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں نیوزی لینڈ کے اخبارات میں آپؑ کا تذکرہ

اللہ تعالیٰ کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے حیرت انگیز تائید کا یہ ایک نشان ہے کہ آپ کے زمانہ میں ہی آپ کا نام نیوزی لینڈ جیسے دور دراز کنارہ زمین تک پہنچ گیا اور مختلف اخبارات نے آپ کے دعاوی کا تذکرہ کیا۔ بعض اخبارات نے زلازل کے متعلق آپ کی پیشگوئیوں اور الیگزنڈر ڈوئی کو دعوت مباہلہ کا بھی ذکر کیا۔ ایک اخبار مارلبرو ایکسپریس نے اپنے 16 ستمبر 1903ء کے شمارہ میں لکھا:

”مرزا غلام احمدؑ جن کا تعلق پنجاب، انڈیا سے ہے، اور ان کا دعوی مسیح موعود ہونے کا ہے، نے شکاگو کے ڈوئی کو مباہلہ کا چیلنج دیا ہے۔ جس کے مطابق دونوں فریق خدا تعالیٰ کے حضور یہ التجاء کریں گے کہ ”ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے فنا ہو جائے“۔ یہ چیلنج ابھی تک (ڈوئی کی طرف سے) قبول نہیں کیا گیا۔“

اخبار نیوزی لینڈ ہیرلڈ نے اپنے 21/ اپریل 1906ء کے شمارہ میں رسالہ ریو آف ریلجنز کے ایک مضمون کے حوالہ سے زلزلوں کے متعلق آپ کی پیشگوئیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ آپ نے یہ پیشگوئیاں خدا سے الہام پا کر کی ہیں اور ان زلزلوں کو سان فرانسسکو میں آنے والی تباہی کے تناظر میں دیکھنا چاہئے جن کے نتیجہ میں بڑے پیمانے پر اموات ہونگی اور ایسی تباہی ہو گی کہ قیامت کا نظارہ آنکھوں کے سامنے آجائے گا۔

پس اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والے نذیر کا انذار آپ کی زندگی میں ہی دنیا کے اس دور دراز خطہ تک بھی پہنچ گیا اور یہاں کے مکینوں کے لئے اتمام حجت کا سامان کر گیا۔ یاد رہے کہ نیوزی لینڈ ایک ایسا ملک ہے جس میں اکثر چھوٹے موٹے زلزلے آتے رہتے ہیں اور اس کی وجہ سے گھروں کی تعمیر میں بھی اس کا لحاظ رکھا جاتا ہے چنانچہ بڑے زلزلوں میں بھی چند اموات ہی ریکارڈ ہوتی ہیں۔ تاہم مسیح محمدیؑ کی آمد کے نشان کے طور پر بالعموم زلازل اور آفات کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا اس کے مطابق اس ملک کی نوبت بھی آپہنچی اور نیوزی لینڈ کی معلوم تاریخ کا سب سے تباہ کن زلزلہ 1931ء میں آیا جس میں سینکڑوں کے حساب سے ہلاکتیں ہوئیں۔

حضرت مسیح موعودؑ سے صحبت یافتہ دو سعید روحوں کا نیوزی لینڈ میں ورود اور قیام

کسی بھی ملک اور خطہ زمین میں احمدیوں کی موجودگی بھی اس ملک میں حضرت مسیح موعودؑ کی دعوت کے پہنچنے کا باعث بنتی ہے۔ نیوزی لینڈ کی سرزمین اس لحاظ سے بھی بہت خوش نصیب ہے کہ احمدیت کے آغاز میں ہی دو سعید روحوں کو جو کہ امام الزمانؑ کی صحبت سے فیض یافتہ تھیں نیوزی لینڈ میں آکر آباد ہونے کا موقع ملا۔ ان میں سے ایک سعید روح تو حضرت مسیح موعودؑ کی حیات مبارکہ میں ہی یہاں آکر آباد ہو گئی تھی بلکہ اس نے اپنی احمدیت میں شمولیت کا اعلان بھی اس سرزمین سے کیا تھا۔ یہ سعید وجود، حضرت عبد الحق سیورائٹ کا تھا جن کا تعلق میلبورن آسٹریلیا کے ایک کیتھولک خاندان سے تھا۔ ان کا پورا نام چارلس فرانسس سیورائٹ تھا اور انہیں 1896ء میں اسلام قبول کرنے کی توفیق ملی جس کے بعد انہوں نے اپنا اسلامی نام عبد الحق رکھ لیا تھا۔ 1903ء میں اپنے سفر ہندوستان کے دوران انہیں مورخہ 22 اکتوبر کو قادیان آنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ قادیان میں اپنے دو روز کے قیام کے دوران انہیں حضرت مسیح موعودؑ سے ملاقات کا شرف بھی حاصل ہوا۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے ان کے بعض سوالات کے جوابات بھی عطا فرمائے جن کی تفصیل ملفوظات، جلد نمبر 3، صفحہ 445 پر درج ہے۔ 1906ء کے اوائل سے آپ کی نیوزی لینڈ میں موجودگی کا پتہ چلتا ہے اور اس دور دراز ملک سے ہی آپ نے احمدیت میں شمولیت کا اعلان کیا جو کہ اپریل 1906ء کے ریویو آف ریلیجنز میں آپ کے ایک مضمون بعنوان 'اسلام میں دس سال' میں مذکور ہے۔ بعد میں آپ امریکہ منتقل ہو گئے۔

ایک اور سعید روح جنہیں حضرت مسیح موعودؑ سے شرف ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی تھی اور وہ بعد میں نیوزی لینڈ آکر آباد ہو گئے تھے، مشہور ہیئت دان اور ماہر موسمیات، پروفیسر کلیمنٹ ریگ ہیں۔ انگلستان میں پیدا ہونے

والے پروفیسر کلیمنٹ ریگ اپنازمانہ کی ایک بڑی علمی شخصیت کے طور پر جانے جاتے ہیں اور موسمیات کے میدان میں ان کی تحقیق اور کاوشوں کو آج بھی سراہا جاتا ہے۔ 1908ء میں اپنے سفر ہندوستان کے دوران انہیں حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کی معرفت حضرت مسیح موعودؑ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ یہ ملاقات جو کہ مورخہ 12 مئی 1908ء کو ہوئی، اس سے پروفیسر ریگ صاحب کی اس قدر تشفی ہوئی اور ان کے سوالات پر جو جوابات حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ارشاد فرمائے تھے ان سے وہ اس قدر خوش ہوا کہ انہوں نے بہت الحاح کے ساتھ درخواست کی کہ انہیں ایک دفعہ پھر حضرت اقدسؑ کی ملاقات کا موقع دیا جائے۔ چنانچہ حضورؑ کے حکم سے مورخہ 18 مئی 1908ء کو دوبارہ محترم پروفیسر صاحب کو ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی۔ ان ملاقاتوں کا ان پر اتنا اثر ہوا کہ ان کے خیالات وافکار میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا ہو گیا یہاں تک کہ بعد میں وہ احمدیت کی آغوش میں آ گئے اور مرتے دم تک اس پر قائم رہے۔

(ذکر حبیب از مفتی محمد صادقؓ صفحہ 341)

پروفیسر کلیمنٹ ریگ 1908ء کے اختتام پر آسٹریلیا سے نیوزی لینڈ تشریف لائے اور پھر 1910ء میں مستقل طور پر آکلینڈ کے علاقہ برکن ہیڈ میں مقیم ہو گئے۔ آپ کی وفات 10 دسمبر 1922ء کو ہوئی اور آپ برکن ہیڈ کے ایک قبرستان میں مدفون ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مئی 2006ء میں اپنے دورہ نیوزی لینڈ کے دوران پروفیسر کلیمنٹ ریگ صاحب کی قبر پر دعا کے لئے تشریف لے گئے تھے۔

نیوزی لینڈ میں جماعت کا باقاعدہ قیام

نیوزی لینڈ میں جماعت کا باقاعدہ قیام مئی 1987ء میں عمل میں آیا۔ اگرچہ اس سے قبل بھی مختلف ممالک کے احمدی طلباء اور بعض دیگر احمدی افراد بسلسلہ ملازمت یہاں قیام کرتے رہے اور ان کے ذریعہ سے اسلام احمدیت کے پیغام کی تبلیغ کا سامان بھی ہوتا رہا۔ تاہم 1987ء میں فجی میں فوجی بغاوت کے بعد وہاں سے جب ہندوستانی نسل کے لوگوں کی نقل مکانی کا سلسلہ شروع ہوا تو بعض احمدی خاندان نیوزی لینڈ میں آکر آباد ہونے لگے اور یہاں جماعت کی تعداد بڑھنے لگی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپریل 1988ء میں جماعت یہاں باقاعدہ طور پر رجسٹر ہو گئی۔ اگلے دو سے تین عشروں میں فجی کے ساتھ ساتھ پاکستان، بنگلہ دیش اور سری لنکا سے بھی کئی احمدی خاندان یہاں

آ کر آباد ہوئے اور افراد جماعت کی تعداد بڑھتی چلی گئی۔ اگست 2015ء سے اقوام متحدہ کے ریفیوجی پروگرام کے تحت ہر سال کچھ احمدی خاندان ملائشیا، تھائی لینڈ اور سری لنکا سے آ کر یہاں آباد ہو رہے ہیں اور جماعت کی کل تعداد اس وقت آٹھ سو نفوس تک پہنچ چکی ہے جس میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے، جماعت کے آغاز سے ہی نیوزی لینڈ میں جماعت کی تعلیمی، تربیتی اور تبلیغی سرگرمیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا جس میں وقت کے ساتھ ساتھ اضافہ ہوتا چلا گیا۔ جلسہ سالانہ بھی ہر سال باقاعدگی سے منعقد ہوتا ہے جو کہ عموماً دو روز کا ہوتا ہے۔ اب تک جماعت نیوزی لینڈ تینتیس جلسہ ہائے سالانہ منعقد کرنے کی توفیق پا چکی ہے۔ اس وقت نیوزی لینڈ میں سات مقامی جماعتیں قائم ہیں جبکہ تقریباً پندرہ مختلف شہروں میں احمدی آباد ہیں۔ تینوں ذیلی تنظیمیں بھی مکمل طور پر فعال ہیں اور جماعت کی ترقی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو نیوزی لینڈ کے ہر فرد تک پہنچانے کے لئے مسلسل کوشاں ہیں۔ ملک میں اس وقت تین مرکزی مربیان خدمت کی توفیق پا رہے ہیں جو کہ آکلینڈ، ہیملٹن اور ویلنگٹن میں تعینات ہیں۔

جماعتی مراکز اور مسجد

نیوزی لینڈ میں جماعت کے قیام کے بعد مرکز کی ہدایت پر جماعتی مرکز کے لئے زمین یا عمارت کی تلاش کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اس دوران نماز باجماعت اور جماعتی اجلاسات کا اہتمام مختلف احمدی گھروں میں ہوتا رہا، جبکہ جلسہ سالانہ اور بڑے اجتماعات کے لئے کونسل اور سکول وغیرہ کے ہال حاصل کئے جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے، 1999ء میں جماعت کو اپنا مرکز خریدنے کی توفیق ملی۔ مشن ہاؤس کا کل رقبہ ڈیڑھ ایکڑ سے زائد ہے اور یہ آکلینڈ شہر کے ایک مضافاتی علاقہ وِری میں واقع ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس مرکز کا نام بیت المقیت عطا فرمایا۔ خرید کے وقت ہی اس میں ایک بڑا ہال موجود تھا جس کو نماز کے لئے استعمال کیا جانے لگا۔ بعد ازاں اسی مرکز کے احاطہ میں جماعت کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت کے مطابق باقاعدہ مینار والی مسجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی جس کا افتتاح حضور پر نور نے یکم نومبر 2013ء کو اپنے دورہ نیوزی لینڈ کے دوران فرمایا۔ یہ دو منزلہ مسجد نیوزی لینڈ میں باقاعدہ مسجد کے طور پر تعمیر ہونے والی مساجد میں سب سے بڑی ہے جس میں سات سو افراد کے نماز پڑھنے کی گنجائش ہے اور اگر پرانے ہال کو بھی شامل کیا جائے تو دونوں عمارتوں میں ایک ہزار افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ ہیملٹن میں بھی جماعت کو ایک عارضی نماز سنٹر تعمیر کرنے کی توفیق ملی ہے

جس میں ایک سو کے قریب افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ جبکہ ویلنگٹن میں کرایہ کی ایک عمارت کو نماز سنٹر اور مربی ہاؤس کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔

ماؤری ترجمہ قرآن

جماعت کو ماؤری زبان میں ترجمہ قرآن شائع کرنے کی بھی توفیق مل چکی ہے جس کے ذریعہ ماؤری لوگوں سے روابط میں آسانی پیدا ہوئی ہے۔ قرآن کا ماؤری زبان میں ترجمہ کرنے کی سعادت محترم پروفیسر شکیل احمد صاحب منیر (مرحوم)، واقف زندگی و سابق امیر و مشنری انچارج آسٹریلیا کو حاصل ہوئی جنہوں نے بیس سال کی انتھک محنت سے ذاتی طور پر زبان سیکھ کر اتنی مہارت حاصل کی کہ قرآن کے ترجمہ جیسے عظیم کام کو سرانجام دے سکیں۔ قرآن کے نصف اول کا ترجمہ 2008ء میں خلافت کی صد سالہ جوبلی کے موقع پر شائع ہوا اور مکمل ترجمہ قرآن 2013ء میں شائع ہو کر منصہ شہود پر آیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا دورہ نیوزی لینڈ

نیوزی لینڈ میں جماعت کے قیام کے کچھ عرصہ بعد ہی اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کے لئے انتہائی خوش بختی کا سامان فرمایا جب جولائی 1989ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نیوزی لینڈ میں دورہ کے لئے تشریف لائے۔ اس وقت یہاں جماعت کے افراد کی کل تعداد پچاس سے بھی کم تھی۔ حضورؒ کی اس ملک میں تشریف آوری سے اکناف عالم تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ کے پہنچنے کا نشان اس عظیم رنگ میں ظاہر ہوا کہ آپؑ کے جانشین، آپ کے خلیفہ نے بنفس نفیس زمین کے اس کنارہ تک پہنچ کر آپؑ کی دعوت کا پرچار فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مورخہ 15 جولائی 1989ء کو رات 11 بجے آکلینڈ کے ائیر پورٹ پر ورود فرمایا۔ احباب جماعت کے علاوہ ایک ماؤری چیف، پروفیسر ماؤرس ولسن، اپنے قبیلہ کے کچھ افراد کے ساتھ حضورؒ کے استقبال کے لئے ائیر پورٹ پر موجود تھے۔ اس ماؤری گروپ نے اپنی روایتی انداز میں بڑی محبت اور گہری عقیدت کے ساتھ اپنی زبان میں نغمے گا کر حضور کو خوش آمدید کہا۔ اس ماؤری چیف اور ان کی اہلیہ کو بعد میں حضورؒ کی خصوصی دعوت پر جلسہ سالانہ یوکے میں بھی شامل ہونے کا موقع ملا۔ اگلے روز مورخہ 16 جولائی 1989ء کو مجلس عاملہ اور احباب جماعت کے ساتھ ملاقات کے بعد حضورؒ دو ریڈیو انٹرویوز کے لئے مدعو تھے۔ ایک لائیو انٹرویو جس کے لئے نصف گھنٹہ کا وقت مقرر

تھا تقریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔ ریڈیو انٹرویوز کے بعد حضورؒ نے نیوزی لینڈ کے سب سے بڑے اخبار کے نمائندہ کو انٹرویو دیا۔ دوپہر کے وقت حضورؒ کے اعزاز میں ایک خصوصی ظہرانہ کا انتظام کیا گیا تھا جس میں کئی معزز شخصیات نے شرکت کی جن میں ایک حکومتی وزیر اور چند ماؤری چیف بھی شامل تھے۔ اس دعوت کے بعد حضورؒ ایک ٹی وی انٹرویو کے لئے تشریف لے گئے۔ حضورؒ کا یہ دورہ نہایت مختصر تھا چنانچہ شام 4 بجے آپ واپسی کی فلائٹ کے لئے ائیر پورٹ تشریف لائے جہاں تمام افراد جماعت، مرد و زن اور بچے، اپنے پیارے امام کو الوداع کہنے کے لئے موجود تھے۔ اپنی روانگی سے پہلے حضورؒ نے ائیر پورٹ پر تین خواتین کی بیعت کو بھی قبول فرمایا۔

دورہ جات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیوزی لینڈ کی سرزمین کو دو مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت دورہ جات کی میزبانی کا شرف حاصل ہو چکا ہے۔ ہر دو مواقع پر آپ کی اس کنارہ زمین پر موجودگی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ کے اکناف عالم تک پہنچنے کے خدائی وعدہ کی تکمیل کا ایک جیتا جاگتا مجسم نشان بن گئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پہلی مرتبہ مورخہ 4-8 مئی 2006ء کو نیوزی لینڈ کا دورہ فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مورخہ 4 مئی 2006ء بروز جمعرات نیوزی لینڈ کے مقامی وقت دو بج کر پندرہ منٹ پر آکلینڈ کے انٹرنیشنل ائیر پورٹ پر رونق افروز ہوئے۔ جہاز کے دروازہ پر ائیر پورٹ سٹاف کے دو ممبران نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا استقبال کیا۔ اسی روز جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ جماعتی سنٹر بیت المقیت تشریف لائے تو ایک ماؤری چیف اپنے قبیلہ کے چند اراکین کے ساتھ موجود تھے اور انہوں نے اپنے روائتی انداز میں حضور پر نور کا استقبال کیا۔

اس دورہ کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت نیوزی لینڈ کے 17 ویں جلسہ سالانہ کو بھی اپنے وجود مسعود سے رونق بخشی۔ مورخہ 5 مئی 2006ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے لوائے احمدیت لہرا کر جلسہ سالانہ کا افتتاح فرمایا اور بعد ازاں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ یہ پہلا خطبہ جمعہ تھا جو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نیوزی لینڈ کی سرزمین پر ارشاد فرمایا جو کہ ایم ٹی اے کے ذریعہ ساری دنیا میں دیکھا اور سنا گیا۔ اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا کہ دنیا کے اس دور دراز کے ملک سے خلیفۃ المسیح کا کوئی خطبہ یا پروگرام براہ راست نشر ہوا ہو۔ مورخہ 6 مئی 2006ء کو حضور

انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اعزاز میں ایک استقبالیہ تقریب رکھی گئی تھی جس میں اراکین پارلیمنٹ اور کئی دیگر عمائدین اور معزز مہمانوں نے شرکت کی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس تقریب کے موقع پر حاضرین سے خطاب بھی فرمایا۔ اسی روز سہ پہر کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ میں اپنا خطاب فرمایا اور اختتامی دعا کروائی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس دورہ کے دوران پروفیسر کلیمنٹ ریگ کے ایک پوتے اور پوتی سے بھی ملاقات فرمائی اور ان سے پروفیسر صاحب کے اسلام لانے کے متعلق دریافت فرمایا۔ مرکز کی ہدایت پر جماعت نیوزی لینڈ نے پروفیسر کلیمنٹ ریگ کی فیملی اور قبر کا پتا چلایا تھا۔ چنانچہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بعد ازاں پروفیسر صاحب کی قبر پر دعا کے لئے بھی تشریف لے گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نیوزی لینڈ کا دوسرا دورہ مورخہ 28 اکتوبر تا 5 نومبر 2013ء کو فرمایا اور ایک مرتبہ پھر اس سرزمین کا نصیب جاگ اٹھا۔ مورخہ 28 اکتوبر 2013ء کو شام پانچ بج کر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی فلائٹ آسٹریلیا سے نیوزی لینڈ میں آکلینڈ ائیر پورٹ پر اتری۔ دو پولیس انسپکٹرز کے علاوہ جماعت نیوزی لینڈ کے نیشنل صدر صاحب اور مشنری انچارج صاحب نے جہاز کے دروازہ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو خوش آمدید کہا۔ اسی روز نماز مغرب سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ جماعتی مرکز تشریف لائے جہاں احباب جماعت نے حضور پر نور کا والہانہ استقبال کیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نئی مسجد کا دورہ فرمایا اور اس کے مختلف حصے دیکھے۔

مورخہ 29 اکتوبر 2013ء کو ماؤری بادشاہ نے آکلینڈ سے تقریباً ایک سو کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع اپنے مرائے میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے استقبال کے لئے ایک خصوصی تقریب کا اہتمام کیا تھا۔ ماؤری کلچر میں کمیونٹی سنٹر کو جسے مقدس حیثیت حاصل ہوتی ہے ''مرائے'' کہا جاتا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو جس مرائے پر مدعو کیا گیا تھا اس کی حیثیت ماؤری بادشاہ کے ہیڈ کوارٹرز کی ہے۔ ماؤری بادشاہ علامتی طور پر ان سب قبائل کا سربراہ سمجھا جاتا ہے جنہوں نے 1850ء میں ماؤری بادشاہت کی تحریک کا آغاز کیا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے لئے ایسے استقبال کا انتظام کیا گیا تھا جو ماؤری روایات کے مطابق کسی سربراہ حکومت یا کسی بڑے قبیلہ کے بادشاہ کے لئے مخصوص ہے۔ اسی طرح ماؤری سنٹر پر ماؤری جھنڈے کے ساتھ لوائے احمدیت کے لہرائے جانے کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔ یہ

استقبالیہ تقریب دو گھنٹہ سے زائد جاری رہی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تقریب کے اختتام پر ماؤری بادشاہ کوماؤری ترجمہ قرآن کا تحفہ دیا۔

یہاں اس امر کا ذکر بھی قارئین کے لئے ازدیاد ایمان کا باعث ہو گا کہ جولائی 1989ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے ایک روزہ دورہ پر نیوزی لینڈ تشریف لائے تھے تو جس چیف نے اپنے قبیلہ کے بعض اراکین کے ہمراہ حضور رحمہ اللہ کا استقبال کیا تھا، انہوں نے حضور رحمہ اللہ کو ماؤری بادشاہ کے ہیڈ کوارٹرز پر آنے کی دعوت دی تھی۔ اس وقت موجودہ بادشاہ کی والدہ بطور ملکہ اس ادارہ کی سربراہ تھیں۔ چنانچہ اس کا ذکر کرتے ہوئے حضور رحمہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 4 اگست 1989ء میں فرمایا:

اب انہوں (یعنی ماؤری چیف) نے وعدہ کیا ہے کہ وہ جلسہ پر بھی تشریف لائیں گے۔۔۔ اور ساتھ ہی انہوں نے مجھے یہ دعوت دی ہے کہ ان کا جو (نیشنل) سب سے چوٹی کا ادارہ ہے جس کی سربراہ کو ملکہ کہتے ہیں، جو خاتون ہیں،۔۔۔، وہ پرانے طرز کا مرکزی ادارہ ہے جس کو سارے ملک کی نمائندگی حاصل ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ چونکہ وہ بااثر ہیں اس ادارہ کی طرف سے میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ آپ وہاں تشریف لا کر ہمیں مخاطب ہوں اور ہمیں بتائیں کہ کیوں ہم احمدی ہوں اور کیا دلائل ہیں۔۔۔

یہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی تائید کا غیر معمولی نشان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ماؤری قبائل کے اس مرکزی ادارہ کو بادشاہ کی موجودگی میں مخاطب ہونے کے سامان پیدا فرمائے۔ چنانچہ آپ نے اس موقع پر اپنے خطاب میں بڑے موثر رنگ میں حاضرین تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ آپ نے فرمایا:
"۔۔۔ آج دنیا کو امن، صلح، محبت، اخوت، بھائی چارہ اور رواداری کی ضرورت ہے اور قران کریم یہی پیغام امن، صلح، بھائی چارہ اور رواداری کا دیتا ہے۔ صرف پیغام ہی نہیں دیتا بلکہ راہنمائی کرتا ہے کہ آپ کن اصولوں پر چل کر اپنے معاشرہ کو پرامن معاشرہ بنا سکتے ہیں۔۔۔"

(الفضل انٹرنیشنل لندن 27 دسمبر 2013ء تا 2 جنوری 2014ء صفحہ 10)

اس دورہ کے دوران بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ نیوزی لینڈ میں شرکت فرمائی جو کہ یکم تا 3 نومبر 2013ء کو منعقد ہوا۔ مورخہ یکم نومبر 2013ء بروز جمعۃ المبارک کو لوائے احمدیت لہرا کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

نے اس جلسہ کا افتتاح فرمایا۔ بعد ازاں آپ نے نئی بننے والی نیوزی لینڈ جماعت کی پہلی مسجد "بیت المقیت" کا افتتاح فرمایا اور اس مسجد میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ ایم ٹی اے کے ذریعہ ساری دنیا میں براہ راست نشر کیا گیا۔ اس جلسہ کے دوسرے روز ایک خصوصی تقریب منعقد ہوئی جو کہ مسجد کے افتتاح اور قرآن کریم کے ماؤری ترجمہ کی اشاعت کے حوالہ سے رکھی گئی تھی۔ اس تقریب میں حکومتی وزراء، اراکین پارلیمنٹ، ماؤری بادشاہ اور کئی دیگر عمائدین اور معزز مہمانوں نے شرکت کی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس تقریب کے موقع پر حاضرین سے خطاب فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس دورہ کے دوران ایک اور اہم اور تاریخی نوعیت کی تقریب کا بھی اانتظام فرمایا جو کہ نیوزی لینڈ کی پارلیمنٹ میں منعقد ہوئی جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو خطاب کے لئے مدعو کیا گیا تھا۔ مورخہ 4 نومبر 2013ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اس تقریب میں شرکت کے لئے جماعتی وفد کے ہمراہ بذریعہ ہوائی جہاز ملک کے دارالحکومت ویلنگٹن تشریف لے گئے۔ کئی معزز مہمانوں نے اس تقریب میں شرکت کی جن میں اراکین پارلیمنٹ کے علاوہ، بعض ملکوں کے سفارتکار، پولیس آفیسرز، کونسلرز اور پروفیسرز شامل تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 'امن عالم، وقت کی اہم ضرورت' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ دنیا کے ایک کونہ میں پہنچ کر یوں امن کا پیغام پہنچانا جہاں حضور پرنور کی امن عالم کے لئے پر خلوص کوششوں کی انتہاء کی علامت کی حیثیت رکھتا ہے وہاں اس زمانہ میں کھڑے کئے گئے امن کے حصار، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی دعوت کے اکناف عالم تک پہنچنے کا ایک زندہ نشان بھی۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 25 مارچ 2022ء)



حضرت صوفی عبدالقدیرؓ



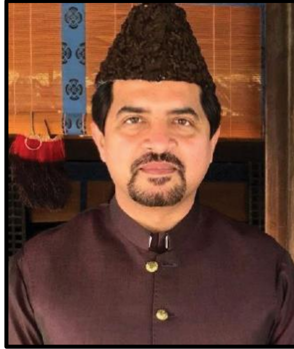
مسٹر کوبایاشی





(20)

جاپان میں احمدیت
دنیا کے مشرقی کنارے اور چڑھتے سورج کی سرزمین



انیس رئیس۔ مبلغ جاپان

جاپان دنیا کی قدیم ترین ریاستوں میں سے ایک ہے اور اس ملک کی تاریخ ہزاروں برس پرانی ہے۔ اسی طرح جاپان کا شاہی خاندان دنیا کا سب سے قدیم ترین شاہی خانوادہ تصور ہوتا ہے تو ریاستِ جاپان بھی اپنے اسی نام اور حدود اربع کے ساتھ ہزاروں برس سے قائم و دائم ہے۔ جاپان کا روایتی مذہب شنتومت ہے لیکن جاپانیوں کا طرزِ زیست اس بات کا غماز ہے کہ اس قوم کی نشو نما میں حضرت کنفیوشس اور حضرت لاؤتزے کے فکر و فلسفے کا بھی عمل دخل ہے۔ چھٹی صدی عیسوی میں جاپان میں بدھ مت کی آمد ہوئی اور دیکھتے ہی یہ مذہب بھی ملک کے طول و عرض میں مقبول ہونے لگا۔ اسی طرح بعض محققین شنتومت پر یہودیت کے اثرات کے بھی قائل ہیں۔

سولہویں صدی عیسوی میں نو آبادیاتی نظام کے پھیلاؤ کے نتیجہ میں مسیحی مبلغین بھی چہار دانگ عالم پھیلنے لگے تو انہی میں سے ایک مشہور پرتگیزی مناد مسیحیت کی تبلیغ کے لئے جاپان پہنچے۔ جاپانی عوام نے اس نئے مذہب کو بھی خوش آمدید کہا اور ناگاساکی شہر کے گرد و نواح میں ہزاروں لوگ حلقہ بگوش مسیحیت ہو گئے، لیکن یہ نیا مذہب جاپانیوں میں تو مقبول ہوا مگر مسیحیت کو حکام وقت کی طرف سے سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا اور اس کے بعد کی دو صدیاں جاپان کے مسیحیوں پر ظلم و ستم کی صدیاں کہی جا سکتی ہیں۔ جور و ستم کا یہ دور میجی بادشاہت کے دوران اپنے اختتام کو پہنچا اور بالآخر 1889ء میں جاپانی آئین نے ملک میں مذہبی آزادیوں کا اعلان کر دیا۔ یہی وہ سال ہے جب اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو امام مہدی و مسیح موعود کے طور پر مامور فرمایا۔

جاپانی تاریخ کے مطالعہ سے ایسے کوئی قرائن یا ثبوت نہیں ملتے کہ یہ قوم قرون اولیٰ یا قرون وسطی میں اسلام یا مسلمانوں سے رُوشناس ہوئی ہو۔ جاپان میں اسلام پر تحقیق کرنے والے حضرات کے مطابق 1900ء کے قریب ایک جاپانی تاجر بمبئی گئے اور ایک مسجد دیکھ کر اسلام کی طرف متوجہ ہوئے اور مسلمان ہو گئے۔ ان کا نام AHMAD ARIGA تھا۔ اسی طرح جنگ عظیم اول کے ایام میں جاپانیوں اور سلطنت عثمانیہ کے مابین تعلقات قائم ہو گئے۔ گویا مسلمانوں اور جاپانیوں کے مابین قائم ہونے والے یہ اولین مراسم تھے۔ اخبارات کے ذریعہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جاپانیوں کی اسلام کی طرف رغبت کی خبر پہنچی تو آپ نے اس قوم کو اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے پُرجوش تڑپ کا اظہار فرمایا۔ آپ نے فرمایا:۔

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ جاپانیوں کو اسلام کی طرف توجہ ہوئی ہے۔ اس لئے کوئی ایسی جامع کتاب ہو جس میں اسلام کی حقیقت پورے طور پر درج کر دی جاوے گویا اسلام کی پوری تصویر ہو جس طرح پر انسان سراپا بیان کرتا ہے اور سر سے لے کر پاؤں تک کی تصویر کھینچ دیتا ہے۔ اسی طرح سے اس کتاب میں اسلام کی خوبیاں دکھائی جاویں۔ اس کی تعلیم کے سارے پہلوؤں پر بحث ہو اور اس کے ثمرات اور نتائج بھی دکھائے جاویں"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 371)

جاپانیوں کو عمدہ مذہب کی تلاش ہے

26اگست 1905ء نماز ظہر سے قبل مسجد مبارک قادیان میں ذکر آیا کہ جاپان میں اسلام کی طرف رغبت معلوم ہوتی ہے اور ہندوستان سے بعض مسلمانوں نے وہاں جانے کا ارادہ کیا ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"جن کے اندر خود اسلام کی روح نہیں وہ دوسروں کو کیا فائدہ پہنچائیں گے۔ جب یہ قائل ہیں کہ اب اسلام میں کوئی اس قابل نہیں ہو سکتا کہ خدا اس سے کلام کرے اور وحی کا سلسلہ بند ہے تو یہ ایک مردہ مذہب کے ساتھ دوسروں پر کیا اثر ڈالیں گے۔ یہ لوگ صرف اپنے پر ہی ظلم نہیں کرتے ہیں ان کو اپنے عقائد اور خراب اعمال دکھا کر اسلام میں داخل ہونے سے روکتے ہیں۔ ان کے پاس کونسا ہتھیار ہے جس سے غیر مذاہب کو فتح کرنا چاہتے ہیں۔

"جاپانیوں کو عمدہ مذہب کی تلاش ہے۔ ان کی بوسیدہ اور ردی متاع کون لے گا۔ چاہئے کہ اس جماعت میں سے چند آدمی اس کام کے واسطے تیار کئے جائیں جو لیاقت اور جرأت والے ہوں اور تقریر کرنے کا مادہ رکھتے ہوں"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 351 بحوالہ بدر جلد 1 نمبر 21 صفحہ 2 مورخہ 24اگست 1905ء)

خدا چاہے گا تو جاپان میں طالب اسلام پیدا کر دے گا

"خدا چاہے گا تو اس ملک میں طالب اسلام پیدا کر دے گا جو خود ہماری طرف توجہ کرے گا۔ اب آخری زمانہ ہے۔ ہم فیصلہ سننے کے انتظار میں ہیں۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 297 تا 299۔ بحوالہ بدر جلد 1 نمبر 13 صفحہ 2 مورخہ 29جون 1905ء)

ہمیں حکم ہو تو بغیر زبان سیکھے آج ہی چل پڑیں

جاپانی قوم کو اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دلی کیفیات ان الفاظ سے ظاہر ہیں۔ آپ نے فرمایا:

”اگر ہمیں خدا کا حکم ہو تو بغیر زبان سیکھنے کے آج ہی چل پڑیں۔ ہم ایسے معاملات میں کسی کے مشورہ پر نہیں چل سکتے۔ خدا کے منشاء کے قدم بقدم چلنا ہمارا کام ہے“

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 297 تا299۔ بحوالہ بدر جلد 1 نمبر 13 صفحہ 2 مورخہ 29 جون 1905ء)

جاپانیوں کے واسطے ایک کتاب لکھی جاوے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جاپانی قوم کو تبلیغ اسلام کے لئے ایک جامع کتاب لکھنے کی خواہش ظاہر کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

”اس ضعف اسلام کے زمانے میں جبکہ دین مالی امداد کا سخت محتاج ہے۔ اسلام کی مدد ضرور کرنی چاہیے جیسا کہ ہم نے مثال کے طور پر بیان فرمایا ہے کہ جاپانیوں کے واسطے ایک کتاب لکھی جاوے اور کسی فصیح و بلیغ جاپانی کو ایک ہزار روپیہ دے کر ترجمہ کرایا جائے اور پھر اس کا دس ہزار نسخہ چھاپ کر جاپان میں شائع کر دیا جائے“

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 373)

”اس مضمون کے پڑھنے کے لئے اگر مولوی عبد الکریم صاحب جائیں تو خوب ہے۔ ان کی آواز بڑی بارعب اور زبردست ہے اور وہ انگریزی لکھا ہوا ہو تو اسے خوب پڑھ سکتے ہیں اور ساتھ مولوی محمد علی صاحب بھی ہوں اور ایک اور شخص بھی چاہیے۔ الرفیق ثم الطریق“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 234۔235)

ایک مشرقی طاقت کے ظہور کی خبر

1905ء میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو روس اور جاپان کے معرکہ میں دنیا کے نقشہ پر ایک مشرقی طاقت کے ظہور کی خبر دی اور یہ الفاظ الہام فرمائے۔

”ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت“

(الہام 1904ء شائع شدہ الحکم 10 جولائی 1905ء)

اس جنگ کے بعد مشرق میں ”جاپان“ ایک زبردست طاقت بن کر اُبھرا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامی الفاظ حرف بہ حرف پورے ہوئے۔ ہو سکتا ہے کہ آئندہ زمانوں یہ پیشگوئی کسی اور شان سے پوری ہو مگر روس اور جاپان کے معرکہ میں خلاف توقع جاپان کی فتح، کوریا کی نازک حالت اور روس کی شکست وریخت نے یہ ثابت کیا کہ منصہ عالم پر جاپان کے ایک زبردست فوجی اور اقتصادی طاقت کے ظہور سے نظام عالم کی ترتیب میں اس مشرقی کو طاقت کو ایک کلیدی مقام حاصل ہوا ہے۔

جاپان میں اشاعت اسلام کی اولین کاوشیں

جاپانیوں کو اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کی تکمیل کا سب سے پہلا بیڑا حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے اٹھایا اور قادیان سے جاپانیوں کو تبلیغی خطوط لکھنے شروع کئے۔ اور جنگ عظیم دوم سے قبل حکومت جاپان سے خط وکتابت کا ریکارڈ بھی تاریخ احمدیت میں محفوظ ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد 18 صفحہ 563)

تحریک جدید کا اجراء اور جاپان میں اشاعتِ اسلام کی مستقل بنیادیں

حضرت خلیفہ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے تحریک جدید کے مقاصد بیان کرتے ہوئے ایک موقع پر فرمایا کہ:۔
”تحریک جدید کا پہلا مقصد یہ ہے کہ ہم دنیا کے ہر ملک میں کم از کم ایک آدمی ایسا کھڑا کر دیں جو اسلام کے جھنڈے کو اپنے ہاتھوں میں تھامے رکھے۔۔۔ جاپان میں ایک ہندوستانی اسلام جھنڈے کو نہ لہرا رہا ہو بلکہ چند جاپانی اسلامی جھنڈے کو اپنے ہاتھوں میں تھامے ہوئے ہوں“

ایک موقع پر آپؓ نے فرمایا کہ:۔

”جاپان کتنا عظیم الشان ملک ہے، اگر ہم وہاں مشن کھول دیں اور خدا کرے، وہاں ہماری جماعت قائم ہو جائے تو احمدیت کی آواز سارے مشرقی ایشیا میں گونجنے لگ جائے گی۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 19 نومبر 1954ء بحوالہ تحریک جدید ایک الٰہی تحریک جلد سوم صفحہ 408)

مبلغین اسلام کی جاپان آمد اور باقاعدہ تبلیغی مشن کا قیام

تحریک جدید کے قیام کے بعد مبلغین اسلام کا پہلا قافلہ 6 مئی 1935ء کو قادیان سے دنیا کے مختلف ممالک کو روانہ ہوا۔ مبلغین کے پہلے قافلہ کے لئے جن ممالک کا انتخاب ہوا چڑھتے سورج کی سرزمین جاپان بھی ان میں شامل تھی۔ حضرت صوفی عبد القدیر صاحب نیاز اوائل جون 1935ء میں جاپان پہنچے اور یوں اس سرزمین اشاعتِ اسلام احمدیت کی باقاعدہ بنیاد رکھی گئی۔ آپ ابھی جاپان میں ہی مقیم تھے کہ حافظ عبد الغفور صاحب مبلغ سلسلہ جاپان تشریف لائے۔ اس دوران جنگ عظیم دوم کے شعلے بھڑکنے لگے اور مبلغین کے لئے تبلیغ اسلام کی کاوشوں کا جاری رکھنا مشکل ہو گیا۔ کچھ عرصہ کے لئے جاپان اور جاپان کے زیر اثر ممالک میں خدمت اسلام پر مامور مبلغین کو قید و بند کی صعوبتوں کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ مبلغین کی اسیری کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:۔
”تحریک جدید کے بعض مبلغین اس وقت دشمن کے ہاتھوں میں قیدی ہیں۔ سٹریٹ سیٹلمنٹس میں ہمارے مبلغ مولوی غلام حسین ایاز صاحب تھے۔ جاوا، سماٹرا میں مولوی شاہ محمد صاحب اور ملک عزیز احمد صاحب گئے تھے اور یہ تینوں اس وقت جاپانیوں کی قید میں ہیں تو گویا یہ تین قید ہیں اور ایک اس وقت تک لاپتہ ہیں“

(تحریک جدید ایک الٰہی تحریک جلد دوم صفحہ 451)

جاپان میں مذہبی کانفرنس کے لئے حضرت مصلح موعودؓ کا پیغام

جنگ عظیم دوم جاپان کی شکست پر منتج ہوتے ہوئے اپنے اختتام کو پہنچ چکی تھی۔ جاپانی قوم جو صدیوں سے امن پسندی میں مشہور تھی، جنگی جنون کو الوداع کہہ کر دوبارہ اپنے اصل کی لوٹ آئی تھی۔ اس حوالہ سے جنگ کے اختتام کے فوری بعد جاپان میں بین المذاہب ہم آہنگی کے خیالات نے جنم لیا اور جاپانی مذاہب میں یہ تحرک پیدا ہوا کہ اسلام جو جاپان میں غیر معروف مذہب ہے اس کو بھی جانا اور سمجھا جائے۔ اس طرح کی ایک کانفرنس وسطی

جاپان کے علاقہ Shizuoka میں منعقد ہوئی اور انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے درخواست کی کہ آپ اس کانفرنس کے لئے کوئی پیغام ارشا د فرمائیں۔ آپ نے درج ذیل دعائیہ پیغام ارشاد فرمایا "اے خدا! ہمیں سیدھا رستہ دکھا۔ ایسا رستہ جس پر مختلف اقوام کے چنیدہ لوگ جنہوں نے تیری رضامندی کو حاصل کرلیا تھا چلے تھے۔ ہمارے ارادے پاکیزہ ہوں۔ ہماری نیتیں درست ہوں۔ ہمارے خیالات ہر بدی سے پاک ہوں۔ ہمارے عمل ہر قسم کی کجی سے منزہ ہوں۔ سچائی اور صداقت کے لئے ہم اپنی ساری خواہشات اور رغبتیں قربان کردیں۔ ایسا انصاف جس میں رحم ملا ہوا ہو ہمارے حصہ میں آئے اور ہم تیرے ہی فضل سے دنیا میں سچا امن قائم کرنے والے بن جائیں۔ جس طرح کہ تیرے برگزیدہ بندوں نے دنیا میں امن قائم کیا اور تو ہمیں ایسے کاموں سے محفوظ رکھ جن کی وجہ سے تیری ناراضگی حاصل ہوتی ہے اور تو ہمیں اس بات سے بچا کہ ہم جوش عمل سے اندھے ہو کر ان فرائض کو بھول جائیں جو تیری طرف سے عائد ہوتے ہیں اور ان طریقوں سے بے راہ ہو جائیں جو تیری طرف لے جاتے ہیں"

(روزنامہ الفضل 9 جولائی 1952ء)

ہیروشیما پر ایٹمی حملہ اور حضرت خلیفۃ المسیح کی پُرزور مذمت

6 اگست 1945ء کا دن انسانی تاریخ کا ایک المناک دن ہے جب اتحادی افواج نے جاپان کے شہر ہیروشیما پر پہلا ایٹم بم گرایا۔ ہزارہا انسان لمحوں میں لقمہء اجل بن گئے۔ مؤرخ احمدیت اس المیہ کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً خبر دی گئی تھی کہ "ان شہروں کو دیکھ کر رونا آئے گا" یہ دردناک نظارہ چشم فلک نے پہلی دفعہ جاپان میں دیکھا۔

حضرت خلیفہ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ نے 10 اگست 1945ء کو ڈلہوزی میں ایک خطبہ دیا جس میں ایٹم بم ایسے مہلک ہتھیار کے استعمال کے خلاف زبردست احتجاج کیا اور بتایا کہ:۔

"ہمارا مذہبی اور اخلاقی فرض ہے کہ ہم دنیا کے سامنے اعلان کردیں کہ ہم اس قسم کی خون ریزی کو جائز نہیں سمجھتے خواہ حکومتوں کو ہمارا یہ اعلان بُرا لگے یا اچھا"

نیز فرمایا کہ۔

''ان باتوں کے نتیجہ میں مجھے نظر آرہاہے کہ آئندہ زمانہ میں جنگیں کم نہیں ہوں گی بلکہ بڑھیں گی اور وہ لوگ جو یہ خیال کرتے ہیں کہ اٹامک سے بڑی طاقتوں کے ہاتھ مضبوط ہو جائیں گے اُن کے مقابلہ میں کوئی جنگی طاقت حاصل نہیں کر سکے گا۔ یہ لغو اور بچوں کا سا خیال ہے...... یاد رکھو خدا کی بادشاہت غیر محدود ہے اور خدا کے لشکروں کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ مَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ اِلَّا هُوْ۔ یعنی تیرے رب کے لشکروں کو سوائے اس کے کوئی نہیں جانتا۔

اگر بعض کو اٹامک بم مل گیا ہے تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے کہ وہ کسی سائنسدان کو کسی اور نکتہ کی طرف توجہ دلا دے اور وہ ایسی چیز تیار کرے جس کے تیار کرنے کے لئے بڑی بڑی لیبارٹریوں کی ضرورت نہ ہو بلکہ ایک شخص گھر بیٹھے بیٹھے اس کو تیار کرے اور اس کے ساتھ دنیا پر تباہی لے آوے اور اس طرح وہ اٹامک بم کا بدلہ لینے لگ جائے''

حضور نے اس ضمن میں اہل عالم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس لطیف نکتہ کی طرف بھی توجہ دلائی کہ آگ کا عذاب دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ مسلمانوں کو نہیں چاہیے کہ وہ اپنے دشمن کو آگ سے تعذیب وتکلیف دیں۔ چنانچہ فرمایا:۔

''تیرہ سو سال پہلے دنیا کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائیوں کو کم کرنے کا راستہ بتایا تھا۔ جب تک دنیا اس راستہ پر نہیں چلے گی لڑائیاں کم نہیں ہوں گی بلکہ بڑھیں گی۔ امریکہ اور یورپ والے امن نہیں پائیں گے جب تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تعلیم کی طرف متوجہ نہیں ہوں گے۔ وہ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق یہ نہ کہیں گے کہ ہمیں ان آگ کی چیزوں کو ناجائز قرار دینا چاہیے۔ اس وقت تک حقیقی امن ان کو نصیب نہیں ہو گا''

(تاریخ احمدیت جلد نہم صفحہ 519-520)

جاپانی قوم کے بارہ میں مبشر رؤیا

خواب میں بتایا گیا ہے کہ جاپانی قوم جو اس وقت بالکل مردہ حالت میں ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل میں احمدیت کی طرف رغبت پیدا کرے گا اور وہ آہستہ آہستہ پھر طاقت اور قوت حاصل کرے گی اور میری آواز پر اسی طرح لبیک کہے گی جس طرح پرندوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہا تھا۔
(الفضل 19 اکتوبر 1945ء صفحہ 1-2، رؤیا و کشوف سیدنا محمود صفحہ 285-287)

ایک احمدی ڈاکٹر کی ہیروشیما کے متاثرین کے لئے شاندار خدمات

جنگ عظیم دوم میں شکست و ریخت او رایٹمی تباہی کا شکار ہونے کے بعد تعمیر نو کا مرحلہ شروع ہوا تو اللہ نے اپنے خاص فضل سے ایسا انتظام کر دیا کہ ایک بزرگ احمدی مکرم کیپٹن ڈاکٹر محمد شاہ نواز خان صاحب ہیروشیما کے متاثرین کی امداد کے لئے ایک برطانوی فوجی قافلہ کے ساتھ جاپان تشریف لائے اور ہیروشیما کے ایک مشہور ہسپتال سے مریضوں اور زخمیوں کی دیکھ بھال کا آغاز کیا۔

آپ کی بے لوث اور اعلیٰ خدمات کی بنا پر شہنشاہ جاپان کی طرف سے ایک تلوار بطور انعام دی گئی۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ہدایات کے پیش نظر آپ جتنا عرصہ جاپان میں مقیم رہے تبلیغی مہمات میں حصہ لیتے رہے۔

حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان ؓ کا تاریخی کردار

1951ء میں سان فرانسسکو میں جنگ عظیم دوم کے اختتام کا معاہدہ عمل میں آنا تھا۔ اس موقع پر حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے ناقابل فراموش کردار ادا کیا۔ اس کانفرنس کی رُوداد بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر سمیع اللہ قریشی صاحب سابق سفیر ٹوکیو لکھتے ہیں:۔

"ظفر اللہ خان نے جو پاکستان کی قیادت کر رہے تھے، پرجوش الفاظ میں جاپان کے لئے تقریر کی جس میں انہوں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صلح کی مثالیں دیتے ہوئے ایک فاتح کے مفتوح سے ہمدردانہ سلوک کی لاثانی مثال

بتایافصاحت کے اس نمونہ سے چند الفاظ یہاں درج کئے جاتے ہیں۔چونکہ اب یہ تقریر تقریباًنایاب ہو گئی ہے۔ ظفر اللہ خان نے کہا: سوائے اس ایک تابندہ اور شاندار مثال کے جس نے عرصہ دراز تک مسلمانوں میں روایت قائم کر دی تھی تاریخ شاید ہی ایسی کوئی گواہی پیش کرتی ہے جس میں فاتح نے مفتوح سے بڑی فیاضی کے جذبے کے تحت ایساشاندار سلوک کیاہو (جس کی) نہایت نمایاں مثال فتح مکہ تھی۔ جیسے ہوئے اب تیرہ سو سال ہو گئے ہیں مگر اس کی چمک دمک آج تک ماند نہیں پڑی۔ صلح مکہ نے بیس سال کے خون کے پیاسے دشمنوں کو ایک دوسرے کا دوست اور برادری بنادیا۔(اس کے برعکس) ہمیں جو صلح دی جاتی ہے اس سے خرابیوں اور تباہیوں کا ایک سلسلہ پیدا ہوتا ہے۔ جن کے اس قسم کی صلح سے بیج بوئے جاتے ہیں"

(سفیر اور سفارتکاری۔ایک دور کی کہانی از ڈاکٹر سمیع اللہ قریشی۔ پیراماؤنٹ پبلشنگ کراچی)

اس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے فرمایا:۔

The peace with Japan should be a premised on justice and reconciliation, not on vengeppression. In future Japan would play an important role as a result of the series of reforms initiated in the political and social structure of Japan which hold out a bright promise of progress and which qualify Japan to take place as an equal in the fellowship of peace loving nations.

ایک سعید روح کی قبول اسلام احمدیت کی داستان

ابتدائی مبلغین کی تبلیغ اسلام سے بعض جاپانی اسلام کی طرف مائل ہوئے اور بعض سعید روحیں اسلام احمدیت کی آغوش میں آگئیں۔ مگر جنگ عظیم دوم کی وجہ سے مبلغین کو جاپان سے واپس جانا پڑا اور ذرائع ڈاک وغیرہ میں تعطل کے باعث ایسے احباب کا مرکز سے رابطہ استوار نہ رہ سکا جنہوں نے اسلام احمدیت قبول کی تھی۔ اسی اثناء میں 1950ء کی دہائی میں ایک سعید فطرت جاپانی مکرم کوبایاشی صاحب اسلام میں دلچسپی کے بعد مزید تعلیم اور غور وفکر کے لئے پاکستان کے لئے عازم سفر ہوئے اور رائے ونڈ کے تبلیغی مرکز میں مقیم ہوگئے۔

رائے ونڈ میں قیام کے دوران ایک دن آپ لاہور چڑیا گھر کی سیر کو گئے ہوئے تھے کہ حسن اتفاق سے ایک احمدی مسلمان سے ملاقات ہوگئی۔ اس احمدی مسلمان نے انہیں چینی خیال کیا اور جماعت کا تعارف کروانے کی کوشش۔ مکرم کوبایاشی صاحب نے بتایا کہ وہ جاپان سے حصول تعلیم کے لئے پاکستان آئے ہیں اور اس وقت ایک مدرسہ میں تحصیل علم کر رہے ہیں۔ احمدی دوست نے اس جاپانی نوجوان کو مشورہ دیا کہ اگر آپ اسلام کے بارہ میں معلومات حاصل کرنے آئے ہیں تو پھر احمدیت کا بھی تعارف حاصل کر رہے ہیں۔ احمدیت اسلام کی ہی حقیقی شکل ہے۔ مکرم کوبایاشی صاحب کو اس موضوع میں دلچسپی پیدا ہوئی اور رائے ونڈ کے مدرسہ میں واپس آکر آپ نے یہ داستان اپنے ساتھیوں کو سنائی اور ربوہ جاکر احمدیت کا تعارف حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ مگر ہم مکتب دوستوں اور اساتذہ کی طرف سے مخالفت کی گئی اور اس معصوم جاپانی کو یہ کہہ کر ورغلانے کی کوشش ہوئی کہ آپ نے ربوہ جاکر کیا کرنا ہے؟ وہاں تو شیاطین کا بسیرا ہے وہ آپ کو گمراہ کر دیں گے۔

مکرم کوبایاشی صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے سوچا زندگی میں انسانوں سے تو بارہا مل چکا ہوں کیوں نہ شیطانوں سے ملا جائے اور دیکھا جائے کہ یہ مخلوق کیسی ہوتی ہے؟ آپ نے رائے ونڈ کے مدرسہ کے دوستوں کی مخالفت اور آپ کو ربوہ جانے سے روکنے کے ارادوں کو بھانپتے ہوئے یہ ترکیب سوچی کہ رات کے اندھیرے میں ہی مدرسہ چھوڑ دیا جائے۔ لیکن آپ رائے ونڈ سے لاہور تک کے راستہ سے واقف نہ تھے، اچانک آپ کے ذہن میں یہ ترکیب آئی کہ رائے ونڈ سے بذریعہ ریل لاہور گئے تھے، اس کا مطلب ہے ٹرین کی پٹری پر چلتے چلے جائیں تو لاہور پہنچا جاسکتا ہے۔ لہذا آپ ٹرین کی پٹری کے سنگ چل پڑے اور ساری رات چلتے ہوئے صبح کے وقت لاہور پہنچے۔ وہاں سے آپ راستہ پوچھتے پچھاتے ربوہ آپہنچے۔ کچھ یوم دارالضیافت میں قیام کیا اور اپنی آمد کا مقصد بیان کیا۔ آپ کو جامعہ احمدیہ میں داخلہ مل گیا اور مکرم میر داؤد احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ نے آپ سے غیر معمولی شفقت کا سلوک فرمایا۔ جامعہ میں داخلہ کے کچھ ہفتوں بعد ہی آپ نے اسلام احمدیت قبول کرلی۔ مکرم عثمان چینی صاحب اس زمانہ میں آپ کے ہم عصر تھے۔ آپ نے دو سال جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کی مگر بعد ازاں ویزہ میں توسیع نہ مل سکی اور تحصیل علم کا یہ سفر یہیں پر روکنا پڑا۔ آپ جاپان واپس تشریف لے آئے اور بذریعہ خط و کتابت مرکز سے رابطہ رکھتے۔

قبول اسلام کے بعد آپ کا نام دور دراز دیس کی نسبت سے محمد اویس رکھا گیا۔ محمد اویس کوبایاشی صاحب اس وقت 92 برس کی عمر میں جماعت احمدیہ جاپان کے فعال ممبر ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے جاپانی ترجمہ کی توفیق عطا فرمائی۔ آپ نہایت بے لوث خدمت کرنے والے اور جماعت سے اخلاص ووفار کھنے والے وجود ہیں۔

جاپان میں اسلام احمدیت کے مشن کا احیائے نو

اب جاپان میں کچھ ایسی سعید روحیں موجود تھیں جو اسلام احمدیت قبول کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کو پورا کر چکی تھیں کہ ''اگر خدا تعالیٰ چاہے گا تو اس ملک میں طالب اسلام پیدا کر دے گا'' جنگ عظیم دوم کی شکست و ریخت کے بعد جب جاپان دوبارہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو چکا تھا تو خلافت ثالثہ کے دور میں مؤرخہ 8 ستمبر 1969ء کو مکرم میجر (ر) عبد الحمید صاحب اسلام احمدیت کے مبلغ کی حیثیت سے جاپان پہنچے اور چڑھتے سورج کی سرزمین جاپان میں تبلیغ اسلام کے مشن کا احیاءِ نو عمل میں آیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جماعت کو یہ خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا کہ:۔

''پس جاپان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مشن قائم ہو گیا ہے اور وہ پیشگوئی جس کا ذکر قرآن کریم میں تھا ذوالقرنین کے بیان کے مطابق اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا ایک اور جلوہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمیں دکھایا ہے............. میں یہ تحریک کروں گا کہ آپ یکم مئی کے بعد جب سالِ رواں کی مختلف ذمہ داریاں ادا کر چکے ہوں تو جتنا خوشی اور بشاشت سے دوسرے چندوں پر اثر ڈالے بغیر آپ جاپان مشن میں دے سکتے ہوں دے دیں''

(سیدنا حضرت خلیفہ المسیح الثالثؒ خطاب جلسہ سالانہ 1969۔ بحوالہ خطبات ناصر جلد اول صفحہ 659)

احمدیہ اسلامک ریسرچ سنٹر کا قیام

ابتدائی دور کے مخلص احمدی احباب میں سے نور احمد تھاکائی صاحب بھی تھے۔ ایک مخلص پاکستانی احمدی مکرم عبد المنان خان صاحب کی مساعی کا ذکر ان الفاظ میں محفوظ ہے:۔

1960ء میں لاہور پاکستان کے ایک مخلص احمدی دوست مکرم عبدالمنان خان صاحب میرین انجینئرنگ کی تعلیم کے سلسلہ میں جاپان تشریف لے گئے اور 1963ء تک وہاں مقیم رہے۔ آپ نے تعلیم کے ساتھ ساتھ وہاں احمدیت کی نشرواشاعت کے لئے بھی خدمات سرانجام دیں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی اجازت سے آپ نے تین جاپانی احمدیوں سے ملکر "احمدیہ اسلامک ریسرچ سنٹر" قائم کیا اور بہت سا لٹریچر جاپانی زبان میں چھپوا کر ٹوکیو کے بازاروں میں تقسیم کیا 1963ء میں ایک جاپانی احمدی مکرم نور احمد صاحب تاکائی (NUR AHMAD TAKAI) کے ہمراہ آپ نے اوساکا, ناگویا اور کیوتو کا تبلیغی دورہ بھی کیا آپ 26 جولائی 1963ء کو "احمدیہ ریسرچ اسلامک سنٹر" کا کام مکرم نور احمد صاحب تاکائی کے سپرد کر کے واپس لاہور آ گئے۔

(تاریخ مشن جاپان از دفتری ریکارڈ فائل وکالت تبشیر ربوہ صفحہ 19)

جاپانی احمدی مسلمانوں کا اخلاص ووفا

خلفائے احمدیت کی قیادت میں اسلام احمدیت کی کاوشیں کامیاب ہوئیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جاپان میں ایسی سعید فطرت روحوں کی ایک جماعت قائم ہوگئی جو امام الزماں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو سمجھ کر اسلام کی آغوش میں آچکی تھی۔ ان جاپانی احمدی مسلمانوں کے اخلاص ووفا کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"جاپانی احمدیوں میں ان دنوں میں جتنے دن وہاں رہا پہلے دن جو ان کا رویہ تھا وہ میں دیکھتا رہا ہوں۔ ہر روز اس میں ایک تعلق اور وفا کی کیفیت بڑھتی رہی۔ تبدیلی محسوس ہوتی رہی۔ اللہ کرے کہ یہ لوگ بھی اپنی قوم میں اسلام کے حقیقی پیغام کو پہنچانے کا ذریعہ بن جائیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کو پورا کرنے والے ہوں جو آپ نے جاپان کے بارہ میں کہی تھی۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 19 مئی 2006ء خطبات مسرور جلد چہارم صفحہ 254)

جاپانی احمدیوں کے اخلاص و وفا کا ذکر کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں

''اکثر جاپانی مرد اور عورتیں جو احمدی ہوئے وہ خود بھی اور ان کی اولادیں بھی ماشاء اللہ جماعت سے تعلق اور وفا رکھتے ہیں اور عہد بیعت پر پختگی سے قائم ہیں''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 12 مئی 2006ء خطبات مسرور جلد چہارم صفحہ 232)

جاپانی ترجمہ قرآن کی اشاعت

1988ء کا سال تاریخ احمدیت جاپان کے لئے ایک یادگار سال ہے۔ اس سال جماعت احمدیہ جاپان کو جاپانی زبان میں ترجمہ قرآن شائع کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خصوصی توجہ اور شفقت کے نتیجہ میں جاپانی احمدی مسلمان مکرم محمد اویس کوبایاشی صاحب اور مکرم مغفور احمد منیب صاحب مبلغ سلسلہ نے دو سال کی محنت کے بعد جاپانی زبان میں ترجمہ کی توفیق پائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی جاپان تشریف آوری

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جاپانیوں کو تبلیغ اسلام کا ایک جامع منصوبہ پیش فرمایا تھا۔ اس مقدس خواہش کی تکمیل کے لئے نصف صدی سے زائد عرصہ کی انتھک کاوشوں کے بعد جاپان میں تبلیغ اسلام کا ایک باقاعدہ مرکز قائم ہو چکا تھا۔ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مبلغین سلسلہ کے ذریعہ جاپانی قوم تک زمانے کے امام کا پیغام پہنچ چکا تھا۔

1989ء کا سال سرزمین جاپان کے لئے ایک یادگار اور ناقابل فراموش لمحہ ہے۔ جب پہلی مرتبہ اس سرزمین نے خلیفۃ المسیح کی قدم بوسی کا اعزاز حاصل کیا۔ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 24 جولائی 1989ء کو ورود فرمایا۔ آپ نے پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ آپ کے اعزاز میں ٹوکیو اور ناگویا میں استقبالیہ تقاریب منعقد کی گئیں۔ سرزمین جاپان کو یہ اعزاز بھی حاصل ہوا کہ پہلی دفعہ کسی خلیفۃ المسیح نے جاپان میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ آپ نے خطبہ جمعہ کے دوران جاپانی قوم کو زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

’’آج تک میں کسی قوم کے اخلاق سے اتنا متاثر نہیں ہوا جتنا کہ جاپانی قوم کے اخلاق سے متاثر ہوا ہوں۔ ان کے اندر سچائی ہے، انکساری ہے، اور یہ ایسے خلق ہیں جنہیں ہمیشہ خدا پیار سے دیکھتا ہے۔ یہ لوگ معاملات کے صاف ہیں اور وعدے کے سچے لیکن بعض ممالک نے ان کے ساتھ بد مثالیں قائم کی ہیں جس کی وجہ سے اسلام کی نہایت بھیانک تصویر یہاں قائم کی گئی ہے۔ اس لیے جماعت احمدیہ کا یہ فرض ہے کہ اِن اخلاق میں آپ اِن سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں کیونکہ آپ کے پیچھے ایک عظیم الشان مذہب کی تعلیم ہے۔‘‘

(سیدنا حضرت خلیفہ المسیح الرابعؒ خطبہ جمعہ فرمودہ 28 جولائی 1989ء)

خلفائے احمدیت کے دورے

جماعت احمدیہ جاپان کو یہ اعزاز اور اکرام حاصل ہے کہ یہ سرزمین خلفائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں اور توجہ کا مرکز بنی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جاپان میں اشاعتِ اسلام کی خواہش کی تکمیل میں خلفائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہ صرف جاپان میں تبلیغ اسلام کے منصوبوں کی راہنمائی فرمائی بلکہ بنفس نفیس جاپان تشریف لاکر اشاعتِ اسلام کی مہم کی قیادت فرمائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ جولائی 1989ء میں ایک مرتبہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مئی 2006ء، نومبر 2013ء اور نومبر 2015ء میں جاپان رونق افروز ہوئے۔ جماعت احمدیہ جاپان کو میزبانی کا شرف بخشا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

مبلغین اسلام احمدیت کی تبلیغی کاوشیں

تحریک جدید کے اجراء کے فوری بعد 4 جون 1935ء کو پہلے مبلغ اسلام کے طور پر مکرم صوفی عبد القدیر صاحب نیاز جاپان تشریف لائے، آپ ابھی جاپان ہی تھے کہ مکرم حافظ عبد الغفور صاحب جاپان کے ساحلی شہر کوبے پہنچے۔ جنگ عظیم دوم کے نتیجہ میں کچھ وقت کے لئے تبلیغی مشن معطل کرنا پڑا لیکن حالات معمول پر آنے کے بعد 1969 میں مکرم میجر (ر) عبد الحمید صاحب اور 1975ء میں مکرم عطاء المجیب راشد صاحب تبلیغ اسلام کے مشن پر جاپان تشریف لائے۔ بعد ازاں مکرم مغفور احمد منیب صاحب، مکرم ضیاء اللہ مبشر صاحب، مکرم فہیم احمد خالد صاحب، مکرم نصیر احمد بدر صاحب، مکرم ظہیر احمد ریحان صاحب، مکرم صباح الظفر صاحب بطور مبلغ تبلیغ اسلام

کے فرائض بجالاتے رہے۔ اس وقت خاکسار کے علاوہ مکرم حزقیل احمد صاحب اور مکرم محمد ابراہیم صاحب جاپان میں تعینات ہیں۔

جاپان میں نظام جماعت کا قیام

مکرم عطاء الجیب راشد صاحب جاپان تشریف لائے تو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے آپ کو جاپان کا امیر مقرر فرمایا۔ گویا آپ جاپان کے پہلے امیر جماعت تھے۔ آپ کی تعیناتی کے دوران، جاپان میں ذیلی تنظیموں کا قیام عمل میں آیا۔ 1981ء میں جاپان کی پہلی مجلس شوریٰ اور پہلا جلسہ سالانہ منعقد کیا گیا۔ تبلیغ اسلام کے متعدد منصوبوں کی بنیاد رکھی گئی اور 1981ء میں ایک عمارت خریدنے کی توفیق ملی، جس کے نتیجہ میں جاپان میں اسلام احمدیت کی تبلیغ کا مستحکم مرکز قائم ہوا۔

جماعت احمدیہ جاپان کی خدمت خلق

1995ء میں جاپان کے ساحلی شہر کوبے میں آنے والے زلزلہ کے موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ولولہ انگیز قیادت میں جماعت احمدیہ جاپان نے مشکلات میں گھرے ہوئے جاپانی بھائیوں کی خدمت کر کے اسلامی تعلیم کا خوبصورت عملی نمونہ پیش کیا۔ جاپان کے اخبارات اور میڈیا میں اس کا خوب چرچا ہوا اور مسلمان رضاکاروں کی ان خدمات پر زبردست خراج تحسین پیش کیا۔

اسی طرح مارچ 2011ء میں آنے والے بدترین زلزلہ اور تسونامی کے بعد جماعت احمدیہ جاپان اور ہیومنٹی فرسٹ کو شمال مشرقی جاپان کے علاقہ Sendai اور I shinomaki شہر میں کئی ماہ تک خدمت خلق کی سرگرمیاں جاری رکھنے کی توفیق ملی۔ جماعت کی ان خدمات کے اعتراف میں جاپان کی متعدد یونیورسٹیوں کے طلباء اور پروفیسرز نے تحقیقی مقالے اور ریسرچ پیپرز تحریر کئے، اس موضوع پر بننے والی دوڈاکومنٹری فلموں میں ان خدمات کو خراج تحسین پیش کیا گیا اور جاپانی وزیر خارجہ جناب Koichiro Genba صاحب نے جماعتی وفد کو وزارت خارجہ مدعو کر کے ان خدمات پر شکریہ ادا کیا۔

جاپان میں پہلی مسجد کی تعمیر اور شمال مشرقی ایشیائی ممالک میں تبلیغ اسلام کا دروازہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مئی 2006ء کے دورہ جاپان کے دوران جاپان میں پہلی مسجد کی تحریک فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ پورے فرمادیے اور معجزانہ طور پر 2013ء میں جاپان میں پہلی مسجد کی تعمیر کے سامان فرما دیئے۔

جماعت احمدیہ جاپان کی خوش بختی اور سعادت ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے نومبر 2013ء میں دوبارہ ورود مسعود فرمایا۔ آپ کی جاپان تشریف آوری کی برکات میں سے ایک غیر معمولی برکت یہ ظاہر ہوئی کہ جاپان میں پہلی مسجد کی تعمیر کے لئے جگہ عطا ہوگئی اور جاپانی حکام کی طرف سے باقاعدہ مسجد کی تعمیر کا اجازت نامہ مل گیا۔

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل واحسان سے مسجد کے لئے جگہ کی خرید اور تعمیر تک کے تمام مراحل بخیریت مکمل ہوئے اور نومبر 2015ء میں مسجد بیت الاحد جاپان کی تعمیر مکمل ہوئی۔ مسجد کی جگہ کی خرید کی اطلاع سیدنا حضور انور کی خدمت میں عرض کی گئی تو آپ نے مشفقانہ دعاؤں سے نوازتے ہوئے فرمایا:

آپ کی فیکس محررہ 20 دسمبر 2013ء مل گئی ہے کہ ''مسجد بیت الاحد'' جاپان کی رقم کی ادائیگی، انتقال اور Handover کی کارروائی مکمل ہوگئی۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہ۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ وَبَارِکْ۔ اللہ تعالیٰ کرے اس مسجد کے ذریعہ جاپان میں اسلام کی تبلیغ کی راہیں کھلیں اور یہ مسجد عبادت گذاروں سے بھر جائے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو جماعت کی ترقی اور مضبوطی کے لئے نمایاں خدمات سرانجام دینے کی توفیق بخشے۔ آمین

(مکتوب حضور انور۔31.12.2013)

مسجد کی تعمیر کے لئے مالی قربانی اور جماعت کی ذمہ داری

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ جاپان کی طرف سے مسجد کی تعمیر کے لئے پیش کی گئی مالی قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے احباب جماعت کو ان کی بڑھتی ہوئی ذمہ داریوں کی توجہ دلائی اور فرمایا۔
"اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کی دوسری جماعتوں کی طرح جماعت احمدیہ جاپان بھی ترقی کی طرف بڑھنے والی اور اس طرف قدم مارنے والی جماعتوں میں سے ہے۔ اخلاص ووفا اور مالی قربانیوں میں بڑھنے والی جماعتوں میں سے ہے...... جماعت احمدیہ جاپان نے اس (مسجد) کی خرید کے لئے بڑی مالی قربانیاں بھی دی ہیں۔ اور مالی قربانیوں کا حق بھی ادا کیا ہے لیکن ہمیشہ یاد رکھیں کہ حقیقی حق ادا ہوتا ہے جب ہم ان باتوں کو سمجھیں اور اُن پر عمل کریں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں کرنے کے لئے کہی ہیں۔ آپ کی بیعت میں آکر ہمیں ان باتوں کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے جو ایک حقیقی مسلمان کے لئے ضروری ہیں۔"

(فرمودہ مورخہ 8 نومبر 2013ء بمقام ناگویا، جاپان)

شمال مشرقی ایشیائی ممالک میں پہلی مسجد

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الاحد کے افتتاح کے موقع پر اس مسجد کی جغرافیائی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"یہ مسجد نہ صرف جاپان بلکہ جو شمال مشرقی ایشیائی ممالک چین، کوریا، ہانگ کانگ، تائیوان وغیرہ ہیں، ان میں جماعت کی پہلی مسجد ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو باقی جگہوں میں بھی راستے کھولنے کا ذریعہ بنائے اور وہاں بھی جماعتیں ترقی کریں اور مسجدیں بنانے والی ہوں"

(فرمودہ مورخہ 20 نومبر 2015ء بمقام مسجد بیت الاحد جاپان)

اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان سے مسجد بیت الاحد کی تعمیر کی صورت میں ایک ایسا مستقل مرکز قائم ہو چکا ہے جو اس سرزمین میں خدائے واحد کے پیغام کی اشاعت و تبلیغ کے لئے رہتی دنیا تک قائم رہے گا۔ ان شاء اللہ العزیز۔ اسی طرح جماعت احمدیہ جاپان کی ویب سائٹ https://www.ahmadiyya-islam.org/jp

جاپانی زبان میں اشاعت اسلام میں ممد و معاون ثابت ہو رہی ہے۔ قرآن کریم کے علاوہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جاپانی تراجم اور جاپانی ڈیسک کے قیام کے ذریعہ سے اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی مستحکم بنیادیں قائم ہو چکی ہیں۔ جماعت احمدیہ جاپان کا آفیشل ٹوئٹر ہینڈل اور فیس بک اکاؤنٹ شبانہ روز اشاعت اسلام احمدیت کے لئے وقف ہے۔

ٹوئٹر amjJapan@

فیس بک islamforjapanese@

خلیفۂ وقت کے خطبات کے براہ راست جاپانی ترجمہ کے علاوہ، ایم ٹی اے کی جاپانی سروس، واقفین نو کی ایک بڑی تعداد، ذیلی تنظیمیں اور مخلص احمدی احباب کا ایک گروہِ کثیر جاپان کے طول و عرض میں خدمت دین میں مصروف اس یقین پر قائم ہے کہ خدائے واحد کے وعدے ضرور پورے ہوں گے اور مشرق و مغرب اسلام کے نور سے منور ہو گا لیکن روئے زمین کو حق سے آشکار کرنے اور ساری دنیا کو اسلام کے نور سے منور کرنے کے لئے الٰہی منشاء یہ ہے کہ ہم مزید محنت اور جانفشانی سے کام کریں اور دعائیں کرتے ہوئے محبت و خلوص سے خدمت دین میں مگن رہیں یہاں تک کہ وہ دن آجائے جس کا ہم سے وعدہ کیا گیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے لیکن ابھی ایسا نہیں۔ ضرور ہے کہ آسمان اسے چڑھنے سے روکے رہے جب تک محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اس کے ظہور کے لئے کھو نہ دیں۔

اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ ہمارا اس راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی، مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلّی موقوف ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے۔۔۔

ضرور تھا کہ وہ اس مہمّ عظیم کے روبراہ کرنے کے لئے ایک عظیم الشان کارخانہ جو ہر ایک پہلو سے مؤثر ہو اپنی طرف سے قائم کرتا۔ سو اس حکیم و قدیر نے اس عاجز کو اصلاحِ خلائق کے لئے بھیج کر ایسا ہی کیا“

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 15-18)

نیز اسلام کی یہ فتح دلائل و براہین کی رو سے اور امن و محبت کی راہ سے ممکن ہوگی۔ آپ فرماتے ہیں:۔
”خدا ایک ہوا چلا جائے گا جس طرح موسم بہار کی ہوا چلتی ہے اور ایک روحانیت آسمان سے نازل ہوگی اور مختلف بلاد اور ممالک میں بہت جلد پھیل جائے گی جس طرح بجلی مشرق و مغرب میں اپنی چمک ظاہر کر دیتی ہے ایسا ہی روحانیت کے ظہور کے وقت میں ہوگا۔ تب جو نہیں دیکھتے تھے وہ دیکھیں گے اور جو نہیں سمجھتے وہ سمجھیں گے اور امن اور سلامتی کے ساتھ راستی پھیل جائے گی“

(کتاب البریّہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 311-312 حاشیہ)





(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 26 مارچ 2022ء)

(21)

دنیا کے ایک اور کنارے

ہنڈورس (Honduras) میں احمدیت کا پودا



ظفر اقبال جاوید۔ مبلغ انچارج ہنڈورس

تعارف

ملک Honduras وسطی امریکہ میں واقع ہے۔ اس کے شمال میں Guatemala ، مغرب میں El Salvador جبکہ جنوب میں Nicaragua واقع ہے۔ اس ملک کی حدود بحر الکاہل اور بحر اوقیانوس کے ساتھ ملی ہوئی ہیں۔ اس کی موجودہ آبادی 10,169,961 ہے۔ اس ملک میں عام طور پر بولی جانے والی زبان Spanish ہے، جبکہ یہاں پر مختلف جگہوں سے آئے قدیم زبانیں بولنے والے لوگ بھی موجود ہیں۔

جماعت کا قیام

یہاں پر احمدیت کا نفوذ فروری 2017 کے دوسرے ہفتہ میں ہوا، الحمدللہ!۔ مکرّم مولانا ظاہر احمد صاحب کا مئی 2017ء کو بطور مبلغ ہنڈوراس تقرر ہوا اور مکرّم مولانا صاحب مورخہ 24/ مئی 2017ء کو ہنڈوراس پہنچے۔ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ یوکے 2017ء کے موقعہ پر جماعت احمدیہ ہنڈوراس کے قیام کا اعلان فرمایا۔

محض خدا تعالیٰ کے فضل و کرم اور سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت اور راہنمائی سے جماعت احمدیہ کا پیغام دنیا کے ان کناروں تک پہنچ چکا ہے اور جماعت کا قیام بھی ہو چکا ہے۔



جماعت احمدیہ ہنڈوراس فی الحال جماعت احمدیہ کینیڈا کے زیر نگرانی ہے۔ یہاں پر جماعت کا قیام بھی کینیڈا سے آنے والے واقفین عارضی کی کوششوں اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عمل میں آیا۔ جماعت احمدیہ ہنڈوراس کو مورخہ 12/ فروری 2022ء کو دوسرے جلسہ سالانہ کے انعقاد کی توفیق ملی ہے۔

ہنڈوارس کی حدود بحر الکاہل اور بحر اوقیانوس کے ساتھ ملی ہوئی ہیں۔ اس کے علاوہ ہنڈوراس کے درج ذیل 3/ چھوٹے چھوٹے Islands بھی ہیں۔

1. Roatán۔ آبادی110,000
2. Utila۔ آبادی4,160
3. Guanaja۔ آبادی5,538

Roatán آئی لینڈ میں بھی احمدیت کا نفوذ ہو چکا ہے اور جلد وہاں مشن ہاؤس کا قیام بھی ہو گا۔ ان شاء اللہ!

اس وقت ہم دو مبلغین (خاکسار و مکرّم مولانا ظاہر احمد صاحب) کو یہاں خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ اسی طرح سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرّم مولانا طاہر چوہدری صاحب کا تقرر بھی ہنڈوارس کے لئے فرمایا ہے۔ مکرّم مولانا صاحب مئی 2022ء میں ہنڈورس پہنچ جائیں گے۔ ان شاء اللہ

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 26 مارچ 2022ء)



نیشنل مجلس عاملہ آسٹریلیا 2013 حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ



جماعت ہائے آسٹریلیا کے صدور مقامی مکرم امیر صاحب آسٹریلیا کے ساتھ

(22)

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

براعظم آسٹریلیا کے تناظر میں



محمد امجد خان۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن آسٹریلیا

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام انتہائی شان و شوکت کیساتھ پورا ہوا اور اسلام احمدیت کا پیغام زمین کے ہر جغرافیائی کنارہ تک پہنچ گیا۔ اور روز بروز اس کی شان اور جہتوں میں اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔

براعظم آسٹریلیا کو ہم دنیا کے منفرد کنارے میں اس وجہ سے شمار کرسکتے ہیں کہ وہ جزیرہ کی شکل میں واحد براعظم ہونے کے ساتھ ساتھ جنوبی نصف کرہ ارض پر موجود ہونے کے باعث خطِ استوا کے نیچے متعدد دیگر ممالک کے بھی مزید زیریں علاقہ میں واقع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے Under-Down کے منفرد نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔ آسٹریلیا میں یہاں کے قدیم باشندوں کے آباء واجداد تقریباً چالیس ہزار سال قبل یہاں آکر آباد ہوئے۔ حضرت

مسیح موعود علیہ السلام نے آسٹریلیا کے قدیم باشندوں کے بارے میں ارشاد فرمایا"ہم اس بات کے قائل نہیں اور نہ ہی اس مسئلہ میں ہم توریت کی پیروی کرتے ہیں کہ چھ سات ہزار سال سے ہی جب آخری آدم پیدا ہوا تھا اس دنیا کا آغاز ہوا ہے۔ اور نہ ہی ہم اس بات کے مدعی ہیں کہ یہ تمام نسلِ انسانی جو اسوقت دنیا کے مختلف حصوں میں موجود ہے یہ اُسی آخری آدم کی نسل ہے۔ ہم تو اس سے پہلے بھی نسلِ انسانی کے قائل ہیں۔ پس امریکہ اور آسٹریلیا وغیرہ کے لوگوں کے متعلق ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کہ وہ اس آخری آدم کی اولاد میں سے ہیں یا کسی دوسرے آدم کی اولاد میں سے ہیں۔ (ملفوظات جلد10، صفحہ 432)۔ آسٹریلیا کی زمین کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" ان کی زندگی میں ان ہی کے ہاتھوں عملاً پورا ہوا۔

آسٹریلیا کے حوالے سے اس الہام کے ابتدائی مصداق صحابہ میں مکرم علی بہادر خان صاحبؓ نے 1897ء میں ہندوستان میں احمدیت قبول کی اور برسبین آسٹریلیا میں قیام پذیر ہوئے۔ چارلس فرانسس اسیورائیٹ مسلم نام مکرم عبدالحق صاحبؓ نے اکتوبر 1903ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات کی اور جنوری 1906ء میں بیعت کی۔ انکا تعلق آسٹریلیا کی برٹش ایمپائر لیگ آف آسٹریلیا سے تھا اور اخبار مسلم سن رائز میں (جس کے ایڈیٹر حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ تھے) کے پرچہ 6 اکتوبر 1922ء میں انکا تفصیلی تعارف شائع ہوا۔ وہ ہندوستان میں تاجِ برطانیہ کے تحت کمشنر تعینات رہے۔ بعد ازاں امریکہ ہجرت کر گئے۔ اور وہیں فوت ہوئے۔ حضرت صوفی حسن موسیٰ خان صاحبؓ وہ خوش نصیب بزرگ ہیں جن کو آسٹریلیا میں رہتے ہوئے 1903ء میں بیعت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد 5 جولائی 1908ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے ہاتھ پر انکے بیوی اور بچوں نے بھی بیعت کر لی۔

ایک اور اہم شخصیت حضرت پروفیسر کلیمنٹ ریگ صاحبؓ نے 18 مئی 1908ء بعد نماز ظہر بمقام لاہور اپنی بیگم صاحبہ کیساتھ حضرت مفتی صادق صاحبؓ کی تحریک اور اور وساطت سے حضرت اقدس علیہ السلام سے تفصیلی ملاقات کی۔ انکا حضور علیہ السلام سے تفصیلی مکالمہ ملفوظات جلد دہم صفحہ 426 تا 438 پر درج ہے۔ انکا تعلق آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ سے تھا اور انھوں نے آسٹریلیا کیلئے بطور بین الاقوامی شہرت یافتہ ماہرِ موسمیات بیش بہا خدمات انجام دیں۔ آسٹریلیا میں انکا قیام کوئینز لینڈ میں ہی رہا اور اپنی عمر کے آخری ایام برو کن ہیڈ میں گذارے۔ بعد ازاں نیوزی لینڈ ہجرت کر گئے اور 10 دسمبر 1922ء کو وفات پائی۔

حضرت صوفی حسن موسی خان صاحب کی کاوش سے 1925ء تک جو جماعت قائم ہوئی ان میں مکرم علی بہادر خان صاحب آف برسبین متوفی 1955ء، ان کی اہلیہ مکرمہ مارگریٹ خان صاحبہ متوفی 1948ء، مکرم محمد بخش صاحبؓ دستی بیعت جنوری 1904ء، مکرم دولت خان صاحب، مکرم بشیر محمد صاحب آف پرتھ اور مکرم محمد عالم قندھاری صاحب آف ایڈیلیڈ کے کے اسماء شامل ہیں۔ آسٹریلیا جماعت کا تنظیمِ نَو سے قبل پہلا باقاعدہ جلسہ 28 دسمبر 1928ء کو منعقد ہوا جسکی خبر الفضل 25 جنوری 1929ء کو شائع ہوئی۔ اُسوقت مکرم صوفی حسن موسیٰ خان صاحبؓ آسٹریلیا کے آنریری مبلغ تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے دور میں آسٹریلیا میں جماعت کا باقاعدہ قیام عمل میں آیا۔ اُسوقت پورے براعظم آسٹریلیا میں جماعت کی تجنید 50 احباب کے لگ بھگ تھی۔ مکرم ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب کی آسٹریلیا آمد کے وقت مکرم شادی خان صاحب، مکرم عبد الغفار خان صاحب اور مکرم آغا احسان اللہ صاحب موجود تھے اور بعد میں مکرم ڈاکٹر منیر عابد صاحب، مکرم عزیز دین صاحب، مکرم صلاح الدین صاحب، مکرم شمس الدین صاحب، مکرم رانا محمد امجد خان صاحب اور مکرم مظفر احمدی صاحب آسٹریلیا آ گئے۔ بالآخر 17 مارچ 1977ء کو جماعت آسٹریلیا میں رجسٹرڈ ہوئی اور ستمبر 1979ء میں سڈنی میں جماعت کی تنظیمِ نَو اور اسکا باقاعدہ قیام عمل میں آ گیا۔ آسٹریلیا کی پہلی جماعتی مجلسِ عاملہ میں درج ذیل احباب شامل تھے۔

1. مکرم ڈاکٹر اعجاز لحق صاحب (صدر)
2. مکرم شمس الدین خان صاحب (نائب صدر)
3. مکرم عزیز دین خان صاحب (جنرل سیکرٹری)
4. مکرم رانا محمد امجد خان صاحب (سیکرٹری مال)

30 ستمبر 1983ء بروز جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مسجد بیت الہدیٰ سڈنی کا سنگِ بنیاد رکھا اور اس مبارک دن کو آسٹریلیا کی تاریخ میں آسٹریلیا کی جغرافیائی دریافت سے کہیں زیادہ اہم اور تاریخی واقعہ قرار دیا۔

خطاب کے بعد مسجد کی محراب کی مجوزہ جگہ پر اپنے دستِ مبارک سے مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا۔ اس موقع پر حضرت مولوی محمد حسین صاحبؓ سبز پگڑی والے صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی شریک تھے اور حضرت اقدس کا یہ الہام کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" ایک بار پھر ایک نئی شان سے پورا ہوا اور اگلے سال 1984ء میں حضورِ انور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ دوبارہ آسٹریلیا تشریف لائے اور تنظیمِ نَو کے بعد دورِ حاضر کا جماعت آسٹریلیا کا پہلا جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے اس دورے کے بعد 5 جولائی 1985ء کو مکرم شکیل احمد منیر صاحب حضورؒ کے ارشاد پر بطور پہلے امیر و مشنری انچارج آسٹریلیا تشریف لائے اور بعد ازاں 7 ستمبر 1987ء کو جماعت کو بطور احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن رجسٹر کروایا گیا اور 15 جولائی 1989ء صد سالہ جشنِ تشکر کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مسجد بیت الہدیٰ کا تاریخی افتتاح فرمایا۔ 1991ء میں مربی سلسلہ مکرم محمود احمد بنگالی صاحب کی بطور امیر اور مشنری انچارج تقرری ہوئی۔

جماعت احمدیہ آسٹریلیا کی تاریخ میں جلسہ سالانہ 2006ء غیر معمولی حیثیت کا حامل تھا۔ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے شرکت فرمائی اور اور پھر سال 2013ء میں بھی شرکت کے دوران اپنے خطاب میں ارشاد فرمایا:

جماعت احمدیہ آسٹریلیا کی تاریخ میں اب تک یہ سب سے بڑا جلسہ ہے جس میں 4037 احبابِ جماعت شامل ہوئے ہیں۔ خطبہ جمعہ میں حضورِ انور نے دنیا کے کونے کونے میں منعقد ہونے والے جلسہ ہائے سالانہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ثبوت قرار دیتے ہوئے فرمایا "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ الفاظ کہ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھ دی ہے صرف الفاظ نہیں بلکہ یہ الفاظ ہر نیا دن طلوع ہونے کے ساتھ ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نظارے دکھا رہے ہیں۔ لوگ حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کی دلیل مانگتے ہیں اگر آنکھیں بند نہ ہوں اور دل و دماغ پر پردے نہ پڑے ہوں تو آپ علیہ السلام کی صداقت کیلئے جلسوں کے انعقاد جو دنیا کے کونے کونے میں ہو رہے ہیں بہت بڑی دلیل ہیں۔ وہ جلسہ جو صرف 127 سال پہلے صرف قادیان کی ایک چھوٹی سی بستی میں منعقد ہوا آج دنیا کے تمام بر اعظموں میں منعقد ہو رہا ہے"۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے آسٹریلیا جماعت میں 6400 افراد شامل ہیں، جماعتوں کی تعداد 24 ہے اور 10 سے زائد مساجد مراکز کا قیام عمل میں لایا جاچکا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”میں بڑے دعویٰ اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے۔ اور جہاں تک میں دور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاوں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کیلئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جسکو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے“

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 403)

”میں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پر دازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب میں عربی یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے“

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 434)

”خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اِس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا منہ بند کر دیں گے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمیں پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہونگی اور ابتلا آئینگے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھادے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

”سو اے سننے والو! اِن باتوں کو یاد رکھو۔ اور اِن پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہو گا۔ میں اپنے نفس مین کوئی نیکی نہیں دیکھتا اور میں نے وہ کام نہیں کیا جو مجھے کرنا چاہیے تھا اور میں

اپنے تئیں صرف ایک نالائق مزدور سمجھتا ہوں۔ یہ محض خدا کا فضل ہے جو میرے شاملِ حال ہوا۔ پس اُس خدائے قادر اور کریم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اِس مشتِ خاک کو اس نے باوجود ان تمام بے ہنریوں کے قبول کیا‘‘

(تجلیاتِ الٰہیہ، روحانی خزائن جلد20 صفحہ410)

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
میں خاک تھا اُسی نے ثریّا بنا دیا
میں تھا غریب و بیکس و گمنام و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
اب دیکھتے ہو کیسا رجوعِ جہاں ہوا
اِک مَرجعِ خواص یہی قادیاں ہوا

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 26 مارچ 2022ء)

(23)

جماعت احمدیہ ساموا
زمین کے کناروں تک پیغام



مستنصر احمد قمر۔ نیوزی لینڈ

ساموا(Samoa) ، جنوبی بحر الکاہل کے Polynesian Region میں واقع ایک چھوٹے سے ملک کا نام ہے۔ جو جزائر فجی کے شمال مشرق میں نیوزی لینڈ سے تقریباً ساڑھے تین گھنٹہ کی فلائٹ کی مسافت پر واقع ہے۔ ساموا، دس چھوٹے بڑے جزائر پر مشتمل ہے جن میں سے صرف چار پر آبادی موجود ہے اور ان کی کل آبادی تقریباً دو لاکھ ہے۔ ساموا اکثر ویسٹرن ساموا (Western Samoa) کے نام سے جانا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے کچھ ہی فاصلہ پر کچھ اور جزائر پر مشتمل ایک علیحدہ ملک امریکن ساموا (American Samoa) واقع ہے جو کہ امریکن Territory شمار ہوتا ہے۔ اور اس وجہ سے وہاں امریکن ڈالر اور امریکن قوانین بھی رائج ہیں۔ جبکہ ویسٹرن ساموا میں ان کی اپنی کرنسی صاموئن تالا استعمال ہوتی ہے اور یہاں پر گاڑیاں نیوزی لینڈ کی طرح سڑک کے بائیں طرف چلتی ہیں۔ ایک اور دلچسپ بات یہ ہے کہ باوجودیکہ ان دونوں ممالک میں صرف پینتیس منٹ کی فلائٹ کا

فاصلہ ہے ان کے وقت میں پورے ایک دن کا فرق ہے ۔ کیونکہ 2011ء سے ساموا انٹر نیشنل ڈیٹ لائن کی دوسری طرف آگیا تھا اور اس طرح وقت کے لحاظ سے ساموا دنیا میں وہ ملک ہے جہاں پر سب سے پہلے سورج طلوع ہوتا ہے اور امریکن ساموا دنیا میں وہ ملک ہے جہاں سب سے آخر پر سورج طلوع ہوتا ہے۔

انیسوی صدی میں عیسائیوں نے یہاں پر لندن سے مشنریز بھیجنے کا سلسلہ شروع کیا۔ انہی کی محنت کی وجہ سے یہاں پر ساموا کی زبان (Samoan) کے حروف بنائے گئے اور زبان کو تحریری شکل دی گئی اور بالآخر بائبل کا ترجمہ کیا گیا۔ اس طرح اس قوم کو پڑھنے لکھنے کی طرف بھی توجہ ہوئی اور مذہب کی طرف بھی رجحان بڑھا۔ نیز یہاں پر لوکل مشنریز کی ٹریننگ کا انتظام کیا گیا اور بالآخر عیسائیت کا یہاں پر ایسا غلبہ ہوا کہ اب تقریباً اٹھانوے فیصد آبادی عیسائی مذہب سے تعلق رکھتی ہے۔ باوجودیکہ اس ملک میں کافی غربت ہے یہاں پر ہر گاؤں میں اور اکثر جگہوں پر کچھ ہی فاصلہ پر بڑے بڑے چرچ نظر آتے ہیں اور اتوار کے روز سب کاروبار اور بازار وغیرہ بند رہتے ہیں اور اکثر فرقوں کے پیروکار اتوار کے روز ہی چرچ جاتے ہیں۔



مذہبی دنیا میں ساموا کی ایک اور خصوصیت اور شہرت کی وجہ یہ ہے کہ تاحال دنیا میں قائم سات بڑی بہائی عبادت گاہوں میں سے ایک بڑا خوبصورت temple یہاں موجود ہے ۔ اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ دنیا کے ہر Continent کے لیے temple بنائے گئے ہیں اور Polynesia کے لیے یہ سنٹر ہے۔ بہائیت سے تعلق رکھنے والوں کا کہنا ہے کہ ساموا میں ان کے تقریباً ایک ہزار ماننے والے موجود ہیں۔

ساموا ایکTropical ملک ہے اس لیے یہاں پر سال بھر موسم گرم رہتا ہے اور اوسطا درجہ حرارت بیس سے تیس ڈگری کے درمیان رہتا ہے اور نومبر سے اپریل کے دوران بارش کاseason ہوتا ہے۔ یہاں کے کھانے پینے میں ناریل کے علاوہ کچھ رُوٹکراپس (Root Crops) مثلاً تارو، بریڈ فروٹ وغیرہ شامل ہیں۔ ملک کی آمد کا زیادہ ترانحصار سیاحت (Tourism) اور ماہی گیری (Fishing) پر ہے۔

ساموا (Samoa) میں اسلام احمدیت کا نفوذ اور مختصر تاریخ

1984-1986ء: مکرم مبارک احمد خان، اعزازی واقف زندگی بطور ٹیچر Samoa میں تقریباً تین سال قیام پذیر رہے تھے اور ان کی کوششوں سے جنوری 1986ء میں پہلی بیعت ہوئی تھی۔ مکرم مبارک احمد خان کے یہاں سے جانے تک تقریباً دس بیعتیں ریکارڈ ہوئی تھیں۔

1987-1988ء کے عرصہ میں مکرم مولانا عبد العزیز وینس (امیر و مشنری انچارج فجی) کے دورہ جات کے نتیجہ میں یہاں دو درجن سے زائد بیعتیں ریکارڈ ہوئیں۔ محترم مولانا صاحب کے ذریعہ سے جو پہلے مقامی دوست 1987ء میں اسلام احمدیت میں داخل ہوئے وہ ایلکی شوسٹر احمد (Aleki Schuster Ahmed) تھے۔ ان کے ذریعہ مستقبل میں مزید بیعتیں بھی ہوئیں۔ بد قسمتی سے بیعت کرنے کے تھوڑا عرصہ بعد ہی یہ دوسرے مسلمانوں کے ہتھے چڑھ گئے تھے۔ چنانچہ فجی مسلم لیگ والے 1989ء میں انہیں اسلام کی ٹریننگ کی خاطر چند ماہ کے لئے فجی لے گئے۔ پھر ان کو ٹریننگ کے لئے ملائیشیا بھی بھجوایا گیا۔ اسی طرحAleki صاحب اپنی اہلیہ کے ساتھ حج کے لیے بھی گئے۔ تاہم مستقبل میں ان کی حیثیتSamoa میں جماعت کے لیے contact person کے طور پر قائم رہی۔

1992-1994ء: اس عرصہ میں ایک احمدی ڈاکٹر مکرم نصیر الدین UNDP کے تحت Samoa میں کام کی غرض سے مقیم رہے۔ ان کے ذریعہ جو بیعتیں ماضی میں ہوئی تھیں ان کی تلاش اور رابطہ کی کوشش کی گئی۔ جنوری1994ء میں Aleki Schusterنے دوبارہ اپنی بیوی بچوں کے ساتھ احمدیت میں شمولیت اختیار کی اور حضرت خلیفتہ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں اطلاع اور دعا کے لیے خط بھی لکھا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں مزید بیعتیں بھی ہوئیں۔ اور محترم ڈاکٹر نصیر الدین نے Alekiصاحب کے ساتھ مل کر جماعت کوSamoa میں رجسٹر کروایا۔ ڈاکٹر صاحب کی یہاں موجودگی تک جمعہ اور نماز باجماعت کی ادائیگی کا اہتمام ہوتا رہا لیکن ان کے

جانے کے بعد پھر ان لوگوں سے آہستہ آہستہ رابطہ منقطع ہو گیا۔ جماعت کا مسلسل رابطہ نہ رہنے کی وجہ سے یہ نو مبائعین ضائع ہوتے گئے۔

2010ء میں مبلغ سلسلہ محترم حافظ جبریل سعید (مرحوم)، نائب امیر گھانا، نے مرکز کی ہدایت پر خصوصی طور پر Samoa کا دورہ کیا۔ محترم حافظ جبریل نے بھی مکرم Aleki صاحب سے رابطہ کیا اور ان کے قیام کے دوران انہیں اس خاندان کا خصوصی تعاون حاصل رہا، بالخصوص Aleki صاحب کے چھوٹے بیٹے عیسی بن نصیر شوسٹر (Eisa bin Nasser Schuster) نے کافی وقت دیا اور تعاون کیا۔

محترم حافظ جبریل کی سفارش پر Aleki صاحب کے چھوٹے بیٹے Eisa bin Nasser Schuster کو فجی جماعت نے دسمبر 2010ء میں خدام الاحمدیہ کے اجتماع پر فجی بلایا اور یہاں ان کو بیعت کرنے کی توفیق ملی۔

مرکز کی ہدایت پر جماعت نیوزی لینڈ نے Aleki صاحب سے رابطہ کیا اور انہیں جلسہ یوکے 2011ء میں شرکت کی دعوت دی جسے انہوں نے قبول کیا۔ بعد ازاں 2012ء میں انہیں جلسہ یوکے میں شمولیت اور حضرت خلیفتہ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔

محترم حافظ صاحب کی تجاویز اور مرکز کے فیصلہ کے مطابق 2011ء کے آغاز میں جزائر ساموا کی نگرانی اور ذمہ داری فجی جماعت کی بجائے نیوزی لینڈ کی جماعت کے سپرد کی گئی۔

2011ء سے جماعت احمدیہ نیوزی لینڈ کو ان جزائر کے متعدد دورہ جات کی توفیق مل چکی ہے۔ دس سے زائد ان دورہ جات میں مکرم شفیق الرحمن مربی سلسلہ، صدر جماعت نیوزی لینڈ مکرم محمد اقبال، مکرم محمد یاسین چوہدری، مکرم مبارک احمد منہاس، مکرم محمد طاہر، مکرم شکیل احمد خان اور مکرم نعیم احمد اقبال مربی سلسلہ فجی شامل ہوتے رہے ہیں۔

اس سلسلہ کے دوسرے دورہ، جون 2012ء میں جو کہ مکرم محمد یاسین چوہدری اور مکرم مبارک احمد منہاس کے ذریعہ ہوا، اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے جماعت نیوزی لینڈ کو امریکن ساموا میں احمدیت کا پودا لگانے کی توفیق ملی۔

دسمبر 2014ء میں خاکسار (مستنصر احمد قمر) کی تقرری نیوزی لینڈ کے لیے ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق سامواؔ اور امریکن سامواؔ کی ذمہ داری بھی بطور مربی سلسلہ خاکسار کے سپرد ہوئی۔

جون 2015ء میں نیوزی لینڈ پہنچنے کے بعد اگست میں خاکسار کا پہلا دورہ (دو ہفتوں کا) سامواؔ اور امریکن سامواؔ کا ہوا جس میں مکرم نعیم احمد اقبال (مربی سلسلہ فجی) بھی ہمراہ تھے۔

اب تک ویسٹرن ساموا میں جماعت کی تجنید 80 سے تجاوز کر چکی ہے، جبکہ امریکن ساموا میں جماعت کی تجنید تقریباً 25 ہے۔

جلسہ سالانہ ساموا

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مورخہ 26 اور 27 مارچ 2016ء کو ساموا میں پہلا جلسہ سالانہ منعقد کرنے کا فیصلہ ہوا۔

فروری 2016ء میں دو ہفتوں کا دورہ کیا گیا جس میں انتظامی کاموں کے علاوہ گھر گھر جا کر تعلیمی اور تربیتی نشستیں کی گئیں نیز جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کے لیے احباب کو دعوت دی گئی۔

نیوزی لینڈ سے کل بارہ افراد پر مشتمل وفد اس جلسہ میں شامل ہوا۔

ساموا کے پہلے جلسہ سالانہ کے لیے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیغام بھجوانے کی عاجزانہ درخواست کی گئی جس کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 24 مارچ 2016ء کو انگریزی میں اپنے خصوصی پیغام سے نوازا۔ جس کا اردو مفہوم اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔





پیغام حضور انور ایدہ اللہ

مجھے اس بات کی بہت خوشی ہے کہ آپ اپنا جلسہ سالانہ 26 اور 27 مارچ 2016ء کو منعقد کر رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو کامیاب کرے اور تمام شاملین کو توفیق عطا کرے کہ نیک لوگوں کے اس جلسہ سے روحانی فیض اٹھائیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ سب نے بیعت کی ہے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کیا ہے۔ آپ سب کو یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دو بنیادی اغراض کے لئے یہ جماعت قائم کی تھی۔ پہلی غرض یہ تھی کہ مومنین کی ایسی جماعت ہو جو اللہ تعالیٰ سے قریبی تعلق پیدا کرنے کی کوشش کرے اور وہ اس کی عبادت کو اپنی زندگیوں کا مقصد بنالیں۔ دوسرے یہ کہ یہ جماعت انسانیت کی خدمت کرے گی اور اسلام کی حقیقی تعلیم کو دنیا میں پھیلائے گی۔ قرآن کریم میں کہا گیا کہ زندگی کا مقصد یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے اور اس کا قرب حاصل کیا جائے۔ قرآن کریم نے بہترین عبادت کو صلاۃ ہی قرار دیا ہے۔ اس لئے آپ کو پوری کوشش کرنی چاہئے کہ اپنی پنج وقتہ نمازیں وقت پر اور باجماعت ادا کریں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو گا۔

حضرت اقدس مسیح موعود الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ:

”میں پھر تمہیں بتلاتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ سے سچا تعلق، حقیقی ارتباط قائم کرنا چاہتے ہو تو نماز پر کاربند ہو جاؤ۔ اور ایسے کاربند بنو کہ سارا جسم، نہ تمہاری زبان بلکہ تمہاری روح کے ارادے اور جذبے سب کے سب ہمہ تن نماز ہو جائیں۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 170 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

حقوق العباد سے متعلقہ ہماری ذمہ داریوں کے بارے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ آپ کی جماعت کے افراد ایسے ”قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں۔ یتیموں کے لیے بطور باپوں کے بن جائیں اور سلامی کاموں کے انجام دینے کے لیے عاشق زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہوں اور تمام تر کوشش اس بات کے لیے کریں کہ ان کی عام برکات دنیا میں پھیلیں۔ اور محبت الٰہی اور ہمدردی بندگان خدا کا پاک چشمہ ہر یک

دل سے نکل کر اور ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آوے۔۔۔۔ خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کے لیے اور اپنی قدرت دکھانے کے لیے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے تا دنیا میں محبت الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلا دے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 197۔198)

میری خواہش ہے کہ ہماری جماعت کے افراد مسلسل کوشش کریں کہ اپنے اندر پاک تبدیلی لائیں اور تقویٰ کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے والے ہوں تاکہ دنیا میں مسلمانوں کے لیے بہترین نمونہ ثابت ہو سکیں۔ جیسا کہ میں نے مسلسل اپنی تقریروں میں آپ کو یاد دہانی کروائی ہے، ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے اور اپنے اندر پاک تبدیلی اور بہتری لانے کی ضرورت ہے۔ یہ بہت ضروری امر ہے کہ اپنے روزمرہ کے معمولات میں اپنے جائزے لیتے رہیں اور اس کوشش میں لگے رہیں کہ اپنے اعمال میں بہتری لائیں تاکہ وہ اعلیٰ معیار حاصل کئے جاسکیں جن کی حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے پیروکاروں سے توقع کی ہے۔

اگر جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے تمام احمدی یہ اعلیٰ معیار حاصل کرنے والے ہوں تو ایک بہت خوبصورت ماحول پیدا ہو جائے گا جس سے دیگر لوگ بھی متاثر ہوں گے اور اس طرح احمدیت کے حسن کی طرف کھنچے چلے آئیں گے۔ یہ اعلیٰ نمونہ وقتی دکھاوا نہیں ہونا چاہئے کہ صرف جلسہ کے ایام میں رہے بلکہ مزید نیکی اور تقوی کی طرف مسلسل سفر ہونا چاہئے۔

تبلیغ کرنا ہر احمدی کے لیے ضروری ہے اور اپنا نیک نمونہ قائم کرنا تبلیغی کوششوں میں کامیابی کے لیے ضروری ہے۔

اگر آپ کے اعمال اسلامی تعلیمات کے مطابق ہوں اور آپ کا ہر ایک قول و فعل قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق ہو، اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی توقعات کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالیں تو یہ احمدیت کے پیغام کو سامو ابلکہ پوری دنیا میں پھیلانے اور لوگوں کو آنحضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانے کا بہترین ذریعہ ہو گا۔

میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ میرے خطبات جمعہ اور دیگر مواقع پر خطابات باقاعدگی سے سنا کریں۔ اس طرح آپ کو خلافت کے بابرکت نظام کے ساتھ مضبوطی سے چمٹے رہنے کی توفیق ملے گی۔ آپ سب کو اپنے بچوں کو بھی نظام خلافت کی برکات کے بارہ میں بتانا چاہئے اور انہیں تلقین کرنی چاہئے کہ وہ رابطہ میں رہا کریں اور ہمیشہ خلیفہ وقت کے ساتھ وابستہ رہیں۔ آج تجدید اسلام کا کام صرف خلافت کے ساتھ منسلک رہنے سے ہو سکتا ہے۔ اس لئے ہمیشہ کوشش کریں کہ اس نظام کی حفاظت کریں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ آپ اور آپ کی آئندہ نسلیں ہمیشہ خلافت کے بابرکت سایہ اور راہنمائی کے تحت رہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ سالانہ کو بہت کامیاب کرے اور سب کو توفیق دے کہ تقویٰ اور روحانیت میں ترقی کریں۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ میں کل حاضری 86 تھی جن میں نیوزی لینڈ سے آنے والے وفد کے علاوہ باقی سارے لوکل ممبران جماعت اور مہمانان کرام تھے۔

الحمد للہ جلسہ سالانہ کے نتیجہ میں آٹھ بیعتیں ہوئیں۔ ساموا کا شمار چونکہ ترقی پذیر ممالک میں ہوتا ہے اس لیے جلسہ سالانہ کے اختتام پر ہیومینیٹی فرسٹ نیوزی لینڈ کی طرف سے بھجوائے گئے کپڑے اور دیگر روزمرہ استعمال کی اشیاء بھی ضرورت مندوں میں تقسیم کی گئیں۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ساموا کے باشندوں کے دل اسلام احمدیت کے لیے کھول دے۔ اور یہاں جلد جماعت کا مشن قائم ہو اور اسے دن بدن ترقی واستحکام عطا ہو اور خلافت حقہ کی جانثار اور وفادار اور خدا تعالیٰ کے سچے موحد عبادت گزار بندوں کی مضبوط جماعت قائم ہو جائے جس کو دیکھ کر لوگ اسلام احمدیت کی طرف کھنچے چلے آئیں۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 26 مارچ 2022ء)

(24)

جزائر مالٹا میں جماعت احمدیہ کا قیام
اور الہام ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“



لئیق احمد عاطف۔ مبلغ سلسلہ وصدر جماعت مالٹا

مالٹا بحیرۂ روم کے عین وسط میں پانچ جزیروں پر مشتمل ایک چھوٹا سا ملک ہے۔ اس کے شمال میں سسلی، اٹلی اور مغرب میں طرابلس (لیبیا) واقع ہیں۔ مالٹا کے چاروں طرف پانی ہی پانی ہے اور سب سے قریب ترین خشکی کا علاقہ سسلی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ بڑی شان سے پورا ہو چکا ہے اور جہاں زمین کے کناروں تک امام الزماں کا پیغام پہنچ چکا ہے وہاں سمندروں اور پانیوں کے درمیان واقع آبادیاں بھی اس پیغام سے سیر اب ہو رہی ہیں۔ مالٹا اس کی ایک مثال ہے جہاں سمندر کے عین وسط میں ایک جزیرہ پر اسلام احمدیت کا پیغام پہنچ چکا ہے اور ملک بھر میں یہ پیغام بفضل اللہ تعالیٰ پھیل چکا ہے اور ہر گھر میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچ چکا ہے۔ فالحمدللہ علیٰ ذلک

جمہوریہ مالٹا کے جزائر کے نام یہ ہیں Malta, Gozo, Comino, Cominotto, Filfla ۔ تاہم مالٹا کی آبادی دو جزیروں مالٹا اور گوزو میں ہے اور کومینو میں صرف ایک خاندان مقیم ہے۔ اس چھوٹے سے ملک کا کل رقبہ 316 مربع کلو میٹر ہے۔ 2020ء کے اختتام پر مالٹا کی آبادی تقریباً 516100 ہے۔

مالٹا کا دارالحکومت والیتا (Valletta) ہے۔ مالٹا میں جمہوری نظام رائج ہے، یہاں پر دو بڑی سیاسی پارٹیاں مالٹا نیشنل پارٹی (Nationalist Party) اور مالٹا لیبر پارٹی (Labour Party) ہیں۔ مالٹا کی فضائی کمپنی ایئر مالٹا (Air Malta) ہے اور بین الاقوامی ہوائی اڈہ لوقا (Luqa) میں واقع ہے۔ مالٹا بہترین قدرتی بندرگاہ ہے۔ مالٹا کے شہروں کے زیادہ تر نام عربی طرز کے ہیں مثلاً Sliema, Mdina, Rabat, Msida, Gzira, Mellieha وغیرہ۔

مالٹا کا موسم بحیرۂ رومی خصوصیت کا حامل ہے، موسم سرما معتدل اور نم جب کہ موسم گرما خشک اور گرم رہتا ہے۔ مالٹا میں بارشیں موسم سرما میں ہی ہوتی ہیں۔ سارا سال ہوائیں چلتی رہتی ہیں جو گرمیوں میں دن کے وقت خاصی گرم ہوتی ہیں تاہم رات کو نمی کی وجہ سے ان میں ٹھنڈک پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح سردیوں میں بھی ہوائیں چلتی رہتی ہیں اور بعض اوقات تو وہ نہایت تیز ہو جاتی ہیں۔

مالٹا سخت چٹانوں اور پہاڑیوں پر واقع ہے جس کی وجہ سے زمین کاشت کے لئے زیادہ موزوں نہیں ہے تاہم مالٹا میں گندم، آلو، ٹماٹر، تربوز، پیاز اور بعض سبزیاں کاشت کی جاتی ہیں۔ مالٹا میں انگور اور زیتون کے بھی چھوٹے چھوٹے کافی باغات ہیں۔ مالٹا میں پولٹری، مویشی اور خرگوشوں کے بھی کافی فارمز ہیں۔ مالٹی لوگوں کا روائتی کھانا (Traditional Dish) خرگوش کا گوشت ہے۔ مالٹا میں نہایت اعلیٰ درجہ کا خالص شہد بھی دستیاب رہتا ہے اور اسے شہد کی پیداوار کے ساتھ ایک خاص تعلق ہے۔ مالٹا میں مختلف اقسام کی مچھلیاں دستیاب ہیں اور سمندر کے مختلف علاقوں میں مچھلیوں کے فارمز بھی موجود ہیں۔ مالٹا میں سیر و تفریح کے لئے آنے والے مچھلی کو بہت پسند کرتے ہیں اور مالٹا کے مختلف علاقوں میں مچھلیوں کی مارکیٹیں موجود ہیں۔

تاریخی اعتبار سے مالٹا نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ ماضی میں مالٹا کو یورپ اور افریقہ کے درمیان ایک پل کی حیثیت حاصل رہی ہے اور آج تک مالٹا کی یہ حیثیت برقرار ہے۔ مالٹا کی Strategic اہمیت کے باعث مختلف ادوار میں مختلف حکومتیں مالٹا پر قابض رہی ہیں جن میں رومن، عرب، نارمن، فرنچ اور برٹش حکومتوں کے نام نمایاں ہیں۔

عربوں نے 870-1091 AD کے دوران مالٹا پر حکمرانی کی۔ عرب مسلمانوں کی حکمرانی کے دور میں مقامی عیسائی آبادی کو مکمل مذہبی آزادی حاصل رہی۔

1964ء میں مالٹا کو انگریزوں سے آزادی حاصل ہوئی اور 1974 میں باقاعدہ طور پر جمہوریہ مالٹا کی حیثیت سے موسوم ہوا۔ مالٹا یورپی یونین اور شنین جن ممالک Schengen States کا حصہ ہے۔ دسمبر 2007ء تک مالٹا کی کرنسی 'مالٹی لیرا' تھی جسے 'مالٹی پاؤنڈ' بھی کہا جاتا تھا۔ جنوری 2008ء سے مالٹا میں یورو کرنسی رائج ہے۔

مالٹی لوگ خوش مزاج، مہمان نواز، ملنسار، تعاون کرنے والے اور نہایت دوستانہ مزاج رکھتے ہیں۔ مالٹی لوگ خدمت خلق میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور سالانہ کئی ملین یورو مختلف کاموں کے لئے بطور عطیہ دیتے ہیں۔ اسی طرح براعظم افریقہ کے ممالک نیز ہندوستان، پاکستان اور جنوبی امریکہ کے ممالک میں فلاحی کام بھی کر رہے ہیں اور ان ممالک میں ان کے وفود بھجوائے جاتے ہیں۔

مالٹا کی 97 فیصد آبادی رومن کیتھولک عقائد سے تعلق رکھتی ہے اور اکثر لوگ نہایت ہی conservative عقائد رکھتے ہیں۔ باقی تین فیصد آبادی مسلمانوں، ہندوؤں، بدھ متوں، بہائی، یہودیوں اور عیسائیت کے دوسرے فرقوں پر مشتمل ہے۔

مالٹا کی قومی زبان مالٹی ہے تاہم انگریزی کو بھی سرکاری حیثیت حاصل ہے۔ مالٹی زبان عربی سے ماخوذ ہے تاہم اس پر انگریزی اور اطالوی زبانوں کا اثر بھی نمایاں ہے۔ مالٹی زبان کی گرائمر پر عربی گرائمر کا 98 فیصد اثر ہے، تاہم یہ عربی رسم الخط میں نہیں لکھی جاتی بلکہ بعض ترامیم کے ساتھ مغربی رسم الخط میں لکھی جاتی ہے۔ الفاظ ستر فیصد عربی، تیس فیصد انگریزی اور اطالوی ہیں۔ موجودہ ٹیکنالوجی کی وجہ سے انگریزی الفاظ کو زیادہ سے زیادہ مالٹی زبان کا حصہ بنایا جارہا ہے لیکن جب پرانی کتب کو دیکھا جائے تو عربی الفاظ کی کثرت دکھائی دیتی ہے۔ مالٹی زبان مالٹا کے علاوہ آسٹریلیا اور کینیڈا میں بھی بولی جاتی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ دوسری جنگ عظیم کے بعد مالٹا سے بہت بڑی تعداد میں لوگ ہجرت کر کے ان ممالک میں جا کر آباد ہو گئے تھے۔

ملک کی سماجی حالت وقت کے ساتھ ساتھ بہت بہتر ہو رہی ہے تاہم ماضی میں خصوصاً جنگ عظیم دوم کے بعد مالٹا کے معاشی اور سماجی حالات زیادہ اچھے نہیں تھے۔ جماعت کی اس ملک میں آمد سے قبل مسلمانوں کے سماجی حالات اوسط درجہ کے تھے۔

مالٹا میں جماعت کا تعارف

روزنامہ الفضل ربوہ مؤرخہ یکم جنوری 2003ء کے مطابق 27 جولائی 1955ء کو مالٹا کے ایک انجینئر نے لندن میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے دورہ لندن کے دوران لندن جا کر حضور کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور اس طرح مالٹا میں جماعت کی بنیاد رکھی گئی (تاہم اس بارہ میں مزید معلومات حاصل نہیں ہو سکیں)۔

سال 2000ء میں جماعت احمدیہ جرمنی کے تحت مالٹا میں دوبارہ تبلیغی سرگرمیوں کا آغاز ہوا۔ جرمنی سے مکرم منیر احمد منور صاحب مربی سلسلہ اور مکرم نعیم احمد صاحب نے مالٹا جا کر تبلیغ کا کام شروع کیا اسی طرح جرمنی سے واقفین عارضی مکرم افتخار احمد بھٹی صاحب، مکرم ایاد عودہ صاحب اور مبلغین سلسلہ مکرم ڈاکٹر عبد الغفار صاحب اور مکرم عبد الباسط طارق صاحب نے دورہ جات کئے۔ انہوں نے کتب کے اسٹال لگائے، افراد سے انفرادی ملاقاتیں کیں۔ 2004ء میں مکرم عمانوویل مامو صاحب بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے۔ مکرم قریشی طاہر احمد صاحب نے 2003ء سے لے کر 2007ء تک تبلیغی سرگرمیوں کو جاری رکھا۔

مالٹا میں جماعت احمدیہ کی باقاعدہ رجسٹریشن مؤرخہ 13 نومبر 2003ء کو ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے خاکسار لئیق احمد عاطف کا پہلے مبلغ سلسلہ مالٹا کے طور پر تقرر ہوا اور مؤرخہ 2 جولائی 2007ء کو خاکسار بذریعہ جرمنی مالٹا پہنچا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مبارک منظوری سے خاکسار جولائی 2007ء سے بطور مبلغ سلسلہ و صدر جماعت احمدیہ مالٹا خدمات دین کی توفیق پا رہا ہے۔ فالحمدللہ علیٰ ذلک

مالٹامیں جماعتی خدمات

مالٹاسے باقاعدگی کے ساتھ تبلیغی وفود جلسہ ہائے سالانہ برطانیہ و جرمنی میں شامل ہوتے رہے ہیں اور ان مواقع پر انہیں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقات کے مواقع ملتے رہے ہیں۔

2004ء میں اسلام اور امن کے عنوان پر مالٹا یونیورسٹی میں ایک سیمینار منعقد کیا گیا۔

2009ء میں یوم پیشوان مذاہب کے عنوان پر پہلی بین المذاہب کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ 2010ء سے باقاعدگی کے ساتھ امن کانفرنس کا انعقاد کیا جارہا ہے۔ اسی طرح یونیورسٹی میں لیکچرز، مختلف اداروں میں اسلام سے متعلق پروگرام، مذاہب میں عورت کا مقام، افطار ڈنر، کتب میلہ اور دوسرے پروگرام منعقد کئے جارہے ہیں۔

جماعتی لائبریری کا آغاز

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل واحسان سے جماعت احمدیہ مالٹا کو 2012ء میں جماعتی پبلک لائبریری کے قیام کی توفیق ملی۔ اس لائبریری میں مختلف زبانوں میں جماعتی لٹریچر عوام کے مطالعہ اور تحقیق کے لئے موجود ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ کتب کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔



مذہبی اور سیاسی شخصیات کو جماعت کا تعارف

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور پیارے آقا کی دعاؤں کی برکت سے جماعت احمدیہ مالٹا کو عوام الناس کے ساتھ ساتھ مالٹا کی اہم مذہبی اور سیاسی شخصیات کو جماعت احمدیہ کا تعارف کروانے اور اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کی توفیق مل رہی ہے۔ ان اہم شخصیات میں رومن کیتھولک فرقہ کے آرک بشپ (موجودہ اور سابقہ)، مسلمان راہنماء اور امام

مسجد، موجودہ اور سابقہ صدور مملکت مالٹا، وزرائے اعظم، وزراء، سفراء، ممبران پارلیمنٹ اور ممبران یورپی پارلیمنٹ شامل ہیں۔ ان اہم شخصیات کو جماعتی لٹریچر بھی پیش کیا گیا ہے۔

خدمت انسانیت

خدمت خلق اور خدمت انسانیت ایک ایسا وصف ہے جو جماعت احمدیہ کا طرہ امتیاز ہے اور جماعت خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہر ملک میں خدمت انسانیت کے لئے علم بلند کئے ہوئے ہیں۔ مالٹا میں جماعت احمدیہ کو خدمت خلق کے میدان میں نمایاں خدمت کی توفیق مل رہی ہے اور اس کی اخبارات میں اشاعت کے ذریعے جماعت کا تعارف وسیع ہو رہا ہے۔ فالحمدللہ علیٰ ذلک

میڈیا کوریج

مالٹا میں اشاعت اسلام احمدیت کے لئے اخبارات میں مضامین لکھنے، ریڈیو اور ٹیلیویژن انٹرویوز کا سلسلہ جاری و ساری ہے۔ اخبارات میں شائع ہونے والے مضامین اور خبروں کی تعداد سینکڑوں میں ہے اسی طرح ریڈیو اور ٹیلیویژن پر جماعتی انٹرویوز اور خبروں کو درجنوں گھنٹے وقت ملا ہے۔ میڈیا اور سوشل میڈیا موجودہ دور میں ایک بہت بڑی طاقت بن کر ابھرا ہے۔ میڈیا اور سوشل میڈیا کے ذریعے خدا تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے مالٹا کے ہر گھر اور ہر طبقہ کے لوگوں تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچ چکا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک

مالٹی زبان میں لٹریچر کی اشاعت

خدا تعالیٰ کے خاص فضل و کرم اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کی برکت اور ارشادات کی روشنی میں مقامی زبان مالٹی میں لٹریچر کی تیاری کا کام جاری ہے۔ 2011ء سے اب تک جماعت کی طرف سے 65 کتب اور فلائرز مالٹی زبان میں شائع کئے جا چکے ہیں۔ اسی طرح پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مبارک منظوری سے جنوری 2018ء سے مالٹی زبان میں ماہانہ تبلیغی رسالہ ID-DAWL روشنی کا اجراء کیا گیا اور باقاعدگی کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔ اب تک اس رسالہ کے 50 شمارے شائع ہو چکے ہیں۔ یہ رسالہ تبلیغی کاموں میں بہت مفید ذریعہ ثابت ہو رہا ہے۔ فالحمدللہ علیٰ ذلک

جماعتی ویب سائیٹ اور سوشل میڈیا

مالٹا میں تبلیغ اسلام احمدیت کے لئے مالٹی زبان میں ویب سائیٹ کا اجراء خلافت جوبلی کے موقع پر 2008ء میں کیا گیا۔ اس کے علاوہ جماعتی بلاگ، یوٹیوب چینل اور دوسرے سوشل میڈیا ذرائع سے اشاعت اسلام احمدیت کا کام جاری ہے۔ مالٹا میں جماعت احمدیہ مالٹا کی تبلیغی و تربیتی سرگرمیوں کو باقاعدگی کے ساتھ جماعتی ویب سائیٹ اور سوشل میڈیا پر اپ لوڈ کیا جاتا ہے۔ www.ahmadiyya.mt

حاصل کلام یہ ہے کہ وہ پیشگوئی جو خدائے علیم و خبیر نے اپنے پیارے مسیح محمدی کو عطا فرمائی تھی کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا وہ نہ صرف پوری ہوئی ہے بلکہ ہر آنے والا دن اس پیشگوئی پر مہر تصدیق ثبت کر رہا ہے کہ خدائے علیم و خبیر کا وعدہ بڑی شان و شوکت سے پورا ہوا ہے اور پورا ہو رہا ہے۔ مالٹا جو کہ دنیا کے نقشہ پر ایک نقطہ سے زیادہ کی حیثیت نہیں رکھتا وہ بھی اس روحانی فیض سے بے فیض نہیں رہا۔ سمندر کے درمیان میں آباد یہ جزیرہ افضال الٰہی اور برکات اسلام احمدیت سے فیض یاب ہو رہا ہے۔ جہاں یہ امر اللہ تعالیٰ کے ان انعامات پر سر بسجود ہونے اور اس کی حمد و ثناء کے گیت گانے کا باعث ہے وہیں یہ امر بھی حتمی ہے کہ یہ تمام ترقیات محض اور محض اللہ تبارک و تعالیٰ کے بے پایاں فضل و احسان اور مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت کی دعاؤں کا ہی ثمرہ ہیں۔ الحمد للہ علیٰ رب العالمین۔

اللہ تعالیٰ ہم سب خدام احمدیت کو احسن اور مقبول رنگ میں خدمات دین کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے، ہماری راہنمائی فرمائے اور ہماری سب کمزوریوں اور کوتاہیوں کی پردہ پوشی فرماتے ہوئے غیب سے ہماری مدد فرماتا رہے تاکہ احمدیت کا یہ قافلہ خلافت احمدیہ کی قیادت با سعادت میں تیزی کے ساتھ تبلیغ اسلام احمدیت کے مشن کی تکمیل کی طرف بڑھتا رہا۔ آمین۔ اللّٰہم آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 26 مارچ 2022ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہو گا۔ یہ باتیں انسان کی باتیں نہیں یہ اس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں“۔

(تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 182)

(25)

مغربی افریقہ کے ملک مالی میں احمدیت کا آغاز



احمد بلال مغل۔ مبلغ سلسلہ مالی

خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً خبر دی تھی کہ

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

آج دنیا میں بسنے والا ہر احمدی اس بات کا گواہ ہے کہ یہ خدائی الفاظ حرف بحرف پورے ہو چکے ہیں اور آج جماعت احمدیہ کا جھنڈا اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے 214 سے زائد ممالک میں بڑی آب و تاب سے لہرا رہا ہے انہی ملکوں میں سے اللہ کے فضل سے مغربی افریقہ کا ایک ملک مالی ہے۔ اور دنیا کے اس خطہ میں احمدیت کا نفوذ بھی حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا ایک ثبوت ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب تجلیات الٰہیہ میں تحریر فرمایا کہ "خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا۔ اور میرے

سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا۔اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا۔اور میرے فرقہ کے لوگ اسقدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے اور ہر یک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا۔ یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ سوا ے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہو گا۔"

(روحانی خزائن جلد20صفحہ 409-410)

اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ ایک اور جگہ اپنی کتاب ازالہ اوہام میں تحریر فرماتے ہیں کہ

"میں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے۔ اور جہاں تک میں دور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جسکو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔"

(روحانی خزائن جلد3صفحہ 403)

اللہ تعالیٰ کی ان بے شمار تائیدات اور پیش خبریوں کے ذریعہ مالی میں جماعت احمدیہ کا آغاز مکرم عمر معاذ صاحب کی بیعت سے ہوا جنھیں 1981ء میں احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ آپ کو مالی کے پہلے احمدی ہونے کیساتھ پہلے مبلغ ہونے کا بھی اعزاز حاصل ہے۔

مکرم عمر معاذ صاحب کا مختصر تعارف اور قبول احمدیت

مکرم عمر معاذ صاحب 1962ء میں مالی کے ایک گاؤں چین لے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد مکرم معاذ کولیبالی صاحب مالی کے ایک گاؤں چیمکا بوغو(Tiemkabougou) کی ایک مسجد کے امام تھے۔ آپ چار بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ قبول اسلام سے قبل آپ کے تمام گھر والے مالکیہ فرقے سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے گھر میں والد صاحب کی وجہ سے شروع سے ہی اسلام سے محبت پائی جاتی تھی یہی وجہ تھی کہ آپ بچپن سے ہی قرآن کریم سے بہت پیار کرتے تھے۔ تلاوت کے علاوہ اس کی تفسیر پڑھنے میں اپنا زیادہ وقت گزارتے تھے۔

مدرسہ سبیل الفلاح میں تعلیم اور آئیوری کوسٹ روانگی

ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مکرم عمر معاذ صاحب نے سیگو (Segou) شہر کے ایک دینی مدرسہ سبیل الفلاح میں داخلہ لے لیا اور تعلیم حاصل کرنے لگے۔ اس وقت جیسے مدرسہ کی کلاسز میں ترقی ہو رہی تھی، ویسے ہی مدرسہ کے اخراجات بڑھتے جا رہے تھے۔ آپ کے والد گاؤں کے امام تھے اور کچھ کھیتی باڑی کر کے آپ کے اخراجات اور فیس ادا کر رہے تھے، یہاں تک کہ آپ مدرسہ کے Second Last سال میں پہنچ گئے۔ مدرسہ کی آٹھویں کلاس میں آپ کے اخراجات بہت بڑھ گئے۔ جہاں یہ اخراجات بڑھے وہیں اس سال آپ کے والد بیمار ہو گئے۔ اس صورت حال میں آپ کے لئے مدرسہ کی تعلیم کو اخراجات کے باعث جاری رکھنا ناممکن ہو گیا۔ اس لئے آپ اپنے والد صاحب کی بیماری اور وسائل کی کمی دیکھ کر اس سال چھٹیوں میں مالی کے ہمسایہ ملک آئیوری کوسٹ چلے گئے تاکہ وہاں تعویزات بیچ کر کچھ پیسے حاصل کریں، جس سے اپنی تعلیم کے اخراجات مکمل کر سکیں۔ آئیوری کوسٹ کے شہر ابیجان (Abidjan) میں پہنچ کر آپ ایک دوست کے گھر ٹھہرے۔ وہاں رہائش کے بعد آپ انتظار کرنے لگے کہ کوئی تعویز خریدنے آئے۔ مگر دن گزرتے گئے اور کوئی ایک بھی تعویز لینے نہ آیا۔ آئیوری کوسٹ میں پہنچتے ہی آپ ہر روز رات کے ایک بڑے حصہ میں تہجد ادا کرتے اور دن کا اکثر حصہ تلاوت قرآن کریم میں گزارتے تھے۔ یہ عبادت کا سلسلہ دو ماہ تک جاری رہا۔ اور ان دو ماہ میں کوئی ایک شخص بھی آپ کے پاس تعویز لینے کی غرض سے نہ آیا۔

الہی رویاء

ذوالحجہ 1981ء جمعہ کی رات دو بجے جب آپ تہجد پڑھ کے فارغ ہوئے تو کچھ آرام کی غرض سے اسی جائے نماز پر لیٹ گئے۔ لیٹتے ہی آپ کی آنکھ لگ گئی۔ جس طرح خدا تعالیٰ انسانوں کی راہنمائی مختلف ذریعہ سے کرتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کی راہنمائی بھی ایک بہت عظیم اور مبارک رؤیا کے ذریعے کی۔ اس رات آپ نے دیکھا کہ آسمان پر خوفناک سیاہ بادل جمع ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ اور جب یہ بادل بہت تعداد میں جمع ہو گئے تو زمین پر مشرق کی سمت بلند گرج چمک کے ساتھ بجلی، آگ اور پتھر گرنے لگے۔ یہ خوفناک سلسلہ بہت دیر تک چلتا رہا۔ کافی دیر بعد جب یہ سلسلہ ختم ہوا تو تمام بادل ہٹ گئے اور آسمان صاف ہوا تو آسمان پر چودھویں کا روشن اور نورانی چاند اپنی آب و تاب کیساتھ نکل آیا۔ جب چاند کی طرف غور سے دیکھا تو اس پر یہ خوبصورت تحریر لاالہ الا اللہ ھو احمد من اللہ رسول الیکم نظر آئی۔ اس کیساتھ آہستہ آہستہ بارش شروع ہو گئی۔ اس کے بعد چاند زمین کی طرف اترنے لگا اور جب یہ زمین کے بہت قریب آیا تو اس کی شکل گول سے تبدیل ہو کر مستطیل ہو گئی۔ پھر اس چاند کی لکھائی تبدیل ہو گئی اور اس پر جاء المہدی (یعنی مہدی آگیا ہے) لکھا گیا۔ رؤیا میں اس چاند کے دائیں طرف ایک بزرگ نظر آئے جو کہ حضور ﷺ کی مدح میں (حضرت مسیح موعودؑ کے) قصیدہ یاعین فیض اللہ والعرفانی کے اشعار پڑھ رہے تھے۔ انھوں نے آپ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ادھر آجاؤ۔ آپ اپنے ایک کلاس فیلو کا ہاتھ پکڑ کر ان کی طرف جانے لگے مگر اس نے اپنا ہاتھ چھڑا لیا اور اس بزرگ کے پاس نہیں گیا۔ چنانچہ آپ اکیلے ہی ان کے پاس چلے گئے۔ اس بزرگ نے آپ کو کہا کہ یہ تحریر اٹھائو۔ مگر جب آپ نے تحریر اٹھائی تو اٹھاتے ہی اس کی شکل تبدیل ہو کر ایک خوبصورت مچھلی بن گئی۔ پھر یہ مچھلی کٹی اور مختلف حصوں میں تقسیم ہو گئی اور مچھلی سے خون بہنے لگا۔ اور اس مچھلی کے ٹکڑے ہاتھوں سے گرنے لگے۔

یہ منظر آپ کے لئے بہت ہی حیرت انگیز اور عجیب تھا اور آپ اسی حالت میں کپکپاتے ہوئے نیند سے بیدار ہوئے۔ آنکھ کھلنے پر پہلے کچھ دیر تو سمجھ نہیں آئی کہ آپ کہاں ہیں اور یہ کیا ماجرہ ہے؟ لیکن جب آپ کی نظر اپنی جائے نماز پر پڑی تو آپ کو پتا لگا کہ یہ سب بس ایک رؤیا کے سوا کچھ نہ تھا۔ اس رؤیا کی تعبیر آپ نے یہ کی کہ تین سال کے عرصہ میں مسیح موعودؑ کا ظہور مبارک ضرور بضرور بلاد عربیہ میں ہو جائے گا۔ اس رؤیا کے ایک ہفتہ بعد بھی کوئی آپ کے پاس تعویز لینے نہ آیا۔ چنانچہ مجبوراً آپ نے اپنے دوست سے شکریہ کیساتھ اجازت مانگی مگر چونکہ آپ کا دوست آپ کی نیکی اور پرہیز گاری کو دیکھ چکا تھا لہٰذا پہلے تو وہ اجازت دینے پر تیار نہ ہوا مگر مجبور کرنے پر اس

نے اجازت دے دی۔ آخر آپ نے اس سے اجازت لے کر شہر کا رخ کیا مگر انجانے ملک میں نہ تو آپ سے کوئی تعویز لینے والا ملا اور نہ ہی آپ کو کوئی جائے پناہ میسر آئی۔ سارا دن جائے پناہ کی تلاش جاری رکھی یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔

احمدیوں سے ملاقات

رات کے اندھیرے میں ایک آدمی نے آپ کو دیکھا تو آپ کو مخاطب کر کے کہنے لگا کہ آپ رات کے اندھیرے میں اس طرح شہر میں نہ پھریں کیونکہ شہر میں بہت سے ڈاکو ہیں جو کہ کسی بھی اجنبی کو مال ہتھیانے کی غرض سے قتل کر دیتے ہیں۔ آپ نے اس شخص کو مخاطب کر کے کہا کہ آپ اس شہر میں اجنبی ہیں اور اس ملک میں آپ کو کوئی نہیں جانتا اور کوئی ٹھکانہ بھی نہیں کہ وہاں رات گزاری جا سکے۔ اس شخص نے ہاتھ کے اشارہ سے بتایا کہ سامنے ایک سفید فام لوگوں کی مسجد ہے بہتر ہے کہ آپ وہاں رات گزار لیں۔

چنانچہ آپ اس مسجد میں رات گزارنے کے لئے چلے گئے۔ اس وقت عشاء کی نماز ہو چکی تھی اور لوگ نماز پڑھ کے باہر نکل رہے تھے۔ ان افراد کے درمیان دو سفید فام لوگ بھی تھے۔ آپ نے ان سے مسجد میں رات گزارنے کی اجازت مانگی جو کہ آسانی سے مل گئی۔ آپ نے رات مسجد میں گزاری۔ مگر صبح فجر کی نماز پر جو منظر آپ نے دیکھا وہ آپ کو بالکل پسند نہیں آیا کیونکہ احمدیوں نے فجر کی نماز ہاتھ باندھ کر پڑھی جبکہ آپ کا جس فرقہ سے تعلق تھا اس میں ہاتھ باندھ کر نماز نہیں پڑھی جاتی تھی۔ یہ منظر آپ کو پسند نہ آیا۔ پھر جو درس دیا گیا وہ وفات مسیحؑ پر دیا گیا۔ آپ کیونکہ اس وقت احمدیت کے بارہ میں کچھ نہیں جانتے تھے لہٰذا آپ نے خیال کیا کہ یہ لوگ دین سے بالکل ہٹے ہوئے ہیں (نعوذ باللہ) اور جس قدر جلد ہو سکے ان سے جان چھڑا لینی چاہیئے۔ یہ سوچ کر کہ ان کے پیچھے نماز قبول نہ ہوئی ہو گی آپ نے دوبارہ فجر کی نماز ادا کی۔ اور سورج نکلتے ساتھ ہی مسجد سے اس ارادہ سے نکلے کہ اب کبھی اس مسجد میں داخل نہ ہونگے۔ مگر خدا تعالیٰ آپ کو ہدایت دینا چاہتا تھا اس لئے تمام دن کی مشقت کے باوجود آپ کو کوئی اور ٹھکانا نہ ملا۔ آخر رات کا اندھیرا چھانے لگا اور ڈاکوؤں کا پھر سے خوف ذہن میں آنے لگا۔ پہلے تو کچھ دیر اندھیرے میں بھی جائے پناہ کی تلاش جاری رکھی مبادا کہ پھر سے احمدیوں کی مسجد جانا پڑ جائے۔ مگر سب بے سود اور بیکار تھا۔ اس اجنبی شہر میں کسی کا رہائش دینا تو دور کی بات، کوئی بات سننے کے لئے تیار تک نہ تھا۔ اب سوائے احمدیوں کی مسجد کے کوئی ٹھکانہ باقی نہ بچا تھا۔ چنانچہ پھر خدا آپ کو احمدیہ مسجد میں لے آیا۔ خیر ایسا تین چار روز تک

ہوتا رہا کہ مسجد میں آپ رات گزارتے اور صبح ہوتے ہی پناہ گاہ کی تلاش میں نکل جاتے۔ ان چار پانچ ایام میں آپ کا دل احمدیت سے بالکل بیزار ہو گیا۔ جو نماز بھی آپ احمدیوں کے پیچھے پڑھتے اسے جا کر دوبارہ ادا کرتے۔ ان چار ایام کے دوران آپ کو ایک احمدی نے یہ دیکھ کر کہ آپ عربی جانتے ہیں، آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب کشتیٔ نوح کا عربی ترجمہ سفینۃ النوح پڑھنے کے لئے دے دی۔ کیونکہ آپ کا دل احمدیت سے بالکل بیزار ہو چکا تھا لہٰذا آپ نے یہ کتاب پڑھنے کے بجائے اس کو ایک طرف رکھ دیا لیکن اس حالت میں احمدیوں کی مسجد کے علاوہ کوئی ٹھکانا بھی آپ کے پاس نہ تھا۔

آخر تنگ آکر آپ نے ایک خط سعودی عرب حکومت کے نام لکھا جس میں آپ نے لکھا کہ بلاد افریقہ میں ایک احمدیہ جماعت موجود ہے جو کہ حضرت عیسیٰؑ کی وفات کا اعلان کرتی ہے اور اس کے لوگ ہاتھ باندھ کر نماز ادا کرتے ہیں۔ اس طرح اسلام کو یہ لوگ خراب کر رہے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ قصہ مختصر یہ کہ اس خط میں آپ نے سعودی عرب سے پُرزور اپیل کی کہ کسی طرح بھی ہو سکے وہ اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے احمدیت کو یہاں سے ختم کروا دیں (نعوذ باللہ)۔ یہ خط لکھ کر آپ فارغ ہوئے اور اسے بھیجنے کے لئے میز پر رکھنے لگے تو اس وقت آپ کی نظر میز پر پڑی کتاب سفینۃ النوح (حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب کشتی نوح کس عربی ترجمہ) پر پڑی۔ یہ کتاب اٹھا کر جب آپ نے بے دلی سے اسے کھولا تو خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ جیسے ہی آپ نے کتاب کو کھولا آپ کی نظر خدا نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب کی اس عبارت پر ڈلوائی:

”اسی واسطے میں نے مسلمانوں کا رسمی عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا تا میری سادگی اور عدم بناوٹ پر وہ گواہ ہو وہ ۔۔۔ لکھنا جو الہامی نہ تھا محض رسمی تھا مخالفوں کے لئے قابل اسناد نہیں کیونکہ مجھے خود بخود غیب کا دعویٰ نہیں۔ جب تک کہ خود خدا تعالیٰ مجھے نہ سمجھاوے۔“

(روحانی خزائی جلد 19 کشتی نوح صفحہ 50)

اس سطر پر نظر پڑی ہی تھی کہ آپ کے دل کے تمام اعتراضات دور ہو گئے۔ اسی وقت آپ نے سوچا کہ یہ کسی صاف گو اور بہت نیک انسان کی لکھی ہوئی کتاب ہے۔ آپ کیونکہ سعید فطرت تھے فوراً سمجھ گئے کہ یہ کتاب کسی جھوٹے کی ہرگز نہیں ہو سکتی۔

اسی وقت آپ کو رؤیا اور خدا کی اس تدبیر کا سارا معاملہ سمجھ آگیا کہ یہ خدا کی تقدیر کے تحت تمام معاملہ ہو رہا تھا کہ باوجود احمدیوں سے بار بار جان چھڑانے کے اللہ تعالیٰ بار بار آپ کو احمدیہ مسجد میں لے کے آرہا تھا۔ یہ سب کچھ دیکھ کر آپ نے فوراً بیعت کا ارادہ کر لیا اور اسی شام کو اللہ تعالیٰ نے بیعت کرنے کی توفیق بھی عطا کی۔ بیعت کے بعد مکرم عمر معاذ صاحب کو پاکستان جا کر جامعہ احمدیہ سے تعلیم مکمل کرنے کی توفیق ملی اور اب اللہ کے فضل سے بطور مبلغ سلسلہ مالی میں خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔

پہلی بیعت سے لے کر آج تک خلافت احمدیہ کے زیر سایہ اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ مالی کی ترقیات کا سلسلہ جاری ہے اور جماعت احمدیہ مالی پر چڑھنے والا ہر دن اللہ تعالیٰ کی تائیدات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 14 جنوری 2021ء)







(26)
مڈغاسکر میں جماعت احمدیہ مسلمہ کا نفوذ اور ترقی



مدثر احمد۔ مبلغ سلسلہ مڈغاسکر

ملک کا تعارف

ملک مڈغاسکر (قومیت مالاگاسی) بحرہ ہند میں، براعظم افریقہ کے مشرق میں، ایک ملک ہے جو کہ مختلف جزائر پر مشتمل ہے۔ اس ملک کا سب سے بڑا جزیرہ، جو کہ Mainland (مین لینڈ) کہلاتا ہے، دنیا کا چوتھا بڑا جزیرہ ہے۔ اس کے علاوہ اس ملک کے دیگر جزائر کا نام Nosy Be (نوسی بے) اور Saint Marie (سینٹ ماری) ہیں۔ ایک اندازہ کے مطابق، ابتداءً، دنیا میں موجود تمام زمینی یا خشکی کے علاقے ایک جزیرہ پر مشتمل تھے جس کے گرد ہر طرف سمندر تھا۔ گویا یہ دنیا ایک بڑے جزیرہ، جس کو Gondwana (گوندوانا) کہا جاتا ہے، اور ایک ہی سمندر پر مشتمل تھی۔ پھر قریباً 185 ملین سال قبل یہ گوندوانا نامی جزیرہ مشرقی اور مغربی گوندوانا میں تقسیم ہوا۔ مشرقی

گوندوانا میں آج کی تاریخ کا مڈغاسکر، Antarctica (این ٹارک ٹکا)، آسٹریلیا اور ہندوستان شامل تھے۔ پھر قریباً 125 ملین سال قبل اس مشرقی گوندوانا سے انڈو-مڈغاسکر کا زمینی ٹکڑا علیحدہ ہوا۔ اور قریباً 88 ملین سال قبل مڈغاسکر کا زمینی ٹکڑا ہندوستان سے علیحدہ ہوا اور وقت کے ساتھ مزید جنوب کی طرف ہٹتا ہوا آج کے مقام پر پہنچا۔ بظاہر یہ ایک ایسی تفصیل ہے جس کا آج کی دنیا سے کوئی تعلق نہیں تاہم مڈغاسکر میں جو حشرات، نباتات اور جانوروں کی ایسی کثیر التعداد اقسام پائی جاتی ہیں کہ جو باقی دنیا میں نہیں یا ناپید ہو چکی ہیں اس کی وجہ یہی زمینی تقسیم ہے۔ اور اسی لئے یہ ملک براعظم افریقہ کا حصہ ہے اگرچہ یہاں کے باشندے خود کو افریقہ کی قوم کہلائے جانے کی بجائے اس بات کو زیادہ پسند کرتے ہیں کہ ان کو بحرہ ہند کی ایک قوم کہا جائے۔

مڈغاسکر کا جغرافیہ



مڈغاسکر Mainland (مین لینڈ) کی اگر بات کریں تو یہ براعظم افریقہ سے 250 میل کے فاصلہ پر مشرق کی جانب ہے۔ اس کا کل رقبہ 226,658 مربع میل ہے (کل زمینی رقبہ 224,533 مربع میل ہے اور پانی سے ڈھکا کل رقبہ 2,124 مربع میل ہے)۔ اس ملک کی لمبائی 995 میل جبکہ اس کی زیادہ سے زیادہ چوڑائی 360 میل ہے۔ نیز اس کے ساحل کی لمبائی 3,000 میل ہے۔ اس جزیرہ کے وسط میں شمالاً جنوباً پہاڑی سلسلہ ہے جو کہ اس کے مشرقی حصہ اور مغربی حصہ کو علیحدہ کرتا ہے۔ اس پہاڑی سلسلہ کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ شمال کی جانب

Tsaratanàna(چاراتنانا) کا پہاڑی سلسلہ ہے جہاں اس ملک کا بلند ترین مقام بھی ہے جو کہ سطح سمندر سے 9,468فٹ کی بلندی پر ہے۔ وسط میں Ankaratra(انکارَٹرا) کا پہاڑی سلسلہ ہے جس پر اس ملک کے وہ شہر ہیں جو کہ پہاڑی علاقہ پر آباد ہیں، جن کی اونچائی سطح سمندر سے 2,450فٹ اور 4,400فٹ کے درمیان ہے۔ اس میں اس ملک کا دارالحکومت Antananarivo (انتَنناریوُ) اور اس کے جنوب میں آباد شہر آجاتے ہیں۔ مزید جنوب کی جانب Andringitra (انڈرِنْ گٹرا) کا پہاڑی سلسلہ ہے۔ ان پہاڑی سلسلوں سے نیچے کی طرف آئیں تو ہر طرف میدانی ساحلی علاقہ جات ہیں۔ اس ملک کی مشرقی جانب ان پہاڑیوں کی ڈھلوان زیادہ ہے جبکہ مغربی جانب ان پہاڑیوں کی ڈھلوان کم ہے۔

مڈغاسکر کا موسم

اس ملک کے میدانی ساحلی علاقوں کا موسم گرم اور استوائی ہے۔ اس کے مشرقی ساحل کی جانب بارش زیادہ ہوتی ہے یہاں تک کہ Maroantsetra (مارو۔اَن۔چیٹرا) کے علاقہ میں سال میں 160 انچ بارش کا معمول ہے۔ اس کا سبب بحرہ ہند سے آنے والی نم ہوائیں ہیں۔ اس وجہ سے یہاں طوفان بھی آتے رہتے ہیں۔ یہاں کا درجہ حرارت گرمیوں میں 35 اور سردیوں میں 22 ڈگری کے درمیان رہتا ہے۔ نیز اس ملک کے زیادہ تر جنگلات اور سرسبز علاقے اسی مشرقی حصہ میں موجود ہیں۔ اس ملک کے مغربی ساحل کی جانب شمالی حصہ میں بارشیں زیادہ ہوتی ہیں اور جیسے جیسے آپ جنوب کی طرف آئیں بارشوں کی مقدار کم ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ اس ملک کے جنوبی ساحل کے علاقہ میں سال بھر میں محض 2 انچ بارش ہوتی ہے۔ اور اسی لئے اس علاقہ میں ہر چند سال کے بعد خشک سالی اور قحط سالی کے حالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس ملک کے مغربی ساحل کے علاقہ بالخصوص جنوب کی جانب، مشرقی ساحلی علاقوں کی نسبت زیادہ گرم ہوتے ہیں۔ نیز یہاں زیادہ تر علاقے سوکھے اور بنجر ہیں۔

تاہم اس ملک کے وسط اور وسط سے جنوب کی جانب جو پہاڑی علاقوں پر آبادیاں ہیں وہاں کا موسم متوسط ہوتا ہے۔ یہاں 2 موسم پائے جاتے ہیں۔ بارانی گرم موسم جو کہ نومبر سے وسط مارچ تک رہتا ہے اور خشک سرد موسم جو کہ وسط مارچ سے اکتوبر تک رہتا ہے۔ موسم گرما میں یہاں کا درجہ حرارت 20 اور 35 ڈگری کے درمیان رہتا ہے۔ اور سردی کے موسم میں یہاں کا درجہ حرارت 5 سے 22 ڈگری کے درمیان رہتا ہے۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ ہماری زمین کو خط استوا کے ذریعہ دو برابر حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس دنیا کا 68 فیصد زمینی حصہ خط استوا کے

شمال کی جانب ہے جہاں جون، جولائی اور اگست میں گرم موسم اور دسمبر و جنوری میں سرد موسم ہوتا ہے۔ تاہم خط استوا سے جنوب کی جانب جہاں اس دنیا کا 32 فیصد زمینی حصہ ہے، جس میں یہ ملک مڈغاسکر بھی شامل ہے، یہاں اس کے برعکس جون، جولائی اور اگست میں سرد موسم ہوتا ہے اور دسمبر و جنوری میں گرم اور بارانی موسم ہوتا ہے۔ اس ملک کا سیر اب شدہ زمینی حصہ محض 4,193 مربع میل ہے جو کہ اس کے کل زمینی رقبہ کا 2 فیصد سے بھی کم حصہ بنتا ہے۔

اس ملک کے قدرتی وسائل میں گریفائٹ، کرومائیٹ، کوئلہ، باکسائٹ، نمک، کوارٹس، قیمتی پتھر جیسے سفیر وغیرہ، ابرک، Vanila (ونیلا) نیز سمندری مچھلیاں شامل ہیں۔ اس ملک کی کچھ اور سوغات میں Baobab (باؤ۔باب) نامی درخت ہے جسے Reniala (رے نی آلا) کہا جاتا ہے جس کے معنی جنگل کی ماں کے ہیں۔ اس درخت کی 8 اقسام ہیں جن میں سے 6 اقسام صرف مڈغاسکر میں ہی پائی جاتی ہیں۔ اس درخت کی بعض اقسام ایسی ہیں کہ ان کی لمبائی 30 میٹر تک ہوتی ہے اور ان کے تنے 9 میٹر چوڑے ہوتے ہیں تو بعض اقسام کی لمبائی 5 میٹر اور ان کے تنے کی چوڑائی 2 سے 3 میٹر بھی ہوتی ہے۔ اس درخت کے موٹے موٹے تنوں میں پانی کا ذخیرہ ہوتا ہے جس وجہ سے اس کو bottle tree (بوتل نما درخت) بھی کہا جاتا ہے یہانتک جن اقسام کے درخت بہت بڑے ہوتے ہیں ان میں 120 ہزار لیٹر تک پانی کا ذخیرہ ہو سکتا ہے۔ یہ درخت خشک علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ ان کا پھل اور پتے بھی کھائے جاتے ہیں اور مختلف اہم غذائی معدنیات اپنے اندر رکھتے ہیں۔ نیز ان کے بیج سے تیل نکالا جاتا ہے۔

یہاں ایک اور درخت Ravinala ہے جس کو Traveller's Palm Tree (یعنی مسافروں کا کھجور کا درخت) سے موصوف کیا جاتا ہے۔ اس درخت کا تعلق نباتات کے اسی خاندان سے ہے جس سے کیلے اور کھجور کے درختوں کا تعلق ہے۔ یہ بالعموم 15 سے 20 میٹر اونچا ہوتا ہے اور اس کی شاخیں ایک ہی طول و عرض میں نکلتی ہیں جس سے یہ گویا مور کے کھلے ہوئے پروں کی مانند شکل اختیار کئے ہوتا ہے۔ اس کو مسافروں کا کھجور کا درخت اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں بہت سے فوائد ذخیرہ شدہ ہوتے ہیں۔ اس کی شاخوں میں بارش کا پانی جمع ہوتا ہے جس سے مسافر اپنی پیاس بجھا سکتے ہیں۔ اس کے پتے بھی کھائے جاتے ہیں اور اس کے بیج سے تیل تیار کیا جاتا ہے۔ اس کے بیج کو دودھ میں ملا کر دیا جائے تو بچوں کے بڑھتے جسم کے لئے مفید ہوتا ہے۔ نیز اس سے مقامی لوگ دستکاری کر کے مختلف اشیاء بھی بناتے ہیں اور اس کے پتوں میں کھانے کو لپیٹ کر قدرے لمبے وقت کے لئے محفوظ بھی رکھا جاتا ہے۔

نیز یہاں ایک بندر کی ایک خاص قسم بھی پائی جاتی ہے جسےLemur (لی مر) کہا جاتا ہے۔ ان کا منہ نوکیلا، بڑی بڑی آنکھیں اور موٹی دُم ہوتی ہے۔

مڈغاسکر کا قومی پرچم، نصب العین اور قومی ترانہ

مڈغاسکر کا قومی پرچم 21 اکتوبر 1958ء کو اختیار کیا گیا۔ اس پرچم میں اوپر سے نیچے کی جانب ایک پٹی سفید رنگ کی ہوتی ہے اور دائیں سے بائیں جانے دو پٹیاں لال اور سبز رنگ کی ہوتی ہیں۔ ان رنگوں کا انتخاب اس لئے کیا گیا تھا کیونکہ انیسویں صدی میں یہاں کی Hova (ہو۔وا) سلطنت کے پرچم کے رنگ سفید اور لال تھے۔ اور سبز رنگ اُن آبادیوں کے لئے شامل کیا گیا جو کہ ساحلی علاقوں میں آباد ہیں۔ یہاں ان کی سفید حصہ سے مراد پاکیزگی ہے، لال حصہ سے مراد خود مختاری ہے اور سبز حصہ سے مراد امید ہے۔

نیز ان کا تین لفظی نصب العین Tanindrazana, Fahafahana, Fandrosoana ہے۔ ان میں سے Tanindrazana(تانِن ڈرا۔ زَنَ) سے مراد آباؤ اجداد کی سرزمین سے محبت ہے۔ Fahafahana(فاہا۔ فاھَنَ) سے مراد آزادی ہے۔ اور Fandrosoana (فان۔ ڈرو۔ سو۔ اَنَ) سے مراد ترقی ہے۔

مڈغاسکر کے قومی ترانہ ”Ry Tanindrazanay malala ô!“ (ری۔ تانِن۔ ڈرازَنائی۔ ملالَ اُو۔) کو ان کی قومی اسمبلی نے، ان کو باقاعدہ آزادی ملنے سے 14 ماہ قبل 27 اپریل 1959ء کو سرکاری طور پر اختیار کیا۔ اور اس ملک کو باقاعدہ طور پر آزادی بمؤرخہ 26 جون 1960ء ملی۔ اس ترانہ کو Pasteur Rahajason (پاسترغ راہاجاسوں) (پیدائش 1897ء اور وفات 1971ء) نے تحریر کیا جو کہ مڈغاسکر کے ایک مشہور مصنف اور ایک عیسائی پادری تھے۔ اس قومی ترانہ کے مندرجات کا مرکزی خیال سرزمین سے محبت کے ساتھ ساتھ اس کے لئے خدا کا شکر اور قوم میں اتحاد اور وفاداری کے لئے نیز اپنے وطن کے لئے دعا ہے۔

مڈغاسکر میں مروجہ مذاہب، رسوم ورواج

ایک اور اہم بات اس ملک میں پائے جانے والے مذاہب ہیں۔ اس ملک میں موٹے طور پر تین مذاہب کو ماننے والے ہیں۔ اس ملک کی 55 فیصد آبادی یہاں کے روایتی مذہب کو مانتی ہے۔ 40 فیصد آبادی عیسائی ہے اور باقی کے 5 فیصد مسلمان، ہندو و دیگر ادیان کو ماننے والے ہیں۔

یہاں کے روایتی مذہب کا مرکزی عقیدہ اور ثقافت کی بنا اس نقطہ پر ہے کہ گویا زندہ لوگوں کا اپنے فوت شدہ بزرگوں اور رشتہ داروں سے ایک تعلق ہوتا ہے۔ بنیادی طور پر ایک سب سے بڑی ہستی یعنی خدا پر یہ لوگ ایمان رکھتے ہیں جسے یہ Andriananahary (اَن۔ ڈریا۔ نَن۔ ہاری)(یعنی پیدا کرنے والا) کہتے ہیں یا Andriamanitra (اَن۔ ڈریا۔ مانِٹرا)(یعنی خوش مہک آقا) کہتے ہیں۔ تاہم ان کا عقیدہ ہے کہ فوت شدہ لوگ خدا اور انسانوں کے درمیان شفیع ہیں اور وہ یہ طاقت رکھتے ہیں کہ زندہ لوگوں کے نصیب بدل سکیں۔ چنانچہ وہ یہ یقین رکھتے ہیں کہ اگر انہوں نے اِن فوت شدگان کو ناراض کر دیا تو سخت مصائب آ سکتے ہیں۔ اور یہ کہ ہر نیک بختی بھی انہی کی خوشنودی سے ملتی ہے۔ چنانچہ یہ لوگ اپنے بچوں کے ناموں میں آباؤ اجداد کے اسماء کے مختلف حصے شامل کرتے ہیں اور اسی وجہ سے ان کے اسماء بہت لمبے ہوتے ہیں اور اسی لئے دنیا بھر میں جس ملک کے کسی صدر کا نام سب سے لمبا تھا تو وہ ملک مڈغاسکر ہے جس کے صدر Hery Rajaonarimampianina (ہے ری۔ رَجاؤ۔ ناری۔ مَمپیانِ نَ) سال 2014ء تا 2018ء صدر رہے۔

نیز یہ لوگ فوت شدگان کے مقبرے بہت شوق سے اور بہت خرچ کر کے بناتے ہیں۔ عموماً مقبرے بنانے میں خرچ اس سے زیادہ کرتے ہیں کہ جتنا زندہ لوگوں کے گھروں کی تعمیر کے لئے کیا جاتا ہو۔ تاہم ان میں مختلف اقوام پائی جاتی ہیں اور ان اقوام میں مقبرے قدرے مختلف ہوتے ہیں۔ Merina (مے رینا) قوم جو مقبرے بناتی ہے وہ اینٹ اور پتھر کے کمرے نما ہوتے ہیں جن کا ایک حصہ زمین کی سطح سے نیچے ہوتا ہے۔ ان میں ململ کے کپڑے میں لپٹی ناش کو رکھنے کے لئے مختلف شیلف بنے ہوتے ہیں۔ اور یہ لوگ اپنے فوت شدگان کی ناش کو ایک مقررہ عرصہ کے بعد نکال کر اس کا کپڑا تبدیل بھی کرتے ہیں جس رسم کو Famadihana (فَمَدِی هَنَ) کہا جاتا ہے۔ اس موقع پر تمام خاندان اکٹھا ہوتا ہے اور دعوت کی جاتی ہے۔ اگر کوئی اپنے آباء کی یہ رسم نہ کرے تو سارا خاندان اس سے علیحدہ اور اس کا مخالف ہو جاتا ہے۔ بالعموم یہ رسم وسطی اور جنوب کی طرف پہاڑی علاقوں میں رہنے والی

اقوام جیسے Merina م(ے رینا) اور Betsileo (بے تسی لے اُو) میں پائی جاتی ہے۔ اسی طرح ایک اور قوم Mahafaly (ماہافالی) کہلاتی ہے۔ یہ قوم اس ملک کے جنوب مغرب میں رہتی ہے اور یہ قوم اپنے مقبرے پتھر سے بھر کر بناتے ہیں جن کے اوپر مختلف لکڑی سے بنے کھمبے لگاتے ہیں جن پر مختلف شکلیں بنی ہوں یا مختلف مجسمے ہوں جیسے جہاز وغیرہ۔

نیز یہ لوگ مختلف اقسام کی ارواح پر یقین رکھتے ہیں۔ ایک زندہ شخص کی روح کے لئے Fanahy (فناہی) کا لفظ ہے جس سے مراد اس کا کردار اور اسلوب ہیں۔ پھر فوت شدہ لوگوں کی روح کو Ambiroa (اَمبی رُو) کہتے ہیں جس کے متعلق یہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ اپنے خاندان کے پاس موجود رہتے ہیں اور ان کے گھر، گھریلو اشیاء اور ان کی آبائی وادیوں میں ہمیشہ موجود رہتے ہیں اور اپنے آباء کی اسی روح سے زندہ لوگ تعلق رکھنے کا دعوی کرتے ہیں۔ روح کی ایک اور قسم ان کے مطابق Lolo (لولو) کہلاتی ہے۔ یہ قریب ماضی میں فوت ہوئے ایسے لوگوں کی ارواح کو کہتے ہیں جو کہ اپنے گھر اور خاندان کی یاد میں بھٹکتی ہیں اور مچھر یا تتلی کی شکل میں آتی ہیں تاہم یہ لوگوں کی ڈراتی یاستاتی نہیں ہیں۔ روح کی چوتھی قسم Angatra (اَن گاٹرا) کہلاتی ہے جو کہ نامعلوم فوت شدگان کی بھٹکتی ہوئی روحیں ہوتی ہیں اور وہ زندہ انسانوں کو رات میں آکر ڈراتی بھی ہیں۔ تاہم ان تمام عقائد میں زندگی بعد الموت اور جزا سزا یا جنت دوزخ کا خیال مرکزی حیثیت نہیں رکھتا بلکہ سارا زور صرف اس بات پر ہے کہ ان فوت شدگان کا زندہ لوگوں سے ایک تعلق ہوتا ہے اور وہ ان زندہ لوگوں کا نصیب بناتے یا بگاڑتے ہیں۔

پھر ان کے ہاں غیب کا علم رکھنے والے عالم جوتشیوں کا بھی تصور پایا جاتا ہے جن کو یہ Ombiasy (اُم بیاسی) یا Mpanandro (پنان ڈرو) کہتے ہیں۔ ان جوتشیوں سے پوچھے بنا یہ لوگ اپنا کوئی اہم کام نہیں کرتے۔ چاہے کھیتی باڑی کے متعلق کوئی فیصلہ ہو یا شادی بیاہ کے فیصلے ہوں یا پھر ایک نئے گھر کی تعمیر شروع کرنی ہو، پہاڑی علاقوں کی اقوام ان جوتشیوں کی اجازت کے بنا اور ان سے صحیح وقت پوچھے بنا یہ سارے کام نہیں کرتے بالخصوص Merina (مے رینا) قوم کا طریق ایسا ہے۔ چاہے ایک Merina (مے رینا) شخص کتنا ہی پڑھ لکھ جائے وہ اس طریق کے مطابق ہی زندگی گزارتا ہے۔ ان کے اس عقیدہ کی بنیاد نصیب کے عقیدہ پر ہے مگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ چاند، سورج اور ستارے ہمارا نصیب مقرر کرتے ہیں اور ان کے مطابق ہی تمام فیصلے کرنے میں بھلائی ہے۔ چنانچہ ان کے یہ جوتشی ان کو اس کے مطابق ہدایات دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کے مطابق جگہ، مقام یا سمت کا بھی ایک اثر ہوتا ہے۔ یعنی ان کے مطابق مشرق، مغرب سے بالاتر ہے اور شمال، جنوب سے بالاتر ہے۔ یعنی شمال مشرق کی سمت

سب سے اعلیٰ ہے۔ چنانچہ ایسا عقیدہ رکھنے والے اپنے گھر شمالاً جنوباً بناتے ہیں اور شمال مشرقی حصہ کو عبادت کے لئے مختص کرتے ہیں، مہمانوں کے لئے شمال کا حصہ مختص کرتے ہیں اور اپنے جانور یا مرغیاں جنوب مغربی حصہ میں رکھتے ہیں۔

نیز ان کے رسوم و رواج میں بعض باتیں سختی سے ممنوعہ ہوتی ہیں اور Fady (فادی) کہلاتی ہیں۔ جیسے کہ کچھ کھانے کی اشیاء منع ہیں مثلاً Merina (مے رینا) قوم بکرا نہیں کھاتی۔ اسی طرح ایک اجنبی کی مہمان نوازی نہ کرنا بھی نامناسب عمل ہے اور اس کا اس مہمان نوازی سے انکار کرنا بھی نامناسب عمل متصور ہوتا ہے۔ اسی طرح چاول کی فصل پر دانے کے پھوٹنے کے وقت اپنے گھر کی دہلیز پر بیٹھنا بھی غیر مناسب عمل سمجھا جاتا ہے کیونکہ ان کا خیال ہے کہ جیسے دروازے پر بیٹھنے سے آنے والے کی راہ میں رکاوٹ ڈلتی ہے ویسے ہی اِس طریق سے پیدائش کا عمل متاثر ہوتا ہے اور اس سے چاول کے دانے صحیح طرح نہیں پھوٹتے۔ پھر ان رسوم اور رواج میں مزید اضافہ نظر آتا ہے جب ان روایتی عقائد اور نظریات کے ساتھ ساتھ یہ لوگ باہر سے آنے والے ادیان یعنی عیسائیت، اسلام یا ہندو مت کو ماننے لگ جائیں۔

اگرچہ آج یہ لوگ بظاہر تمام ادیان کے ماننے والے امن سے رہتے ہیں تاہم انیسویں صدی عیسوی میں جب Ranavalona I (راناوالونا۔ اول) ملکہ بنی تو اس نے عیسائی مشنریوں کو ملک بدر کیا اور بہت سے عیسائیوں کو قتل بھی کیا۔ اس ملکہ کی وفات کے بعد جب Ranavalona II (راناوالونا۔ دوم) ملکہ بنی اور شاہی خاندان Protestant (پروٹیسٹنٹ) عیسائی ہو گیا تو اس وقت روایتی مذہب کے مقدس مقامات سے مجسمے اور تلسم توڑے گئے۔ اگرچہ آج ایک بڑی تعداد بالخصوص پہاڑی علاقوں میں رہنے والے عیسائی ہوگئے ہیں تاہم ان کے روایتی رسوم پھر بھی ویسی ہی ہیں۔ یعنی اگرچہ عیسائیت میں بکرا کھانا منع نہیں مگر وہ عیسائی (یا پھر مسلمان بھی ہو جائیں) تو بھی بکرا نہیں کھائیں گے۔ یا یہ کہ عیسائی ہو جانے کے باوجود وہ اپنے مردوں کو گرجہ گھروں میں عبادات کے بعد اپنی پہلے طرز پر کمروں میں بند کریں گے اور مقررہ وقفہ کے بعد ان کی رسم Famadihana بھی کریں گے۔ یہانتک بعض عیسائی مالاگاسی لوگ آپ کو یہ کہتے ہوئے ملیں گے کہ ہمارے فوت شدہ آباؤ اجداد بھی عیسائی ہو چکے ہیں۔ اور اب وہ عیسائی ہو کر ہمارے اور خدا کے درمیان شفیع بھی ہیں۔ تاہم آج کے دور میں اسلام کے خلاف جس قدر پراپگنڈا میڈیا نے کیا ہے اس کے سبب یہاں کے اکثر علاقوں کی اقوام مسلمانوں کے متعلق میڈیا کی دکھائی

ہوئی تصویر کے مطابق ہی تصور رکھتی ہیں اور ابتداءً، اگر کسی ایسے شخص سے ملیں تو وہ لٹریچر وغیرہ پکڑنے سے انکار کرتا اور دور رہنے کی کوشش ہی کرتا ہے۔

اسی طرح کسی کی وفات پر کوئی قوم کچھ روز نعش کو گھر پر رکھتی ہے اور لواحقین آنے والے مہمانوں کی دعوت کرتے ہیں اور ایسے مواقع پر شراب نوشی از حد کی جاتی ہے۔ تو بعض اقوام چالیس روز تک بھی نعش کو گھر پر رکھ کر دعوتیں کرنے کا رواج رکھتی ہیں۔ ان دعوتوں سے ان کا یہ مقصد ہوتا ہے کہ فوت ہونے والا شخص آباؤ اجداد سے جاملا ہے اور اب وہ بھی ترقی پا کر شفیع کا درجہ پا گیا ہے۔ چنانچہ یہ اُن کے نزدیک افسوس کی بجائے خوشی کی بات ہے۔ نیز بعض علاقوں میں ایسے رواج بھی ہیں کہ اگر کسی مرد کو وہاں کے اعلیٰ خاندان میں شادی کرنا ہو تو اسے اپنا اعلیٰ نر ہونا ثابت کرنا ہوتا ہے جس کے لئے اسے کسی گھر پر چوری یا ڈاکا ڈالنا ہوتا ہے۔ الغرض یہ قوم مختلف رسوم و رواج کے طوق ڈالے ہوئے ہے اور اگرچہ وہ عیسائی یا مسلمان ہو بھی جائیں، پھر بھی ان رسوم سے نہیں ہٹتے اور یہی کہتے ہیں کہ یہ سب اس لئے کرنا لازمی ہے کیونکہ یہ سب ہمارے آباؤ اجداد کرتے تھے۔

نیز بحیثیت قوم ان میں غیر ملکیوں کے بر خلاف ایک غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صدیوں سے کہ جب فرنچ حکمرانوں نے ان پر حکومت کی، یا پھر ان کی آزادی کے بعد بھی ہندوستان سے اور فرانس سے اور بعض دیگر ممالک سے غیر ملکی یہاں آکر آباد ہوتے اور کاروبار کرتے گئے تو انہوں نے اس قوم کی غربت اور ناخواندگی کا فائدہ اٹھایا اور اس قوم کی فلاح و بہبود اور ترقی کی بجائے ان کو دبایا ہے۔ چنانچہ غیر ملکی یہاں آکر کاروبار کرتے ہیں یا کارخانے کھولتے ہیں کیونکہ یہاں مزدوری وغیرہ کم دینی پڑتی ہے اور اس طرح وہ اپنی پیداوار کو مزید سستے میں تیار کرکے بہتر منافع پر عالمی مارکیٹ میں فروخت کر سکتے ہیں۔ چنانچہ ان لوگوں کے دلوں میں گھر کرنے کے لئے ان میں یہ اعتماد پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ احمدیہ مسلم جماعت اس قوم کو ایسا دین سکھانے کی کوشش کر رہی ہے جس کو صحیح سے اپنا کر یہ اپنی روحانی، اخلاقی، تعلیمی، سماجی اور اقتصادی غرض ہر قسم کی ترقی کو یقینی بنا سکتے ہیں۔

جماعت احمدیہ مسلمہ کا مڈغاسکر میں نفوذ

مڈغاسکر میں باقاعدہ جماعت کے نفوذ اور رجسٹریشن سے چند سال قبل جماعت احمدیہ ماریشس سے مختلف داعیان الی اللہ اور مبلغین یہاں مڈغاسکر میں اس کے شمالی علاقہ Diego Suarez (جی اے گو سواریز) میں آکر وقف

عارضی کرتے رہے ہیں اور یہاں تبلیغ کرتے رہے ہیں۔ ان احباب میں مکرم عبد الغفور نوبی صاحب اور مکرم حنیف جواہیر صاحب سر فہرست ہیں۔ نیز مکرم منور احمد بھنّو صاحب نے 1995ء کے بعد سے مڈغاسکر آنا شروع کیا۔

پہلے مبلغ برائے جماعت احمدیہ مڈغاسکر کا تقرر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے مکرم صدیق احمد منور صاحب مبلغ سلسلہ کو مڈغاسکر کے پہلے مبلغ کے طور پر جون 1996ء میں مقرر کیا۔ مکرم صدیق احمد منور صاحب مبلغ سلسلہ ملک کے شمالی علاقہ Diego Suarez (جی اے گو سواریز) آئے اور بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے انہوں نے ملک کے دارالحکومت Antananarivo (انتَ نانا ریوٗ) منتقل ہو کر وہاں مشن کا آغاز کیا۔ Diego Suarez (جی اے گو سواریز) سے ہی ان کے ساتھ ایک لوکل ممبر جماعت مکرم داؤد عبد اللہ صاحب خدمت میں پیش پیش تھے۔ مکرم داؤد عبد اللہ صاحب کا تعلق Comoros Island (کوموروس کے جزیرہ) سے تھا اور یہ بھی مکرم صدیق احمد منور صاحب کے ہمراہ دارالحکومت Antananarivo (انتَ نانا ریوٗ) آ گئے اور خدمت جاری رکھی۔ یہاں دارالحکومت میں اِن دونوں نے تبلیغ کا کام شروع کیا اور آہستہ آہستہ کچھ احباب بیعت کر کے جماعت میں داخل ہوئے۔

مڈغاسکر میں رجسٹریشن

مکرم صدیق احمد منور صاحب مبلغ سلسلہ نے دارالحکومت پہنچ کر آغاز ہی سے جماعت کو حکومتی سطح پر رجسٹر کروانے کی کوشش شروع کر دی اور بالآخر اپریل 1998ء میں جماعت احمدیہ باقاعدہ طور پر مڈغاسکر میں رجسٹر ہو گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس اطلاع پر مکرم صدیق احمد منور صاحب مبلغ سلسلہ کو خوشنودی سے بھرا خط تحریر فرمایا اور بہت مسرت کا اظہار فرمایا۔ اس سلسلہ میں مکرم منور احمد بھنّوں صاحب آف ماریشس نے بہت اہم رول ادا کیا اور ان کے حکومت میں رابطوں کے ذریعہ بفضل تعالیٰ جماعت کی رجسٹریشن کا عمل مکمل ہوا۔ جماعت کی رجسٹریشن ہونے کے بعد ایک سکول کے قیام کی کوشش کی گئی اور اسی سال بفضل تعالیٰ احمدیہ سکول کی بھی رجسٹریشن ہو گئی اور اس طرح اسی سال ایک کرائے کی عمارت میں پرائمری سکول کا آغاز ہوا۔ یہ فرنچ میڈیم سکول تھا اور سکول کے آغاز پر حکومتی افسران نے بہت خوشی کا اظہار کیا کہ جماعت کی رجسٹریشن کے

وقت جو باتیں جماعت نے ان کو بتائی تھیں کہ جماعت ہم وطنوں کی خیر خواہی چاہتی ہے اور اس کی کوشش کرتی ہے واقعتاً جماعت نے اس کے مطابق یہ اقدام کیا ہے۔ نیز دارالحکومت میں جماعت کا مرکز قائم کرنے کی غرض سے دسمبر 1999ء میں ایک وسیع پلاٹ بھی خریدا گیا جس کا رقبہ 6,575 مربع میٹر ہے۔ ان تمام امور میں لوکل ممبر جماعت مکرم داؤد عبد اللہ صاحب نے بھی جانفشانی کے ساتھ خدمت کی توفیق پائی۔

اس دور میں ملک کے مغربی ساحلی علاقہ Morondava (موُرن ڈاوا) میں ایک صاحب عربی النسل مکرم عیسی رحمون صاحب بیعت کر کے جماعت میں داخل ہوئے۔ نیز مکرم عیسی رحمون صاحب نے جماعت احمدیہ کے متعلق ایک عربی نظم بھی لکھی جو کہ ماہنامہ رسالہ التقوی میں چھپ چکی ہے۔

اسی طرح اس دور میں مڈغاسکر کے دارالحکومت سے شمال کی جانب تھوڑے ہی فاصلہ پر Anjozorobe (ان جو زوروبے) کے علاقہ میں بھی تبلیغ کی گئی جو کہ ایک خالص عیسائی علاقہ ہے۔ وہاں سے ایک عمر رسیدہ عیسائی پادری Mr Wilfred (مسٹر وِل فریڈ) نے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ نیز مڈغاسکر کے دارالحکومت سے مغرب کی جانب Tsiromandidy (تسی رو من دی دی) کے علاقہ میں بھی تبلیغ کی گئی اور یہاں ایک صاحب Sabotsy (سبوتسی) نے بیعت کا شرف حاصل کیا اور مکرم صدیق احمد منور صاحب مبلغ سلسلہ نے ان کا نام Yousuf Sabotsy صاحب رکھا۔

پہلا جلسہ سالانہ اور قرآن کریم کے مالاگاسی ترجمہ کے کام کا آغاز

جماعت احمدیہ مڈغاسکر کا پہلا جلسہ سالانہ 1997ء میں ہوا، جس میں ماریشس جماعت سے ایک وفد نے بھی شمولیت اختیار کی۔ نیز مکرم صدیق احمد منور صاحب مبلغ سلسلہ کے دور ہی میں قرآن کریم کے مالاگاسی ترجمہ کا کام شروع ہو گیا تھا۔ انہوں نے اس کام کے لئے University of Antananarivo کے 2 پروفیسروں کی مدد حاصل کی جو کہ قرآن کریم کے انگریزی اور فرنچ تراجم کا مطالعہ کر کے مالاگاسی ترجمہ تیار کرتے تھے۔ ان میں سے ایک کا نام Ramatoa Ramavonirina Oliva Rahantamalala صاحبہ تھا اور دوسرے Andriamatoa Razafimamonjy Georges Eugène Fanja صاحب تھے۔ اس دوران حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے مکرم عطاء القیوم صاحب جمن آف ماریشس کو بھی مکرم صدیق احمد منور صاحب

کے ساتھ کام میں مدد کرنے کے لئے مڈغاسکر بھیج دیا تھا۔ تاہم 2000ء میں بیماری کے سبب مکرم صدیق احمد منور صاحب کو حسب ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ پاکستان واپس جانا پڑا۔ اور اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے مکرم عطاء القیوم جمن صاحب کو مڈغاسکر میں مشن کی نگرانی کی ذمہ داری دی۔ اس دور میں دارالحکومت سے شمال کی جانب Mahajanga (ماہاجنگا) اور Marovoay (مارو۔وائی) کے علاقوں میں بھی جماعتوں کا قیام عمل میں آیا۔ نیز قرآن کریم کے مالاگاسی ترجمہ کا کام بھی ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ ترجمہ پر کام کرنے والے یونیورسٹی کے پروفیسرز حصہ بہ حصہ ترجمہ تیار کر کے دیتے جس کی پروف ریڈنگ مکرم عطاء القیوم جمن صاحب لوکل معلمین کے ساتھ مل کر کرتے۔

مڈغاسکر کے جنوب مشرقی علاقوں میں جماعتوں کا قیام

2001ء میں مکرم مشہود احمد طور صاحب مبلغ سلسلہ ماریشس 3 ماہ کے دورہ پر مڈغاسکر آئے۔ انہوں نے پہلے شمال مغرب میں قائم جماعت Mahajanga (ماہاجنگا) کا دورہ کیا اور پھر جنوب مشرقی علاقہ Manakara (ماناکارا) اور اس کے پاس پہاڑیوں پر آباد مختلف گاؤں کا دورہ کیا۔

اسی تبلیغی وفد کا ذکر کرتے ہوئے، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں:

”مڈغاسکر کے ہمارے تبلیغی وفود نے بہت تکلیف اُٹھا کر کام کیا ہے۔ وہاں کے مبلغ مشہود احمد صاحب طور لکھتے ہیں: مڈغاسکر کے ضلع Manakara (ماناکارا) کے ایک تبلیغی دورہ کے دوران ہمیں چالیس کلو میٹر ایریا (رقبہ) میں ہمیں بیس گاؤں میں پیغام حق پہنچانے کی توفیق ملی۔ برسات کا موسم تھا۔ یہاں کا علاقہ مٹی کی پہاڑیوں پر مشتمل ہے۔ سب گاؤں پہاڑیوں کے اوپر ہیں۔ ہم روزانہ بارش میں ننگے پاؤں، کیونکہ کیچڑ کی وجہ سے جوتا پہننا ناممکن تھا، آٹھ کلو میٹر اور کبھی چار کلو میٹر سفر کر کے پیغام حق پہنچاتے رہے۔ اور اللہ کے فضل سے اس ضلع میں 1,260 افراد نے احمدیت قبول کی اور 17 دیہات میں احمدیت کا پودا لگا۔ اپنی تبلیغی مہمات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: مڈغاسکر میں دورانِ تبلیغ ہم نے مٹی کی ایک اونچی پہاڑی پر واقعہ گاؤں انڈرانو تسارا، Andranotsara (انڈرانو تسارا)، میں جانے کے لئے ایک پگڈنڈی کا رستہ اختیار کیا۔ پگڈنڈی کے درمیان میں نالی ہونے کی وجہ سے چلنے کے لئے پاؤں کو جما کر رکھنا ناممکن تھا۔ اس نالی کے کنارے پر دونوں طرف پاؤں ٹکاتے ہوئے اور ننگے پاؤں کیچڑ میں آہستہ آہستہ

چلتے ہوئے بالآخر ہم اُس گاؤں تک پہنچ گئے۔ اور وہاں گاؤں کے رئیس کا گھر پوچھ کر سیدھے اس کے گھر پہنچے اور اپنی آمد کا مقصد بیان کیا۔ اُس رئیس نے کہا ٹھہرو، جو لوگ اِس وقت گاؤں میں موجود ہیں میں اُن سب کو بلاتا ہوں۔ چنانچہ پچاس کے قریب مرد وزَن اکٹھے ہوگئے۔ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا مقصد اور جماعت کا تعارف کروایا۔ دوران تبلیغ ایک ساٹھ سالہ بزرگ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے، جب آپ لوگ اوپر کی طرف چڑھ رہے تھے تو میرے دل میں خیال گزرا کہ اتنی مشکل میں اور شام کے قریب جو لوگ آرہے ہیں، جس مقصد کے لئے بھی آرہے ہیں، ضرور سچے ہیں، یہ جھوٹے نہیں ہوسکتے۔ اَب آپ نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ذکر کیا ہے۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ آپ سچے لوگ ہیں۔ چنانچہ اُن تمام لوگوں نے اُسی وقت بیعت کر لی۔ بیعت کے بعد رئیس کے والد صاحب فرمانے لگے، اور میرا ہاتھ پکڑ کے کہنے لگے کہ اِس سے قبل ہم سمجھ رہے تھے کہ اسلام یہاں سے اُٹھ گیا ہے۔ مگر آپ کے آنے سے ایسا لگ رہا ہے کہ اسلام دوبارہ زندہ ہو گیا ہے۔ اَب آتے رہیں اور ہمیں اسلام سکھاتے رہیں"

(دوسرے روز کی تقریر، جلسہ سالانہ جرمنی سال 2001ء بمؤرخہ 24 تا 26 اگست 2001ء)

نیز مڈغاسکر کے اس جنوب مشرقی علاقہ Manakara (ماناکارا) کے قریب جن 17 گاؤں میں جماعت احمدیہ کا پودا لگا تھا وہاں کی 5 جماعتوں نے مساجد کی تعمیر کے لئے زمین کے قطعے بھی ہدیہ کئے تھے۔ اس دورہ کے بعد مکرم مشہود احمد طور صاحب مبلغ سلسلہ کا تقرر بطور مبلغ سلسلہ مڈغاسکر ہوا تاہم اُن کو Pakinson's Disease (پارکنسن کی بیماری) کی تکلیف ہو گئی اور وہ پھر مڈغاسکر نہیں آسکے۔

بعد ازاں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے مکرم امیر صاحب ماریشس نے مکرم مظفر احمد سدھن صاحب مبلغ سلسلہ ماریشس کو یہ ذمہ داری سونپی کہ وہ مڈغاسکر آکر اُن 5 گاؤں کا دورہ کریں جہاں ممبران جماعت نے مساجد کے لئے قطعات ہدیہ کئے ہیں اور وہاں مساجد کی ممکنہ تعمیر کا جائزہ لے کر رپورٹ دیں۔ چنانچہ اس سلسلہ کی پہلی مسجد Manakara (ماناکارا) کے علاقہ کی جماعت Vohibazimba (وُہی بازِمبا) میں 2002ء میں تعمیر ہوئی جو کہ لکڑی سے تعمیر ہوئی تھی۔

قرآن کریم کے مالا گاسی ترجمہ کا افتتاح

قرآن کریم کے ترجمہ پر جیسا کے ذکر آ چکا ہے مکرم صدیق احمد منور صاحب مبلغ سلسلہ کے دور سے ہی کام شروع ہو چکا تھا۔ یہ ترجمہ مختلف مراحل سے گزر کے 2008ء میں مکمل ہوا اور جلسہ صد سالہ جشن تشکر 2008ء کے موقع پر بمؤرخہ 31 مئی 2008ء اس کا افتتاح کیا گیا۔ اس موقع پر حاضر سرکاری و غیر سرکاری مہمانان کو قرآن کریم کے مالا گاسی ترجمہ کی کاپیاں تحفتاً دی گئیں۔ نیز مڈغاسکر کے صدر مملکت اور وزیر اعظم کو بھی اس کی ایک ایک کاپی بھجوائی گئی۔ اس موقع پر قرآن کریم کے اِس پہلے مالا گاسی ترجمہ کی خوشخبری اخبارات میں بھی شائع کی گئی۔ بعد ازاں غیر احمدی مسلمانوں نے جماعت احمدیہ مسلمہ کا شائع کردہ مالا گاسی ترجمہ لے کر اپنے اپنے تراجم بھی شائع کئے۔ تاہم مالا گاسی زبان میں ترجمہ کی تیاری کی توفیق جماعت احمدیہ مسلمہ کو ہی ملی تھی۔

مڈغاسکر میں جماعت احمدیہ کے سکول کی اَپ گریڈیشن

پہلے ذکر آ چکا ہے کہ 1998ء میں جماعت احمدیہ کے سکول کی رجسٹریشن بھی ہوئی اور ایک کرائے کے مکان میں پرائمری سکول سے آغاز کیا گیا تھا۔ بعد ازاں 1999ء میں دارالحکومت میں جو زمین کا رقبہ خرید اگیا تھا اس کے ایک حصہ میں سکول کی عمارت کی تعمیر کی گئی جو کہ 2008ء میں مکمل ہوئی۔ اور 2008ء میں جلسہ صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر، بمؤرخہ 30 مئی 2008ء اس عمارت کا بھی افتتاح ہوا اور جماعت کا سکول جو کہ اب پرائمری کے ساتھ ساتھ سیکنڈری کلاسز پر بھی مشتمل تھا اس نئی عمارت میں منتقل ہوا۔ اس موقع پر مکرم و محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ ماریشس کی سربراہی میں ماریشس سے آیا ہوا ایک وفد بھی شامل ہوا اور کچھ سرکاری مہمانان نے بھی شرکت کی جن میں دارالحکومت کی میئر کی جانب سے ان کی نمائندہ اول خاتون بھی شامل تھیں جنہوں نے مکرم و محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ ماریشس کے ہمراہ سکول کی اس نئی عمارت کا باقاعدہ افتتاح کیا۔

بعد ازاں 2017ء میں اس سکول کی عمارت میں دوسری منزل کی توسیع کی گئی اور بمؤرخہ 22 مارچ 2018ء کو حکومت کی طرف سے سکول میں کالج کی سطح کی کلاسیں شروع کرنے کی اجازت بھی مل گئی۔ اس طرح اب اللہ کے فضل کے ساتھ یہ ایک کالج کا درجہ پا چکا ہے۔

جلسہ ہائے سالانہ و دیگر جلسہ جات جماعت احمدیہ مڈغاسکر

جیسا کہ پہلے ذکر آچکا ہے کہ جماعت احمدیہ مڈغاسکر کا پہلا جلسہ سالانہ 1997ء میں منعقد ہوا۔ اور چند سال تک تواتر کے ساتھ جلسہ ہائے سالانہ کا انعقاد ہوتا رہا۔ تاہم پھر اس میں چند سالوں کا وقفہ آیا جس کے بعد جماعت احمدیہ مڈغاسکر کا گیارہواں جلسہ سالانہ 2015ء میں منعقد ہوا اور کورونا کی وبا سے پہلے، 2019ء تک جماعت احمدیہ مڈغاسکر 15 جلسہ ہائے سالانہ منعقد کر چکی تھی۔

اسی طرح دیگر جلسے، جیسے جلسہ سیرت النبی ﷺ، جلسہ یوم مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام، جلسہ یوم مصلح موعود رضی اللہ عنہ اور جلسہ یوم خلافت کا انعقاد بھی شروع سے ہی گاہے بگاہے ہوتا رہا ہے۔ اور 2015ء تا 2019ء ان جلسہ جات کا انعقاد بھی مزید باقاعدگی اور تنظیم کے ساتھ ہوا۔ تاہم کورونا کی وبا کے سبب یہ تسلسل بھی وقتی طور پر رُکا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان حالات کو دور فرمائے اور جلد از جلد ہم دوبارہ جلسہ سالانہ اور دیگر جلسہ جات کی رونقیں مڈغاسکر میں بھی دیکھ سکیں۔ ان شاء اللہ۔

مڈغاسکر میں مجالس شوریٰ کا قیام

جماعت احمدیہ مڈغاسکر کی پہلی مجلس مشاورت 2006ء میں منعقد ہوئی اور متواتر تین سال 2006ء تا 2008ء تسلسل کے ساتھ اس کا انعقاد کیا جاتا رہا۔

مڈغاسکر میں ذیلی تنظیموں کا قیام

2006ء میں مکرم و محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ ماریشس دورہ کے لئے مڈغاسکر تشریف لائے اور یہاں کے مبلغ صاحب انچارج اور دیگر مقامی انتظامیہ کے ساتھ مشورہ کے بعد انہوں نے ماریشس کی ذیلی تنظیموں کی طرف سے مڈغاسکر جماعت کے صدر مجلس انصار اللہ، صدر مجلس خدام الاحمدیہ اور صدر مجلس لجنہ اماء اللہ کے مجوزہ نام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں ارسال کروائے اور اس طرح پیارے

آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری کے ساتھ جماعت احمدیہ مڈغاسکر میں ذیلی تنظیموں کا قیام عمل میں آیا۔ چنانچہ اسی سال مجلس انصار اللہ مڈغاسکر کا پہلا سالانہ اجتماع Ambilobe (آم بی لوبے) کے علاقہ میں منعقد ہوا اور مجلس خدام الاحمدیہ مڈغاسکر کا پہلا سالانہ اجتماع Andranomadio, Manakara(أنڈرانومادیو، ماناکارا) کے علاقہ میں منعقد ہوا۔

تاہم درمیان میں کچھ عرصہ کے توقف کے بعد، اواخر 2018ء میں دوبارہ مجلس لجنہ اماء اللہ مڈغاسکر کا قیام عمل میں آیا اور دسمبر 2019ء میں دوبارہ مجلس انصار اللہ مڈغاسکر اور مجلس خدام الاحمدیہ مڈغاسکر کا قیام عمل میں آیا۔

مڈغاسکر میں مساجد اور مشن ہاؤسز کی حالیہ تعمیرات

جیسا کہ پہلے ذکر آچکا ہے کہ دارالحکومت میں جماعت نے 1999ء میں ایک زمین کا رقبہ خریدا تھا جس کے ایک حصہ پر جماعت کے سکول کی عمارت 2008ء میں مکمل ہوئی تھی۔ نیز یہ کہ Manakara کے علاقہ میں 5 گاؤں میں لکڑی کی مساجد کی تعمیر بھی 2001ء کے بعد ہوئی تھیں۔ تاہم 2014ء تک جماعت کی یہاں کوئی پکی مسجد اور کوئی مشن ہاؤس نہیں تھا۔ چنانچہ بمؤرخہ 14 نومبر 2014ء کو مکرم و محترم عیسی تیجو صاحب امیر صاحب ماریشس نے دارالحکومت میں جماعت کی خریدی ہوئی زمین پر پہلی پختہ مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اس مسجد کا نام مسجد نور رکھا۔ اس مسجد کی تعمیر کا خرچ مجلس لجنہ اماء اللہ ماریشس نے ادا کیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

بعد ازاں بمؤرخہ 6 مارچ 2015ء اسی احاطہ میں دفتر، گیسٹ ہاؤس اور مشن ہاؤس کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

بعد ازاں، بمؤرخہ 19 فروری 2016ء مڈغاسکر کے جنوب مغربی شہر Toliara (تولیارا) میں جماعت احمدیہ مڈغاسکر کی دوسری پختہ مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اس مسجد کا نام مسجد محمود رکھا۔ اس مسجد کا خرچ مکرم و محترم عیسیٰ تیجو صاحب آف ماریشس نے اپنی فیملی کی طرف سے ادا کیا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

مڈغاسکر کی تیسری پختہ مسجد کا سنگ بنیاد، شہر Fianarantsoa (فیانارنٹ سوا) میں مؤرخہ 3 اکتوبر 2017ء کو رکھا گیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس مسجد کا نام مسجد مہدی رکھا۔ اس مسجد کا خرچ بھی مکرم و محترم عیسیٰ تیجو صاحب آف ماریشس نے اپنی فیملی کی طرف سے ادا کیا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

نیز حال ہی میں، مڈغاسکر کی چوتھی پختہ مسجد کا سنگِ بنیاد، مڈغاسکر کے جنوب مغرب میں واقع ایک گاؤں Milenaka(می لے نک) میں مؤرخہ یکم جنوری 2022ء کو رکھا گیا ہے جس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت مسجد ناصر رکھا ہے۔ یہ مسجد اس وقت زیر تعمیر ہے۔ اس مسجد کا خرچ مکرم و محترم عثمان یوسف صاحب آف ماریشس اور اُن کی فیملی نے اپنے آباء واجداد کی طرف سے ادا کیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

مالاگاسی زبان میں جماعتی لٹریچر کی تیاری

مڈغاسکر کی لوکل زبان مالاگاسی کہلاتی ہے اور اس ملک کی بھاری اکثریت، ناخواندہ ہونے کے سبب غیر ملکی زبانیں جیسے فرنچ یا انگریزی نہیں جانتی بلکہ صرف لوکل مالاگاسی زبان ہی بول اور سمجھ سکتے ہیں۔ اس لئے یہاں تبلیغ اور تربیت کے لئے لوکل زبان میں لٹریچر، رسائل اور کتب کی اشد ضرورت ہے۔

چنانچہ، جیسے ذکر گزر چکا ہے کہ مؤرخہ 31 مئی 2008ء کو قرآن کریم کے مالاگاسی ترجمہ کا افتتاح کیا گیا اور اس وقت سے اس کے ذریعہ لوکل ممبران جماعت کو قرآن کریم پڑھایا بھی جارہا ہے اور تبلیغی رابطوں میں تقسیم بھی کیا جارہا ہے۔

اس کے علاوہ، 2005ء میں مڈغاسکر جماعت نے ایک جماعتی رسالہ کو رجسٹر کروایا اور قریباً تین سال یہ رسالہ نکالا گیا اور مڈغاسکر کے مختلف علاقوں میں بھیجا اور تقسیم کیا گیا۔ اس رسالہ کا نام Hafatra ho Anao (حافتڑا ھو اَناؤ) تھا (یعنی آپ کے نام ایک پیغام)۔ اس رسالہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات جمعہ کا مالاگاسی ترجمہ شائع کیا جاتا تھا۔ دیگر جماعتی خبریں اور اطلاعات بھی اس میں شامل ہوتی تھیں۔ نیز بسا اوقات بعض دیگر جماعتی مضامین بھی حسب موقع شامل ہوتے تھے۔ اس رسالہ کی تیاری اور ترجمہ ایک لوکل معلم صاحب

Razafisalama Rija(رازا۔فی سلامَ۔ریجا) صاحب کرتے تھے۔اس رسالہ اور اس میں خطبات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مالا گاسی تراجم شائع ہونے کے حوالہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی بہت خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

بعد ازاں، 2019ء میں قاعدہ یسرنا القرآن کا مالا گاسی ترجمہ تیار کر کے شائع کیا گیا۔ نیز گاہے بگاہے مختلف پمفلٹس تیار کر کے تقسیم کئے جا رہے ہیں۔ اسی طرح بعض جماعتی کتب کے تراجم پر کام کیا جا رہا ہے۔

جماعت احمدیہ مڈغاسکر میں خدمت کی توفیق پانے والے مبلغین سلسلہ

جن مبلغین سلسلہ نے مڈغاسکر میں خدمت بجالانے کی توفیق پائی یا ابھی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں اُن کے نام درج ذیل ہیں:

1. مکرم و محترم صدیق احمد منور صاحب، عرصہ خدمت 1996ء تا 2000ء
2. مکرم و محترم عطاء القیوم جمن صاحب، عرصہ خدمت 1998ء تا 2004ء
3. مکرم و محترم مظفر احمد سدھن صاحب، مختلف ادوار میں یہاں آکر خدمت کی توفیق ملی
4. مکرم و محترم محمد اقبال باجوہ صاحب، عرصہ خدمت 2004ء تا 2014ء
5. مکرم و محترم مجیب احمد صاحب نیشنل صدر جماعت احمدیہ مڈغاسکر، عرصہ خدمت 2014ء تا حال
6. مکرم و محترم جبار ندیم صاحب مشنری انچارج مڈغاسکر، عرصہ خدمت 2013ء تا حال
7. خاکسار، مدثر احمد، عرصہ خدمت 2013ء تا حال

اللہ تعالیٰ تمام مبلغین اور کارکنان کو کماحقہ خدمت بجالانے اور مقبول و باثمر خدمات کی توفیق عطا کرے اور جماعت احمدیہ مڈغاسکر کو پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی توقعات و خواہشات کی مطابق کام کرنے اور آگے بڑھنے کی توفیق عطا کرے اور وہ بابرکت دن ہمیں جلد دکھائے کہ جب پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک قدم اس ملک پر بھی پڑیں اور پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آنکھیں اس جماعت سے ٹھنڈی ہوں اور ٹھنڈی ہی رہیں۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 28 مارچ 2022ء)

(27)

حضرت مسیح موعودؑ کا عظیم الشان الہام
”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“

ابن ایف آر بسمل

زمین کے کنارے

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں زمین کے کناروں کا ذکر فرمایا ہے۔

”اے جماعت جن و انس! اگر تم میں طاقت ہے تو آسمان اور زمین کے کناروں سے نکل سکو تو نکل بھاگو۔ نکل ہی نہیں سکو گے مگر پروانگی کے ساتھ“

(الرحمٰن:34)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں "یہ اسلامی سلطنت کے متعلق بڑی پیشگوئی ہے کہ وہ اس قدر پھیلے گی کہ کفار عرب امیر ہوں یا غریب، جن ہوں یا انسان اس سے باہر بھاگ نہ سکیں گے"

(بحوالہ قرآن مجید مع ترجمہ و تشریح مرتبہ حضرت مولانا میر محمد سعید از درس قرآن حضرت حکیم مولوی نور الدین صفحہ 1132)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ، خلفاء راشدین، اور صلحاء اور مبلغین کے ذریعے پہلے تین سو سالوں میں اسلام کی تبلیغ اور قرآن کریم کی اشاعت معلوم دنیا کے کناروں تک ہو گئی تھی لیکن امریکہ اور بعض اور ممالک اور جزائر ابھی دریافت نہیں ہوئے تھے۔

تین سو سال کے بعد ایک ہزار سال کا زمانہ فیج اعوج کا زمانہ ہے جس میں اسلام زوال پذیر ہو گیا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب اور ظل کامل مسیح موعود اور مہدی معہود کو مبعوث فرمایا اور نامساعد حالات میں آپ کو بشارت دی۔

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

زمین کے کناروں کو کئی زاویوں سے بیان کیا جا سکتا ہے اس وقت جغرافیائی لحاظ سے زمین کے کنارے اس طرح بیان کئے گئے ہیں

The four corners of the earth refer to the Americas (the west), Europe (the North), Asia (the East), and Africa (the South)

زمین کے چار کناروں سے مراد

مغرب میں شمالی امریکہ، وسطی امریکہ اور جنوبی امریکہ، شمال میں یورپ، مشرق میں ایشیا اور جنوب میں افریقہ۔

اس کے علاوہ کئی اور لحاظ سے بھی زمین کے کناروں کو define کیا گیا ہے مثلاً کائناتی cosmological اور افسانوی mythological لحاظ سے، انڈین روایات اور mesopotamian cosmology چار دریاؤں کے چار سمت میں بہنے کے لحاظ سے تقسیم ہے دنیا کے کناروں کو کسی بھی لحاظ سے شمار کریں یہ پیشگوئی بڑی وضاحت سے پوری ہو چکی ہے اور پوری ہو رہی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں۔

”خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا“

(رسالہ الوصیت صفحہ 6۔7)

اس مضمون کی وسعت میں جائے بغیر چند معین مثالیں پیش خدمت ہیں کہ کس شان سے یہ الہام ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ پورا ہوا اور پورا ہوتا چلا جا رہا ہے۔

زمانہ حضرت مسیح موعودؑ

1۔ حضرت صاحبزادہ سید عبد اللطیف صاحب شہیدؓ

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت قادیان میں ہوئی جو برٹش پنجاب انڈیا کا ضلع گورداسپور کا ایک غیر معروف قصبہ تھا ہندوستان کی سرحد کا ایک کنارہ کابل افغانستان تھا اس کنارے تک آپؑ کی تبلیغ پہنچی وہاں سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور اس نے اپنی جان کی قربانی دے کر اس الہام اور قرآن کریم کی ایک پیشگوئی کو پورا کیا۔

حضرت سید الشہداء سید عبد اللطیفؓ کا تفصیلی ذکر حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب ''تذکرۃ الشہادتین'' میں فرمایا ہے جب ان تک حضورؑ کا دعویٰ پہنچا تو انہوں نے تصدیق کی قادیان آ پہنچے اور واپسی پر اپنے ملک کے ظالم حکمران کے ذریعے سنگسار کر دیئے گئے ان کا اجمالی طور پر قرآن کریم میں بھی ذکر ہے۔

وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ

(یٰسٓ:21)

اور شہر کے دور کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اس نے کہا اے میری قوم! مرسلین کی اطاعت کرو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اس زمانے میں اس سے مراد حضرت سید عبد اللطیف کو لیا ہے جیسا کہ فرمایا۔ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ ... اور مسیح موعود کی طرف اطراف خوست کابل سے صاحبزادہ عبد اللطیف شہید۔

(قرآن مجید مع ترجمہ و تشریح مرتبہ حضرت مولانا میر محمد سعید از درس قرآن حضرت حکیم مولوی نور الدین صفحہ 929 حاشیہ)

2۔ڈاکٹر جان الیگزنڈر ڈوئی

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی حیات طیبہ میں کتب، اشتہارات، چیلنجز، نشانات کے ذریعے ساری دنیا میں تبلیغ کے لئے انتہائی جد و جہد کی اللہ تعالیٰ نے آپ کی تبلیغ کو دنیا کے مغربی کنارے۔ امریکہ میں الیگزنڈر ڈوئی کی موت کے ذریعے سے پورا کیا جس کا امریکہ کی اخباروں میں بھی چرچا ہوا۔

فرمایا۔
''ایک شخص ڈوئی نامی امریکہ کا رہنے والا تھا اس نے پیغمبری کا دعویٰ کیا تھا اور اسلام کا سخت دشمن تھا اس کا خیال تھا کہ میں اسلام کی بیخ کنی کرونگا حضرت عیسیٰ کو خدا مانتا تھا میں نے اس کی طرف لکھا کہ میرے ساتھ مباہلہ کرے اور

ساتھ اس کے یہ بھی لکھا کہ اگر مباہلہ نہیں کرے گا تب بھی خدا اس کو تباہ کر دے گا چنانچہ یہ پیشگوئی امریکہ کے کئی اخباروں میں شائع کی گئی اور اپنے انگریزی رسالہ میں بھی شائع کی گئی آخر اس پیشگوئی کا نتیجہ یہ ہوا کہ کئی لاکھ روپیہ ملکیت سے اس کو جواب مل گیا اور بڑی ذلت پیش آئی اور آپ مرض فالج میں گرفتار ہو گیا"..

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد22 صفحہ226)

9مارچ1907ء لندن کی تار میں خبر آئی ہے جو سول اخبار میں شائع ہو گئی ہے کہ ڈوئی جس نے امریکہ میں پیغمبری کا دعوی کیا تھا اور جس کی نسبت میں نے پیشگوئی کی تھی کہ وہ اپنے دعوے میں کاذب ہے خدا اس کو نہیں چھوڑے گا وہ مفلوج ہو کر مر گیا فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ بڑا نشان ظاہر ہو گیا"

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد22 صفحہ492)

زمانہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ

لندن مشن کا قیام

جغرافیائی تقسیم کے مطابق یورپ زمین کا شمالی کنارہ شمار ہوتا ہے جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے دور خلافت میں مشن قائم ہوا اس سلسلے میں حضرت مسیح موعودؑ کا ایک دلچسپ رؤیا بھی ہے۔

فرمایا"میں نے دیکھا کہ میں شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق ان کا جسم ہو گا۔

سو میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے"

(تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ183)

حضرت مصلح موعودؓ کازمانہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق تھے پیشگوئی مصلح موعود میں کہا گیا تھا"..اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچادے گا"

(تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ 41)

گویا"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"کی بشارت کا پورا ہونا حضرت مصلح موعودؓ کی ذات سے خاص طور پر وابستہ تھا چنانچہ آپ کے دور خلافت میں دنیا کے کناروں تک کثرت سے مبلغین بھجوائے گئے اور مشن ہاؤس قائم کئے گئے آپ نے دیباچہ تفسیر القرآن میں تحریر فرمایا."وہ خدا جس نے احمد علیہ السلام مسیح موعود مہدی معہود کو بتایا تھا کہ وہ ان کی ذریت سے 1884ء سے لے کر نو سال کے اندر ایک لڑکا پیدا کرے گا جو خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے جلد ترقی کرے گا اور دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا اور اسلام کو دنیا میں پھیلا کر اسیروں کی رستگاری اور مردوں کے احیاء کا موجب ہو گا اس کی بات پوری ہوئی اور اس کا کلمہ اونچا رہا ہر روز جو طلوع ہوتا تھا وہ میری کامیابی کے سامانوں کو ساتھ لاتا ہے ہر روز جو غروب ہوتا ہے وہ میرے دشمنوں کے تنزل کے اسباب چھوڑ جاتا ہے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو میرے ذریعہ سے دنیا بھر میں پھیلا دیا اور قدم قدم پر خدا تعالیٰ نے میری رہنمائی کی اور بیسیوں موقعوں پر اپنے تازہ کلام سے مجھے مشرف فرمایا یہاں تک کہ ایک دن اس نے مجھ پر ظاہر کر دیا کہ میں ہی وہ موعود فرزند ہوں جس کی خبر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے 1884ء میں میری پیدائش سے پانچ سال پہلے دی تھی اس وقت سے خدا تعالیٰ کی نصرت اور مدد اور بھی زیادہ زور پکڑ گئی اور آج دنیا کے ہر براعظم پر احمدی مشنری اسلام کی لڑائیاں لڑ رہے ہیں"

(دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ 323-324)

آپ ہی کے دور خلافت میں دنیا کا وہ واحد علاقہ جو انٹر نیشنل ڈیٹ لائن پر واقع ہے اور جہاں ہر روز دنیا میں سب سے پہلے سورج طلوع ہوتا ہے(یعنی جزائر فجی) میں مشن قائم ہوا اور آج ان جزائر میں دس مسجدیں بن چکی ہیں۔

اسی طرح ناروے کے شہر سٹون کے شمال کا مقام End of the world کہلاتا ہے اس مقام پر ناروجین سمندر دنیا کے 20 فیصد حصے کے مالک بحر اوقیانوس سے ملتا ہے اور خشکی کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے سکنڈے نیوین ممالک جن میں ناروے، سویڈن اور ڈنمارک شامل ہیں وہاں مشن آپ کے دور خلافت میں کھولا گیا اور اس طرح دنیا کے آخری کنارے تک خدا تعالیٰ نے تبلیغ کو پہنچا دیا۔

زمانہ خلافت ثالثہ

اب یہاں ایک دو خلافت ثالثہ کی مثالیں پیش کر کے یہ عاجز اپنی معروضات ختم کرتا ہے۔

انسانی آبادی کے آخری کنارہ تک قرآن کریم کی اشاعت

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے دورہ مغرب 1400ھ (1980ء) کے دوران فرمایا۔
”خدا تعالیٰ کے فضل سے کیلگری میں ایک بہت ہی مخلص و فدائی اور مستعد جماعت قائم ہے اس جماعت نے.. قرآن مجید کی اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے اور نہ صرف اس حصہ کینیڈا کے آباد علاقے میں بلکہ انتہائی شمال کے غیر آباد برفانی علاقوں میں جہاں صرف اطلاعاتی چوکیوں کا عملہ رہتا ہے یا خال خال اسکیموز کی بستیاں ہیں قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کے نسخے تقسیم کر کے اور اطلاعاتی مرکزوں کی لائبریریوں میں انہیں رکھوا کر قطب شمالی کی سمت میں آخری انسانی آبادی تک قرآنی پیغام کی اشاعت کا کارنامہ سر انجام دینے کی توفیق پائی ہے“

(دورہ مغرب 1400ھ صفحہ 452)

انٹر فیتھ کانفرنس ییلو نائف Yellow Knife

اللہ تعالیٰ کے فضل سے راقم الحروف کو بھی انہی علاقوں میں ییلو نائف کی ایک انٹر فیتھ کانفرنس میں نومبر 2012ء میں شرکت کا موقع ملا اور تلاوت کرنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی جہاں اس وقت خاکسار اپنی بڑی بیٹی عائشہ نصرت اور داماد انجینئر مظفر احمد لکھن کے پاس گیا ہوا تھا اس کانفرنس کی صدارت ییلو لائف کے میئر نے کی تھی۔

1975ء کے جلسہ سالانہ ربوہ کا پر کیف منظر

(جب ربوہ کے سٹی مجسٹریٹ نے الہام ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ ربوہ کی دیواروں سے مٹا دیا تھا)

اس جلسہ پر جب کہ دنیا کے کناروں سے غیر ملکی وفود آئے ہوئے تھے اور سٹی مجسٹریٹ ربوہ نے دیواروں سے الہام مٹا دیا تھا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بڑے جذباتی انداز سے اپنے خطاب میں فرمایا۔ ”پھر یہ خدا کی شان اور خدا تعالیٰ کی قدرتوں کے نظارے ہیں کہ وہ جسے گھر والے روٹی دینا بھول جاتے تھے (حالانکہ وہ ان کی دولت میں ان کا برابر کا شریک تھا) اور اسے اپنے ہی عزیزوں اور رشتہ داروں کی غفلت کے نتیجہ میں فاقہ کشی کرنی پڑتی تھی اس کو اس کے خدا نے کہا کہ میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔

اور وہ اکیلا اور غیر معروف شخص اٹھا اور اس کی تبلیغ دنیا کے کناروں تک پہنچ گئی (اس موقع پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان غیر ملکی احباب کو جو وفود کی صورت میں جلسہ میں شامل ہوئے تھے کھڑے ہونے کا ارشاد فرمایا حضور کے ارشاد کے مطابق تمام غیر ملکی احباب کھڑے ہو گئے اس دوران جلسہ گاہ نعرہ ہائے تکبیر اور اسلامی عظمت کے دوسرے نعروں سے گونج اٹھی)

یہ لوگ امریکہ سے آنے والے ہیں جو کہ مغرب کی طرف نو دس ہزار میل کے فاصلہ پر ہے اور یہ مشرق کی طرف سے انڈونیشیا سے آنے والے ہیں آسٹریا میں آواز پہنچی اور وہاں احمدی ہوئے اور افریقہ کا بر اعظم جس کو دنیا نے اندھیرا اور ظلماتی بر اعظم کہا تھا اس افریقہ کے بر اعظم کے دل میں خدا تعالیٰ نے نور پیدا کر دیا اور یورپ جو بے راہ روی کا مرکز بن چکا تھا اس میں سے یہ پیارے وجود پیدا ہو رہے ہیں۔

کتابوں میں سے یہ الہام مٹایا جا سکتا ہے کیونکہ وہ سیاہی سے لکھا ہوا ہے اور دیواروں پر سے مٹایا جا سکتا ہے لیکن کرہ ارض کے چہرہ سے یہ نہیں مٹایا جا سکتا کیونکہ اس کے اوپر ان انسانوں نے اسے تحریر کیا ہے“

(جلسہ سالانہ کی دعائیں صفحہ 110۔111)

دور خلافت رابعہ

اللہ تعالیٰ نے خلافت رابعہ میں ایم ٹی اے ۔ مسلم ٹیلیویژن احمدیہ انٹر نیشنل کی نعمت عظمیٰ عطا فرمائی جس کا 31 جنوری 1992ء کو ہفتہ وار خطبہ جمعہ کے لئے آغاز ہوا 1994ء میں ڈیلی سروس شروع ہوئی اور بتدریج ترقی ہوتی گئی اس وقت خلافت خامسہ میں اس کے 12 انٹر نیشنل چینلز کام کر رہے ہیں اور اس کے ذریعے زمین کے کناروں تک تبلیغ پہنچ رہی ہے اور خدا نے یہ خود انتظام کیا ہے اس کی صفت رحمانیت کا عظیم جلوہ ہے۔

خلافت رابعہ کی ایک امتیازی خصوصیت یہ بھی ہے کہ حضور بڑی کثرت سے بنفس نفیس ان ممالک کا دورہ فرمایا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نمائندگی میں ان ممالک اور ان افراد اور بعض ان جگہوں پر خود جا کر تبلیغ فرمائی جو دنیا کے کنارے شمار ہوتے ہیں۔

مثلاً 1983ء میں آپ Far East کے ممالک میں تشریف لے گئے جیسے سنگاپور، جزائر فجی، آسٹریلیا، 1988ء اور میں آپ یوگنڈا، تنزانیہ اور ان افریقی ممالک میں گئے جہاں آپ سے پہلے کسی خلیفہ کو موقع نہیں ملا اسی طرح 1990ء میں آپ سپین کے علاوہ پرتگال بھی تشریف لے گئے 1995ء میں آپ نے پاپوا یوگنی کا دورہ فرمایا 2000ء میں آپ انڈونیشیا تشریف لے گئے اور ان تمام ممالک میں بنفس نفیس اسلام احمدیت کی تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچایا۔

دور خلافت خامسہ

موجودہ بابرکت دور خلافت میں ایم ٹی اے کے عربیک چینل، افریقن چینلز وغیرہ کا اضافہ ہوا اور شائد ہی عرب و عجم کا کوئی کونہ رہ گیا ہو جہاں مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تبلیغ نہ پہنچ رہی ہو۔ ریڈیو اسٹیشن اس کے علاوہ ہیں **حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے لندن سے روزنامہ الفضل آن لائن جاری فرما کر نہ صرف پاکستان میں روزنامہ الفضل کی بندش کا ازالہ فرمایا بلکہ یہ اخبار ان جگہوں تک بھی پہنچا جہاں پاکستان سے بھیجنا ممکن نہ تھا بلکہ سکنڈے نیوین ممالک، فن لینڈ، آئس لینڈ آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، کینیڈا، امریکہ، فجی اور کئی ایسے ممالک میں پہنچا جو دنیا کے کنارے شمار ہوتے ہیں۔**

گویا الفضل آن لائن لندن سے یہ الہام نئی شان سے پورا ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ بعض ایسے ممالک اور جزائر میں مشن قائم ہوئے ہیں جہاں پہلے سوچ بھی نہیں سکتے تھے علاوہ ازیں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بڑے بڑے ملکوں جیسے انگلینڈ، جرمنی، امریکہ (کیپیٹل ہل) کے ایوانوں، یورپی یونین، یونیسکو کے ہیڈ کوارٹر پیرس فرانس وغیرہ میں خطاب فرمائے اور ایک نئی شان کے ساتھ یہ الہام پورا ہوا ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا''۔ آپ کی خلافت کا ایک امتیازی پہلو آپ کے وہ ذاتی خطوط ہیں جو بڑی حکمت اور جرأت سے آپ نے ذاتی طور پر عالمی امن کے قیام کے لئے پوپ Benedict the XVI، اسرائیل کے وزیر اعظم، صدر اسلامک ریپبلک آف ایران، صدر یو ایس اے بارک اوبامہ، وزیر اعظم کینیڈا، کنگ آف سعودی عربیہ، وزیر اعظم چین، پرائم منسٹر یو کے، چانسلر آف جرمنی، صدر فرانس، ملکہ الزبتھ، وغیرہ کو لکھے۔

خلافت رابعہ اور خلافت خامسہ میں اس عظیم الشان پیشگوئی کے پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے نئے نئے avenue کھولے مثلاً آسٹریلیا اور کینیڈا کی indigenous قبائل تک تبلیغ پہنچی جو دنیا کے کناروں پر عام آبادی سے الگ تھلگ کونوں میں رہتے ہیں اور اب وہ جماعت کے جلسہ ہائے سالانہ میں بھی شامل ہوتے ہیں۔

ان کے علاوہ سینکڑوں وہ تربیتی، تبلیغی خطوط ہیں جو روزانہ ہی اپنے فدائیوں کے نام دربار خلافت سے جاری ہوتے ہیں۔

ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 22 اگست 2022ء)

(28)

دنیا کے ایک اور کنارے

جنوبی کوریا کا تعارف اور احمدیت کے قیام کی مختصر تاریخ

(قسط 1)

محمد داؤد ظفر

جزیرہ نما کوریا جنوبی اور شمالی حصہ پر مشتمل دو ملکوں میں منقسم ہے۔ جزیرہ نما کوریا کے جنوبی حصہ پر مشتمل جنوبی کوریا مشرقی ایشیا میں واقع ہے۔ جنوبی کوریا کا سرکاری نام جمہوریہ کوریا (The Republic of Korea) ہے۔ ملک کی آبادی 51 ملین سے زائد ہے اور رقبہ 631003 مربع کلو میٹر ہے۔ اسکے مشرق میں مشرقی بحیرہ ہے جس کو بحیرہ جاپان بھی کہا جاتا ہے، مغرب میں بحیرہ اصفر ہے اور جنوب میں مشرقی بحیرہ چین ہے۔ جنوبی کوریا کے شمال میں شمالی کوریا وہ واحد ملک ہے جس کے ساتھ زمینی سرحد ملتی ہے اور جنوب مشرق میں آبنائے کوریا ہے جو جاپان اور کوریا کے مابین سمندری گزر گاہ ہے اور اس آبنائے سے دو سو کلو میٹر کے فاصلہ پر جاپان کے جزائر ہونشو

(Hunshu)اور کیوشو (Kyushu) واقع ہیں۔ مغرب میں 190 کلو میٹر کی دوری پر چین کا جزیرہ شاندونگ (Shandong)ہے۔

جنوبی کوریا کا دارالحکومت

ملک کا دارالحکومت سئیول (Seoul) ہے۔ فلک بوس عمارتوں پر مشتمل اس شہر کی تاریخی حثییت ہے۔ یہ شہر پہاڑوں میں گھرا ہوا دریائے ہان کے طاس پر ملک کے شمال مغربی حصے میں واقع ہے۔ سیئول کے وسط میں بہتا ہوا دریائے ہان (Han) شہر کو جنوبی اور شمالی حصہ میں تقسیم کر دیتا ہے۔ سیئول سے شمالی کوریا کی سرحد صرف 50 کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ سیئول ملک کا اقتصادی، سیاسی، تعلیمی اور ثقافتی مرکز ہے۔

جنوبی کوریا کے خوبصورت جزائر

جنوبی کوریا میں 3358 چھوٹے بڑے جزائر ہیں۔ اگر ایک دن ایک جزیرہ پر گزارا جائے تو تمام جزائر کو دیکھنے کے لئے نو سال سے زائد کا عرصہ لگے گا۔ سب سے زیادہ مشہور اور زبان زد عام جیجو جزیرہ (Jeju Island) ہے۔ جنوبی کوریا کا سب سے بلند ہلہ (Halla) نامی پہاڑ اس جزیرہ میں واقع ہے جو سطح سمندر سے 1940 میٹر کی بلندی پر واقع ہے۔ اس کے علاوہ بہت سارے خوبصورت جزائر ہیں جن کی فہرست کافی طویل ہے۔ دنیا بھر سے لاکھوں کی تعداد میں سیاح ان جزائر کی سیر سے لطف اندوز ہونے کے لئے جنوبی کوریا آتے ہیں۔ جزیرہ دکدو (Dokdo) جسے جاپان میں تیک شیما (Takeshima) کہا جاتا ہے جنوبی کوریا اور جاپان کے درمیان باعث نزاع ہے۔ دونوں ممالک اس جزیرہ کی ملکیت کے دعویدار ہیں۔

پہاڑوں اور دریاؤں کی سرزمین

جنوبی کوریا پہاڑوں اور متعدد چھوٹے بڑے دریاؤں کی سرزمین ہے۔ زیادہ تر دریا مشرق سے مغرب اور جنوب کی طرف بہتے ہوئے بحیرہ اصفر اور جنوبی بحیرہ میں گرتے ہیں کیونکہ زیادہ تر بلند پہاڑ ملک کے مشرقی حصہ میں واقع ہیں جنکی بلندی مغرب اور جنوب کی طرف آہستہ آہستہ کم ہوتی جاتی ہے۔ ملک کا بیشتر حصہ پہاڑوں پر مشتمل ہے۔ دو طویل پہاڑی سلسلے ہیں۔ کوہ تیبک (Taebaek Mount) اور کوہ سوبیک(Sobaek Mount) ۔ کوہ تیبک بحیرہ جاپان کے ساحل کے ساتھ ساتھ جزیرہ نما کوریا کے مشرق میں پھیلا ہوا ہے۔ کوہ تیبک کا ایک سرا شمالی کوریا اور

دوسرا سرا جنوبی کوریا کے مشہور شہر بوسان (Busan) پر اختتام پذیر ہوتا ہے۔ اس کی لمبائی 500 کلو میٹر ہے اور اوسط اونچائی 1000ء میٹر ہے۔ اس سلسلہ کے پہاڑوں کی چوٹیاں 1500ء میٹر سے زائد بلند ہیں۔ ملک کے جنوب میں دوسرا طویل پہاڑی سلسلہ سوبیک ہے۔ اس سلسلہ کے پہاڑ سطح سمندر سے 1000 میٹر سے زائد بلند ہیں۔ دریائے ہان اور نکتنگ (Naktong) دو بڑے دریا ہیں جن کی لمبائی 300 میل سے زائد ہے۔ ان کا دونوں دریاؤں کا منبع کوہ تیبک ہے۔

جزیرہ نما کوریا کی تاریخ

خیال کیا جاتا ہے کہ تقریباً دس ہزار سال قبل انسان جزیرہ نما کوریا میں آباد ہوئے۔ نیو لیتھک دور (Neolithik Era) جسے جدید پتھر کا زمانہ بھی کہا جاتا ہے۔ کوریا میں نیو لیتھک دور کا آغاز چھ ہزار سال قبل مسیح ہوا۔ اس دور کی باقیات میں پتھر سے بنے ہل اور درانتی سے کاشتکاری اور فارمنگ کے آغاز کا پتہ چلتا ہے۔ اس دور میں پتھر سے بنے بھالے، نیزے، نوک دار تیر، ہڈی سے بنے کانٹے اور ماہی گیری کے لیے پتھر سے بنے اوزان استعمال ہوتے تھے۔ کورین کنگھی نما نقوش پر مشتمل ظروف نیو لیتھک دور میں بڑے پیمانے پر استعمال ہوتے تھے اور اس کے آثار شمال مشرقی ایشیا میں ملتے ہیں۔ پتھر سے بنی خاص شکل کی کلہاڑیاں اور دیگر اوزار سے چاول کی فارمنگ کا پتہ چلتا ہے۔ کوریا میں کانسی عہد غالباً آٹھویں صدی قبل مسیح سے شروع ہوتا ہے۔ کانسی عہد میں لوگ پہاڑوں میں غار نما گھروں میں رہائش پذیر تھے اور کانسی سے بنے خنجر اور نوک دار تیر کے استعمال سے اس دور کا تعین ہوتا ہے۔ جزیرہ نما کوریا میں تقریباً چار صدی قبل مسیح لوہے کے استعمال کا آغاز ہوا۔ اس دور میں جزیرہ نما کوریا میں لوہے سے بنے ہل، درانتیاں اور فارمنگ میں جانوروں کا استعمال کاشتکاری کے زیادہ موثر اور بہتر طریقے کی نشاندہی کرتا ہے۔ اس دور کے لوہے سے بنے ہتھیار ملتے ہیں۔ اس دور میں لکڑی کے بنے گھر سطح زمین پر تعمیر کئے گئے۔





جزیرہ نما کوریا کی پہلی ریاست

آغاز میں چھوٹے چھوٹے قبائل پر مشتمل معاشرہ وجود میں آیا اور بہت سے طاقتور قبائل ضم ہو کر ایک بڑے قبیلہ میں تبدیل ہوئے اور آہستہ آہستہ ابتدائی ریاست کی شکل اختیار کر لی۔ ''کوجوسن (kojoseon) ''نامی پہلی ریاست جزیرہ نما کوریا میں 2333ء ق۔م وجود میں آئی جو چین کے موجودہ صوبہ لیاؤننگ (Liaoning)، منچوریا (Manchria) اور جزیرہ نما کوریا کے شمالی حصہ پر مشتمل تھی۔ جزیرہ نما کوریا کے جنوبی حصہ پر جن ریاست (Jin State) کا اقتدار تھا جو کہ چھوٹی چھوٹی ریاستوں کے اتحاد پر مشتمل تھی۔ تاریخ میں ''جن ریاست'' کی زیادہ تفصیل نہیں ملتی۔ تیسری صدی قبل مسیح کے اختتام پر کوجوسن ریاست اور چین کے ہان شاہی خاندان (Han dynasty) کے درمیان 108–109 ق۔م جنگ ہوئی اور ''کوجوسن'' کے اقتدار کا خاتمہ ہوا اور اسکے بعد چین کے ہان شاہی خاندان نے جزیرہ نما کوریا کے شمالی حصہ پر اپنا اقتدار مضبوط کیا۔ کوجوسن ریاست نے زراعت کے شعبہ کو بہتر کیا۔ زراعت کے علاوہ اس ریاست کا انحصار سونا، چاندی، کاپر، ٹن اور زنک معدنیات پر تھا۔ زیر زمین ہیٹنگ سسٹم (Heating System) کی ایجاد جسے مقامی زبان میں اندول (Ondol) کہا جاتا ہے اور پہلا کورین گرے سٹون وئیر (Grey stone ware) اس دور میں متعارف ہوا۔

تین بادشاہتوں کا دور (37ق م تا 668ء)

کوجوسن بادشاہت کے بعد 37 قبل مسیح میں چھوٹی چھوٹی قبائلی ریاستوں کے آپس میں ایک دوسرے میں ضم ہونے سے ''کوگوریو بادشاہت (koguryo) ''وجود میں آئی اور جزیرہ نما کوریا کے شمال میں بڑی طاقتور ریاست بن گئی۔ جنوب مغرب میں دریائے ہان کے ساتھ ساتھ 18 قبل مسیح میں بیکچے بادشاہت (Baekje) قائم ہوئی۔ جنوب اور مرکز میں کوگوریو اور بیکچے سلطنت کے ساتھ 57ق۔م میں شلاّ بادشاہت (Silla) کا قیام ہوا۔ جزیرہ نما کوریا 57 ق۔م سے لیکر 668ء تک تین بادشاہتوں شلا، کوگوریو اور بیکچے میں منقسم رہا۔ یہ بادشاہتیں آپس میں ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار رہتیں اور حالات کے پیش نظر انکا ایک دوسرے کے ساتھ اور خطے کی بڑی طاقتوں چین اور جاپان کے ساتھ اتحاد ادلتا بدلتا رہتا۔ جزیرہ نما کوریا کی ان بادشاہتوں کے چین کے ساتھ تناؤ اور کشمکش کے باوجود آپس میں تجارت جاری رہتی۔ جزیرہ نما کوریا چین کو سونا، لوہا اور گھوڑے برآمد کرتا اور کوریا چین سے ریشم، چائے اور تحریری مواد درآمد کرتا تھا۔ جزیرہ نما کوریا کے جنوب مغرب میں واقع بیکچے بادشاہت کا تمدن وثقافت

جاپان میں متعارف ہوا۔ اس دور میں آپس میں مسلسل جنگ کی وجہ سے ملٹری سسٹم کو منظم کیا گیا۔ ہر ریاست میں اداروں کی پیشہ ورانہ تربیت کے ساتھ ساتھ بادشاہ کی اتھارٹی کو مضبوط کیا گیا اور موروثی سیاست کا عمل دخل بتدریج بڑھ گیا۔ ہر بادشاہت میں اشرافیہ کو خاص مراعات حاصل تھیں۔

متحدہ شلا بادشاہت کا دور (668ء–935ء)

چین کے تانگ شاہی خاندان (Tang Dynasty) کی مدد سے شلا بادشاہت نے اپنی ہم عصر بادشاہتوں کو زیر کر کے جزیرہ نما کوریا پر اپنا کنٹرول حاصل کر لیا۔ 066ء میں بیکجے بادشاہت اور 668ء میں کوگوریو بادشاہت کو اپنے زیر تسلط کیا اور اس طرح پہلی بار جزیرہ نما کوریا شلا بادشاہت کے تحت متحد ہو گیا۔ صدیوں کی آپس میں مخاصمت کے بعد یہ تاریخی طور پر پہلا موقع تھا کہ جزیرہ نما کوریا مقامی لیڈر شپ کے تحت متحد ہوا۔ اس دور میں بدھ مت کے بہت شاندار ٹمپل تعمیر کئے گئے۔ بدھ مت کو سٹیٹ آئیڈیالوجی کے طور پر اپنایا گیا۔ اس بادشاہت کے دور میں جزیرہ نما کوریا میں تقریباً سو سال امن رہا۔ یہ سلطنت نویں صدی میں اندرونی طور پر اشرافیہ اور کسانوں کے درمیان کشمکش کے نتیجہ میں زوال پزیر ہوئی۔

کوریو بادشاہت کا دور (918–1392ء)

آٹھویں صدی کے اواخر میں متحدہ شلا بادشاہت اقتدار کی کشمکش کی وجہ سے اندرونی خلفشار کا شکار ہو کر کمزور ہو گئی۔ جزیرہ نما کوریا میں خانہ جنگی شروع ہو گی اور بعض طاقتور اشرافیہ نے بغاوت کر دی۔ جزیرہ نما کوریا کا کنٹرول حاصل کرنے کے لئے ایک بار پھر ویسے ہی طاقت کا کھیل شروع ہو گیا جیسے پہلے تین الگ بادشاہتوں کے دور میں تھا۔ ایک مقامی لیڈر WangGeon نے 918ء میں کوریو بادشاہت (Koryo Dynasty) کی بنیاد رکھی۔ وانگ نے جزیرہ نما کوریا کو ایک بار پھر سے متحد کر دیا۔ آج اسی ''کوریو شاہی خاندان'' کے نام سے کوریا موسوم ہے۔ کوریو بادشاہت نے کنفیوشش ازم کو پولیٹیکل آئیڈیالوجی کے طور پر اپنایا اور ایک موئثر تعلیمی نظام دیا۔ جاپان، چین، وسطی اور جنوب مشرقی ایشیا کے ساتھ تجارتی تعلقات استوار کئے۔

بدھ مت کے صحائف ٹرائپٹیکا (Tripitaka) کو وڈ پرنٹنگ بلاکس (Wood Printing Blocs) ٹیکنالوجی کے ذریعہ اسی ہزار سے زائد وڈ پرنٹنگ بلاکس پر کندہ کرنے کا کام اس دور میں ہوا۔ اسی دور میں 1230ء میں چھپائی

کے لئے دنیا کی پہلی دھاتی مووبیل ٹائپ (Movable Type) جزیرہ نما کوریا میں ایجاد ہوئی جبکہ تقریباً دو سو سال بعد ایک جرمن شہری Johannes Gutenberg نے 1439ء میں یوروپی مووبیل ٹائپ پرنٹنگ ٹیکنالوجی ایجاد کی۔ چونکہ لکڑی کے بلاک کے مقابلے میں یہ طریقہ سہل اور تیز رفتار تھا اس لئے صرف ایک دہائی میں یوروپی پرنٹنگ ٹیکنالوجی نے ایک نئی بلندی کو چھولیا۔ اس دور میں ملک کی تاریخ کو دستاویزی بنایا گیا۔ شاندار سیلڈون سرامکس (کوزہ گری) اس دور کی اہم خصوصیت ہے۔ جزیرہ نما کوریا میں ایک طویل عرصہ تک چینی کرنسی مستعمل رہی۔ کوریو بادشاہت کے دور میں 996ء میں مقامی کرنسی کا اجراء ہوا اور یہ کرنسی کاپر اور لوہے سے بنائے گئے سکوں پر مشتمل تھی۔ حکمران طبقہ کی بدعنوانی کی وجہ سے عوام میں اضطراب اور بے چینی پیدا ہوئی۔ عشروں پر محیط اندرونی خلفشار اور چپقلش کے نتیجے میں یہ سلطنت کمزور ہوگئی اور پھر منگولوں کے مسلسل حملوں نے اس سلطنت کو مزید کمزور کر دیا۔

جزیرہ نما کوریا پر منگولوں کی یلغار

تیرھویں صدی کے آغاز میں چین میں اچانک سیاسی صورتحال تبدیل ہوئی اور چینگیز خان کی قیادت میں متحد منگول قبائل نے چین کا جن شاہی خاندان (Jin Dynasty) فتح کر لیا۔ 1231ء میں چینگیز خان کے بیٹے نے جزیرہ نما کوریا کی جانب رخ کیا۔ منگولوں نے جزیرہ نما کوریا پر 1231ء سے لیکر 1259ء تک سات بار چڑھائی کی۔ کوریو بادشاہت نے بھرپور مزاحمت کی۔ دونوں کے درمیان بعض شرائط پر معاہدہ ہوا لیکن اس معاہدہ کے باوجود منگول قبائل کے ساتھ مزاحمت بھی جاری رہی۔ 1273ء تک تقریباً 41 سال کوریو بادشاہت کی منگولوں کے خلاف مزاحمت نے کوریو سلطنت کو کمزور کر دیا۔ اس مزاحمت کے دوران بہت سے کورین مارے گئے اور منگولوں نے کوریا کے ثقافتی ورثہ کو بہت نقصان پہنچایا۔ آخر کار جزیرہ نما کوریا منگولوں کی vassal state بن گیا۔ 1392ء میں جوسن شاہی خاندان کے قیام تک جزیرہ نما کوریا کو مکمل آزادی نہ ملی۔

جوسن بادشاہت کا دور (1392ء–1910ء)

کوریو بادشاہت اندرونی طور پر اشرافیہ کی آپس میں اقتدار کی کشمکش، ریڈ ٹربن (Red Turban) اور واکو قزاق (Wako Pirates) کے بیرونی حملوں سے زوال پذیر ہوگئی۔ بیرونی حملہ آوروں کو پسپا کرنے میں ایک کلیدی

کردار ادا کرنے والی شخصیت جنرل ایسنگے (YiSeonggye) کی تھی جسے اس کارنامہ پر کافی مقبولیت ملی۔ جنرل ایسنگے نے کوریو بادشاہت کو ختم کر کے 1392ء میں جوسن شاہی خاندان (Joseon Dynasty) کی بنیاد رکھی۔ نیو کنفیوشش ازم فلاسفی کو سٹیٹ آئیڈیالوجی کے طور پر اپنایا گیا۔ اس دور میں بدھ مت کے بہت سے ٹمپل منہدم کئے گئے اور بدھ راہبوں کو پہاڑوں پر نکال دیا گیا۔ جوسن دور میں بدھ مت کو کافی دباؤ کا سامنا پڑا جو کئی صدیوں تک محیط رہا۔ ایک طویل مدت کے بعد جب جاپان نے کوریا پر اپنا تسلط قائم کیا تو بدھ مت کو دوبارہ پذیرائی ملی۔ جوسن خاندان کے بادشاہ سیجونگ (Sejong) کے دور میں 1443ء میں کورین حروف تہجی کا نظام متعارف کروایا گیا اور گورنمنٹ ایڈمنسٹریشن کے لئے بیوروکریسی کا نظام وضع کیا گیا۔ یہ آخری شاہی خاندان تقریباً500 سو سالہ اقتدار کے بعد 1910ء میں جاپان کے کوریا پر قابض ہونے تک بر سر اقتدار رہا۔

جزیرہ نما کوریا جاپان کے زیر تسلط (1910ء–1945ء)

بیسویں صدی کے آغاز میں روس اور جاپان کے مابین ایک بڑی جنگ (1904ء–1905ء) جزیرہ نما کوریا اور شمال مشرقی چین کے علاقے پر اپنا تسلط قائم کرنے کے لئے لڑی گئی۔ اس جنگ کو The Russo- Japanese War کہا جاتا ہے۔ جاپان نے روس کو شکست دے کر جزیرہ نما کوریا پر قبضہ کر لیا۔ جاپان نے فتح کے چند سال بعد 1910ء میں کوریا کی آزادی مکمل طور پر سلب کر لی۔ کوریا کے لئے مصائب اور مشکلات کا نیا دور شروع ہو گیا اور اس کے باشندوں کے لئے ان کی اپنی زمین تنگ کر دی گئی۔ دوسری جنگ عظیم کے اختتام تک جزیرہ نما کوریا جاپان کے تحت رہا۔ جنگ عظیم دوم کے بعد امریکہ اور سوویت یونین نے جزیرہ نما کوریا پر کنٹرول حاصل کر کے دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ سوویت یونین کے زیر اثر شمالی اور امریکہ نے جنوبی حصہ پر کنٹرول حاصل کیا۔ امریکہ اور سوویت یونین کے درمیان سرد جنگ کے باعث مذاکرات ناکام ہوئے اور ایک متحد اور آزاد کوریا کی تشکیل نہ ہوئی۔ 1948ء میں دونوں حصے جنوبی اور شمالی الگ ملک کے طور پر وجود میں آئے۔ ایک جنوبی کوریا اور دوسرا شمالی کوریا کے نام سے دنیا میں جانے جاتے ہیں۔ شمالی اور جنوبی کوریا کے مابین جنگ 25 جون 1950ء کو شروع ہوئی اور 27 جولائی 1953ء کو اختتام پذیر ہوئی۔ اس خونریز جنگ کے نتیجے میں 2.5 ملین سے زائد لوگ لقمہ اجل بنے۔ تین سال کی خونی جنگ کے بعد ایک معاہدہ کے ذریعہ دونوں ملکوں کے مابین 4 کلومیٹر کا بفر زون قائم کرنے پر اتفاق ہوا جو کورین ڈی ملیٹرائزڈ زون (Korean Demilitarized Zone) کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس دوران اقوام متحدہ اور امریکا جنوبی کوریا کے ساتھ تھے جبکہ شمالی کوریا کو چین اور سابقہ سوویت یونین کی پشت پناہی حاصل تھی۔

1953ء میں جنگ بندی عمل میں آئی اور اس کے ساتھ ہی دونوں کوریائی ریاستیں 38 عرض بلد پر مستقل تقسیم ہو کر رہ گئیں۔

جنوبی کوریا میں مذاہب

کورین کی روزمرہ زندگی میں بدھ ازم اور کنفیوشس ازم کا ایک اہم کردار ہے اور تقریباً نصف ثقافتی ورثہ ان دو مذاہب کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ جزیرہ نما کوریا کا روایتی مذہب شمن / شیمن ازم جسے کورین زبان میں ”شن کیو“ کہا جاتا ہے۔ آج بھی کورین کی روزہ مرہ زندگی کا اہم جز ہے۔ مذاہب سے وابستہ لوگوں کے علاوہ ایک بہت بڑی تعداد ایسی ہے جو کسی مذہب کے ساتھ منسلک نہیں ہے۔ جنوبی کوریا کے 2015ء کے ادارہ شماریات کے مطابق 56٪ لوگ غیر مذہبی ہیں۔ 2005ء میں غیر مذہب والوں کی تعداد 46٪ تھی۔ پروٹسٹنٹ عیسائی ملکی آبادی کا 19.7٪، بدھ مت 15.5٪ اور کیتھولک 7.9٪ ہیں۔ جنوبی کوریا میں ان مذاہب کے علاوہ اسلام کے پیروکار اور دیگر مقامی کورین مذاہب کے پیروکار موجود ہیں۔

کوریا کا ایک اہم تہوار

دنیا کی ہر تہذیب میں تہوار ایک اہم عنصر رہا ہے۔ چوسک (Chuseok) کا تہوار کوریا کے سماجی و ثقافتی تہواروں میں سے ایک اہم تہوار ہے جو موسم خزاں کے آغاز پر ستمبر یا اکتوبر کے اوائل میں منایا جاتا ہے یہ تہوار کوریا میں چینی قمری سال کے آٹھویں ماہ کی 15 تاریخ کو چاند کے پورا ہونے پہ منایا جاتا ہے۔ چُوسک فصل کی کٹائی کا موسم ہے جو گرمیوں کے اختتام اور خزاں کی آمد پر منایا جاتا ہے۔ چُوسک کا تہوار دوسری صدی عیسوی میں شلا بادشاہت دور میں شروع ہوا تھا جب دو ٹیموں کے درمیان کپڑا بننے کا یا فصل کی کٹائی کا مقابلہ ہوا تھا جسے گابے (Gabae) کا نام دیا گیا۔ اس تہوار میں فصل کی کٹائی کے ساتھ کپڑوں کی بُنائی، تیر اندازی، مارشل آرٹس، کشتی، لوک رقص اور متعدد دوسری گیمز اس تہوار کا حصہ بن گئیں۔ یوں چُوسک ایک اہم تہوار کا درجہ اختیار کر گیا۔ اس تہوار کی جڑیں کوریا کے قدیم مقامی روایتی مذہب شمن پرستی سے بھی ملتی ہیں۔ چاند کے پورا ہونے پر فصل کی کٹائی کی شمن تقریبات منعقد ہوتی تھیں۔ اس تہوار کی تاریخ بدھ ازم اور کنفیوشش ازم میں بھی پائی جاتی ہے۔ چوسک والے دن لوگ اپنے گزرے ہوئے آباؤ اجداد کی رسومات ادا کرنے کے لئے شہروں سے اپنے آبائی گھروں

کارخ کرتے ہیں۔گھروں میں چاول کے آٹے سے تیار کیک جسے songpeyon کہا جاتا ہے اور پین کیک اور بڑے گوشت کی ڈش جسے Bulgogi کہتے ہیں، تیار کیا جاتا ہے۔ کورین روایتی لباس زیب تن کیا جاتا ہے جسے Hanbok کہتے ہیں۔ چوسک کے تہوار پر ایک دوسرے کو تحائف دیئے جاتے ہیں۔ تحائف میں زیادہ تر عام روز مرہ استعمال کی چیزیں ہوتی ہیں۔ چوسک تہوار کے ساتھ دو اہم رسومات منسلک ہیں۔ ایک تو گھر میں فوت شدہ آباو اجداد کیلئے رسومات ادا کی جاتی ہیں جسے Charye کہتے ہیں اور دوسرا اپنے آباؤ اجداد کی قبروں پر جا کر رسومات ادا کرتے ہیں جسے Seongmyo کہتے ہیں۔ فوت شدگان کی یاد میں قبر کے قریبی علاقے کی اچھی طرح صفائی کرتے ہیں اور اس میں پودے اور درخت لگاتے ہیں۔

جنوبی کوریا کا پستی سے بلندی کا سفر

1960ء کی دہائی میں جنوبی کوریا کی جی ڈی پی فی کس آمدنی 64 ڈالرز تھی اور جی ڈی پی صرف 2.78 بلین ڈالرز تھا جو کہ اب 2.418 ٹریلین، کھرب، ڈالر ہے اور فی کس آمدنی 46451 ڈالر ہے۔ جنوبی کوریا دنیا کی چوتھی بڑی میٹروپولیٹن اکانومی ہے۔ جنوبی کوریا برآمدات کے لحاظ سے دس ممالک کی فہرست میں شامل ہے۔ 1960ء کے بعد جنوبی کوریا نے صرف بیس سال کے دوران اپنی حیثیت کو فقید المثال وسعت دی جسے تاریخ میں دریائے ہان کا معجزہ (Miracle of Han River) کہا جاتا ہے۔ متعدد عالمی معیار کی جامعات اور تحقیقی ادارے قائم ہیں۔ الیکٹرونکس، آلات انجینئرنگ، جہاز سازی، گاڑیاں بنانے کے کارخانے اور دیگر صنعتیں ان اداروں کی بدولت ہیں۔ جنوبی کوریا کا پستی سے بلندی کا سفر تعلیم، سائنس، ٹیکنالوجی، تحقیق وجدت طرازی پر ہے۔ جنوبی کوریا دنیا کی 20 بڑی اقتصادی طاقتوں کے گروپ جی ٹوئنٹی (G20) میں شامل ہے۔ جنوبی کوریا کے پرائیویٹ شعبہ میں کار کی صنعت قابل ستائش ہے۔ جس میں مشہور کمپنیاں "ہنڈائی (Hyundai)" اور "کیا (Kia)" موٹرز ہیں۔ اس کے علاوہ الیکٹرانک کے شعبہ میں "سام سنگ (Samsung)" اور "ایل جی (LG)" کے نام ہیں۔ اس کے علاوہ "ایس کے (SK)" اور "کے ٹی (KT)" سیلولر کمپنیاں ہیں۔ انکی سروسز پر ریگولیٹری کنٹرول ہے، جس کی وجہ سے جرائم کم ہیں۔ بڑے ڈیپارٹمنٹ سٹور کے شعبہ میں "لوٹے (Lotte)" اور "ہوم پلس (Homeplus)" مشہور ہیں۔

جنوبی کوریا میں احمدیت کے قیام کی مختصر تاریخ

23مارچ 1889ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس ہاتھوں سے جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی گئی۔ 23مارچ 1989ء میں جماعت کے قیام کو ایک صدی مکمل ہوئی۔ اس صدی کے دوران احمدیت قادیان کی بستی سے نکل کر دنیا کے کناروں تک جا پہنچی۔ دنیا کے ان کناروں میں سے ایک کنارہ جنوبی کوریا کے ہمسایہ میں ملک جاپان ہے جسے چڑھتے سورج کی سر زمین بھی کہا جاتا ہے۔ 1989ء میں جماعت کے قیام پر سو سال مکمل ہونے کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے جن ممالک کا دورہ فرمایا ان میں ملک جاپان کو عزت و برکت عطا فرمائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 24جولائی 1989ء کو جاپان میں ورود فرمایا۔ پہلی مرتبہ خلیفۃ المسیح نے سر زمین جاپان پر مبارک قدم رکھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے دورہ جاپان کے وقت تک جنوبی کوریا میں جماعت موجود نہ تھی تاہم گاہے بگاہے جاپان سے احمدی احباب تبلیغ اور ویزا کی غرض سے جنوبی کوریا آتے تھے جو وہاں پر مختصر قیام کے بعد جاپان واپس چلے جاتے۔ حضور رحمہ اللہ کے ملک جاپان کے دورہ کی برکت سے کچھ عرصہ بعد مختلف ممالک بالخصوص پاکستان سے احمدی احباب روزگار کے لئے جنوبی کوریا آنا شروع ہوئے۔ 1993ء میں جنوبی کوریا میں انتخاب کے ذریعہ لوکل جماعتی عاملہ کے چند عہدیدران کا تقرر ہوا اور اس طرح باقاعدہ جماعتی نظام کے قیام سے جماعت احمدیہ جنوبی کوریا کا قیام عمل میں آیا۔ 1995ء تک جماعت احمدیہ جنوبی کوریا احمدیہ مشن جاپان کے ماتحت تھی۔ مکرم سیف اللہ قمر صاحب جنوبی کوریا کے پہلے صدر مقرر ہوئے۔ بعدہ مکرم منیر نواز صاحب، مکرم محمد اعظم ندیم صاحب، مکرم کاشف عظیم عارف صاحب، مکرم حمید نواز کاہلوں صاحب، مکرم احسان احمد باجوہ صاحب، مکرم ملک داؤد احمد صاحب کو بطور صدر جماعت جنوبی کوریا خدمت کی توفیق ملی۔ آجکل مکرم خواجہ طارق شمیم صاحب بطور نیشنل صدر جماعت جنوبی کوریا خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

جاپان سے جزیرہ نما کوریا میں وفود کی آمد

جزیرہ نما کوریا کے ہمسایہ ملک جاپان میں احمدیت کا نفوذ جنگ عظیم دوم سے پہلے ہوا۔ جاپان میں احمدیہ مشن کا قیام حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے دور مبارک میں 1935ء میں عمل میں آیا تھا۔ مکرم صوفی عبد القدیر نیاز صاحب پہلے مبلغ سلسلہ کی حیثیت سے 4 جون 1935ء کو جاپان پہنچے اور 10 جنوری 1937ء کو مکرم مولوی عبد الغفور ناصر صاحب دوسرے مبلغ کی حیثیت سے جاپان تشریف لے گئے اور وہاں احمدیت کے پیغام پہنچانے کا سلسلہ

جاری رہا۔ آپ 1941ء میں واپس قادیان تشریف لے آئے۔ پھر جنگ عظیم دوم کے بعد ستمبر 1969ء میں مکرم میجر عبدالحمید صاحب بطور مبلغ جاپان پہنچے۔ آپ 1975ء تک وہاں قیام پذیر رہے۔ 1975ء میں مکرم امام عطاء المجیب راشد صاحب جاپان تشریف لائے اور 1983ء تک جاپان میں مقیم رہے۔ ماہ جنوری 1982ء میں جاپان سے مکرم عطاء المجیب راشد صاحب (سابق امیر و مبلغ انچارج جاپان) نے تبلیغی جائزہ کے لئے جنوبی کوریا کا دورہ کیا۔ خاکسار کی درخواست پر امام صاحب نے جنوبی کوریا میں اپنے اس تبلیغی سفر اور دیگر ابتدائی سفروں کے بارے میں تحریر فرمایا کہ انہیں 10 فروری 1975ء میں جاپان آنے کے بعد وہاں پر بطور مبلغ قیام کا ویزا حاصل کرنے کی غرض سے 1975ء میں چند روز کے لئے دوبار جنوبی کوریا جانے کا موقع ملا۔ ایک بار پوری تفصیلی درخواست جاپانی سفارت خانہ میں داخل کرنے کے لئے اور دوسری بار اس کے تین ماہ بعد ویزا الگوانے کے لئے۔ ماہ جنوری 1982ء میں آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے ارشاد کی تعمیل میں جنوبی کوریا کا دورہ کیا اور آپ کے اس دورہ کا دورانیہ سات آٹھ روز تھا۔ آپ نے اس دورہ کے دوران وہاں کے ماحول کا جائزہ لیا۔ آپ کو دارالحکومت سئیول میں واقع مسجد جانے کا اتفاق ہوا۔ چند سال پہلے جنوبی کوریا کی حکومت نے مقامی مسلمانوں کی ضرورت کے پیش نظر اسلامک سینٹر بنانے کے لئے زمین کا عطیہ دیا اور بالخصوص سعودی عرب نے وہاں پر مسجد کی تعمیر کے لئے خرچ ادا کیا۔ اس مرکز میں نمازوں کے علاوہ بچوں کی اسلامی تدریس کا انتظام اور لائبریری بھی ہے۔ وہاں انہیں لوگوں سے بات چیت میں معلوم ہوا کہ کورین لوگ معاشی ضروریات کے پیش نظر کافی تعداد میں سعودی عرب جاتے ہیں۔ وہاں اسلام بھی قبول کر لیتے ہیں اور رفتہ رفتہ مسلمان کورین کی تعداد بڑھتی جارہی ہے۔ اس طرح دونوں ممالک میں باہم سوشل تعلقات بھی بڑھ رہے ہیں۔ پھر آپ کو جنوبی کوریا کے جنوبی شہر بوسان کے قریب ایک اور مسجد بھی دیکھنے کا موقع ملا جس کے ساتھ مدرسہ بھی تھا۔ 1983ء میں ایک بار پھر انہیں جنوبی کوریا جانے کا موقع ملا۔ اس سفر میں آپ کو ایک اہم خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔ جنوبی کوریا جاتے ہوئے آپ اپنے ساتھ انگریزی اور جاپانی زبان میں شائع شدہ اسلام و احمدیت کے تعارف کی چند کاپیاں لے گئے اور وہاں جا کر خیال آیا کہ یہاں کے لوگوں کو احمدیت سے متعارف کروانے کے لئے اس فولڈر کا کورین زبان میں ترجمہ کروانا چاہئے۔ امام صاحب نے دعا کے بعد اس کام کا عزم کر کے کافی محنت سے ایک یونیورسٹی پروفیسر سے رابطہ کیا۔ وہ کورین زبان کے ماہر تھے۔ ان سے فولڈر کا ترجمہ کروایا اور اس کی اشاعت سے قبل ایک اور ماہر زبان سے اس ترجمہ کے بارہ میں رائے لی۔ انہوں نے بغور پڑھ کر رائے دی کہ ترجمہ عمدہ ہے اور اصلی مضمون کے مطابق ہے۔ اس کے بعد یہ فولڈر 5 ہزار کی تعداد میں شائع کروالیا۔ یہ فولڈر کورین زبان میں شائع ہونے والا پہلا تبلیغی فولڈر تھا اور انہیں جنوبی کوریا میں اپنے

مختصر قیام کے دوران یہ فولڈر سڑک کے کنارے کھڑے ہو کر تقسیم کرنے کے علاوہ یونیورسٹی کے طلبہ و طالبات اور ایک شاپنگ سینٹر میں بھی کثرت سے تقسیم کرنے کا موقع ملا۔ یکم جون 1983ء کو جانے والے تبلیغی وفد کے ممبران نے بھی یہ فولڈر تقسیم کیا۔ الحمدللہ علی ذالک۔ یہ وفد تین افراد پر مشتمل تھا جو سب ٹوکیو میں رہنے والے تھے جبکہ اس وقت تک جماعت احمدیہ جاپان کا مرکز "احمدیہ سینٹر" ناگویا میں منتقل ہو چکا تھا۔

مکرم امام عطاء المجیب راشد صاحب کے بعد مکرم مولانا مغفور احمد منیب صاحب (سابق امیر و مبلغ انچارج جاپان) 1979ء تا 1995ء جاپان میں قیام پذیر رہے۔ آپ کی زیر نگرانی بھی جاپان سے جنوبی کوریا میں تبلیغی وفود کے آنے کا سلسلہ جاری رہا۔ آپ کی زیر نگرانی جماعت احمدیہ جاپان کے دو ممبران پر مشتمل ایک وفد نے دسمبر 1984ء میں جنوبی کوریا کا دورہ کیا۔ وفد نے جنوبی کوریا میں دعوت الی اللہ کے لئے ماحول کا مکمل جائزہ لیا اور مختلف طبقہ ہائے فکر کے لوگوں سے ملاقات کی اور جماعتی لٹریچر تقسیم کیا۔ مکرم مولانا مغفور احمد منیب صاحب بھی بعض تبلیغی وفود کے ساتھ جنوبی کوریا آتے رہے۔ 1993ء میں آپ کو جنوبی کوریا میں عاملہ کے عہدیداران کا انتخاب بھی کروانے کی توفیق ملی۔ انتخاب کے ذریعہ سے لوکل مجلس عاملہ کے عہدیداران کا تقرر ہوا اور اس طرح لوکل عاملہ کے عہدیداران کے تقرر سے باقاعدہ جماعت احمدیہ کوریا کا قیام عمل میں آیا۔

دراصل جاپان سے احمدی احباب کے جنوبی کوریا میں آنے کی وجہ یہ تھی کہ پاکستان اور دیگر کئی ممالک کے شہریوں کے لئے جاپان آنے کا ویزہ نہ تھا اور جاپان داخلہ کے وقت تین ماہ کی انٹری دے دی جاتی تھی۔ اس سہولت سے فائدہ اٹھانے والے جاپان کے نزدیک ترین ملک جنوبی کوریا کا سفر اختیار کرتے اور وہاں کچھ عرصہ قیام کے بعد پھر دوبارہ واپس جاپان آجاتے۔ احمدی احباب بھی اس سہولت سے فائدہ اٹھا کر جاپان سے جنوبی کوریا آکر مختصر قیام کے بعد واپس دوبارہ جاپان آجاتے تھے۔ جاپان سے احباب جماعت کے جنوبی کوریا جانے اور واپس آنے کے عمل کو باقاعدہ وقف عارضی کے نظام میں ڈھال لیا گیا۔ اس طور پر جاپان سے کئی وفود جنوبی کوریا آئے۔ احمدی احباب جنوبی کوریا میں مختصر قیام کے دوران اپنا وقت کورین احباب کو تبلیغ کرنے میں گزارتے۔ یہ وفود جنوبی کوریا میں دعوت الی اللہ کے لئے پروفیسرز، طلباء، کلرک، ورکرز اور دیگر مختلف طبقہ ہائے فکر کے لوگوں سے ملاقات کرکے ان کو لٹریچر بھی تقسیم کرتے۔ انکی ان تبلیغی سرگرمیوں سے مقامی کورین احباب سے اچھے روابط بھی قائم ہوئے۔ جاپان سے جنوبی کوریا آنے والے احباب جماعت میں مکرم مبشر احمد صاحب زاہد، مکرم مرزا ظفر احمد صاحب، مکرم سید طاہر احمد صاحب، مکرم طلعت محمود صاحب، مکرم محمود احمد صاحب، مکرم انصر احمد صاحب اور

مکرم شاہد رضوان صاحب و دیگر شامل ہیں۔ ان میں سے بعض احباب کو جنوبی کوریا میں وقف عارضی کرنے اور بعض کو تبلیغی وفود میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ خاص طور پر مکرم مقبول احمد شاد صاحب قابل ذکر ہیں۔ ان کو لمبا عرصہ بار بار وقف عارضی کی توفیق ملی۔

پہلے تبلیغی وفد کی ایمان افروز رپورٹ

1983ء میں جو پہلا تبلیغی وفد 11 مئی کو جنوبی کوریا روانہ ہوا۔ اس وفد کی رپورٹ روزنامہ الفضل یکم جون 1983ء میں دفتر وکالت تبشیر ربوہ کی طرف سے ان الفاظ میں شائع ہوئی کہ:

”مکرم عطاالمجیب راشد صاحب امیر و مبلغ انچارج جاپان اطلاع دیتے ہیں کہ حضور کے ارشاد کی تعمیل میں پچھلے سال جنوری میں جنوبی کوریا کا دورہ کر کے تبلیغی جائزہ لیا۔ اب حضور کے اس ارشاد کی تعمیل میں کہ سو ممالک میں مشن قائم کئے جائیں۔ پہلا تبلیغی وفد گیارہ مئی کو جنوبی کوریا کے لئے روانہ ہو گیا۔ یہ وفد مشتمل ہے مبشر احمد زاہد قائد خدام الاحمدیہ ٹوکیو، سید الطاف احمد صاحب اور مکرم مرزا ظفر احمد صاحب صدر جماعت ٹوکیو پر۔ محترم مرزا ظفر احمد صاحب امیر وفد ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اہل کوریا کے سینوں کو اسلام کے لئے کھول دے۔ اور یہ زمین بھی اسلام کے نور سے جلد منور ہو جائے۔۔“

(روزنامہ الفضل یکم جون 1983ء)

1983ء میں جنوبی کوریا جانے والے پہلے تبلیغی وفد میں مکرم مرزا ظفر احمد صاحب شہید امیر وفد تھے جو دارالذکر لاہور میں 28 مئی 2010ء کو دہشتگردی کے سانحہ میں شہید ہوئے۔ مکرم مرزا ظفر احمد صاحب نے جاپان میں اکیس سال قیام کیا اور وہاں پر جماعتی خدمات کی توفیق پائی۔

اس پہلے تبلیغی وفد کے ممبران کی ایمان افروز رپورٹ روزنامہ الفضل 9 جون 1983ء کے فرنٹ پیج پر درج ذیل الفاظ کے ساتھ شائع ہوئی۔ وفد کے ممبران نے لکھا کہ:

”اس سفر کے انتظامات کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے بے شمار نظارے ہم نے دیکھے پیسے نہیں تھے اللہ تعالیٰ نے انتظام فرمادیا۔ ویزے نہیں تھے اللہ تعالیٰ نے اس کا بھی انتظام فرمادیا۔ کوریا پہنچنے کے بعد ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہمارا ہاتھ ہے اُس نے اپنے فضل سے سب انتظامات فرمائے۔ ہمیں ذرا بھی دقت نہیں ہوئی۔ ایسا ملک جہاں ہمیں کوئی نہ جانتا تھا، جہاں کی زبان ہم نہ جانتے تھے اللہ تعالیٰ نے ایسے انتظامات فرمائے کہ از خود ہمارے لئے ترجمان اور رہبر بھجوادیے۔ ہم کچھ اور سوچتے تھے اور ہمیں کہیں اور لے جاتے تھے۔ اور وہیں پر ہمیں ہمارے مطلب کے آدمی مل جاتے تھے۔۔۔ ایک دوست مسٹر پارک شروع سے آخر تک ہمارے ساتھ رہے اپنا کاروبار چھوڑ کر ہمیں کار میں لئے پھرتے رہے۔ ایک یونیورسٹی کے پروفیسر مسٹر Jung جو پی ایچ ڈی ہیں اُنہوں نے نہایت مفید معلومات بہم پہنچائیں۔ ایک طالب علم مسٹر CHO نے بہت وقت دیا۔۔۔ سلسلہ کے متعلق جسے لٹریچر دیا اُس نے بخوشی قبول کیا۔“

(الفضل 9 جون 1983ء)

ابتدائی احباب جماعت کی تبلیغی مساعی

جنوبی کوریا میں نوے کی دہائی کے آغاز میں احمدی احباب بالخصوص پاکستان سے روزگار کے لئے جنوبی کوریا آنا شروع ہوئے اور بتدریج احمدی احباب کی تعداد بڑھنا شروع ہوئی۔ ابتداء میں جنوبی کوریا میں مکرم اطہر محمود صاحب، مکرم محمد اشرف صاحب بھلی،، مکرم محمد رفیق صاحب ڈھلوں، مکرم خالد ناصر صاحب، مکرم مختار احمد صاحب، مکرم چوہدری وسیم احمد صاحب، مکرم اعجاز احمد صاحب، مکرم سیف اللہ قمر صاحب، مکرم انعام اللہ عابد صاحب، مکرم عارف محمود صاحب، مکرم سید فرحان شکور صاحب، مکرم منیر نواز صاحب، مکرم اسلم علی صاحب اور دیگر چند احمدی احباب تھے۔ 1990ء کے آخر میں مکرم اطہر محمود صاحب نے حضور انور کی خدمت میں جنوبی کوریا میں وقف عارضی کرنے کی اجازت عنایت کرنے کی درخواست کی۔ حضور رحمہ اللہ نے خوشنودی کا اظہار فرمایا اور اجازت عنایت فرمائی۔ 1991ء میں مکرم اطہر محمود صاحب فیملی کے ساتھ وقف عارضی کے لئے جاپان سے جنوبی کوریا تشریف لائے۔ مکرم محمد اشرف بھلی صاحب کو کورین مترجم کے طور پہ فرائض کی توفیق ملتی رہی۔ مکرم اطہر صاحب نے ایک مکان کرایہ پر لیا۔ اطہر صاحب کے جنوبی کوریا میں قیام کے بعد اس مکان کو باقاعدہ جماعتی سینٹر میں تبدیل کر دیا گیا۔ قرآن کریم کے کورین ترجمہ کی طباعت ہو چکی تھی اور اسکی ترسیل کے لئے اطہر صاحب نے

کام کا باقاعدہ آغاز کیا۔ بعد میں کورین ترجمہ قرآن کریم پبلک اور یونیورسٹی لائبریریوں اور مختلف تعلیمی اداروں میں رکھوائے گئے۔ جنوبی کوریا میں کیوبو (Kyobo) نامی ایک بڑا بک سٹور ہے۔ اس بک سٹور میں احباب جماعت نے متعدد بار قرآن کریم کے سٹال لگائے اور کورین احباب کو لٹریچر کی تقسیم کے ساتھ تبلیغ کرنے کی توفیق پائی۔ ابتداء میں ایک مقامی کورین کے تعاون سے اس بک سٹور پر قرآن کریم کے کورین ترجمہ کے نسخے رکھوائے جاتے تا کہ کورین افراد اسلام کی تعلیمات سے براہ راست بہرہ مند ہو سکیں۔ احمدی احباب ہر ہفتہ و اتوار کی سرکاری تعطیل پر جماعتی پروگرامز میں شامل ہوتے اور کورین میں ترجمہ شدہ پمفلٹس پبلک مقامات پر لوگوں میں تقسیم کرتے۔ آغاز میں احمدی احباب کی کوششوں سے بعض مقامی کورین سے تبلیغی روابط بنے اور بعض بیعتیں بھی ہوئیں۔ ان میں سے ایک مسٹر ''چی'' تھے جن کا اسلامی نام محمد علی رکھا گیا۔ موصوف پیشہ کے اعتبار سے پراپرٹی ڈیلر تھے۔ ایک اور کورین مکرم ابراہیم لی صاحب نے احمدیت قبول کی تھی۔ لی صاحب ربوہ بھی تشریف لائے۔ 1995ء میں لندن میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ہومیوپیتھک کلاس میں شامل ہوئے اور حضور انور نے موصوف کے تعارف کے بعد ہومیوپیتھی کے نظام کا جامع اور تفصیلی تعارف کروایا۔

(الفضل انٹرنیشنل 10 فروری، 1995ء صفحہ 1)

بد قسمتی سے بعد میں ان کورین احباب کا تعلق نظام جماعت سے نہ رہا۔ جنوبی کوریا کے اوئی جنگبو شہر کے علاقہ سے جمیلہ کم نامی کورین خاتون نے برطانیہ کے جلسہ سالانہ میں شرکت کی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے ملاقات کی سعادت پائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ یکم اگست 1997ء میں اس خاتون کا ذکر فرمایا کہ:

''ابھی چند دن ہوئے کوریا کے نمائندے یہاں تشریف لائے ہوئے تھے ان سے گفتگو ہوئی وہاں ایک کورین خاتون ہیں جنہوں نے واقعتاً اسلام کو سچا سمجھ کر قبول کیا ہے اپنے خرچ پر یہاں تشریف لائیں مجھے مشورے دے رہی تھیں کہ کیا کیا ہم ہوشیاریاں کریں تو کوریا میں کثرت کے ساتھ پھیل سکتے ہیں۔ جب وہ بات کر چکیں تو میں نے کہا جس طرح عیسائیت۔ انہوں نے کہا ہاں عیسائیت دیکھو کتنی پھیل گئی ہے۔ لکھوکھا انسان (millions) دیکھتے دیکھتے عیسائی بن گئے تو آپ بھی کچھ ان سے ملتی جلتی باتیں کریں۔ انہوں نے مدرسے بنائے اتنے، کوئی کالج ہسپتال بنائے، رفاہ عامہ کے یہ کام کئے اور اس کے نتیجے میں دیکھو ملینز عیسائی بن گئے۔ جب وہ بات کر چکیں تو میں نے انہیں

کہا ان ملین عیسائیوں میں کیا پاک تبدیلی آپ نے دیکھی ہے۔؟ کتنے ہیں جنہوں نے خدا کی خاطر دنیا کے مسلک چھوڑے ہیں۔ کتنے ہیں جو بہتر انسان بن گئے اور خدا کے سامنے سر جھکانے والے ہو گئے؟ کچھ دیر تک وہ خاتون سوچتی رہیں اور پھر ان کا جواب صفر نکلا کہ میرے علم میں کوئی نہیں۔ میں نے کہا کہ یہ سیاست ہے یہ مذہب نہیں ہے۔ یہ وہ دین ہے جس کو دین اللہ نہیں ہم کہہ سکتے اور ہمیں تو دین اللہ میں دلچسپی ہے۔ اس لئے اگر آپ اکیلی بھی کوریا میں احمدی مسلمان بن کر اپنے آپ کو خدا کے حضور جھکا دیں تو وہاں احمدیت کامیاب ہے اور عیسائیت ناکام ہے کیونکہ عیسائیت اگر مذہب لے کر وہاں پہنچی ہے تو مذہب میں دھوکہ دیا ہے۔ عیسائیت دراصل امریکہ کی سیاسی حیثیت کا ایک دوسرا چہرہ ہے"

(الفضل انٹرنیشنل، 19 ستمبر تا 25 ستمبر 1997ء صفحہ 7)

جماعت احمدیہ کوریا کی مالی قربانی

جماعت کوریا نے آغاز میں بڑھ چڑھ کر خدا کی راہ میں اموال پیش کئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 11 نومبر 1994ء میں اپنے ایک خطبہ جمعہ میں کوریا کی جماعت کی مالی قربانی کا ذکر کر کے درج ذیل الفاظ میں خراج تحسین پیش فرمایا:

"تحریک جدید کے چندوں کے سلسلے میں ایک وضاحت بھی ضروری ہے۔ مجھے کوریا کی جماعت کی طرف سے یہ جائز شکوہ موصول ہوا ہے کہ آپ نے کوریا کا بالکل ذکر نہیں کیا حالانکہ یہاں ایک نئی جماعت اٹھتی ہوئی جماعت پیدا ہوئی ہے اللہ کے فضل کے ساتھ۔ اور ایک پہلو سے وہ سب سے دنیا میں سبقت لے گئی ہے کیونکہ اس کا فی کس چندہ سوئٹزرلینڈ کے چندے سے بھی بقدر سو پاؤنڈ فی کس زیادہ ہے۔ تو جہاں ہم نے سوئٹزرلینڈ کا ذکر تحسین اور تعریف سے اس لئے کیا تھا کہ لوگوں کے دل میں شوق بھی پیدا ہو اور ان کے لئے خصوصیت سے دعا کی تحریک ہو، یہ بالکل چھوٹی سی جماعت ہے اور وہ بہت سے ایسے مہاجرین ہیں یہاں جن کو ابھی تک قانونی طور پر بھی کوئی تسلی نہیں کہ وہ کچھ رہ بھی سکیں گے کہ نہیں وہاں۔ چھوٹی موٹی تجارتیں کرتے ہیں یا بعض مزدوریاں کر کے گزارا کر رہے ہیں۔ لیکن خدا نے وسعت قلبی عطا فرمائی ہے اور اس پہلو سے تحریک جدید کے چندے میں فی کس کے حساب سے وہ دنیا پر سبقت لے گئے ہیں۔۔۔ جماعت کوریا کا جو میں نے بیان کیا تھا اس کے اعداد و شمار اب میرے کاغذات میں سے نکل آئے ہیں ان کی فی کس ادائیگی دو سو پاؤنڈ اکاسی پنس ہے۔ سو سے کچھ کم فرق ہے سوئٹزرلینڈ کی ایک سو چوہتر

پاؤنڈز اڑ تیس پنس تھی اور ان کی اللہ تعالیٰ کے فضل سے 260 پاؤنڈز 81 پنس ہے جو خدا کے فضل سے سوئٹزرلینڈ کے مقابل پر بہت نمایاں طور پر آگے بڑھ گئی ہے۔ گزشتہ سال ان کی قربانی بھی بہت معیاری تھی 136 پاؤنڈز فی کس کے حساب سے تھی۔“

(الفضل انٹر نیشنل،9 دسمبر 1994ء صفحہ 5)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 30 اگست 2022ء)

(29)

جنوبی کوریا کا تعارف اور احمدیت کے قیام کی مختصر تاریخ

(قسط2)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 6 جنوری 1995ء میں وقف جدید کے فی کس چندے میں جماعتوں کی پوزیشنز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

”فی کس کے لحاظ سے بھی ہم نے موازانہ کیا ہے اور سوئیٹزرلینڈ حسب سابق وقف جدید کے فی کس چندے میں اب بھی سب سے آگے ہے۔ امریکہ نمبر دو ہے کوریا اور جاپان تیسرے نمبر پہ ہیں۔“

(الفضل انٹر نیشنل 17 فروری 1995ء)

صد سالہ جوبلی کے بابرکت پروگرام کے تحت کورین زبان میں بنیادی لٹریچر کی تیاری

1973ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے صد سالہ جوبلی منصوبہ کا اعلان فرمایا۔ اس عظیم الشان منصوبہ کے تحت آپ نے اس عزم کا اظہار کیا کہ پندرہ سالوں میں ایک سو ممالک میں احمدیہ مشنز قائم کئے جائیں گے، ایک سو ممالک میں مساجد تعمیر کی جائیں گی اور ایک سو زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم اور اسلامی لٹریچر کو شائع کیا جائے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے صد سالہ جوبلی کے بابرکت پروگرام کے تحت جماعت احمدیہ جاپان کے سپرد جاپانی، کورین اور ویتنامی زبانوں میں ترجمہ قرآن مجید اور بنیادی لٹریچر کی تیاری اور طباعت کا کام فرمایا تھا۔ تینوں تراجم قرآن کریم کے تمام مراحل مکرم مغفور احمد منیب (سابق امیر جماعت و مشنری انچارج جاپان) کی زیر نگرانی سرانجام پائے۔ کورین زبان میں قرآن کریم کے ترجمہ کی غرض کے لئے کوریا میں موجود ترجمہ کرنے والی کمپنیوں اور مترجمین سے رابطہ کرکے قرآن کریم کے پہلے کورین ترجمہ کا کام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ہدایت کے مطابق تین غیر مسلم کورین کے سپرد کیا گیا۔ جن کے نام یہ ہیں۔

(1) MR.AHN D DONG HOON (2) MR.PARK BANG HEN

(3) MR.SUNG HA CHANS

ایک مترجم نے کہا کہ قرآن مجید کے ترجمہ کے دوران مجھے پہلی دفعہ ہستی باری تعالیٰ کی عظمت کا ادراک ہوا ہے۔



احمدیہ وفد بدھ مت کے کوریا میں سب سے بڑے فرقے کے ایک راہنما کو قران کریم کا تحفہ پیش کرتے ہوئے



جماعت احمدیہ جاپان کی پہلی مسجد۔ مسجد بیت الاحد

کورین زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ پرائیویٹ تین مترجمین نے مسٹر پارک کی زیر نگرانی تیار کیا اور وقتاً فوقتاً ان مترجمین کے ساتھ مغفور احمد منیب صاحب مبلغ سلسلہ جاپان میٹنگز کرتے رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے متعدد بار مکرم مغفور منیب صاحب کو جنوبی کوریا بھجوایا اور اسکی رپورٹ منگواتے رہے۔ یہ ترجمہ حضرت مولانا

شیر علی رضی اللہ عنہ کے انگریزی ترجمہ سے کیا گیا ہے۔ آیات کے ترجمہ کے ساتھ تفسیری نوٹس کا ترجمہ بھی کیا گیا ہے اور ہر سورت کے شروع میں اس کا مختصر تعارف بھی دیا گیا ہے۔ کورین زبان میں مفوضہ بنیادی لٹریچر اور قرآن مجید کا ترجمہ 1988ء میں پوچھن چھائی(Pochin Chai) پرنٹنگ کمپنی سیئول کوریا سے طبع ہوا۔ اس ترجمہ کی طباعت کے جملہ اخراجات جماعت احمدیہ سعودی عرب نے ادا کئے۔

(الفضل انٹرنیشنل 13 نومبر تا 19 نومبر 2009ء)

قرآن کریم کا کورین زبان میں ترجمہ کا کام مکمل ہونے کے بعد طباعت کے کام کے لئے جاپان سے مکرم مولانا مغفور احمد منیب کے ہمراہ مکرم مقبول احمد شاد جنوبی کوریا کے دارالحکومت سیئول تشریف لائے۔ ایک مقامی کورین دوست Mr. Han کے گھر قیام کیا۔ قرآن کریم کا کورین زبان میں ترجمہ کی طباعت کے دوران ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ پریس میں کام کرنے والے کسی مسلمان ورکر کے ذریعہ جنوبی کوریا میں موجود سعودی عرب کے سفارتخانہ کو اس بات کی اطلاع ہوئی کہ جماعت احمدیہ قران کریم کے کورین زبان میں ترجمے کی طباعت کروا رہی ہے۔ اس پر اسلامک سنٹر کوریا اور سعودی سفارتخانہ کی طرف سے مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ اس موقعہ پر مسٹر ہان کی فیملی نے مدد کی اور مخالفت اور دھمکیوں کے باوجود قرآن مجید کی طباعت کے مراحل کے دوران یہ فیملی پیچھے نہ ہٹی۔ بلکہ وزارت تعلیم، سیاحت اور امیگریشن میں ساتھ جا کر جماعت کی رجسٹریشن میں کوشاں رہی۔ بعد میں احباب جماعت کی اپنی کاوش سے رجسٹریشن ٹیکس آفس میں ہوئی اور اسکے بعد خاکسار کے قیام کے دوران جنوبی کوریا میں جماعت کی باقاعدہ رجسٹریشن کے لئے بھی کاوش ہوتی رہی۔ مکرم احسان احمد باجوہ صاحب سابق صدر جماعت کوریا اور ان کے ساتھ دیگر احباب جماعت کی کاوش سے جماعت کی رجسٹریشن ٹیکس آفس میں ہوئی اور بعد میں اس رجسٹریشن کے باعث جماعت کے لئے بعض امور کی راہیں ہموار ہوئیں۔ خاکسار کے جنوبی کوریا کے قیام کے دوران جنوبی کوریا میں جماعت کی باقاعدہ رجسٹریشن کے لئے مکرم ملک داؤد احمد صاحب سابق صدر جنوبی کوریا کی زیر سرپرستی مکرم سیف اللہ لون صاحب کی نگرانی میں ایک کمیٹی کا قیام عمل میں آیا۔ مکرم سیف اللہ لون صاحب کے علاوہ مکرم رانا تعظیم صاحب اور مکرم رانا ناصر صاحب اس کمیٹی کے ممبران تھے۔ اس کمیٹی کے ممبران نے کافی تگ ودو سے رجسٹریشن کے بارے میں بنیادی معلومات حاصل کیں۔ 28 مارچ 2010ء میں اس کمیٹی کی ایک اہم میٹنگ ہوئی جس میں آئندہ کا لائحہ عمل طے کیا گیا۔ اس کمیٹی کے بعد تین ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی خاکسار کی نگرانی میں قائم کی گئی۔ خاکسار کے علاوہ اس کمیٹی کے ممبران میں مکرم خالد ناصر صاحب اور مکرم راحیل احمد صاحب شامل تھے۔ وزارت مذہبی امور کی معرفت خاکسار کا متعلقہ دفاتر سے رابطہ ہوا اور ان کے ساتھ متعدد میٹنگز ہوئیں۔ ایک اہم میٹنگ

جماعتی وفد کے ساتھ 2011ء کے آغاز میں ہوئی۔ جس میں مکرم ملک داؤد احمد صاحب سابق صدر جماعت کوریا اور خالد ناصر صاحب سابق صدر جماعت سئیول اور خاکسار شامل تھے۔

قرآن کریم کی آئندہ دوبارہ کورین ترجمہ کی اشاعت کے پیش نظر اور مترجمین کے بارے میں معلوم کرنے کے ارادہ سے خاکسار کے ساتھ مکرم رانا ناصر صاحب سابق صدر مجلس خدام الاحمدیہ کوریا نے 2014ء میں اس پرنٹنگ کمپنی کا وزٹ کیا جس میں قرآن کریم کے کورین ترجمہ کی طباعت ہوئی تھی۔ کمپنی میں گزشتہ ریکارڈ نہ ہونے کی وجہ سے مطلوبہ نتائج نہ مل سکے۔ مترجمین کے بارے میں بھی معلوم کرنے کے لئے کوشش کی گئی لیکن ان کے بارے میں مطلوبہ معلومات نہ مل سکیں۔ بہر حال اس کمپنی کے وزٹ سے فائدہ یہ ہوا کہ وہاں پر ایک کام کرنے والے کورین کو احمدیت کی تبلیغ کا موقعہ ملا اور بعد میں انہیں جماعتی لٹریچر بھی بھجوایا گیا۔

تنظیموں کا قیام اور اجتماعات

جنوبی کوریا میں مجلس خدام الاحمدیہ کی تنظیم کا قیام 1993ء میں عمل میں آیا۔ مکرم اطہر محمود صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ جاپان و کوریا کی زیر نگرانی میں جنوبی کوریا کا پہلا اور دوسرا سالانہ اجتماع ہوئے۔ ان کی زیر نگرانی میں پہلے قائد مجلس خدام الاحمدیہ جماعت احمدیہ سئیول کا تقرر ہوا۔ آغاز میں مکرم اطہر محمود صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ جاپان و کوریا تھے۔ بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی منظوری سے مجلس خدام الاحمدیہ جنوبی کوریا کے پہلے صدر کا تقرر ہوا۔ مکرم رانا محسن محمود صاحب مجلس خدام الاحمدیہ جنوبی کوریا کے پہلے صدر تھے۔ ان کے بعد مکرم عمران محمود صاحب، مکرم رانا ناصر احمد صاحب، مکرم فیصل محمود صاحب اور عرفان احمد صاحب کو بطور صدر مجلس خدام الاحمدیہ جنوبی کوریا کے خدمت کی توفیق ملی۔





مجلس خدام الاحمدیہ جنوبی کوریا کے پہلے سالانہ اجتماع کے موقع کی تصاویر۔ دائیں تصویر درمیان میں مکرم مولانا مغفور احمد منیب صاحب احباب جماعت کے ساتھ کھڑے ہیں

1993ء میں Seoraksan کے مقام پر مجلس خدام الاحمدیہ کوریا کا پہلا سالانہ سہ روزہ اجتماع ہوا۔ جس میں مکرم مولانا مغفور احمد منیب سابق امیر و مبلغ انچارج جاپان نے شرکت کی۔ اس اجتماع میں جاپان سے 9 احمدی احباب نے بھی شرکت کی۔

دوسرا سالانہ اجتماع 19۔20 ستمبر 1994ء کو احمدیہ سنٹر اوجنگ بو میں منعقد ہوا۔ اس اجتماع کی سب سے اہم بات یہ تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 16 ستمبر 1994ء کے خطبہ جمعہ میں اجتماع کا ذکر کرتے ہوئے اس اجتماع کی کامیابی کے لئے دعا کی تحریک فرمائی۔ حضور نے فرمایا کہ

"آج ملکی سطح پر جو اجتماعات ہو رہے ہیں ان میں ایک خدام الاحمدیہ یو کے کا سالانہ اجتماع ہے۔ جو ان شاء اللہ دو پہر کو شروع ہو کر، یعنی آج جمعہ کے روز شروع ہو کر تین دن تک جاری رہے گا۔ دوسرا مجلس خدام الاحمدیہ کوریا کا دوسرا سالانہ اجتماع 19 ستمبر کو شروع ہو کر دو دن جاری رہے گا۔ یہ حکمت سمجھ نہیں آئی کہ کیوں انہوں نے پیر کے دن یعنی سوموار کو شروع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ عام طور پر تو جمعہ کے آخر پر رکھتے ہیں اور ہفتے اتوار کی چھٹیوں سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ مگر مقامی حالات میں یہ مصلحت کا تقاضا ہو گا۔ بہر حال یہ دو ملکی سطح کے اجتماعات ہیں۔ ان کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔"

(الفضل انٹر نیشنل 21 اکتوبر 1994ء)

مجلس خدام الاحمدیہ جنوبی کوریا کا تیسرا سالانہ اجتماع 1995ء میں اور چوتھا سالانہ اجتماع 1996ء میں منعقد ہوا۔

مجلس خدام الاحمدیہ جنوبی کوریا کے پانچویں سالانہ اجتماع 1997ء میں ہانگ کانگ کے نائب امیر مکرم سراج الاسلام صاحب نے بطور مہمان خصوصی شرکت فرمائی۔

(الفضل انٹر نیشنل 17 اکتوبر 1997ء)

جنوبی کوریا میں لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کا قیام 2009ء کے آغاز میں عمل میں آیا۔ اس وقت جنوبی کوریا میں چند لجنات تھیں۔ ابتداء میں حضور انور کی منظوری سے صرف صدر لجنہ کے عہدہ کا تقرر ہوا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت مکرمہ ماہ رخ صدیقہ صاحبہ کی بطور صدر لجنہ اماء اللہ جنوبی کوریا کے منظوری عطا فرمائی۔ انہیں فروری تا جون 2009ء بطور پہلی صدر لجنہ کے خدمت کی توفیق ملی۔ بعد میں جنرل سیکرٹری اور سیکرٹری مال کے عہدوں کا تقرر ہوا۔ مکرمہ طاہرہ سیف صاحب کو بطور جنرل سیکرٹری اور مکرم عابدہ پروین صاحبہ کو بطور سیکرٹری مال کے خدمت کی توفیق ملی۔ جون 2009ء میں مکرمہ ماہ رخ صدیقہ صاحبہ کے پاکستان واپس جانے کے بعد مکرمہ سائرہ تعظیم صاحبہ کا بطور صدر لجنہ جنوبی کوریا تقرر ہوا اور ان کے اگست 2010ء میں کوریا سے چلے جانے کے بعد مکرمہ انیلہ داؤد صاحبہ کا بطور صدر لجنہ جنوبی کوریا تقرر ہوا۔ مکرمہ

انیلہ داؤد صاحبہ نے بطور صدر لجنہ جنوبی کوریا کے فروری 2012ء تک خدمت کی توفیق پائی۔ انکے کوریا سے چلے جانے کے بعد مکرمہ طاہرہ سیف صاحبہ کا بطور صدر لجنہ جنوبی کوریا تقرر ہوا۔ اس سے قبل انہیں بطور پہلی جنرل سیکرٹری کے خدمت کی توفیق ملی۔ لجنہ کے بعض مقامی کورین خواتین کے ساتھ تبلیغی روابط تھے۔ لجنہ اماء اللہ جنوبی کوریا کا پہلا سالانہ اجتماع 2010ء میں زیر صدارت صدر لجنہ مکرمہ سائرہ تعظیم صاحبہ بمقام تھیگو احمدیہ سنٹر میں ہوا۔ تلاوت قرآن کریم سے پہلے سیشن کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ مکرمہ عابدہ پروین نے تلاوت کی۔ تلاوت کے بعد مکرمہ سائرہ تعظیم صاحبہ صدر لجنہ جنوبی کوریا نے لجنہ کا عہد دہرایا۔ اس کے بعد مکرمہ انیلہ داؤد صاحبہ نے نظم پڑھی۔ مکرمہ سعدیہ داؤد صاحبہ نے تقریر کی۔ ان کی تقریر کے بعد پہلے سیشن کی آخری تقریر مکرم دلمیر احمد خبیر صاحب مبلغ سلسلہ نے کی۔ دوسرا سیشن بھی اسی روز ہوا۔ دوسرا سیشن کا آغاز تلاوت قران کریم سے ہوا۔ مکرمہ انیلہ داؤد صاحبہ نے تلاوت کی اور مکرمہ طاہرہ سیف صاحبہ نے نظم پڑھی۔ اس کے بعد مکرمہ سائرہ تعظیم صاحبہ صدر لجنہ جنوبی کوریا نے تقریر کی۔ دوسرے سیشن کی آخری تقریر خاکسار مبلغ سلسلہ نے کی۔ اور دعا کے ساتھ لجنہ کے پہلے سالانہ اجتماع کا اختتام ہوا۔

مکرمہ طاہرہ سیف صاحبہ کے 2013ء میں جنوبی کوریا سے جانے کے بعد لجنہ کی تنظیم ممبرات کی کمی کی وجہ سے فعال نہ رہی۔ 2019ء میں لجنہ کی تنظیم دوبارہ فعال ہوئی اور حضور انور کی منظوری سے مکرمہ ڈاکٹر عائشہ عفت سعید صاحبہ کا بطور صدر جنوبی کوریا تقرر ہوا ہوا۔ لجنہ اماء اللہ جنوبی کوریا کا دوسرا سالانہ اجتماع 2019 تھیگو احمدیہ سنٹر میں ہوا۔ لجنہ اماء اللہ کوریا نے اپنا سالانہ اجتماع اور مینا بازار کا مورخہ 3-4 فروری 2019ء انعقاد کیا۔ اجلاس سے قبل "ایک احمدی کی زندگی میں ایم ٹی اے کی اہمیت" کے موضوع پر سالانہ اجتماع کا انعقاد کروانے کی حضور انور سے منظور لی گئی۔ لجنہ اماء اللہ کے سالانہ اجتماع کے تھیم (Theme) کا انتخاب حضور انور کی طرف سے صدر صاحب جنوبی کوریا کو لکھے گئے ایک خط میں جنوبی کوریا کے احباب جماعت کے نام اس پیغام پر کیا گیا جس میں حضور نے فرمایا کہ:

"Listen carefully to my Friday sermons and try to understand them and obey my words of instruction and guidance ... You should urge members and their families to watch MTA often as it is an ideal means for acquiring knowledge of the beauties of Islam and the truth of Ahmadiyyat, and provides unity of thought and direction within our worldwide Jamaat".

''میرے خطبات جمعہ کو غور سے سنیں اور ان کو سمجھنے کی کوشش کریں اور میرے الفاظ پر عمل کریں جو ہدایت اور رہنمائی کا ذریعہ ہیں۔۔ آپ کو احباب اور ان کے اہل خانہ کو ایم ٹی اے کثرت سے دیکھنے کی تاکید کرنی چاہیے کیونکہ یہ اسلام کی خوبصورتی اور

احمدیت کی سچائی کے بارے میں علم حاصل کرنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ اور یہ ہماری عالمگیر جماعت کے اندر اتحاد فکر اور راہنمائی فراہم کرتا ہے۔"

اس اجلاس میں کوریا کے شہر بوسان میں واقع یونیورسٹی کی جاپانی پروفیسر خاتون Noriko Sato نے شمولیت کی جنہیں صدر لجنہ جنوبی کوریا اور نیشنل صدر جماعت جنوبی کوریا کی جانب سے اجلاس میں مدعو کیا گیا تھا۔ اجتماع کے پہلے دن کی نمایاں خصوصیات میں لجنہ کا تعارف و ملاقات، مقابلہ جات اور جاپانی پروفیسر نوریکو ساتو کی موجودگی تھی۔ صدر لجنہ نے جنوبی کوریا کی جماعت کی جانب سے مہمان خاتون کو تحفہ پیش کیا۔ حضور انور کی طرف سے اجلاس اور اور مینا بازار کے انعقاد پر سلام اور دعائیں ممبرات تک پہنچائیں گئیں۔ پہلے سیشن میں شرکاء کے لیے ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے 25 سال پر مشتمل ایک ایم ٹی اے دستاویزی فلم بھی دکھائی گئی۔ اس نے نہ صرف لجنہ کے اراکین پر بلکہ مہمانوں پر بھی ایک غیر معمولی اثر چھوڑا۔ اجلاس کے آخری دن صدر لجنہ جنوبی کوریا نے ”حضور انور کے خطبات جمعہ سننے کی اہمیت“ پر تقریر کی اور تقسیم انعامات ہوئی۔ صدر جماعت جنوبی کوریا مکرم خواجہ شمیم صاحب اور مکرم دلمیر احمد صاحب مبلغ سلسلہ کے ساتھ سوال و جواب کی نشست بھی آخری دن ہوئی۔ اس کے بعد اس اجلاس کا دعا سے اختتام ہوا۔

(The Weekly Alhakam,22nd Feb 2019)

جنوبی کوریا میں مربیان کا تقرر

1995ء میں مکرم محمد عبدالرشید یحیٰ صاحب مبلغ سلسلہ کا جنوبی کوریا تقرر ہوا۔ جنوبی کوریا میں ان کا قیام مختصر مدت کے لئے تھا۔ 1995ء تک جماعت احمدیہ جنوبی کوریا امارت جاپان کے ماتحت تھی۔ 2008ء میں حضور انور نے خاکسار محمد داؤد ظفر کا تقرر نائیجیریا سے جنوبی کوریا فرمایا۔ 29 مئی 2009ء میں خاکسار نائجیریا سے جنوبی کوریا پہنچا۔ حضور انور نے ابتداء میں خاکسار کو مقامی زبان سیکھنے اور مقامی لوگوں سے رابطے کرنے کا ارشاد فرمایا۔ کوریا کے شہر تھیگو میں خاکسار نے لینگویج کورس کے لئے یونیورسٹی میں داخلہ لیا۔ خاکسار تھیگو جماعت میں تقریباً ایک سال متعین رہا۔ 2010ء میں دارالحکومت سئیول میں خاکسار کا تقرر کرنے کی تجویز پر حضور انور نے ازراہ شفقت منظوری عطا فرمائی۔ خاکسار کے سئیول شفٹ ہونے کے تھوڑے عرصہ کے بعد احمدیہ سنٹر اوئی جنگبو شہر سے سئیول منتقل ہوا۔ اس وقت تھیگو جماعت میں چالیس کے لگ بھگ احمدی احباب تھے جبکہ سئیول جماعت جس کا سنٹر بمقام اوئی جنگبو تھا احمدی احباب کی تعداد 20 سے کم تھی۔ 2009ء کے آخر میں مکرم دلمیر احمد صاحب خبیر مبلغ سلسلہ سیرالون سے جنوبی کوریا تشریف لائے اور لینگویج کورس کے لئے تھیگو شہر کی یونیورسٹی میں داخلہ لیا۔ خاکسار کی سئیول تقرری کے بعد وہ تھیگو میں بطور مبلغ متعین رہے۔

جنوبی کوریا میں جماعتی سنٹرز

جنوبی کوریا میں دو جماعتیں ہیں۔ ایک جماعت احمدیہ سیئول اور دوسری جماعت احمدیہ تھیگو ہے۔ آغاز میں جماعت احمدیہ سیئول کا سنٹر اوئی جنگبو شہر میں واقع تھا۔ دارالحکومت سیئول سے جانب شمال 20 کلو میٹر کے فاصلہ پر اوئی جنگبو(uijeongbu) واقع ہے۔ قدیم کورین میں اس شہر کے نام کا مطلب سٹیٹ کونسل ہے جو کہ جوسن شاہی خاندان کے کیبینٹ آفس کی عارضی جگہ سے ماخوذ ہے۔ شہر میں کورین اور یو ایس ملٹری کی بیسز ہیں۔ کوریائی جنگ کے بعد اس شہر نے سرعت کے ساتھ ترقی کی اور اب یہ شہر سیئول کا انڈسٹریل سیٹلائٹ ہے۔ 1960ء کے بعد شہر میں کاٹن اور کاغذ کی صنعتیں لگائی گئیں۔ مکرم اطہر محمود صاحب فیملی کے ساتھ وقف عارضی کے لئے جاپان سے جنوبی کوریا تشریف لائے تو اسی شہر کے علاقہ میں مکان کرایہ پر لیا۔ ان کے جنوبی کوریا سے چلے جانے کے بعد یہ مکان جماعتی سنٹر کے طور پر استعمال ہوتا رہا۔ بعد میں اسی علاقہ میں ایک دو بار احمدیہ سنٹر کی تبدیلی ہوتی رہی اور اس طرح جماعتی سرگرمیوں کا آغاز ہوا۔ جماعت احمدیہ سیئول کا اوئی جنگبو شہر میں واقع احمدیہ سنٹر ایک لمبا عرصہ تک جماعتی سرگرمیوں کا مرکز رہا۔ 2010ء کے اواخر میں احمدیہ سنٹر اوئی جنگبو شہر سے جنوبی کوریا کے دارالحکومت سیئول میں منتقل کرنے کی حضور انور نے منظوری عطا فرمائی اور مارچ 2011ء میں احمدیہ سنٹر اوئی جنگبو شہر سے دارالحکومت سیئول میں کرایہ کے مکان میں شفٹ ہوا۔ مکرم عرفان اظہر صاحب، مکرم خالد ناصر صاحب، مکرم سیف اللہ لون صاحب اور کرغیزستان سے تعلق رکھنے والے مکرم اولان بیگ صاحب کو بطور صدر جماعت سیئول کے خدمت کی توفیق ملی۔



حضور انور کے ہمراہ دائیں حضور انور کے دائیں جانب مکرم دلمیر احمد خبیر صاحب مبلغ سلسلہ بائیں محمد داؤد ظفر صاحب مبلغ سلسلہ اور ایڈیشنل وکیل التبشیر مکرم عبدالماجد طاہر صاحب

سیئول شہر کی تاریخی حیثیت ہے۔ یہ شہر ملک کے شمال مغربی حصے میں واقع ہے۔ دریائے ہان سیئول شہر کے وسط میں بہتا ہے۔ اس شہر کے سنٹر میں 11 کلو میٹر طویل قدیم تاریخی Cheonggye ندی بہتی ہے جسے 2005ء میں بحال کیا گیا۔ اس ندی کو کورین جنگ

کے بعد ہائی وے کی تعمیر کی وجہ سے پر کر دیا گیا تھا۔ یہ ندی دریائے ہان میں گرتی ہے۔ اور اس پہ 20 سے زائد پل تعمیر ہیں۔ یہ شہر 1988ء میں گرمائی اولمپکس اور 2002ء میں فیفا ورلڈ کپ کی میزبانی حاصل کر چکا ہے۔ 123 منزلہ اور 555 میٹر بلند عمارت "لوٹے ورلڈ ٹاور" اس شہر کی رونق ہے۔ اس شہر میں عالمی معیار کی بہترین یونیورسٹیاں ہیں۔ دنیا بھر سے طلباء تعلیم حاصل کرنے کے لئے ان یونیورسٹیوں کا رخ اختیار کرتے ہیں۔

2002ء میں جنوبی کوریا میں تھیگو (Daegu) جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ مکرم طیب منصور صاحب کو بطور پہلے صدر جماعت احمدیہ تھیگو کے خدمت کی توفیق ملی۔ ان کے بعد مکرم رانا مبارک احمد صاحب، مکرم منور احمد صاحب، مکرم رانا ناصر احمد صاحب، مکرم فیصل محمود صاحب کو بطور صدر جماعت تھیگو کے خدمت کی توفیق ملی اور آجکل مکرم محسن فاروق صاحب کو بطور صدر جماعت احمدیہ تھیگو کے خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ تھیگو شہر (Daegu) جنوبی کوریا کے بڑے شہروں میں سے ایک ہے جو جنوبی کوریا کے دارالحکومت سئیول سے 238 کلومیٹر جنوب مشرق میں اور ساحل سمندر سے 80 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس شہر کی اپنی تاریخی حیثیت ہے۔ تھیگو شہر "ٹیکسٹائل سٹی" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس کے آس پاس کے علاقہ میں عمدہ قسم کا سیب کاشت ہوتا ہے جو کہ جنوب مشرقی ایشیا کو برآمد کیا جاتا ہے۔ تھیگو شہر کے قریب مغرب میں 46 کلومیٹر کے فاصلہ پر 160 مربع کلومیٹر پر پھیلے گایاسن نیشنل پارک (gayasan national park) میں ایک تاریخی بدھ ٹیمپل کمپلیکس ہے جسے Haeinsa temple کہا جاتا ہے جس میں بدھ مذہب کی متعدد قیمتی مذہبی نوادارت ہیں۔ ان نوادارت میں سے خاص طور پر بدھ مت کے صحائف ٹرائی پٹیکا (Tripitika) ہیں جنہیں وڈ پرنٹنگ (wood printing) بلاکس ٹیکنالوجی کے ذریعہ اسی ہزار سے زائد وڈ پرنٹنگ بلاکس پر کندہ کیا گیا ہے۔ یہ ٹرائیپٹیکا کوریانا (Tripitaka Koreana) کے نام سے موسوم ہیں۔ یہ ایشیا میں بدھ مت صحائف کا مکمل مجموعہ ہے۔ 1995ء میں اس مقام کو جہاں ٹرائی پٹیکا کوریانا کو رکھا گیا ہے یونیسکو کے عالمی ثقافتی ورثہ میں شامل کیا گیا۔ یہ شہر 2002ء میں فیفا ورلڈ کپ کے میچز کی میزبانی حاصل کر چکا ہے۔ اس شہر میں بعض احمدی احباب فیکٹریوں میں کام کرتے تھے لیکن اس شہر میں کوئی باقاعدہ احمدیہ سنٹر نہ تھا۔ احمدی احباب ملک کے طول و عرض سے جماعتی پروگراموں میں شرکت کے لئے جماعت احمدیہ سئیول کے اوئی جنگبو شہر میں واقع سنٹر تشریف لے جاتے تھے۔ 2002ء میں تھیگو جماعت کے قیام کے بعد تھیگو احمدیہ سنٹر میں جماعتی پروگرام منعقد ہونا شروع ہوئے۔ بعد میں یہاں پر جلسہ سالانہ کا انعقاد شروع ہوا۔ اس سے پہلے آغاز سے 2006ء تک اوئی جنگبو شہر میں جلسہ سالانہ کا انعقاد ہوتا رہا اور احباب جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے ملک کے طول و عرض سے اوئی جنگبو تشریف لاتے تھے۔ جلسہ سالانہ کا انعقاد بعض دفعہ احمدیہ سنٹر میں ہوتا اور متعدد بار انعقاد کے

لئے شہر کے مضافات میں کھلی جگہ کا انتخاب کیا جاتا۔ پاکستانی غیر احمدی مہمان بھی اس جلسے میں شریک ہوتے۔ سوال وجواب کی مجالس کا انعقاد ہوتا۔ تھیگو شہر میں چند احمدی احباب فیملی کے ساتھ رہائش پزیر تھے۔ یہ احمدی احباب اپنے اہل خانہ کے ساتھ جلسوں میں شامل ہوتے۔ کچھ عرصہ کے لئے تھیگو جماعت کا سنٹر جنوبی کوریا کے شہر بوسان میں بھی رہا۔ آج کل تھیگو شہر اور سیئول شہر میں جماعت کے سنٹرز ہیں جہاں افراد جماعت اپنے تعلیمی وتربیتی پروگرام کا انعقاد کرتے ہیں۔

جنوبی کوریا میں مربیان اور مرکزی نمائندگان کی تشریف آوری

مختلف مواقع پر جاپان سے جنوبی کوریا وزٹ کرنے والے مبلغین سلسلہ میں مکرم امام عطاء المجیب راشد صاحب، مکرم مولانا مغفور احمد منیب، مکرم مولانا ضیاء اللہ مبشر، مکرم ظہیر احمد ریحان مبلغ سلسلہ شامل ہیں۔ 2010ء میں مکرم مولانا ضیاء اللہ مبشر کو بطور مرکزی نمائندہ بھی جنوبی کوریا تشریف لانے کا موقع ملا۔ آپ نے دونوں جماعتوں کا دورہ کیا اور مختلف امور میں راہنمائی کی۔ مکرم مولانا محمود احمد بنگالی سابق امیر ومشنری انچارج آسٹریلیا نے جلسہ سالانہ انگلینڈ سے واپسی پر جنوبی کوریا میں قیام کیا۔ افراد جماعت نے ان سے ملاقات کی اور انہوں نے احباب جماعت کو قیمتی نصائح سے re نوازا۔ مرکز ربوہ سے مکرم مبارک مصلح الدین احمد سابق وکیل التعلیم، مکرم صاحبزادہ نواب منصور خان سابق وکیل التبشیر جنوبی کوریا تشریف لائے۔ مکرم صاحبزادہ نواب منصور خان 2011ء کے اواخر میں جنوبی کوریا تشریف لائے۔ جنوبی کوریا میں موجود دونوں جماعتوں کا دورہ کیا اور احباب جماعت کو قیمتی ہدایات سے نوازا۔ 2014ء میں مکرم ڈاکٹر سر افتخار احمد ایاز تشریف لائے۔ ڈاکٹر سر افتخار احمد ایاز نے سیئول میں موجود NGOS اور دیگر سرکاری اور غیر سرکاری دفاتر کا دورہ کیا۔ بین المذاہب کانفرنس میں شرکت کی اور خطاب کیا۔ مکرم انیس احمد ندیم صدر جماعت ومبلغ انچارج جاپان، جاپان میں مقیم مسلمانوں کی نمائندہ کے طور پہ اس مذاہب عالم کانفرنس میں شامل ہوئے۔ 2016ء میں بھی مکرم انیس رئیس جنوبی کوریا میں تشریف لائے اور جنوبی کوریا کے جلسہ سالانہ میں شرکت کی۔ مکرم سویڈن کے مبلغ انچارج مکرم آغا یحیٰ صاحب 2015ء میں منعقدہ مذاہب عالم کانفرنس میں شرکت کے لئے جنوبی کوریا تشریف لائے۔

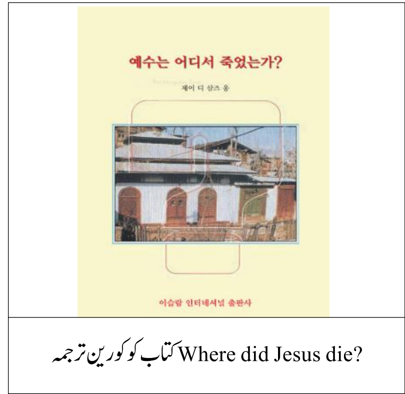


سیئول بک فیئر میں مکرم سیف اللہ لون صاحب کے ساتھ کورین وزیٹرز جماعت کے بک سٹال پر

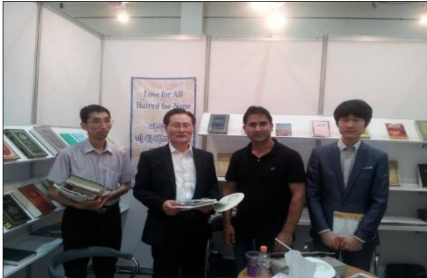

جنوبی کوریا کے دوودرہ کے دوران احباب جماعت کوریا کی مکرم ومحترم نواب منصور خانصاب کے ساتھ یادگار تصویر

سیئول بک فیئر میں شمولیت اور ثمرات

2013ء میں پہلی بار جماعت احمدیہ کوریا کو سیئول بک فیئر میں شامل ہونے کی توفیق ملی اور اس کے بعد ہر سال اس میں جماعت جنوبی کوریا باقاعدہ شرکت کرتی ہے۔ یہ جنوبی کوریا کا سب سے بڑا بک فیسٹیول ہے جس میں دنیا بھر سے پبلشرز کی بڑی تعداد شامل ہوتی ہے۔ اس بک فیئر میں شمولیت کی وجہ سے جماعت کے تعارف میں مزید اضافہ ہوا۔ 2014ء کے بک فیئر میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی امن عالم کے حوالہ سے مختلف ممالک میں خطابات کے مجموعہ پہ مشتمل "دی ورلڈ کرائسز اینڈ پاتھ وے ٹو پیس" کا کورین ترجمہ اس بک فیئر میں رکھا گیا جو کورین لوگوں کی خاص دلچسپی کا باعث بنا۔ اس بک فیئر کے دوران اس کتاب کی تقریب رونمائی کا انعقاد کیا گیا۔ خاکسار کو تقریب میں کتاب کا تعارف پیش کرنے اور شاملین کے جوابات دینے کی توفیق ملی۔ اس کتاب کا ترجمہ Munhee نامی کورین خاتون نے کیا اور اسے ایک کورین پبلشنگ کمپنی نے طبع کیا۔ ایک بڑی تعداد میں اس کتاب کا کورین ترجمہ اور اس کے ساتھ دیگر جماعتی لٹریچر کو ملک بھر کی بڑی پبلک لائبریریوں اور یونیورسٹیوں میں رکھوایا گیا اور پروفیسرز، طلباء اور وکلاء کو بذریعہ ڈاک و دستی بہم پہنچایا۔ اس کتاب کو بڑے بک سٹورز پر بھی رکھوایا گیا۔ 2017ء میں ?where did Jesus die کتاب کا کورین ترجمہ طبع ہوا اور 2017ء کے بک فیئر کی زینت بنا۔ ان بک فیئرز کے ذریعہ بہت سے نئے روابط قائم ہوئے اور مختلف طبقہ ہائے فکر کے لوگوں میں جماعت کا مزید تعارف ہوا۔



?Where did Jesus die کتاب کو کورین ترجمہ



سیئول بک فیئر میں مکرم سیف اللہ لون صاحب کے ساتھ کورین وزیٹرز جماعت کے بک سٹال پر

2019ء کے بک فیئر کی خاص بات یہ تھی کہ اس میں نمائش کا تھیم "مذہب کی اہمیت اور ہستی باری تعالیٰ کا وجود" تھا۔ مکرم دلمیر احمد خبیر مبلغ سلسلہ کی طرف سے "عالمی امن کے قیام میں مذہب کی اہمیت" کے بارے میں کورین زبان میں ایک پریزنٹیشن دی گئی۔ پریزنٹیشن کے بعد سوال و جواب کا سیشن ہوا۔ حاضرین نے قرآن پاک اور بائبل میں فرق، اسلام میں پردہ، اسلام میں خواتین، جہاد وغیرہ کے بارے میں سوالات پوچھے۔ اس بک فیئر کی ایک اور خاص بات "Try a Headscarf" کارنر تھا جس کا

اہتمام لجنہ اماء اللہ نے کیا تھا۔خواتین کو ہیڈ اسکارف ٹرائی کرنے کے لیے مدعو کیا گیا اور انہیں اپنے احساسات کو نوٹ کرنے کا کہا گیا، ان میں سے زیادہ تر نے لکھا کہ انہوں نے اسے پہن کر محفوظ، آرام دہ محسوس کیا ہے۔

کورین انگلش اخبار میں جماعتی خبریں

دی سئیول ٹائم جنوبی کوریا کا ایک آن لائن انگلش اخبار ہے۔اس اخبار کے ایڈیٹر جوزف ہیں۔اس اخبار میں جماعت کے بارے متعدد خبریں شائع ہوئیں۔27 مئی 2008ء میں خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہوئے۔ساری دنیا میں صد سالہ خلافت جوبلی کے حوالے سے مختلف پروگراموں کا انعقاد کیا گیا۔جشن اظہار تشکر صد سالہ خلافت جوبلی کے لئے جماعت احمدیہ جنوبی کوریا کو 30 نومبر 2008ء میں شہر تھیگو کے "روز ویڈنگ بوفے" کے کنونشن ہال میں ایک تبلیغی سیمینار کے انعقاد کی توفیق ملی۔اس سیمینار میں کتابوں کی نمائش کا اہتمام کیا گیا۔کورین احباب نے اس پروگرام میں شرکت کی۔اس سیمینار میں ایک کورین پادری نے شرکت کی۔صدر جماعت کوریا نے تقریر کی اور صدر جماعت تھیگو نے پریزینٹیشن دی۔اس پروگرام کی مختصر رپورٹ کوریا کے انگلش آن لائن اخبار "دی سئیول" نے شائع کی۔خاکسار کا امن عالم کے حوالہ سے اسلام کی پرامن تعلیمات پہ مشتمل مضمون اس اخبار کے فرنٹ پیج کی زینت بنا۔سی سی ٹی وی کے ایڈیٹر اور مبصر "ٹام مگریگر" نے اس مضمون کے پڑھنے کے بعد رابطہ کیا کہ وہ ان دنوں شام کے بحران کے بارے میں اداریہ تحریر کر رہے ہیں اور انہیں اس کے متعلق جماعت احمدیہ کا نقطہ ء نظر معلوم کرنا ہے۔خاکسار کو حضور انور کے بیان فرمودہ خطابات کی روشنی میں جماعت احمدیہ کا نقطہ ء نظر پیش کرنے کی توفیق ملی۔

جنوبی کوریا میں بین المذاہب امن کانفرنس

ستمبر 2014ء میں جنوبی کوریا کی ایک تنظیم کی طرف سے سئیول میں بین المذاہب امن کانفرنس منعقد ہوئی۔اس کانفرنس میں جماعت احمدیہ جنوبی کوریا کے پانچ رکنی وفد نے مکرم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز کی نمائندگی میں شرکت کی۔جنوبی کوریا کے جماعتی وفد میں مکرم داؤد احمد ملک سابق صدر جماعت کوریا، مکرم رانا ناصر احمد سابق صدر مجلس خدام الاحمدیہ جنوبی کوریا، مکرم خالد ناصر سابق صدر جماعت احمدیہ سئیول، مکرم محمد رفیع اور خاکسار شامل تھے۔ کانفرنس کے انعقاد سے قبل مارچ 2014ء میں اس تنظیم کے چیئرمین نے حضور انور سے ملاقات کی درخواست کی اور حضور انور سے ملاقات میں آپ کی خدمت میں جنوبی کوریا میں منعقد ہونے والی بین المذاہب امن کانفرنس میں شمولیت کا دعوت نامہ پیش کرنے کی خواہش کا بھی اظہار کیا۔مارچ 2014ء کے آغاز میں اس تنظیم کے دو رکنی وفد نے سئیول میں واقع احمدیہ سنٹر کا وزٹ کیا اور خاکسار سے تنظیم کے چیئرمین کے یورپ کے دورہ کا ذکر کیا کہ وہ اپنے

اس دورہ کے دوران مذہبی و سیاسی لیڈرز سے ملاقات کر کے انہیں جنوبی کوریا میں منعقد ہونے والی کانفرنس میں مدعو کریں گے اور یہ کہ تنظیم کے چیئرمین خصوصی طور پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کے خواہشمند ہیں۔ اس وفد نے خاکسار کو تنظیم کے چیئرمین کی طرف سے حضور انور کی خدمت میں تحریر کردہ خط دیا جس میں موصوف نے حضور انور سے ملاقات کی استدعا کی اور حضور انور سے امن عالم کے حوالہ سے مذہب کے کردار پر تبادلہ خیالات کرنے اور بذات خود حضور انور کی خدمت میں کانفرنس میں شمولیت کا دعوت نامہ پیش کرنے کی خواہش کا بھی اظہار کیا۔ انگلستان سے ڈاکٹر افتخار احمد ایاز بطور نمائندہ اس کانفرنس میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔ جماعت احمدیہ جنوبی کوریا کا وفد بھی ان کے ہمراہ پہلی بار اس کانفرنس میں شامل ہوا۔ جماعت احمدیہ کے وفد کی اس کانفرنس میں شمولیت کا مقصد یہ تھا کہ اسلام کی پر امن اور خوبصورت تعلیم کو کانفرنس کے مذہبی اور سیاسی راہنماؤں کو پیش کیا جائے۔ مکرم انیس رئیس صدر جماعت و مبلغ جاپان، جاپان میں مقیم مسلمانوں کے نمائندہ کے طور پہ اس مذاہب عالم کانفرنس میں شامل ہوئے۔ یہ کانفرنس تین روز جاری رہی جس میں دنیا بھر کے ممالک کے سابق صدور، ججز، دانشور اور علماء نے شرکت کی۔ خاکسار کو اس کانفرنس میں شامل مذہبی اور سیاسی عمائدین کو جماعت کا تعارف اور جماعتی لٹریچر تقسیم کرنے کی توفیق ملی۔ اس تنظیم نے سویڈن کے مبلغ انچارج آغا یحیٰ صاحب کو 2015ء میں منعقدہ مذاہب عالم کانفرنس میں شرکت کے لئے مدعو کیا تھا۔ محترم آغا یحیٰ صاحب مبلغ سویڈن اس کانفرنس میں شرکت کے لئے جنوبی کوریا تشریف لائے۔

جنوبی کوریا میں مسجد کی تعمیر کی خواہش

جماعت احمدیہ جنوبی کوریا نے کوریا میں مسجد بنانے کے ارادہ کا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت اقدس میں لکھ کر اظہار کیا تو حضور رحمہ اللہ نے اس پر خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ احباب جماعت نے دل کھول کر مسجد کی تعمیر کے لئے فنڈز دیئے۔ اگرچہ اس وقت اس خواہش کی تکمیل نہ ہو سکی۔ لیکن آئندہ کسی وقت مسجد کی تعمیر سے یہ خواہش ضرور پوری ہوگی۔ ان شاء اللہ

احمدیہ وفد کا بدھ مت کے ٹیمپل کا دورہ

احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن جنوبی کوریا کے 5 رکنی وفد نے 27 اور 28 اپریل 2019 کو Hongbeopsa Temple بوسان، جنوبی کوریا میں بدھ مت کے ٹیمپل قیام میں حصہ لیا۔ Temple Stay کورین بدھ مت کی روزمرہ کی طرز زندگی، رسومات اور روحانیت

کا تجربہ کرنے کا ایک انوکھا موقع ہے۔ اس میں عام طور پر ٹیمپل میں رہنا اور روزمرہ کی خانقاہی سرگرمیوں میں شامل ہونا ہے۔ آجکل مقامی لوگوں اور غیر ملکیوں میں کورین بدھ مت کا تجربہ کرنے کے لیے ٹیمپل کے قیام کا پروگرام خاصا مقبول ہے۔ جماعت احمدیہ کے وفد کا اس پروگرام میں شرکت کرنے کا مقصد یہ تھا کہ بدھ مت کی سرگرمیوں کو قریب سے دیکھا جائے اور اسلام کے پیغام کو بدھ مت کی کمیونٹی تک پہنچایا جائے۔ پروفیسر نوریکو ساتو(Noriko Sato) جنوبی کوریا میں کمیونٹی کی بہت اچھی دوست ہیں۔ انہوں نے بدھ مت کمیونٹی تک اسلام کے پرامن پیغام کو پروموٹ کرنے کے لیے اس موقع کا اہتمام کیا تھا۔ اس پروگرام میں جماعتی وفد کی شرکت کو کامیاب بنانے کے لئے خصوصی طور پر حضور انور کی خدمت اقدس میں دعا کی درخواست ارسال کی گئی۔ جماعتی وفد نے ٹیمپل میں 20 گھنٹے قیام کیا اور اس میں امریکہ، برطانیہ، جنوبی افریقہ، چین اور فجی کے غیر احمدی شرکاء شامل تھے۔ ٹیمپل کے قیام کی سرگرمیوں میں مراقبہ، خانقاہی کھانے کی روایت، واکنگ مراقبہ، تھریڈنگ اور دھرم ٹاک شامل تھے۔ پروگرام کے اختتام پر میزبانوں نے احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن جنوبی کوریا کے نیشنل صدر نے بدھ مت کے جنوبی کوریا میں سب سے بڑے فرقہ جوگے آرڈر کے ٹیمپل ہونگ بوپسا(Hongbeopsa) کے سربراہ راہب معززوین شمسن (Ven Shimsan) کو قرآن پاک کا ایک نسخہ پیش کیا جسے وہ وصول کر کے بہت خوش ہوئے اور یہ بات تمام شرکاء کے لیے خوشگوار حیرت کا باعث بنی۔ اس کے بعد شرکاء نے اپنی مادری زبانوں میں ترجمہ کے ساتھ قرآن پاک کے نسخوں کی بھی درخواست کی۔ ٹیمپل کے میزبان نے جماعتی وفد کی ٹیمپل میں تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا اور جماعتی وفد کے بارے میں یہ ریمارکس دیئے کہ آپ کا عزت واحترام دینے والا رویہ اور مہربانی وشفقت ہمارے لیے واقعی متاثر کن ہے۔

اس موقع پر کوریا میں ایک چینی طالب علم نے چینی ترجمہ کے ساتھ قرآن پاک حاصل کرنے کے بعد جماعتی وفد کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ یہ واقعی خوبصورت ہے۔ میں جو کتاب چین سے لایا ہوں وہ ختم ہونے کو ہے۔ اب میرے پاس یہ ہے۔ پروفیسر نوریکو ساتو نے بتایا کہ مجھے ابھی ٹیمپل کے منتظمین کی طرف سے ایک کال موصول ہوئی ہے کہ وہ جماعتی وفد کے ساتھ ٹیمپل میں تشریف لانے سے بہت خوش ہوئے ہیں اور یہ کہ ٹیمپل کے سربراہ راہب جماعتی وفد کی طرف سے قرآن کریم کے نسخہ عنایت کئے جانے پر شکر گزار ہیں۔

(Alhakam 26th July 2019)

جوگے آرڈر(Jogye Order) جنوبی کوریا میں بدھ مت کا سب سے بڑا فرقہ ہے جو جنوبی کوریا کی بدھ مت کی آبادی کے سب سے بڑے حصے کی نمائندگی کرتا ہے۔ جوگے آرڈر کی تاریخ 1,200 سال پیچھے متحدہ شلا بادشاہت کے دور میں ملتی ہے۔ مراقبہ والا بدھ مت Zen متحدہ شلا بادشاہت کے دور میں کوریا میں چین سے متعارف ہوا۔ Master Doui راہب نے 820ء میں چین میں عظیم رشی ہیونگ سے تعلیمات حاصل کر کے Zen کی تعلیمات

کو کوریا میں منتقل کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ کورین جوگے آرڈر کی ٹریڈیشن براہ راست Zen سے ماخوذ ہیں۔ جوگے آرڈر ایک الگ پہچان کے طور پر 11 ویں صدی کے آخر میں ابھرا۔ ماسٹر jinul نے اس وقت بدھ مت کے مختلف مکتب ہائے فکر کو متحد کیا اور اس نے مراقبہ کی ایک قسم متعارف کروائی جسے Ganhwaseon کہتے ہیں۔ jinul کو جوگے آرڈر کا بانی مانا جاتا ہے۔

بارھویں صدی کے آغاز میں کوریو سلطنت کے ملٹری دور میں بڑی تیزی سے پھیلنا شروع ہوا اور اس کے بعد آنے والی صدیوں کے دوران بڑی سرعت کے ساتھ پھیلا۔ جوسن بادشاہت کے دور میں یہ نیو کنفیوشش فلاسفی کو سٹیٹ آئیڈیالوجی کے اپنانے اور بدھ مت کے خلاف اقدامات کی وجہ سے زوال پذیر رہا۔ کوریا پہ جاپان کے نو آبادیاتی دور میں اس آرڈر کو از سر نو منظم کرنے کی کوشش ہوئی۔ جاپان کے کوریا پہ تسلط کے بعد نوے فیصدی کورین بدھ مت اس شاخ سے منسلک ہیں۔ 19000 ہزار فعال ٹیمپلز ہیں اور پانچ بڑی ٹریننگ دینے کی خانقاہیں اور 10 ملیین پیروکار ہیں اور 13 ہزار بھکشو ہیں۔ کوریو دور میں اس قسم کو سرکاری مذہب کا درجہ دیا گیا۔ chogye آج بھی کوریا میں بدھ مت کی مقبول شاخ ہے۔ وین وان ہینگ (Ven.Wonhaeng) اس کے موجودہ صدر ہیں۔

جنوبی کوریا میں عیسائیت کا اصل چہرہ اور عمدہ مذہب کی متلاشی کورین قوم

جزیرہ نما کوریا کو اپنی تاریخ کے ایک طویل دور تک یکے بعد دیگرے مختلف بحرانوں سے گزرنا پڑا۔ بالخصوص بیسویں صدی میں جزیرہ نما کوریا اپنی تاریخ کے نازک ترین دور سے گزرا جب جزیرہ نما کوریا پر تسلط قائم کرنے کے لئے روس اور جاپان کے مابین جنگ ہوئی اور جاپان نے کوریا پر قبضہ کر لیا۔ جزیرہ نما کوریا 1905ء سے لیکر دوسری جنگ عظیم کے اختتام تک جاپان کے نو آبادیاتی نظام کے ماتحت رہا اور اس دور میں کورین قوم فاتح قوم کے ظلم و ستم کا تختۂ مشق بنی۔ دوسری جنگ عظیم دوم کے بعد جزیرہ نما کوریا بڑی طاقتوں کی سیاست کی بھینٹ چڑھ گیا اور بڑی طاقتوں کے اپنے مفادات کی وجہ سے اسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ 1948ء میں دونوں حصے جنوبی اور شمالی الگ الگ ملک کے طور پر وجود میں آئے۔ ایک جنوبی کوریا اور دوسرا شمالی کوریا کے نام سے دنیا میں جانے جاتے ہیں۔ آزادی کے بعد امریکہ نے جنوبی کوریا کی حمایت کی اور سوویت یونین نے شمالی کوریا کی حمایت کی۔ بدقسمتی سے امریکہ اور روس کی سرد جنگ کے باعث ایک آزاد اور متحد کوریا کی تشکیل نہ ہو پائی۔

آزادی کے چند سال کے بعد شمالی اور جنوبی کوریا کے مابین جنگ 25 جون 1950ء کو شروع ہو کر 27 جولائی 1953ء کو ختم ہوئی۔ اس خونریز جنگ کے نتیجے میں 2.5 ملیین سے زائد لوگ لقمۂ اجل بنے۔ کورین قوم نصف صدی سے مسلسل ظلم کا شکار رہی اور مظالم کی وجہ سے ان کی کمر ٹوٹ گئی اور پھر بڑی طاقتوں کے اپنے مفادات کے باعث آپس

کی خون ریز جنگ کے نتیجے میں ملینز لوگ مارے گئے۔ معیشت اسقدر تباہ ہو گئی کہ غربت و افلاس کے مہیب سائے منڈلانے لگے۔ ایسے میں چرچ کو کوریا کو عیسائی بنانے کا نادر موقع ہاتھ لگا۔ چرچ نے کورین قوم کے حالات و واقعات کا ادارک کرتے ہوئے اور ان کے جذبات اوراحساسات کو بھانپتے ہوئے انہیں عیسائیت کے قریب کرنا شروع کیا، سیاست اور مالی امداد کے نام پہ عیاری سے غریب کورین قوم کو عیسائیت کی گود میں ڈالنے کے لئے کوششیں تیز کر دیں۔ کوریائی جنگ کے بعد کورین قوم نے ایک طاقتور اور متمول قوم کے اثر کو قبول کر کے عیسائیت کو قبول کرنا شروع کیا۔ دی ڈپلومیٹ انٹر نیشنل میگزین میں 7 اپریل 2016 کی اشاعت میں Dave Hazzan لکھتا ہے کہ:

Following the Korean War, South Koreans came to view the Americans as saviors, and the Americans' religion, Christianity, as a source of strength and wealth.

یعنی کوریائی جنگ کے بعد، جنوبی کوریا کے باشندے امریکیوں کو نجات دہندہ کے طور پر اور ان کے مذہب عیسائیت کو طاقت اور دولت کا ذریعہ دیکھنے لگے۔

1945ء میں جاپان سے آزادی کے فوراً بعد سیاسی منظر نامے پر آنے والی شخصیات کی ایک بڑی اکثریت پروٹسٹنٹ چرچ کے رہنما اور اراکین کی تھی اور خاص طور پر شمال اور جنوب میں دو الگ الگ حکومتوں کے ابھرنے کے بعد جنوبی کوریا میں عیسائیوں نے تقریباً 40 فیصد سیاسی قیادت کے عہدوں پر قبضہ کر لیا حالانکہ وہ جنوبی کوریا کی آبادی کا 10 فیصد سے بھی کم تھے۔

1953ء کی کوریائی جنگ کے بعد جنوبی کوریا میں عیسائیت کی رفتار تیز ہو گئی۔ جنوبی کوریا میں میگا چرچز کی تعمیر ہونا شروع ہوئی۔ ایک منصوبہ کے تحت آغاز سے جنوبی کوریا کو کرسچن کنگڈم (Christian Kingdom) بنانے کی تیاری کی گئی۔ اسی منصوبہ کے تحت جنوبی کوریا کا پہلا صدر امریکہ کے حمایت یافتہ سنگمن ری کو بنایا گیا جو پروٹسٹنسٹ عیسائی اور خود چرچ کے ایلڈر (Elder) تھے۔ یہ دلچسپ بات ہے کہ پہلے صدارتی تقریب کے افتتاح کے موقع پر عیسائی تقریبات سے آغاز کیا گیا اور سنگمن ری نے پہلے صدر کی حیثیت سے اپنے عہدہ کا حلف بائبل ہاتھ میں پکڑے ہوئے اٹھایا۔ کوریا کی تاریخ میں اس سے قبل ایسی کوئی مثال نہیں ملتی۔ ایک کورین تاریخ دان Yi Manyol نے سنگمن ری کے دور حکومت کو "عیسائی دور" کے آغاز سے تعبیر کیا۔ Chung-shin PARK لکھتے ہیں کہ:

It is interesting to note that at his inauguration asthe first president of the Republic of Korea on August 15, 1948, SyngmanRhee took an oath of office with his hand on the Bible, a gestureunprecedented in Korean history. At the opening ceremony, over whichhe presided as speaker before the presidential inauguration, Rhee told the audience to rise and had Assemblyman Yi Yunyong, a Christian minister, led a prayer of thanks. The first National Assembly and the first presidential inauguration in a land steeped in Confucianism, Buddhism, and folk cults were begun with Christian ceremonies. All signs at the beginning of the Rhee's regime indicate the opening of a "Christian era," as a prominent Korean historian says. This phenomenon is indeed anintriguing subject for research. For some reasons, however, the Christian background of theseindividuals is not mentioned at all, or only tangentially, in the literature. Itwould be an intriguing subject to see how these Christians came toassume leadership positions in the south.

(International Journal of Korean History(Vol.11, Dec. 2007 byChung-Shin PARK)

یعنی یہ بات دلچسپ ہے کہ 15 اگست 1948ء کو جمہوریہ کوریا کے اپنے بطور پہلے صدر کے افتتاح کے موقع پر سنگمن ری (Syngman Rhee) نے بائبل پر ہاتھ رکھ کر اپنے عہدے کا حلف اٹھایا کوریا کی تاریخ میں ایسی مثال نہیں ملتی۔ افتتاحی تقریب میں، جس کی صدارت انہوں نے صدارتی افتتاح سے قبل اسپیکر کی حیثیت سے کی تھی، ری نے سامعین کو اٹھنے کا کہا اور ایک عیسائی پادری، رکن اسمبلی یی یونیونگ نے دعا کروائی۔ کنفیوشس ازم، بدھ مت اور لوک فرقوں سے گہری متاثرہ سرزمین میں پہلی قومی اسمبلی اور پہلی صدارتی افتتاحی تقریب کا آغاز مسیحی تقریبات کے ساتھ کیا گیا۔ Rhee کی حکومت کے آغاز میں تمام علامات ایک "عیسائی دور" کے آغاز کی نشان دہی کرتی ہیں جیسا کہ ایک ممتاز کوریائی مورخ کا کہنا ہے۔ یہ واقعہ در حقیقت

تحقیق کے لیے ایک دلچسپ موضوع ہے۔ تاہم، بعض وجوہات کی بناپر، ان افراد کے مسیحی پس منظر کا لٹریچر میں بالکل ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ یہ دلچسپ موضوع ہو گا کہ یہ عیسائی کیسے جنوب میں (جنوبی کوریا) قیادت کے عہدوں پر فائز ہوئے۔

1948ء میں ری نے ریاستہائے متحدہ میں پریسبیٹیرین چرچ کی ایک کانفرنس سے جو پہلا خطاب کیا۔ اس خطاب سے پتہ چلتا ہے کہ کس طرح عیسائیت سیاست کے نام پر کوریا میں داخل ہوئی۔ پروٹسٹنٹ چرچ نے کمیونسٹ مخالف نظریہ قائم کرنے کے لیے ری کی کوشش کی حمایت کی تھی اور پھر ری نے عیسائیت نواز پالیسی کے ذریعے چرچ لیڈرز کو حکومت کے اعلیٰ عہدوں سے نوازا، کرسچیئن منسٹر Yi Yunyong Rhee ری کے پہلے وزیر اعظم تھے اور اس طرح جنوبی کوریا کے آغاز سے ہی ملک کی بھاگ دوڑ عیسائیت کے ہاتھوں میں تھما دی گئی۔ یہ سب ایک منصوبہ کے تحت تھا۔

ری (Rhee) نے چرچ کی کانفرنس سے خطاب میں کوریا میں عیسائیت لانے کے لیے امریکہ کے چرچ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے انکی کوریا کے تعلیم اور طب کے میدان میں عظیم خدمات کو سراہا اور ری نے ان سے عہد کیا کہ ان کی حکومت کوریا میں مسیحی عقیدہ کو آگے بڑھانے کی پوری کوشش کرے گی۔ انہوں نے کہا کہ کوریا میں ان کی حکومت اور عیسائیت کو سوویت یونین کی تربیت یافتہ ریڈ آرمی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے جس کا مقصد جنوبی کوریا کو کمیونسٹ بنانا اور عیسائیت کو مٹانا ہے۔ انہوں نے امریکی چرچ کے رہنماؤں کو ریڈ آرمی کے اس خطرہ سے متنبہ کیا۔ اس کے بعد ری نے چرچ سے اپنی حکومت اور کوریائی عیسائیوں کی فعال حمایت کی اپیل کی جو کمیونزم کا مقابلہ کرنے کے لیے مل کر کام کر رہے تھے۔ ان کی تقریر کو خوب پذیرائی ملی، اور کوریا میں کمیونزم مخالف مقصد کے لیے فوری طور پر فنڈز اکٹھے کیے گئے۔ یہ وہ وقت تھا جب کمیونسٹ مخالف ہسٹیریا ریاست ہائے متحدہ امریکہ کو اپنی لپیٹ میں لے رہا تھا۔ کوریائی پروٹسٹنٹ چرچ کے ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے ساتھ اپنے طویل تعلق کے باعث اور وہاں سے حاصل ہونے والی امدادی رقم اور سامان کی فراہمی کی وجہ سے چرچ نے ری کی حکومت کے لئے اور کمیونزم کے خلاف قابل قدر خدمات انجام دیں۔ چرچ نے نہ صرف کمیونسٹ مخالف آئیڈیالوجی کے لئے ری کی حکومت کی مدد اور حمایت کی بلکہ ری کے 12 سالہ دور حکومت میں پروٹسٹنٹ کمیونٹی نے ری کی حمایت میں الیکشن کے دوران اپنے ذرائع اور اثر ورسوخ کا بھرپور استعمال کیا۔ 1952ء کے صدارتی انتخاب میں جس میں ری بطور صدر منتخب ہوئے اس

میں چرچ نے انتخاب کے لئے کورین چرچ کمیٹی قائم کی جس نے ری کے لئے بھرپور مہم چلائی۔ چرچ کی سپورٹ سے قائم ہونے والی حکومت نے اس کے بدلے میں چرچ کو خوب نوازا۔ انہیں گورنمنٹ میں عہدے اور وزارتیں دی گئیں اور اس طرح عیسائیت نے سیاست کے سہارے پر جنوبی کوریا میں عیسائیت کو کو پروان چڑھایا۔

چنگ شن پارک لکھتا ہے کہ:

The Protestant church systematically lent its undivided support to Rhee by justifying his governmentand its stand on communism. The church in turn was rewarded with particular favors and benefits.

(Protestantism and Politics in Korea byChung-Shin Park page180)

پروٹسٹنٹ چرچ نے منظم طریقے سے ری کی حکومت اور کمیونزم پر اس کے موقف کو جواز بنا کر ری کی بھرپور مدد کی۔ اس کے بدلے میں چرچ کو خاص انعام واکرام سے نوازا گیا۔

جنوبی کوریا کی تشکیل کے آغاز میں کورین قوم کو عیسائیت کی جھولی میں ڈالنے کے لئے امریکہ کے شہرہ آفاق عیسائی مناد ڈاکٹر گراہم بلی کی خدمات بھی حاصل کی گئیں۔ یاد رہے کہ 1960ء میں افریقہ کو عیسائیت کی گود میں ڈالنے کا عزم لئے ڈاکٹر بلی گراہم نے افریقن ممالک کا وسیع دورہ کیا تھا۔ اس مناد کو احمدی مبلغین نے افریقہ میں پوری قوت کے ساتھ للکارا اور مناظرے کے چیلنج دیئے مگر تثلیث کا یہ مایہ ناز نمائندہ کاسر صلیب کے کے شاگردوں کے سامنے سراسر عاجز، بے بس اور دم بخود ہو کے رہ گیا اور جائے فرار اختیار کی جسے افریقہ کی مذہبی تاریخ میں کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ ڈاکٹر بلی گراہم نے امریکہ کی آشیر باد سے 1952ء، 1956ء اور 1973ء میں دورے کئے۔ 1952ء میں بلی گراہم نے جنوبی کوریا کا کورین جنگ کے دوران دورہ کیا۔ انہوں نے اس دورے کے دوران امریکن آرمی ٹروپس کے ساتھ کرسمس گزاری، عیسائیت کی تبلیغ کی اور کوریا میں چرچ کی سرگرمیوں کو براہ راست دیکھا۔ 1956ء کے مجمع میں 55000 ہزار کے مجمع سے خطاب کیا اور اس مجمع میں جنوبی کوریا کے صدر سنگمن ری نے تشریف لا کر انہیں خوش آمدید کہا۔ 1973ء میں بلی نے ایک ملین سے زائد لوگوں کے اجتماع سے خطاب

کیا۔1990ء میں بلی گراہم نے چرچ کی تعمیر کے لئے دو مرتبہ شمالی کوریا کا دورہ کیا۔ الغرض عیسائیت نے کوریا میں اور باقی دنیا میں اپنے پنجے گاڑنے کے لئے سیاست اور عیاری کا سہارا لیا۔

1997ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے خطبہ جمعہ میں کوریا میں عیسائیت کے اصل چہرہ کو ان الفاظ میں بے نقاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

"ابھی چند دن ہوئے کوریا کے نمائندے یہاں تشریف لائے ہوئے تھے ان سے گفتگو ہوئی وہاں ایک کورین خاتون ہیں جنہوں نے واقعتاً اسلام کو سچا سمجھ کر قبول کیا ہے اپنے خرچ پر یہاں تشریف لائیں مجھے مشورے دے رہی تھیں کہ کیا کیا ہم ہوشیاریاں کریں تو کوریا میں کثرت کے ساتھ پھیل سکتے ہیں۔ جب وہ بات کر چکیں تو میں نے کہا جس طرح عیسائیت۔ انہوں نے کہا ہاں عیسائیت دیکھو کتنی پھیل گئی ہے۔ لکھو کھا انسان (millions) دیکھتے دیکھتے عیسائی بن گئے تو آپ بھی کچھ ان سے ملتی جلتی باتیں کریں۔ انہوں نے مدرسے بنائے اتنے، کوئی کالج ہسپتال بنائے، رفاہ عامہ کے یہ کام کئے اور اس کے نتیجے میں دیکھو ملینز عیسائی بن گئے۔ جب وہ بات کر چکیں تو میں نے انہیں کہا ان ملین عیسائیوں میں کیا پاک تبدیلی آپ نے دیکھی ہے۔؟ کتنے ہیں جنہوں نے خدا کی خاطر دنیا کے مسلک چھوڑے ہیں۔ کتنے ہیں جو بہتر انسان بن گئے اور خدا کے سامنے سر جھکانے والے ہو گئے؟ کچھ دیر تک وہ خاتون سوچتی رہیں اور پھر ان کا جواب صفر نکلا کہ میرے علم کوئی نہیں۔ میں نے کہا کہ یہ سیاست ہے یہ مذہب نہیں ہے۔ یہ وہ دین ہے جس کو دین اللہ نہیں ہم کہہ سکتے اور ہمیں تو دین اللہ میں دلچسپی ہے۔ اس لئے اگر آپ اکیلی بھی کوریا میں احمدی مسلمان بن کر اپنے آپ کو خدا کے حضور جھکا دیں تو وہاں احمدیت کامیاب ہے اور عیسائیت ناکام ہے کیونکہ عیسائیت نے اگر مذہب لے کر وہاں پہنچی ہے تو مذہب میں دھوکہ دیا ہے۔ عیسائیت دراصل امریکہ کی سیاسی حثییت کا ایک دوسرا چہرہ ہے"

(الفضل انٹر نیشنل، 19 ستمبر تا 25 ستمبر 1997ء صفحہ 7)

جنوبی کوریا نے جب معاشی ترقی کے سفر کا آغاز کیا تو چرچ نے کورین قوم کو سرعت کے ساتھ ان کا مذہب تبدیل کرنے کے لئے بڑی ہوشیاری سے انکے کے دل و دماغ میں یہ بات ڈال دی کہ جنوبی کوریا کی تعمیر و ترقی کا راز ان کا عیسائیت کو قبول کرنے کی بدولت ممکن ہو رہا ہے اور جب تک وہ صرف دوسرے مذاہب کے پیروکار تھے اور ابھی

معقول تعداد نے عیسائیت کو قبول نہ کیا تھا تو وہ انتہائی غریب اور پسماندہ رہے۔ عیسائیت اس پروپیگنڈا کو موئثر ہتھیار کے طور پہ استعمال کرتے ہوئے کورین قوم کو مزید عیسائیت کی طرف دھکیلنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اب تو چرچ کے پادری اس بات کو بار بار دہراتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ عیسائیت سے وابستہ زیادہ اقوام دولت مند ہیں اور بدھ مت سے وابستہ کوئی ایسا ملک نہیں جو امیر ہو۔ لیکن عیسائیت کا یہ پروپیگنڈا مزید کارگر نہیں رہے گا کیونکہ نئی نسل اب ان کی اصلیت جان چکی ہے۔

عمدہ مذہب کی متلاشی کورین قوم

ملک کی اکثر آبادی لا مذہب ہے۔ کوریا کے ادارہ شماریات کے مطابق2005ء میں لا مذہب کی تعداد47 فیصد تھی جو کہ 2015ء میں 47 فیصد سے بڑھکر56 فیصد ہو گئی ہے۔ جنوبی کوریا میں ہر نئے دن کے ساتھ لا مذہب والوں کی فہرست میں اضافہ ہو رہا ہے۔ کوریا نے معاشی ترقی کی تو لوگوں کا رجحان دنیاداری کی طرف ہو گیا اور وہ مذہب سے دور ہو گئے۔۔ اور دوسری وجہ لا مذہب کی تعداد امیں اضافہ کی کوریا میں لوگوں کی موجودہ مذاہب عیسائیت اور بدھ مت سے بیزاری بھی ہے۔ کیونکہ لوگ ان مذاہب کو صرف دکانداری کا حصول سمجھتے ہیں۔ نئی نسل چرچ کے پادریوں کی مالی بدعنوانیوں، کرپشن اور جنسی سکینڈل اور بدھ مت اور عیسائیت کے درمیان چپقلش کی وجہ سے مذہب سے متنفر ہو رہی ہے۔2011ء میں کوریا کے سب سے بڑے چرچ میں مالی کرپشن کا سکینڈل منظر عام آنے پہ عوام نے شدید غم وغصہ کا اظہار کیا اور مطالبہ کیا کہ چرچز کو ٹیکس چھوٹ کو ختم کر کے ان پہ ٹیکس عائد کیا جائے اور یہ کہ اگر چرچ کے لیڈرز ہی بڑی رقوم کو خرچ کرنے کے فیصلے کریں گے تو شفافیت کی کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی اور یہ کرپشن اور مالی بدعنوانی صرف چرچز تک نہیں محدود رہے گی بلکہ سارے کورین معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لی گئی۔ حالیہ تاریخ میں جنوبی کوریا میں بدھ مت کو بڑا دھچکا اس وقت لگا جب بدھ مت کے کوریا میں سب سے بڑے فرقہ جوگے آرڈر کے صدر Seolijeong کو اگست 2018ء کو مختلف سکینڈلز کی وجہ سے دستبردار ہونا پڑا۔ اس سے بدھ مت کی ساکھ کو نقصان پہنچا۔2015ء کے ادارہ شماریات کی رپورٹ کے مطابق تقریباً7 ملین لوگ اس سے وابستہ ہیں اور19000 ہزار ایکٹو ٹیمپلز ہیں۔

چند دہائیوں سے جاری عیسائیت اور بدھ مت کے مابین مخاصمت بھی کورین قوم کے مذہب میں عدم دلچسپی کی ایک وجہ بنی ہے۔ 2008ء میں یہ مخاصمت طول پکڑ گئی جب دس ہزار بدھ مت کے راہبوں نے گورنمنٹ کے خلاف اس بات پہ احتجاج کیا کہ

گورنمنٹ پروٹسٹنٹ کی حمایت کر رہی ہے اور بدھ مت کے ماننے والوں کے ساتھ امتیازی سلوک برتا جارہا ہے۔ اس وقت کے کوریا کے صدر لی میونگ بیک جو کہ چرچ کے لیڈر بھی تھے کو براہ راست اس بات کا ذمہ دار قرار دیا۔ جوگے آرڈر کے راہبوں کا کہنا تھا کہ جب سے لی فروری میں صدر بنے ہیں تو انہوں نے سرکاری پوزیشنز کو عیسائیوں سے بھر دیا ہے اور وہ نہ ماننے والوں پر مذہب تبدیل کرنے کے لیے دباؤ ڈال رہے ہیں اور صدر لی کوریا کو ایک عیسائی قوم میں تبدیل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بدھ مت کے پیروکاروں کے ساتھ امتیازی سلوک کی ایک مثال اس سال اس وقت پیش آئی جب حکومت نے سیئول کا آن لائن نقشہ شائع کیا۔ جوگے ٹیمپل اور بدھ مت کے دیگر مقامات کو چھوڑ دیا گیا، حالانکہ اس کے برعکس چھوٹے عیسائی گرجوں کو بھی اس نقشہ میں شامل کیا گیا تھا۔

ابھی حال میں جنوری 2022ء میں جنوبی کوریا کے بدھ مت کے سب سے بڑے فرقے جوگے آرڈر (Jogye Order) کے 5000 ہزار راہبوں اور بھکشوؤں نے جنوبی کوریا کے اس وقت کے صدر مون جئے ان (Moon Jae-In) کے خلاف ان کی گورنمنٹ کی بدھ مت مخالفانہ اور متعصبانہ اور امتیازی پالیسیوں پر اور عیسائیت کی طرفداری پر احتجاج کیا اور انہوں نے بدھ مت کے خلاف متعصبانہ رویے اور امتیازی سلوک سے روکنے کے لئے قانون سازی کا مطالبہ کیا۔ صدر مون کی کابینہ میں بدھ مت کے پیروکاروں کے تناسب سے لے کر عیسائی کیرول (Christian Carols) کو فروغ دینے کے لیے ریاستی سرپرستی میں چلنے والی مہم کو تنقید کا نشانہ بنایا۔ دسمبر 2021 میں، ملک کی وزارت ثقافت، کھیل اور سیاحت نے ملک گیر carols پروموشن مہم کی میزبانی کی۔ جوگے آرڈر نے اس تقریب پر تنقید کی کہ حکومت نے ایک مخصوص مذہب کی واضح تشہیر کے لئے ٹیکس دہندگان کے فنڈز کا بے دریغ استعمال کیا۔ انہوں نے عیسائیت نواز دیگر حکومتی منصوبوں پر بھی کڑی تنقید کی۔

کورین معاشرے میں بے چینی بڑھ رہی ہے۔ خاندان اور گھر ٹوٹ رہے ہیں۔ طلاق اور خودکشی کی شرح بہت زیادہ ہے۔ کورین قوم کو دلی سکون اور اطمینان کی تلاش ہے جو عیسائیت اور بدھ مت دینے میں ناکام رہا ہے۔ دراصل انہیں ایک ایسے مذہب کی تلاش ہے جو حقیقت میں پاک اور خالص ہو اور انہیں اطمینان و سکون دے سکے اور ان کی بے قراری اور بے چینی کو دور کر سکے اور سوائے اسلام کے ایسا کوئی مذہب نہیں۔ لیکن کورین معاشرہ میں مذہب اسلام کے بارے میں بڑی لاعلمی پائی جاتی ہے۔ مغربی میڈیا اور عیسائیت کے اسلام مخالف پروپیگنڈا کی وجہ سے کورین قوم کا اسلام کے بارے میں عموماً منفی نقطہء نظر ہے اور یہ اسلام مخالف منفی پروپیگنڈا کورین قوم کی اسلام سے عدم دلچسپی کا باعث ہے۔ وہ اسلام کو غلطی سے بعض مسلمانوں کے غلط عمل کی وجہ سے ایسا مذہب سمجھ بیٹھے ہیں کہ جو امن اور انسانیت کا دشمن ہے اور دہشت گردی کی تعلیم دیتا ہے اور دوسرے مذاہب کے ماننے

والوں پہ ظلم روا رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کو احیاءِ اسلام کے لئے مامور کیا ہے۔ جماعت احمدیہ اسلام کی اصل نمائندہ جماعت ہے۔ آج خلافت احمدیہ کے سایہ تلے جماعت احمدیہ اسلام کی حسین تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کر رہی ہے اور اسلام کے متعلق شکوک وشبہات اور غلط فہمیوں کو دور کر رہی ہے اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں کو اسلام کی طرف مائل کر رہا ہے اور آج دنیا بھر میں لوگ اسلام کی پرامن تعلیم پیش کرنے پہ خلافت احمدیہ کی کاوشوں کو سراہتے ہیں۔ اب اللہ کے فضل سے کورین قوم میں بھی اسلام سے دلچسپی کے آثار پیدا ہو رہے ہیں۔

چند سال پہلے مارچ 2019ء کو ایک کورین تنظیم کے تین رکنی وفد نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ یہ وفد جنوبی کوریا سے خصوصی طور پر حضور انور سے ملنے حاضر ہوا تھا۔ وفد کے ممبران نے حضور انور کو اپنی تنظیم کا تعارف کروایا نیز دنیا میں کی جانے والی حضور انور کی امن کی کاوشوں کو سراہتے ہوئے حضور انور کو بین المذاہب امن کانفرنس میں صدارتی خطاب فرمانے کی دعوت دی۔

(The Weekly Ahakam, 12th April 2019)

2017ء کے جلسہ سالانہ یوکے میں جنوبی کوریا سے ایک کورین مہمان yeongjin shin نے شمولیت کی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ موصوف پیشہ کے لحاظ سے ٹیچر ہیں۔ اور اسلام کے بارے میں سٹڈی کر رہے ہیں۔ موصوف نے بتایا کہ میں نے جلسہ سالانہ کے پروگراموں اور حضور انور کے خطابات سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ اسلام کے بارہ میں مجھے بہت معلومات ملی ہیں اور میرے علم میں بے انتہا اضافہ ہوا ہے۔ اس سے قبل میں اس بارہ میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اسلام ایک امن وسلامتی کا مذہب ہے اور اس کا دہشتگردی سے کوئی تعلق اور واسطہ نہیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 24 نومبر 2017ء)

حضور انور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی امن عالم کے حوالہ سے مختلف ممالک میں خطابات کے مجموعہ پہ مشتمل "دی ورلڈ کرائسز اینڈ پاتھ وے ٹو پیس" کے کورین ترجمہ کی اشاعت کے دوران خاکسار اور مکرم عقیل الرحمان صاحب پبلشنگ کمپنی کے آفس گئے تو وہاں پبلشنگ کمپنی کی نمائندہ خاتون Yang Okmae نے اس بات کا اظہار کیا کہ پہلے میں سمجھی تھی کہ یہ کتاب دیگر کتب کی طرح ہوگی لیکن مجھے اس کے دیکھنے کے بعد پتہ چلا ہے کہ یہ

ایک بڑی اہم کتاب ہے جس میں واقعی دنیا کے امن کا حل بتایا ہے اور آخر پہ یہ ریمارکس دیئے کہ اسلام واقعی امن کا داعی مذہب ہے جو امن عالم کے قیام کے لئے نہ صرف اصول بیان کرتا ہے بلکہ اپنے ماننے والوں کی اس پر عمل کرنے کی تاکید کرتا ہے۔

جب یہ کتاب ایک کورین ہیومن رائٹس کے وکیل کو دی تو انہوں نے کہا کہ میں اسے ضرور پڑھنا چاہوں گا۔ بعد میں ملاقات ہوئی تو موصوف کا کہنا تھا کہ میں نے اس کتاب کو پڑھا ہے اور اس کتاب کے اندر جو مذہبی اور سیاسی راہنماؤں کو کو جماعت احمدیہ کے خلیفہ نے خطوط لکھے ہیں وہ میرے لئے دلچسپی کا باعث تھے۔ اور یہ کہا کہ اگر دنیا کے لیڈر اس پر غور کریں اور عمل کریں تو دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے۔ بدقسمتی ہوگی ہے کہ یہ لیڈرز اپنے مفادات کی وجہ سے ان باتوں پر کان نہ دھریں۔

کورین قوم ایک عمدہ مذہب کی تلاش میں ہے اور مذہب اسلام کو جاننے اور سمجھنے کی جستجو کی ایک نمایاں جھلک اس میں دکھائی دیتی ہے۔ خاکسار کو اس بات کا تجربہ جنوبی کوریا میں اپنے قیام کے دوران مختلف مواقع پر ہوا۔ بک فیئر میں خاصی بڑی تعداد میں یونیورسٹی کے نوجوان طلباء اور سکول کے بچے مذہب اسلام کے بارے میں جاننے کے لئے جماعت احمدیہ کے بک سٹال پر آتے اور بڑی دیر تک قرآن کریم کا کورین ترجمہ پڑھتے اور دیگر لٹریچر کا بغور مطالعہ کرتے اور اسلام کے بارے میں مختلف سولات پوچھتے۔ ان کے سوال پوچھنے اور جواب سننے کے انداز سے انکی اسلام سے دلچسپی کا عنصر نمایاں نظر آتا۔ وہ جماعت کا لٹریچر شکریہ کے ساتھ بخوشی قبول کرتے۔ کورین معاشرے میں بعض ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے اسلام کے بارے کتب تحریر کی ہیں۔ ان شخصیات میں پروفیسر ہیسولی (HeeSooLee) ہیں جو کہ ہنینگ یونیورسٹی میں کلچرل انتھراپالوجی ڈیپارٹمنٹ کے پروفیسر ہیں۔ انہوں نے متعدد کتابیں اسلام کے بارے میں تصنیف کی ہیں۔ ان کی ایک کتاب اسلام اور کورین کلچر کافی مقبول ہے۔ خاکسار کے رابطہ کرنے پر موصوف نے احمدیت میں اپنی دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے احمدیت کا دیگر اسلامی فرقوں سے فرق پر مشتمل جماعتی کتب بھجوانے کا کہا۔ موصوف کو جماعتی لٹریچر دیا جو انہوں نے شکریہ کے ساتھ قبول کیا۔ ایک پروفیسر جونگ من سو (Jeongmin Seo) ہیں جو کہ ہنکوک یونیورسٹی آف فارن سٹڈی میں مڈل ایسٹ اور افریقن سٹڈی کے ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ ہیں۔ خاکسار نے احمدیت کے بارے میں ان کو کتب دیں جو موصوف نے شکریہ کے ساتھ قبول کیں۔ ان کی ایک کتاب ڈکشنری آف اسلام ہے جس میں انہوں نے دیگر اسلامی فرقوں کے علاوہ جماعت احمدیہ کا بھی تقریباً دو صفلیکنحات پر مشتمل ذکر کیا۔

جولائی 2019ء میں Juwon Park نامی ایک کورین خاتون ربوہ تشریف لائیں۔ موصوفہ لا مذہب ہیں۔ خاکسار نے موصوفہ کو جماعت کا تعارف کروایا۔ اس خاتون نے ہستی باری تعالیٰ کے بارے میں سوالات کئے۔ موصوفہ نے اس بات کا اظہار کیا کہ اگرچہ انکی مذہب کے بارے میں کوئی خاص دلچسپی نہیں لیکن یہ گفتگو ان کے لئے دلچسپ رہی ہے اور وہ مزید اس بارے میں جاننے کی کوشش کریں گی۔ ایک کورین خاتون Gungah Lee نے اپنے دورہ کینیڈا کے دوران بیعت کرنے کی توفیق پائی۔

ایک کورین chang kingsou نامی عیسائی خاتون جو جنوبی کوریا میں مقیم پاکستانی احمدی فیملی کے ذریعہ جماعت کے قریب ہوئیں۔ یہ خاتون لجنہ کے اجلاس میں بھی شرکت کرتیں۔ موصوفہ بیمار ہوئیں تو احمدی فیملی نے ان کی عیادت کی اور اپنے ساتھ کورین زبان میں جماعتی لٹریچر پڑھنے کے لئے موصوفہ کو دیا جس میں اسلامی اصول کی فلاسفی کتاب کا کورین ترجمہ بھی شامل تھا۔ جب وہ احمدی فیملی دوبارہ اس خاتون کی عیادت کے لئے تشریف لے گئیں تو خاتون نے بتایا کہ وہ رات کو یہ کتاب پڑھتے پڑھتے سو گئیں تھیں تو رات خواب میں اس نے نورانی چہرے والے بزرگ کو سفید چولہ میں ملبوس دیکھا ہے جنکی تصویر اس کتاب کے اندر ہے۔ کتاب کے اندر وہ شبیہ مبارک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تھی جس کا ذکر موصوفہ کر رہی تھیں کہ اس نے ان بزرگ کو دیکھا ہے۔ احمدی فیملی نے موصوفہ کو بتایا کہ یہ خدا کی طرف سے تمہاری راہنمائی کی گئی ہے۔ اس خاتون نے جماعت میں دلچسپی لینا شروع کر دی لیکن چرچ کے دباؤ سے بیعت نہ کی۔ آج جماعت احمدیہ خلافت کی راہنمائی میں کوریا اور اقوام عالم میں اسلام کی صحیح تعلیمات کو دنیا کے سامنے پیش کر رہی ہے۔ نام نہاد مسلمانوں کے غلط عمل سے اسلام کے بارے میں غلط فہمیوں کو دور کر رہی ہے۔ اور اسلام پہ بیرونی حملوں کا دفاع کر رہی ہے۔ کوریا میں کورین زبان میں جماعتی لٹریچر موجود ہے جو لوگوں کے دلوں سے اسلام کے بارے میں جنم لینے والی غلط فہمیوں کو دور کر رہا ہے۔ جماعتی لٹریچر ملک کی بڑی لائبریریوں میں موجود ہے جس سے لوگ استفادہ کر رہے ہیں۔ بہت سے کورین اسلام کے بارے میں اعتراضات کا جواب پا کر اسلام کے خلاف اپنی منفی سوچ کو بدل رہے ہیں۔ وہ وقت دور نہیں جب لوگ عیسائیت اور دہریت کے آسیب سے نکل کر احمدیت کے حصار میں داخل ہوں گے۔ بالآخر حق کے متلاشی اور سعید فطرت لوگ احمدیت کو قبول کریں گے۔ انشاء اللہ مستقبل میں کورین قوم اور دیگر تمام اقوام احمدیت یعنی حقیقی اسلام سے وابستہ ہوں گی اور وہ دن دور نہیں جب لوگ عیسائیت اور دہریت سے بیزار ہو کر احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی طرف توجہ کریں گے۔ ہر طلوع ہونے والا دن احمدیت کی فتح و ظفر کا آئینہ دار ہے۔ دنیا کا کوئی معروف ملک نہیں جہاں احمدیت کا شجر نہ لگ چکا ہو۔ مشرق میں آباد اقوام ہوں یا مغرب میں۔ جنوب میں ہوں یا شمال میں۔ ہر قوم اس چشمہ سے پانی پی رہی

ہے اور مختلف اقوام کے لوگ رنگ و نسل کی تمیز سے بالا شجر احمدیت کے زیر سایہ خدمت اسلام پر کمربستہ ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی اقوام عالم میں احمدیت کے پھیلنے کے بارے میں عظیم الشان بشارتیں اور پیشگوئیاں ہیں۔ آپ نے متعدد بار سلسلہ احمدیہ کے دنیا کے تمام ممالک اور اقوام میں پھیلنے کا بڑی تحدی اور جلال کے ساتھ اعلان فرمایا۔

آپ فرماتے ہیں کہ: ”اے تمام لوگو! سن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلاوے گا اور حجت اور برہان کے رُو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہو گا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور سلسلہ میں نہایت درجہ فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔“

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 66-67)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی مقبولیت اور عظیم الشان عالمگیر انقلاب اور غلبہ کا ذکر ان پر شوکت الفاظ میں بیان فرمایا کہ:

”دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہو گا۔ یہ باتیں انسان کی باتیں نہیں یہ اس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں“۔

(تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 182)

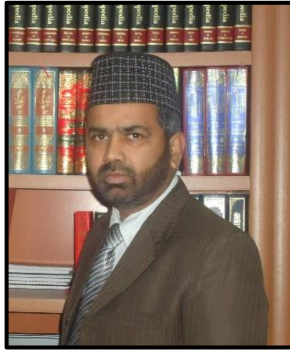
اب اللہ کے فضل سے 2015ء میں جنوبی کوریا کے ہمسایہ ملک جاپان میں پہلی احمدیہ مسجد کی تعمیر ہو چکی ہے۔ جاپان میں مسجد کی تعمیر سے مشرق بعید میں احمدیت کے نئے باب کا اضافہ ہوا ہے۔ اس مسجد کی تعمیر سے خطے میں احمدیت کی ترقی کی داغ بیل پڑ چکی ہے اور جزیرہ نما کوریا میں جماعت کی ترقی کے نئے راستے کھلنے کا امکان پیدا ہوا ہے۔ حضور نے جاپان میں مسجد کی تعمیر کے تاریخی موقعہ پر دعائیہ کلمات ارشاد فرمائے کہ:

”یہ مسجد نہ صرف جاپان بلکہ جو شمال مشرقی ایشیائی ممالک چین، کوریا، ہانگ کانگ، تائیوان وغیرہ ہیں، ان میں جماعت کی پہلی مسجد ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو باقی جگہوں میں بھی راستے کھولنے کا ذریعہ بنائے اور وہاں بھی جماعتیں ترقی کریں اور مسجدیں بنانے والی ہوں۔“ آمین

(30)

دنیا کے ایک اور کنارے

پرتگال میں جماعتِ احمدیہ کا قیام



فضل احمد مجوکہ۔ صدر و مبلغ انچارج جماعتِ احمدیہ پرتگال

پرتگال میں جماعتِ احمدیہ کا قیام 1987ء میں برازیل کی ایک احمدی خاتون محترمہ ایدلوئیس دی المیدا دیاش (Edelweiss de Almeida Dias) کے ذریعہ ہوا، ان کا اسلامی نام امینہ تھا۔ محترمہ امینہ ایدلوئیس دی المیدا دیاش صاحبہ نے مکرم اقبال احمد نجم صاحب مبلغ سلسلہ برازیل کی تحریک پر اسلام احمدیت قبول کرنے کے بعد اپنے آپ کو وقف کر دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ان کے وقف کو قبول فرمایا اور مبلغ سلسلہ کو ہدایت فرمائی کہ ان کو مشن ہاؤس میں کمرہ دے دیا جائے اور ان سے بیس پچیس سال کی ضروریات کو مد نظر رکھ کر پہلے پمفلٹس پھر کتابچے اور پھر کتابیں ترجمہ کروائی جائیں۔ چنانچہ چند ابتدائی کتب، پمفلٹس اور قرآن کریم کے ترجمہ کو

مکمل کرنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے انہیں جماعت کی رجسٹریشن کے لئے پرتگال بھجوایا گیا۔ مکرم اقبال احمد نجم صاحب مبلغ سلسلہ برازیل نے ان کا پاسپورٹ بنوایا اور پھر نومبر 1987ء کو جماعت کی رجسٹریشن کے لئے پرتگال روانہ کیا۔ محترمہ امینہ ایدلوئیس دی المیدا دیاش صاحبہ نے پرتگال پہنچ کر Grande Pensão Alcobia نامی ایک گیسٹ ہاؤس جو کہ Rua Poço do Borratem, 15-R/C, Lisboa میں واقع ہے قیام کیا۔ چنانچہ 4 نومبر 1987ء کو جماعتِ احمدیہ پرتگال کا قیام عمل میں آیا۔ جماعت احمدیہ پرتگال کے دستور کے مطابق پرتگال میں جماعت احمدیہ کا قیام مکرم اقبال احمد نجم صاحب مبلغ سلسلہ برازیل، مکرم عبدالستار خان صاحب مبلغ سلسلہ سپین اور محترمہ ایدلوائس دی المیدا دیاش صاحبہ آف برازیل کے ذریعہ ہوا۔ مکرم اقبال احمد نجم صاحب چونکہ جماعت کی رجسٹریشن کے وقت پرتگال میں موجود نہیں تھے اس لئے ان کی جگہ گیسٹ ہاؤس کے مالک Manuel Júlio de Faria Alcobia Graça جو وکیل بھی تھے نے دستخط کیے۔ پرتگال میں جماعتِ احمدیہ "Associação Ahmadia do Islã em Portugal" کے نام سے رجسٹرڈ ہے۔

قرآن کریم کا پرتگیزی ترجمہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ہدایت پر قرآن کریم کا پرتگیزی ترجمہ ماہرین کی ایک ٹیم نے کیا اور اس کی نظر ثانی کی سعادت برازیل سے تعلق رکھنے والی خاتون محترمہ امینہ ایدلوئیس دی المیدا دیاش صاحبہ اور مکرم اقبال احمد انجم صاحب مربی سلسلہ برازیل نے سرانجام دی۔ دونوں نے انتہائی انتھک محنت کے ساتھ مسودے کو پڑھا اور اس میں ضروری تصحیح کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ترجمہ کی تکمیل پر بہت خوشی کا اظہار کیا اور محترمہ امینہ ایدلوئیس دی المیدا دیاش صاحبہ کو پہلی احمدی خاتون مبلغ قرار دیا۔

"محترمہ امینہ صاحبہ (برازیل) نے 1989ء میں احمدیہ صد سالہ جشنِ تشکر کے موقع پر اپنی گراں قدر خدمات سے عظیم الشان مثالیں قائم کیں۔ قرآن کریم کا پرتگالی میں ترجمہ کیا جو شائع ہو چکا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس قابلِ صد احترام خاتون کو پہلی احمدی مشنری خاتون کے خطاب سے نوازا۔"

(محسنات، احمدی خواتین کی سنہری خدمات صفحہ 53)

محترمہ امینہ صاحبہ نے 23/اکتوبر 1999ء کو بعمر 82 سال رِیو دی جنیرو، برازیل میں وفات پائی۔ اِنَّالِلّٰهِ وَاِنَّآاِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ پرتگیزی ترجمہ کی اشاعت کے تمام اخراجات مکرم الیاس نصیر دہلوی صاحب اور ان کی فیملی نے ادا کیے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کی جزاعطا فرمائے اور ان کی قربانی کو قبول فرمائے۔ آمین

پرتگال کے پہلے مبلغ وصدر جماعت

مولانا کرم الٰہی ظفر صاحب کو جماعتِ احمدیہ پرتگال کے پہلے مبلغ اور صدر جماعت ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ 1988ء کے اوائل میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے مولانا کرم الٰہی ظفر صاحب کو پرتگال جانے کی ہدایت کی اور فرمایا کہ وہاں مشن ہاؤس کا انتظام کریں اور مسجد کی تعمیر کے لئے زمین تلاش کی جائے۔ چنانچہ مولانا کرم الٰہی ظفر صاحب 12 مارچ 1988ء میں غرناطہ سے پرتگال کے دارالحکومت لزبن پہنچے۔ آپ کی آمد سے قبل پرتگال میں جماعت کی باقاعدہ رجسٹریشن ہو چکی تھی تاہم ابھی یہاں جماعت کا کوئی مشن ہاؤس نہیں تھا۔ آپ نے چندماہ Grande Pensão Alcobia نامی ایک گیسٹ ہاؤس جو کہ Rua Poço do Borratem, 15-R/C, Lisboa میں واقع ہے میں قیام کیا۔ محترمہ امینہ صاحبہ جب جماعت احمدیہ پرتگال کی رجسٹریشن کے لئے برازیل سے پرتگال آئی تھیں تو انہوں نے بھی اسی گیسٹ ہاؤس میں قیام کیا تھا۔ جماعت کی رجسٹریشن کے وقت اسی گیسٹ ہاؤس کا ایک کمرہ جماعت کا عارضی مشن ہاؤس قرار دیا گیا۔ مولانا صاحب نے پرتگال پہنچنے کے بعد لزبن کے علاقہ Rossio میں جماعتی لٹریچر تقسیم کرنے کے ساتھ ساتھ تبلیغ کے کام کا آغاز کیا۔



مولانا کرم الٰہی ظفر صاحب نے لزبن کے علاقہ Rossio میں جماعتی لٹریچر تقسیم کرتے ہوئے

آپ کی تبلیغ سے چند افریقن اور انڈین افراد کو جماعت میں داخل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی جن میں ابراہیم جوف صاحب آف مالی، اسماعیل صاحب (انتونیو صانع) آف گنی بساؤ، محمد سوعارش صاحب آف سینیگال، انڈیا کے علاقہ Goa سے تعلق رکھنے والے محمد یوسف خان صاحب اور ان کے ایک چچازاد بھائی غلام نبی صاحب اور پرتگال کے انتونیو سیلوا شامل ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے انتونیو سیلوا کا اسلامی نام احمد اسلام تجویز فرمایا اور اس طرح ان کو پہلے پرتگیزی احمدی ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ انہی ایام میں ایک پاکستانی احمدی دوست مکرم ظہیر احمد خالد صاحب بھی پرتگال منتقل ہوئے اور مشن ہاؤس سے رابطہ قائم کیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے پرتگال میں مولانا کرم الٰہی ظفر صاحب کی فیملی کے علاوہ سات افراد پر مشتمل جماعت قائم ہوئی۔ ابتدائی دو ماہ گیسٹ ہاؤس میں قیام کے بعد مولانا کرم الٰہی ظفر صاحب نے Rua Rodrigo da Fonseca, Nº 83, 1º Esq. Lisboa میں ایک کمرہ کرایہ پر لیا اور پھر وہاں منتقل ہو گئے۔ تمام نو مبائعین اور احمدی دوست پہلے Grande Pensão Alcobia نامی گیسٹ ہاؤس اور پھر کرایہ پر حاصل کردہ کمرہ میں نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لئے آجاتے تھے۔ شروع میں مولانا کرم الٰہی ظفر صاحب اکیلے رہتے رہے پھر اکتوبر 1988ء میں ان کی اہلیہ رقیہ بشریٰ صاحبہ بھی پرتگال منتقل ہو گئیں۔

مشن ہاؤس کی خریداری

جب جماعت کی تعداد میں اضافہ ہونا شروع ہوا تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مارچ 1989ء میں مشن کی ضروریات کے لئے ایک عارضی مکان خریدنے کی اجازت عطا فرمائی۔ حضور کی اجازت سے 18 مئی 1989ء کو جماعت نے لزبن کے مضافاتی علاقہ Nova Oeiras میں اپنا ایک اپارٹمنٹ خریدا اور اس کو اپنا مشن ہاؤس بنایا۔ اس مشن ہاؤس میں پہلا نمازِ جمعہ 9 جون 1989ء کو ادا کیا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی زبان مبارک سے پرتگال مشن کے قیام کا ذکر

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ برطانیہ سال 1989ء کے موقع پر دوسرے دن کے خطاب میں پرتگال میں مشن کے قیام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"بہر حال جو مغربی ممالک میں نئے ممالک کا جہاں تک تعلق ہے اس میں پرتگال میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک نئے مشن ہاؤس بنانے کی توفیق ملی ہے۔"

(دوسرے دن بعد دوپہر کا خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بر موقع جلسہ سالانہ برطانیہ 1989ء)

اسپین کے شہزادہ فلپ ششم کو اسلامی اصول کی فلاسفی کا تحفہ

مولانا کرم الٰہی ظفر صاحب کو تبلیغ کا بے حد جوش تھا۔ 1989ء میں Estoril, Portugal میں جہاں اسپین کے سابقہ بادشاہ Don Calros I نے اپنی عمر کا ایک لمبا عرصہ گذارا وہاں اسپین کے شہزادہ فلپ ششم جو کہ اب اسپین کے بادشاہ ہیں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی پیش کرنے کی توفیق ملی۔

جشنِ تشکر کے موقع پر خدا تعالیٰ کے فضلوں اور برکتوں سے بھرپور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا دورہ پرتگال

جنوری 1990ء میں جماعت احمدیہ پرتگال کو مرکز کی طرف حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے دورہ کی اطلاع ان الفاظ میں موصول ہوئی "سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بمع افراد قافلہ ماہِ مارچ کے شروع میں پرتگال تشریف لا رہے ہیں" اس خط میں جماعت کو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے دورہ کے بارہ میں تفصیلی ہدایات دی گئیں۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ 28/ فروری کو لندن سے روانہ ہوئے، ایک روز فرانس میں قیام کیا اور پھر 3 مارچ 1990ء کو پرتگال آمد ہوئی۔ حضور رحمہ اللہ مقامی وقت کے مطابق صبح 9:30 بجے پرتگال پہنچے۔ حضور کا پرتگال میں ایک ہفتہ قیام رہا اور پھر 9 مارچ 1990ء کو نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے بعد سپین روانہ ہوئے۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے دورہ پرتگال کی تفصیل درج ذیل ہے۔

3 مارچ 1990ء بروز ہفتہ: 3 مارچ 1990ء کا دن جماعتِ احمدیہ پرتگال کے لئے ایک نہایت ہی مبارک دن تھا۔ اِس دن جماعت احمدیہ عالمگیر کے چوتھے امام حضرت مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ بمع سیّدہ حضرت بیگم صاحبہ و افرادِ قافلہ فرانس سے ہوتے ہوئے براستہ سپین صبح 9:30 بجے پرتگال کے سرحدی گاؤں Vilar Formoso پہنچے۔ مولانا کرم الٰہی ظفر صاحب اپنے بیٹے مکرم فضل الٰہی قمر صاحب کے ساتھ حضور کے استقبال کے لئے رات کو

لزبن سے روانہ ہو کر پرتگال اور سپین کی سرحد پر پہنچ چکے تھے۔ سرحد پر کاغذات کی ضروری جانچ پڑتال کے بعد وہاں سے روانگی ہوئی۔ راستہ میں Guarda نامی شہر پہنچ کر حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے کسی سستے ہوٹل کا پتہ کرنے کا ارشاد فرمایا۔ راستہ میں دو لڑکوں نے ایک ہوٹل کا پتہ دیا مگر وہ اچھا نہ تھا۔ چنانچہ قافلہ Porto جو پرتگال کا ایک اہم شہر ہے کی طرف رواں دواں ہوا۔ شہر میں داخل ہونے سے 50 کلومیٹر پہلے صحت افزا مقام پر ایک نہایت صاف ستھرا ریسٹ ہاؤس بنا ہوا تھا جس کا ایڈریس جماعت کے پاس تھا۔ چنانچہ حضور رحمہ اللہ کے ارشاد کے مطابق وہیں قیام کا فیصلہ ہوا۔ ریسٹ ہاؤس کے مینیجر و دیگر ملازمین سب بہت حسنِ اخلاق سے پیش آئے اور انہوں نے بخوشی وہاں پر کھانا بنانے کی اجازت بھی دے دی۔

4 مارچ 1990ء بروز اتوار: 4 مارچ کو جماعت کی درخواست پر حضور رحمہ اللہ مع اہلِ قافلہ Viana do Castelo تشریف لے گئے۔ یہ پرتگال کا شمالی علاقہ ہے اور بہت ہی خوبصورت ہے۔ راستہ میں تصاویر بنوائیں اور ایک دیہاتی قسم کے ریسٹورانٹ میں دوپہر کا کھانا تناول فرمایا اور وہاں سے ریسٹ ہاؤس کا سفر سمندر کے ساتھ ساتھ بنی شاہراہ سے ہوا جو نہایت ہی خوبصورت راستہ تھا۔

5 مارچ 1990ء بروز سوموار: 5 مارچ کو صبح دس بجے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ ریسٹ ہاؤس سے Porto شہر کے لئے روانہ ہوئے۔ جب شہر میں داخل ہوئے تو پارلیمنٹ کے ایک ممبر حضور رحمہ اللہ کے استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے۔ حضور کو دیکھتے ہی وہ بڑی محبت اور عقیدت سے آگے بڑھے تو حضور رحمہ اللہ نے از راہِ شفقت معانقہ کا شرف بخشا۔ Porto شہر کی وائس سول گورنر Maria Cândida Guedes de Oliveira نے گیارہ بجے ملاقات کا وقت دیا ہوا تھا۔ وائس گورنر نہایت اخلاق سے پیش آئیں۔ چونکہ وہ انگلش جانتی تھیں اس لئے ترجمان کی ضرورت پیش نہیں آئی تھی۔ انہوں نے حضور رحمہ اللہ کی خدمت میں Porto شہر کے متعلق ایک کتاب اور میڈل پیش کیا جبکہ حضور رحمہ اللہ نے قرآن کریم بمع پرتگیزی ترجمہ ان کو تحفہ میں دیا جسے انہوں نے شکریہ کے ساتھ قبول کیا۔

جب جماعت نے Porto شہر کی سابق وائس سول گورنر سے رابطہ کیا اور حضور سے ملاقات کے بارے میں ان سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ:

”مجھے تفصیلات تو یاد نہیں ہیں کیونکہ اس بات کو 30 سال سے زیادہ کا عرصہ ہو چکا ہے، البتہ مجھے یاد ہے کہ اس وقت میں جناب Raúl Brito صاحب کے ساتھ خلیفہ سے ملی تھی اور میں ان کی کرشماتی اور پر حکمت شخصیت سے بہت متاثر ہوئی تھی۔“



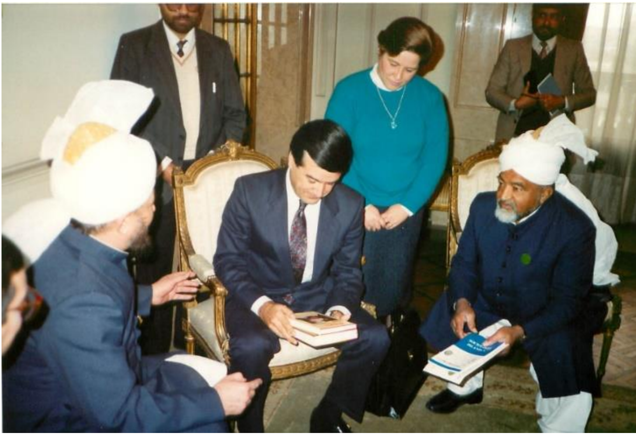
حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ Porto شہر کی وائس سول گورنر کو قرآن کریم پیش کرتے ہوئے

وائس گورنر سے ملاقات کے بعد حضور رحمہ اللہ شہر کے میئر سے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے۔ یہ ملاقات 11:45 پر ہوئی۔ Porto شہر کے میئر جناب Fernando Manuel dos Santos Gomes نے حضور رحمہ اللہ کو خوش آمدید کہا اور حضورؒ سے ملاقات کر کے بہت خوش اور متاثر ہوئے۔ انہوں نے حضور رحمہ اللہ کی خدمت میں ایک کتاب اور میڈل پیش کیا۔ بعد ازاں حضور نے میئر کو قرآنِ کریم (پرتگیزی ترجمہ کے ساتھ) اور اپنی کتاب ” مذہب کے نام پر خون “ پیش فرمائی جو انہوں نے بہت خوشی کے ساتھ قبول کی۔ میئر صاحب چونکہ انگلش جانتے تھے اس لئے دورانِ ملاقات ترجمان کی ضرورت پیش نہ آئی۔ اس ملاقات میں پارلیمنٹ کے ایک ممبر بھی موجود تھے۔ جناب Fernando Gomes صاحب کو بعد ازاں پرتگال کے وزیرِ داخلہ کے طور پر بھی ملک کی خدمت کی توفیق ملی۔

جناب Fernando صاحب جو کہ Ateneu Comercial do Porto (ثقافتی و تفریحی سنٹر آف پورتو) کے صدر تھے نے حضور رحمہ اللہ کے اعزاز میں دوپہر کے کھانے کی دعوت کا انتظام کیا تھا۔ اس وقت اس ثقافتی و

تفریحی سنٹر کے قریباً دو ہزار ممبرز تھے۔ یہاں سے فارغ ہونے کے بعد حضور رحمہ اللہ بمع اہلِ قافلہ ریسٹ ہاؤس تشریف لے گئے اور کچھ دیر آرام فرمایا۔

نمازیں ادا کرنے کے بعد حضور رحمہ اللہ بمع قافلہ Porto روانہ ہوئے جہاں چھ بجے پریس کانفرنس تھی۔ اس پریس کانفرنس میں اخبارات، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے نمائندگان بھی موجود تھے۔ حضور رحمہ اللہ نے اپنے بیانات میں اس امر کا بھی ذکر فرمایا کہ پرتگیزی قوم میں بہت خوبیاں پائی جاتی ہیں، اس طاقت سے فائدہ اٹھا کر قوم ترقی کر سکتی ہے اور بنی نوع انسان کی خدمت کا فریضہ بھی ادا کر سکتی ہے۔



حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ Porto شہر کے میئر کو جماعتی کتب پیش کرتے ہوئے

شام آٹھ بجے Ateneu Comercial do Porto (ثقافتی و تفریحی سنٹر آف پورتو) کی طرف سے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ اور ممبرانِ قافلہ کی پر تکلف دعوت کا انتظام کیا گیا۔ حضور رحمہ اللہ کے اعزاز میں دی گئی اس دعوت میں ستر کے قریب معززین شہر کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ شہر کی وائس سول گورنر بھی اس دعوت میں تشریف لائیں۔ بعد ازاں ثقافتی و تفریحی سنٹر کے ہال میں حضور رحمہ اللہ کا لیکچر تھا۔ حضور نے "بنیادی انسانی حقوق کے بارے میں اسلام کا نقطۂ نظر" کے موضوع پر لیکچر دیا جس کو تمام حاضرین نے بہت پسند کیا۔ لیکچر کے بعد مکرم فضل الٰہی قمر صاحب نے احمدیت کے متعلق لٹریچر تقسیم کیا۔ اس طرح Porto شہر کے اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچ گیا۔ ان نظاروں اور کامیابیوں کو دیکھ کر احبابِ جماعت کے دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے بھر گئے اور حمد کے

ترانے لبوں پر جاری ہو گئے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک سو سال قبل اپنے پیارے بندے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو بذریعہ الہام بتا دیا تھا کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ اور پھر اپنے پاک مسیح کے چوتھے خلیفہ کو اس قوم کے عمائدین کو بنفس نفیس اسلام احمدیت کے پیغام کو پہنچانے کی توفیق عطا فرمائی۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے مغرب و عشاء کی نمازیں ثقافتی و تفریحی سنٹر کے ایک کمرہ میں پڑھائیں اور اس کے بعد ریسٹ ہاؤس میں واپسی ہوئی۔



حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی Porto میں اخبارات، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے نمائندگان کے ساتھ پریس کانفرنس

یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ پرتگال پارلیمنٹ کے ممبر جناب Raúl Fernando Sousela da Costa Brito نے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے Porto شہر میں ہونے والے پروگرام کو کامیاب بنانے میں دلی محبت اور پوری کوشش سے کام لیا اور ہر جگہ ساتھ رہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ اس موقع پر جناب Jim Karygiannis ممبر آف پارلیمنٹ کنیڈا ابھی Porto شہر پہنچ گئے تھے اور انہیں بھی ہر مجلس میں شامل ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ جناب Raúl Brito کو 11 نومبر 1995ء سے 11 نومبر 1999ء تک Porto شہر کے نائب سول گورنر کے طور پر ملک کی خدمت کرنے کا اعزاز حاصل ہوا۔ آپ نے 14 مارچ 2011ء کو وفات پائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے دورہ پرتگال سے پہلے اکتوبر یا نومبر 1989ء میں پرتگال پارلیمنٹ کے ممبر جناب Raúl Brito صاحب نے لنڈن میں حضور سے ملاقات کی۔ حضور کی شخصیت اور احمدیت کی تعلیم سے

اتنے متاثر ہوئے کہ اس خواہش کا اظہار کیا کہ جب حضور پرتگال آئیں تو انہیں جماعت کی خدمت کا موقع دیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے دورہ پرتگال کے انتظامات کے سلسلہ میں غیر معمولی مستعدی کے ساتھ جماعت کی مدد کی۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر اپنے خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ 9مارچ 1990ء بمقام Caia پرتگال میں ان الفاظ میں فرمایا:

”چنانچہ یہاں آنے سے کچھ عرصہ قبل محض اتفاقاً یوں لگ رہا تھا لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ خدا کی تقدیر نے ایسا کام کروایا۔ پرتگال کی پارلیمنٹ کے ایک ممبر سے کسی دوست نے تعارف کروایا۔ وہ وہاں ہمارے ساتھ کھانے کے لئے بھی تشریف لائے اور تھوڑے عرصے میں ہی وہ اتنا گھل مل گئے اور احمدیت کی تعلیم سے اتنا متاثر ہوئے کہ انہوں نے مجھ سے اس تمنا کا اظہار کیا کہ جب میں پرتگال آؤں تو ان کو بھی جماعت کی کچھ خدمت کا موقعہ ملے۔ چنانچہ میری اطلاع پر جب مبلغ پرتگال نے ان سے رابطہ کیا تو یہاں کے انتظامات کے سلسلے میں انہوں نے غیر معمولی مستعدی کے ساتھ غیر معمولی طور پر نصرت کی اور جن باتوں کا وہم و گمان میں بھی نہیں تھا وہ ساری باتیں ان کی اس غیر معمولی محبت اور تعلق اور کوشش کے نتیجہ میں سرانجام پا گئیں۔“

(خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ 9مارچ 1990ء بمقام Caia پرتگال)





حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی Porto میں ”بنیادی انسانی حقوق کے بارے میں اسلام کا نقطۂ نظر“ کے موضوع پر معززین شہر سے خطاب کرتے ہوئے

6مارچ 1990ء بروز منگل: 6مارچ کو 11:30 پر ریسٹ ہاؤس سے ناشتہ وغیرہ سے فراغت کے بعد حضور رحمہ اللہ تعالیٰ بمع قافلہ Porto شہر سے Oeiras شہر کی طرف روانہ ہوئے جو کہ لزبن کے مضافات میں واقع ہے جہاں

جماعت کا پہلا مشن ہاؤس واقع تھا۔ حضور رحمہ اللہ کے قافلہ کی کاروں کی ترتیب میں مکرم فضل الٰہی قمر صاحب کی کار بطور گائیڈ حضور کی کار کے آگے تھی۔ تین گھنٹے کا سفر طے کرنے کے بعد حضور رحمہ اللہ بمع حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ و ممبرانِ قافلہ Oeiras مشن ہاؤس پہنچے۔ ظہر و عصر کی نمازیں مشن ہاؤس میں ہی ادا کیں۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد حضور کے قافلہ کے دیگر افراد Smart Hotel میں قیام کے لئے تشریف لے گئے۔

شام پانچ بجے احمدی احباب سے ملاقات کا پروگرام تھا۔ مکرم محمد یوسف خان صاحب بمع اپنی اہلیہ (پرتگیزی) اور اپنی بیٹی کے تشریف لائے، مکرم احمد اسلام بمع اپنے بیٹے انتونیو، مکرم عبد الرشید صاحب (نو احمدی) تشریف لائے اور حضور رحمہ اللہ سے ملاقات کی سعادت حاصل کی، دیگر احمدی احباب میں مکرم اسماعیل صاحب آف گنی بساؤ، مکرم محمد گاساما صاحب، عبد القادر جیلانی صاحب آف سینیگال، مکرم غلام نبی صاحب، مکرم ظہیر احمد خالد صاحب شامل تھے۔ ان سب احباب نے اپنی زندگی میں پہلی بار کسی خلیفہ سے ملاقات کی۔ سب احباب بہت خوش تھے۔ حضور رحمہ اللہ نے دیر تک ان سے گفتگو فرماتے رہے اور نصیحت فرمائی کہ پرتگال میں افریقن باشندوں کو احمدیت کی تبلیغ کی طرف خاص توجہ دینی چاہیے۔



مکرم کرم الٰہی ظفر صاحب اور جناب Raúl Brito صاحب کی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ ایک یادگار تصویر

7 مارچ 1990ء بروز بدھ: 7 مارچ کو 11:30 بجے Oeiras شہر کے میئر سے حضور رحمہ اللہ کی ملاقات کا وقت مقرر تھا۔ وہاں پہنچنے پر شہر کے میئر جناب Isaltino Afonso Morais نے بمع اپنے اسٹاف کے حضور رحمہ اللہ کو خوش آمدید کہا اور دلی خوشی کا اظہار کیا اور بتایا کہ ہمارے علاقہ میں سب شہریوں کو مذہبی حقوق حاصل ہیں۔

حضورؒ نے میئر کا شکریہ ادا کیا کہ آپ لوگوں نے ہمارے مشن کے قیام میں ہر طرح تعاون کیا۔ نیز حضورؒ نے فرمایا کہ ہماری جماعت انسانی اخلاق اور کردار کو احسن رنگ میں پیش کرنے کے لئے اور اعلیٰ نمونہ قائم کرنے کے لئے قائم کی گئی ہے۔ اور فرمایا کہ اس پہلو سے ان شاء اللہ ہم اہالیان Oeiras کی ہر طرح مدد کریں گے۔ میئر نے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ایک کتاب پیش کی۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کی خدمت میں قرآنِ کریم (پرتگیزی ترجمہ کے ساتھ) اور اپنی کتاب ''مذہب کے نام پر خون'' پیش فرمائی۔

بعد ازاں 12:30 پر حضور رحمہ اللہ تعالیٰ اسمبلی ہال تشریف لے گئے۔ جہاں حضور رحمہ اللہ نے پارلیمانی کمیٹی برائے امور خارجہ کے پریذیڈنٹ جناب Pedro Manuel Cruz Roseta سے ملاقات کی۔ پریذیڈنٹ نے حضور کو خوش آمدید کہا۔ پارلیمانی کمیٹی برائے امور خارجہ کے چالیس ممبران تھے۔ حضور نے ان سے خطاب فرمایا۔ بعد ازاں پارلیمنٹ کے بعض ممبران نے جماعت کے متعلق سوالات بھی کیے جن کے حضور رحمہ اللہ نے تسلی بخش جوابات بیان فرمائے۔



جماعتِ احمدیہ پرتگال کی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ ایک یادگار تصویر

پارلیمانی کمیٹی برائے امور خارجہ کے پریذیڈنٹ جناب Pedro Manuel Cruz Roseta نے حضور کے اعزاز میں دوپہر کے کھانے کا انتظام کیا ہوا تھا۔ اس موقع پر پارلیمنٹ کی وائس پریذیڈنٹ محترمہ Maria Manuela Aguiar Dias Moreira اور پرتگال کی تمام سیاسی پارٹیوں کے لیڈر بھی مدعو تھے۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے قوم کے اعلیٰ طبقہ تک احمدیت کا پیغام پہنچانے کے معجزانہ طور پر سامان پیدا فرمائے۔ کھانے سے فارغ ہو کر حضور رحمہ اللہ واپس مشن ہاؤس تشریف لے گئے اور ظہر و عصر کی نمازیں پڑھائیں۔

شام چھ بجے Hotel Méridien de Lisboa میں جماعت کی طرف سے ایک Reception کا انتظام کیا گیا تھا جس میں ملک کے عمائدین، سیاسی طبقہ کے لوگوں کو، مختلف ممالک کے سفیروں اور احمدی احباب کو مدعو کیا گیا تھا۔ مولانا کرم الٰہی ظفر صاحب کی بیٹی محترمہ شاہدہ طاہرہ صاحبہ نے اس تقریب کو کامیاب بنانے کے لئے انتہائی محنت سے کام کیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل اور خلیفہ وقت کی دعاؤں کے طفیل یہ تقریب کامیاب رہی۔ اس تقریب میں 28 غیر ملکی سفیر، سیاسی نمائندے، پرتگال اسمبلی کے ممبرز اور علمی طبقہ سے تعلق رکھنے والے دیگر عمائدین اس استقبالیہ میں شامل ہوئے۔ ہوٹل میں Refreshment کا اعلیٰ انتظام تھا۔ بعد میں اس تقریب میں شامل ہونے والے مہمانوں کو سوالات کا موقع دیا گیا۔ تقریب کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا، تلاوت کی سعادت مکرم نصیر احمد قمر صاحب پرائیویٹ سیکرٹری کو ملی۔ تلاوتِ قرآن کریم کا پرتگیزی ترجمہ مکرم لوئیش صاحب نے پیش کیا۔ سوال و جواب کا سلسلہ خوشگوار ماحول میں جاری رہا۔ مجلس برخاست ہونے پر مہمانوں نے حضور رحمہ اللہ سے ملاقات کی، سب کے چہروں پر خوشی، مسرّت اور بشاشت ٹپک رہی تھی اور ایک نور کا عالم تھا۔ اس کے بعد حضور رحمہ اللہ واپس مشن ہاؤس تشریف لے گئے اور مغرب وعشاء کی نمازیں پرھائیں۔ کھانے کے بعد قافلہ کے احباب اپنی جائے رہائش پر تشریف لے گئے۔

8 مارچ 1990ء بروز جمعرات: 8 مارچ کو ساڑھے گیارہ بجے پرتگال کے وفاقی محتسب جناب Ângelo Vidal de Almeida Ribeiro جو پرتگال سے اقوام متحدہ کے کمیشن برائے انسانی حقوق کے خصوصی نمائندہ اور رکن یورپین کمیشن برائے انسانی حقوق بھی تھے سے حضور رحمہ اللہ کی ملاقات کا وقت مقرر تھا۔ کافی دیر تک ان سے تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے وفاقی محتسب کی خدمت میں قرآنِ کریم (پرتگیزی ترجمہ کے ساتھ) اور اپنی کتاب "مذہب کے نام پر خون" پیش فرمائی۔

اس کے بعد ساڑھے بارہ بجے Lisbon شہر کے میئر جناب Jorge Fernando Branco de Sampaio سے حضور رحمہ اللہ کی ملاقات کا وقت مقرر تھا۔ یہ پرتگال کی سوشلسٹ پارٹی کے ممبر تھے اور کچھ عرصہ پہلے ہی میئر کے الیکشن میں کامیاب ہوئے تھے۔ میئر صاحب حضور رحمہ اللہ سے مل کر بہت خوش ہوئے اور حضور کی خدمت میں شہر کا میڈل پیش کیا۔ حضور رحمہ اللہ نے انہیں قرآن کریم (بمع پرتگیزی ترجمہ) بطور تحفہ پیش کیا۔ اس ملاقات میں جماعت کے دوست اور پرتگال پارلیمنٹ کے ممبر جناب Raúl Brito بھی موجود تھے۔ یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ بعد ازاں جناب Jorge Sampaio نے 9مارچ 1996ء سے 9مارچ 2006ء تک ملک کے صدر کے طور پر خدمات سر انجام دیں اور 10 ستمبر 2021ء کو 81 سال کی عمر میں وفات پائی۔



حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ پارلیمنٹ کے بعض اراکین کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے

اس کے بعد ایک ملک کے سفیر نے فون کیا اور حضور رحمہ اللہ سے دوبارہ ملنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ یہ سفیر جماعت کی طرف سے دیئے گئے Reception کے موقع پر حضور سے ملاقات کر چکے تھے۔ ان کی خواہش کے احترام میں حضور رحمہ اللہ ان سے ملاقات کرنے کے لئے اس ملک کے سفارت خانہ میں تشریف لے گئے۔ سفارت خانہ سے واپس آکر حضور رحمہ اللہ نے نمازیں ادا کیں۔

شام سات بجے Hotel-Ritz میں پریس کانفرنس تھی جہاں ٹیلی ویژن اور ریڈیو اور اخبارات کے نمائندے آئے ہوئے تھے۔ ان نمائندگان نے حضور رحمہ اللہ کے انٹرویوز کیے۔ لزبن اور پورتو شہر میں ہونے والی تقریبات

کی کاروائی ملک بھر میں دکھائی گئی۔ پریس کانفرنس کے بعد کینیڈا کے سفیر نے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ اس کے بعد حضور رحمہ اللہ واپس مشن ہاؤس تشریف لے گئے اور مغرب وعشاء کی نمازیں ادا کی گئیں۔



حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ پرتگال کے وفاقی محتسب اور اقوام متحدہ کے کمیشن برائے انسانی حقوق کے خصوصی نمائندہ سے ملاقات کرتے ہوئے

9 مارچ 1990ء بروز جمعہ: 9 مارچ کو جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ اِس دن خدا تعالیٰ کے پیارے خلیفہ پرتگال کو برکت دے کر واپس روانہ ہو رہے تھے۔ مکرم محمد سوعارش صاحب، مکرم غلام نبی صاحب اور مکرم ظہیر خالد صاحب بھی اپنے آقا کو الوداع کرنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے از راہ شفقت مولانا کرم الٰہی ظفر صاحب مرحوم، ان کی اہلیہ صاحبہ، مکرم احسان الٰہی بشیر صاحب، مکرمہ شاہدہ طاہرہ صاحبہ کو اپنے ساتھ سپین جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ مکرم فضل الٰہی قمر صاحب کی کار قافلہ میں بطور گائیڈ سب سے آگے تھی۔ پرتگال اور سپین کی سرحد پر Caia کے مقام پر پہنچ کر حضور رحمہ اللہ نے نمازِ جمعہ ادا کرنے کی غرض سے رُک جانے کا ارشاد فرمایا۔ سب نے وضو کیا اور نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لئے چادریں بچھائیں۔ نمازِ جمعہ کو دونوں اذانیں کہنے کی سعادت مکرم احسان الٰہی بشیر صاحب کے حصّہ میں آئی۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے پرتگال میں Caia کے مقام پر خطبہ جمعہ

ارشاد فرمایا اور نماز پڑھائی۔ یہ دن جماعتِ احمدیہ پرتگال کی تاریخ کا ایک اہم دن تھا جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کسی خلیفہ نے پرتگال کی سرزمین پر پہلا خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور نمازِ جمعہ ادا کی۔



حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی Lisbon میں میڈیا کے نمائندگان کے ساتھ پریس کانفرنس

نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے بعد سب نے بیٹھ کر حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کھانا تناول کیا۔ کھانا وغیرہ کھانے کے بعد حضور کا قافلہ Caia سے سپین کی طرف روانہ ہوا اور جلد ہی سپین کی سرحد پر پہنچ گیا۔ سپین کی سرحد پر جماعتِ احمدیہ سپین کے امیر مکرم عبد الستار خان صاحب اور مکرم ڈاکٹر عطا الٰہی منصور صاحب حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے۔ سرحد پر ضروری کاغذی کاروائی کے بعد حضور کا قافلہ سپین کی سرزمین میں داخل ہوا۔ سپین میں مکرم ڈاکٹر عطا الٰہی منصور صاحب کار بطور گائیڈ کے سب سے آگے تھی۔

پرتگال کے سفر میں حضور رحمہ اللہ کے قافلہ میں جن حضرات کو شامل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی ان کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔ حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ (بیگم حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

2۔ مکرم نصیر احمد قمر صاحب (پرائیویٹ سیکرٹری)

3۔ مکرم میجر محمود احمد صاحب (افسر حفاظت خاص)

4۔ مکرم ملک اشفاق احمد صاحب (محافظ)

5۔ مکرم ناصر احمد سعید صاحب (محافظ)

6۔ مکرم عبد الماجد طاہر صاحب (وکالت تبشیر)

7۔ مکرم صاحبزادہ مرزا سفیر احمد صاحب

8۔ مکرم بشیر احمد صاحب (بطور ڈرائیور)

9۔ مکرم کرم الٰہی ظفر صاحب مرحوم (مبلغ سلسلہ جماعتِ احمدیہ پرتگال)

10۔ مکرم فضل الٰہی قمر صاحب ابن کرم الٰہی ظفر صاحب

11۔ مکرم مسعود حیات صاحب (بطور ڈرائیور)

(ماخوذ از دستاویزات، رپورٹس و خطوط جماعتِ احمدیہ پرتگال)

پرتگال میں کسی خلیفہ کا پہلا خطبہ جمعہ اور احمدیہ مشن کا باقاعدہ افتتاح

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 9/مارچ 1990ء کو خطبہ جمعہ بمقام Caia پرتگال ارشاد فرمایا:

تشہد اور تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

آج یہ مختصر خطبہ جمعہ جو میں دے رہا ہوں یہ پرتگال ملک میں دیا جارہا ہے۔ یہاں خطبہ دینے کی وجہ یہ بنی کہ چونکہ یہ پہلا موقعہ ہے کہ مجھے پرتگال میں آ کر جماعت احمدیہ کے مشن کا باقاعدہ افتتاح کرنے کا موقعہ ملا ہے اس لئے میری خواہش تھی کہ اس سفر میں ایک جمعہ بہرحال پرتگال کی زمین پر پڑھا جائے۔

جہاں تک اس سفر کا تعلق ہے۔ جب سے ہم سپین کی سرزمین سے پرتگال میں داخل ہوئے ہیں اور اب جب کہ ہم جانے کے قریب ہیں اس تمام عرصے میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہم سب نے بے شمار تائیدات الٰہی کے نظارے دیکھے ہیں۔ یہ ایک ایسا ملک ہے جہاں احمدیت بالکل غیر معروف تھی۔ اگرچہ دو سال سے مکرم کرم الٰہی صاحب ظفر نے یہاں مشن کا آغاز کر رکھا ہے اور چند سعید روحوں کو احمدیت میں داخل ہونے کی بھی توفیق ملی ہے لیکن جہاں تک ملک کے اکثر عوام کا تعلق ہے، یہاں کے دانشوروں کا تعلق ہے، یہاں کی حکومت کے نمائندگان کا تعلق ہے جماعت احمدیہ عملاً کالعدم سمجھی جاتی ہے لیکن خدا تعالیٰ نے یہاں آنے سے پہلے ایسے حیرت انگیز انتظامات جماعت کو یہاں متعارف کروانے کے پہلے سے ہی تجویز فرما رکھے تھے کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ یہ سارا سفر

خدا تعالیٰ کے ہاتھوں میں اس کی انگلیوں کے درمیان چل رہا ہے۔ چنانچہ یہاں آنے سے کچھ عرصہ قبل محض اتفاقاً یوں لگ رہا تھا لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ خدا کی تقدیر نے ایسا کام کروایا۔ پرتگال کی پارلیمنٹ کے ایک ممبر سے کسی دوست نے تعارف کروایا۔ وہ وہاں ہمارے ساتھ کھانے کے لئے بھی تشریف لائے اور تھوڑے عرصے میں ہی وہ اتنا گھل مل گئے اور احمدیت کی تعلیم سے اتنا متاثر ہوئے کہ انہوں نے مجھ سے اس تمنا کا اظہار کیا کہ جب میں پرتگال آؤں تو ان کو بھی جماعت کی کچھ خدمت کا موقعہ ملے۔ چنانچہ میری اطلاع پر جب مبلغ پرتگال نے ان سے رابطہ کیا تو یہاں کے انتظامات کے سلسلے میں انہوں نے غیر معمولی مستعدی کے ساتھ غیر معمولی طور پر نصرت کی اور جن باتوں کا وہم و گمان میں بھی نہیں تھا وہ ساری باتیں ان کی اس غیر معمولی محبت اور تعلق اور کوشش کے نتیجہ میں سرانجام پاگئیں۔

تمام پارٹیوں کے اہم نمائندے ایک ایسی دعوت میں تشریف لائے جو (Foreign affairs) فارن افیئرز کی ہاؤس کمیٹی کے چیئرمین نے دی اور یہ ایک بہت ہی اہم تقریب تھی۔ جس میں یہاں کے فارن افیئرز کی کمیٹی کے ممبران شریک ہوئے اور مجھے اپنے خیالات کے اظہار کا موقعہ دیا اور پھر اس کے بعد بعض سوالات کئے جن کے جواب دئے۔ اس کے بعد ان کی طرف سے لنچ دیا گیا۔ جس میں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے تمام پارٹیوں کے نمائندگان شامل تھے اور وائس پریذیڈنٹ بھی تھے اور اس فارن افیئرز کمیٹی کے پریذیڈنٹ بھی تھے اور بعض سابق وزراء بھی تھے اور ان سے جب گفت و شنید ہوئی تو اندازہ ہوا کہ کس طرح اسلام کے لئے یہ جگہ پیاسی ہے اور اسلام کی تعلیم سے متاثر ہونے کے لئے بالکل تیار بیٹھی ہے۔ میرے ساتھ جو معزز خاتون بیٹھی ہوئی تھیں انہوں نے تعارف کروایا کہ وہ ایک یونیورسٹی میں پروفیسر تھیں لیکن چونکہ پریذیڈنٹ ان کو جانتا تھا ان کی قابلیت سے متاثر تھا اس لئے ان کو حکومت میں ایک لمبا عرصہ وزیر کے طور پر رہنے کا موقع ملا اور اب بھی بڑے اہم عہدے پر فائز تھیں اور انہوں نے باتوں باتوں میں جب اپنا تعارف کروایا تو پتا چلا کہ ایک Nun School میں امکانی طور پر ایک Nun بننے کے لئے وہ داخل ہوئی تھیں اور چونکہ عیسائیت کے متعلق وہ بے تکلف سوال کیا کرتی تھیں۔ اس لئے وہ ایک پسندیدہ طالب علم نہ بنیں اور یہ کورس مکمل کرنے کے بعد وہ باقاعدہ یونیورسٹی میں داخل ہوئیں اور اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ ان کے بیان کے مطابق وہ عیسائی تو ضرور ہیں لیکن عیسائیت کی بہت سی ایسی تعلیمات جو ان کے دماغ کو مطمئن نہیں کرسکتی تھیں اس کی وہ قائل نہیں رہیں۔ جب میں نے اسلامی تعلیمات کے متعلق ان کو بتایا اور

اسلام کے عمومی رجحانات کے متعلق بتایا تو حیرت انگیز طور پر متاثر ہوئیں اور انہوں نے کہا کہ آج کا دن میرے لئے بڑا خوش قسمت دن ہے مجھے آج پہلی دفعہ اسلام کی سچی تعلیم کا علم حاصل ہوا ہے۔ یہ ایک نمونے کا ردعمل ہے جو سب نے اسی طرح دکھایا۔

ایک اور بڑی اہم تقریب Porto میں جو یہاں کا دوسرا بڑا اہم شہر ہے اور تجارتی لحاظ سے پہلا اہم شہر ہے۔ وہاں کی سب سے زیادہ معزز کلب جس کے دو ہزار ممبر ہیں ان کے پریذیڈنٹ نے پہلے ہمیں لنچ دیا۔ پھر اس کے بعد رات کو ایک ڈنر دیا جس میں بہت شہر کے بڑے بڑے معززین اور اسسٹنٹ گورنر بھی شامل ہوئے اور بہت ہی بارونق محفل رہی۔ اس کے بعد مجھے کلب کے ہال میں تقریر کا موقع دیا گیا۔ جس کا موضوع یہ تھا کہ ''اسلام انسان کے بنیادی حقوق کے متعلق کیا رائے رکھتا ہے'' چنانچہ میں نے مختلف پہلوؤں سے اسلام کی بنیادی حقوق کی تعلیم کا ذکر کیا تو اس کے بعد جو دوست ملے ہیں انہوں نے بہت ہی خوشی اور محبت کا اظہار کیا بلکہ ایک ممبر پارلیمنٹ Brito صاحب نے یہ اصرار کیا کہ انہیں اس کی کیسٹ مہیا کی جائے کیونکہ وہ اپنے دوستوں میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ تو یہ سارے امور ایسے ہیں جن پر ہمارا کچھ اختیار نہیں تھا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں کے اونچے طبقے تک اسلام کا صحیح پیغام پہنچانے کے ذریعے خدا تعالیٰ نے مہیا فرمائے اور ان ذریعوں میں سے ہمیں بھی ایک ذریعہ بنا دیا۔

ان ذریعوں میں جو مقامی طور پر احمدیوں کو خاص سعادت نصیب ہوئی ہے ان میں مکرم کرم الٰہی ظفر صاحب کا خاندان حسب سابق، اپنی سابقہ سپین کی روایات کے مطابق بہت مستعدی سے ہر پہلو سے ہر خدمت کے میدان میں صف اول میں رہا ہے اور ان کی ایک بیٹی طاہرہ بھی اپنی بڑی بہن کی روایات کو قائم رکھتے ہوئے جنہوں نے سپین کی تقریبات میں غیر معمولی محنت کی تھی اسی شان کے ساتھ محنت کر کے جماعت احمدیہ کی تقریبات کو کامیاب کرانے میں، اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے ایک تاریخی سعادت حاصل کی ہے۔ پس ایک مبلغ نہیں بلکہ اس مبلغ کا سارا خاندان ہی مبلغ ہے۔ اور جو مخلص احمدی یہاں ملے ہیں ان کے اندر میں نے یہ صلاحیتیں دیکھی ہیں کہ اگر انہیں باقاعدہ مستعد کیا جائے تو وسیع پیمانے پر تبلیغ کے نئے رستے کھل سکتے ہیں چنانچہ ان کے ساتھ جو مجالس ہوئیں ان میں اس موضوع پر گفتگو ہوئی اور میں یہ اندازہ کرتا ہوں اور خدا تعالیٰ سے توقع رکھتا ہوں کہ میرا یہ اندازہ درست ہوگا اور وہ ایک نیا ولولہ لے کر نئے عزم لے کر اسلام کی تبلیغ کو پھیلانے کے لئے مستعد ہو چکے ہیں

اور ان کی آنکھوں میں ان کی طرز میں ایسے ولولے میں نے دیکھے ہیں جس سے میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ آئندہ جب بھی خدا یہاں آنے کی توفیق دے گا اس سے پہلے یہ جماعت جو چند نفوس پر مشتمل ہے سینکڑوں بلکہ ہزار ہا نفوس تک پھیل چکی ہو گی۔

صرف اب ایک مسئلہ یہاں باقی ہے کہ ابھی تک ہمیں باقاعدہ مسجد کے لئے زمین دستیاب نہیں ہو سکی۔ جو جگہ مشن کے طور پر خریدی گئی ہے وہ سر دست اس چھوٹی جماعت کے لئے تو کافی ہے لیکن آئندہ جیسا کہ میں توقعات کا اظہار کیا ہے ضروریات کے لئے بالکل ناکافی ثابت ہو گی اور میری دعا یہ ہے کہ بہت جلد ناکافی ہو جائے اور اس عرصہ میں خدا تعالیٰ ہمیں ایک بہت عمدہ، بڑی وسیع زمین بھی مہیا فرما دے۔ آمین

جو Reception جماعت کی طرف سے کل یہاں دی گئی تھی اس Reception میں دنیا کے مختلف ممالک کے اور بعض بہت اہم ممالک کے سفارت کار بھی شریک ہوئے اور ان سے گفت و شنید کے دوران ان کے ممالک میں بھی تبلیغ کے نئے رستے نکلے بلکہ ایک ملک کے سفیر نے تو تقریب کے معاً بعد فون کر کے اس خواہش کا اصرار سے اظہار کیا کہ میں دوبارہ ملنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ ان کے سفارت خانے جا کر ان سے گفتگو ہوئی اور اس سے مجھے یہ اندازہ ہے بڑی احتیاط کے ساتھ وہ وعدے کر رہے تھے لیکن ان کی طرز سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ بڑے مخلصانہ طور پر وہ اپنے ملک میں احمدیت کی تعلیم کی اشاعت چاہتے ہیں۔ وعدے اس لئے نہیں کرتے کہ ممکن ہے کہ ان کی حکومت اس طرح ان کے ساتھ تعاون نہ کرے جس طرح وہ چاہتے ہیں لیکن ان کے محتاط الفاظ سے ایک بات قطعی طور پر ثابت ہو رہی تھی کہ وہ اپنی ذات میں عزم رکھتے ہیں اور چونکہ اسی ملک کے ایک اور سفیر نے بھی پہلے رابطہ کیا تھا اور اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا تھا اس لئے میں امید رکھتا ہوں کہ ان دونوں سفراء کی کوششیں انشاء اللہ بار آور ثابت ہوں گی اور اگر جماعت دعاؤں میں مشغول رہے اور اللہ تعالیٰ سے غیبی امداد طلب کرتی رہے تو ایک تقریب کئی اور تقریبات کے راستے کھول دیتی ہے اور ایک ملک میں مقبولیت کئی اور ملکوں میں مقبولیت کے سامان مہیا کر دیا کرتی ہے۔ اس طرح ہمارے دروازے اور میدانوں میں کھلتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں صرف یہ ایک فکر لاحق ہوتی ہے کہ نئے تقاضوں کو ہم پورا کرنے کے اہل ثابت ہوں گے یا نہیں اور ان نئی ذمہ داریوں کو کما حقہ ادا کر سکیں گے کہ نہیں لیکن چونکہ یہ دروازوں کے کھلنے کا جو سلسلہ جاری ہوا ہے یہ بھی ہماری کوششوں سے نہیں بلکہ محض اللہ کے فضل کے ساتھ جاری ہوا ہے اس لئے میں امید رکھتا ہوں کہ وہی فضل ہمارا حامی و مددگار ہو گا اور ان نئے

تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے ہمیں نئی جوان ہمتیں عطا کرے گا، نئے حوصلے بخشے گا، نیا استحکام جماعت کو عطا کرے گا اور جو نئی زمینیں ہم اسلام کے لئے فتح کریں گے ساتھ ساتھ ان کو مستحکم کرتے چلے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق بخشے۔ جماعت احمدیہ کے لئے ساری عالمگیر جماعت احمدیہ کے لئے بہت سی خوشخبریاں ہیں جو ظاہر ہو چکی ہیں اور بہت سی ظاہر ہو رہی ہیں اور اس جوبلی کے سال کا پھل ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کثرت سے کھا رہے ہیں کہ دشمن کے لئے سوائے حسرت اور ناکامی اور دانت پیسنے کے کچھ بھی باقی نہیں رہا۔

اللہ تعالیٰ دشمن کے اس بڑھتے ہوئے غیظ و غضب کو ہمارے لئے مزید فضلوں کا موجب بنا دے اور اس کا جو دکھ جو تکلیف جماعت کو پہنچی ہے اپنے فضل سے اس کثرت سے برکتیں نازل فرمائے کہ وہ دکھ راستہ چلتے ہوئے ایک معمولی سے کانٹے کے دکھ سے بھی کم حیثیت کا دکھ رہ جائے اور خدا کے فضل ہمیں ہر آن ہر پہلو سے بڑھاتے چلے جائیں۔ (آمین)

(خطبہ جمعہ 9/مارچ 1990ء فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ بمقام Caia پرتگال)

خطبہ جمعہ 23/مارچ 1990ء میں دورہ پرتگال کا ذکر

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 23مارچ 1990ء کے خطبہ جمعہ میں اپنے دورہ پرتگال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

”دو تین تازہ باتیں ہیں جو اس سلسلے میں آپ کے سامنے بیان کرنی تھیں۔ ایک تو اس سفر سے تعلق رکھتی ہے جو ابھی میں نے حال ہی میں کیا اور گزشتہ سال تشکر کے سال کا یہ آخری سفر تھا جس میں فرانس سے گذرتے ہوئے پہلے تو پرتگال گئے اور پھر پرتگال سے سپین اور سپین سے پھر واپس فرانس کے راستے واپس پہنچے۔ پرتگال جیسا کہ آپ جانتے ہیں ایک ایسا ملک ہے جہاں صرف دو سال پہلے ایک مبلغ کو بھیجا گیا تھا مولانا کرم الٰہی صاحب ظفر کو اور جیسے وہ درویش صفت انسان ہیں اُسی طرح کے وہ دُعا گو بھی ہیں اور بہت دُعائیں کر کے کام کرنے والے ہیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اُن کی دعاؤں کو پھل لگایا اور اس وقت تک جب میں گیا ہوں خدا تعالیٰ کے فضل سے نو بیعتیں وہاں ہو چکی تھیں اور ان نو میں آگے پھر پھیلنے کا جذبہ پایا جاتا تھا۔ ان میں سے ایک جو خالص پرتگالی نسل کے تھے وہ دیکھنے میں بالکل سادہ اور یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ وہ جذباتی ہوں گے لیکن ان کی شخصیت کے اندر چھپے ہوئے بعض ایسے

خواص تھے جو رفتہ رفتہ ظاہر ہونے شروع ہوئے۔ بہت کم گو اور اپنے جذبات کو ضائع نہ کرنے والا مزاج تھا لیکن جب ان سے رخصت ہو کر ہم سپین پہنچے تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہاں وہ استقبال کے لئے کھڑے تھے۔ جو ان کی زبان جانتے تھے میں نے اُن سے کہا کہ پوچھو کہ ہم ان کو الوداع کہہ کے آئے تھے اور انہوں نے ہمیں رخصت کیا تھا یہ یہاں کہاں سے آگئے؟ اُنہوں نے کہا کہ یہ تو آپ سے پہلے سے یہاں پہ پہنچے ہوئے ہیں۔ آگے انہوں نے ہمیں یہ بتایا کہ رخصت کر کے مجھے بے چینی لگ گئی اور میں نے کہا کہ جب تک میرا بس ہے میں ساتھ ضرور دوں گا۔ چنانچہ جاتے ہی وہاں جو استقبال کی تیاریاں تھیں اُن میں سب سے زیادہ اُنہوں نے محنت کی۔ جو جھنڈیاں لگائیں اُنہوں نے لگائیں، جھاڑو اپنے ہاتھ سے دیئے اور حیرت انگیز اخلاص کا اظہار کیا جس سے سپین کی جماعت کو بھی بڑی روحانی تقویت ملی۔ جو دوسرے ممالک سے تعلق رکھنے والے بعض افریقن ممالک کے دوست تھے جو پرتگیزی اثر کے نیچے ہیں ان میں بھی میں نے بہت ہی جذبہ دیکھا اور تمام پرتگال کے معززین کی بہترین نمائندگی ہماری ریسپشن (Reception) میں ہوئی۔ اس سلسلہ میں مَیں گزشتہ خطبے میں کچھ ذکر کر چکا ہوں ان باتوں کو دہرانے کی ضرورت نہیں لیکن یہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں زمین تیار ہے اور بہت تیزی سے جماعت احمدیہ کی محبت بڑھ رہی ہے۔ ٹیلی ویژن نے، ریڈیو نے، اخبارات نے جماعت احمدیہ کے چرچے کئے اور جہاں جہاں بھی ہم ٹھہرے اور جہاں جہاں بھی ہمارے رابطے ہوئے وہاں ہم نے غیر معمولی محبت، جوابی محبت کو اُبھرتے ہوئے دیکھا اور خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایسے رابطے پیدا ہوئے جن سے انشاء اللہ تعالیٰ نہ صرف اُس ملک میں بلکہ اور بھی دوسرے ملکوں میں احمدیت کی داغ بیل ڈالنے کے امکانات روشن ہوئے ہیں۔ مثلاً ہماری ریسپشن میں وہاں کی تمام پارٹیوں کے نمائندگان شامل تھے اور مقامی طور پر حکومت کے نمائندگان اور معزز شخصیتیں بھی لیکن اس کے علاوہ بہت سے دیگر ممالک کے ایمبیسیڈرز تشریف لائے ہوئے تھے اور اُن ایمبیسیڈرز نے جس طرح سوال وجواب میں حصہ لیا اور اُس کے بعد جس محبت سے اظہار کیا ہے اُس کو دیکھ کر یقین نہیں آتا تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ کیونکہ جماعت احمدیہ تو بالکل غیر معروف تھی، کسی کو کانوں کان بھی خبر نہیں تھی کہ جماعت احمدیہ کوئی موجود ہے لیکن دیکھتے دیکھتے ساری فضا پلٹ گئی۔ کوئی ریڈیو سے رابطہ نہیں تھا لیکن کیونکہ ایسی مجلس جس میں معززین تشریف لائیں وہاں ٹیلی ویژن اور ریڈیو کو خود بخود دلچسپی پیدا ہو جاتی ہے اس لئے نیشنل ٹیلی ویژن کی ایک نمائندہ وہاں تشریف لائی ہوئی تھی انہوں نے ساری تقریب کی کاروائی کو ٹیلی وائز کیا اور پھر ہمیں بتایا کہ کل یہ فلاں وقت نشر ہو گی اور یہ بھی وعدہ کیا کہ میں اس کی مکمل کاپی آپ کو دے دوں گی تاکہ آپ بھی اس

سے استفادہ کریں۔ بعض ایمبیسیڈرز نے تو دونوں ہاتھوں سے میرا ہاتھ پکڑ کر جانے سے پہلے بارہا یہ کہا کہ I am deeply touched کہ میرے دل میں گہرائی تک اثر ہو گیا ہے اور وہ ہاتھ ہی نہیں چھوڑتے تھے، زیادہ انگریزی نہیں آتی تھی یہی فقرہ بار بار کہے جاتے تھے اور پھر اپنے کارڈز دیئے اور آئندہ مستقل تعلق رکھنے کی تاکید کی۔ ایک ایمبیسیڈر صاحب کا وہاں جہاں مشن ہاؤس میں ہمارا قیام تھا وہاں پہنچتے پہنچتے فون آگیا کہ میں تو دوبارہ ملنا چاہتا ہوں۔ مجھے آپ دوبارہ وقت دیں چنانچہ دوسرے روز پھر ہم اُن کے ہاں حاضر ہوئے اور بڑی محبت کے ماحول میں گفتگو ہوئی جو موضوع تھا گفتگو کا وہ یہ تھا کہ ہمارے ملک میں آپ جلدی پہنچیں اور کس طرح پہنچیں؟ اس سلسلے میں انہوں نے مجھ سے باتیں کیں کہ میں مدد کرنا چاہتا ہوں اور اگر آپ آنا چاہیں دروازے کھلے ہیں اور میں اپنی حکومت سے رابطہ کرتا ہوں میں یہ وعدہ تو نہیں کر سکتا کہ میں سو فیصدی کامیاب ہو جاؤں گا لیکن میں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ اپنی انتہائی کوشش ضرور کروں گا کیونکہ انہوں نے بتایا کہ میرے نزدیک ہمارے ملک کو جماعت احمدیہ کی ضرورت ہے۔ چنانچہ وہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل تھا ورنہ انسان کہاں یہ تبدیلیاں دلوں میں پیدا کر سکتا ہے۔ یہ اُس خاص سال کی برکت ہی ہے جسے جشن تشکر کا سال کہتے ہیں اور چونکہ وہ مباہلے کا بھی سال تھا اس لئے خدا تعالیٰ نے اس دہری برکتیں دی ہیں، غیر معمولی کامیابیاں نصیب ہوئی ہیں۔“

(خطبہ جمعہ 23 مارچ 1990ء فرمودہ حضرت مرزا طاہر احمد، خلیفۃ المسیح الرابع رح)

جہاں زمین ختم ہوتی ہے اور سمندر شروع ہوتا ہے

(Cabo de Roca کابو دی روکا) پرتگال اور براعظم یورپ کا سب سے مغربی مقام ہے جس کے بعد بحر اوقیانوس شروع ہوتا ہے اور امریکہ سے جا ملتا ہے۔ یہ مقام Serra de Sintra کے پہاڑی سلسلہ کا انتہائی مغربی کنارہ ہے جو بالآخر بحر اوقیانوس میں ڈوب جاتا ہے۔ یہاں پر نصب ایک تختی پر یہ الفاظ تحریر ہیں۔

“Onde a terra se acaba e o mar começa”

جہاں زمین ختم ہوتی ہے اور سمندر شروع ہوتا ہے۔

یہ الفاظ پرتگالی زبان کے مشہور شاعر Luís Vaz de Camões کی شہرۂ آفاق شاعری کا ایک مصرعہ ہے جس کا سیاق و سباق پرتگیزیوں خاص طور پر پرتگیزی عورتوں کے ان جذبات کی عکاسی کرتا ہے جن کے کچھ پیارے نئی دنیاؤں کو دریافت کرنے کی دھن میں اور کچھ جنگوں میں ہیرو بننے کا عزم لے کر اسی سمندر کی بے پناہ وسعتوں میں ہی کھو گئے اور پھر کبھی لوٹ نہ سکے۔ اس مصرعہ میں پنہاں کرب کا اندازہ یہاں کے لوک گانوں اور موسیقی سے بھی ہوتا ہے جو Fado کے نام سے موسوم ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کو الہاماً بتایا تھا کہ ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' اور اسی کے فضل اور قدرتوں کا یہ ثبوت ہے کہ یہ الہام دنیا کے ہر خطہ میں، ہر دور میں، ہر رنگ میں پورا ہوا۔ پرتگال بھی زمین کے کناروں میں سے ایک کنارہ ہے جہاں جماعتِ احمدیہ کا قیام 1987ء میں برازیل کی ایک احمدی خاتون محترمہ امینہ صاحبہ کے ذریعہ ہوا اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' اس ملک میں بھی پورا ہوا اور یہ سرزمین اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وارث ہوئی۔ پرتگال میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس پیغام کو پھیلانے والے پہلے مبلغ آپ کے ایک فدائی حضرت مولانا کرم الٰہی ظفر تھے جو 1988ء میں یہاں آپ کے سفیر کی حیثیت سے آئے اور آپ کے پیغام کو زمین کے اس کنارہ تک پہنچانے کے گواہ بنے۔ اور پھر بعد میں مارچ 1990ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے ورودِ مسعود کے ذریعے اس سرزمین کو عزت بخشی۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 10 ستمبر 2022ء)

(31)

دنیا کا کنارہ فن لینڈ

حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں اور وفات پر فن لینڈ کے اخبارات میں ذکر



(طاہر احمد۔ فن لینڈ)

خاکسار کا اس سے قبل ایک مضمون مورخہ 6 جون 2020ء کے شمارہ میں ''فن لینڈ میں احمدیت کی ابتدائی تاریخ'' کے عنوان سے چھپ چکا ہے جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں آپؓ کی حضرت چوہدری ظفر اللہ خانؓ کے ساتھ خط وکتابت اور حضرت چوہدری صاحب رضی اللہ عنہ کی فن لینڈ میں تبلیغ کا ذکر تھا۔ خاکسار کو اپنی کسی ریسرچ کے سلسلے میں فن لینڈ کی نیشنل لائبریری کی آرکائیوز کو کنگھالنا پڑا تو ایک موقع پر خوشگوار حیرت نے جکڑ لیا پھر مزید تحقیق کی تو اللہ کی حمد سے دل بھر گیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہاماً یہ فرمایا تھا کہ ”مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ (الحکم مورخہ 27 مارچ و 12 اپریل 1898ء جلد 2 نمبر 5-6 صفحہ 13)۔ اور پھر یہ بھی فرمایا کہ ”خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔“

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 648)

اور یقیناً یقیناً اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی تبلیغ کو ہر سمت تک پہنچا دیا اور پہنچا رہا ہے کیونکہ وہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ اللہ کے اس وعدہ کے ایفا کی مثالیں فن لینڈ کے اخبارات میں بھی نظر آتی ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی زندگی ہی میں قادیان سے تقریباً 5000 کلو میٹر دور آپؑ کا ذکر یہاں تک پہنچا دیا تھا اور کس طرح آپؑ کی وفات پر بھی آپؑ اور آپ علیہ السلام کے مشن (جو اللہ کی توحید کے قیام اور اسلام کے احیاء کا مشن ہے) کا ذکر فن لینڈ کے اخبارات میں ہوا۔ تاریخ کے یہ انمول موتی خاکسار قارئین الفضل کی خدمت میں پیش کرتا ہے (خاکسار کے مطابق یہ معلومات اس سے پہلے جماعتی ریکارڈ میں نہیں ہیں)۔

پگٹ کو تنبیہ کی خبر

خاکسار کی تحقیق کے مطابق سب سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر فن لینڈ کے سویڈش زبان کے اخبار "فولکت" نے شائع کیا تھا۔ فن لینڈ حضرت مسیح موعودؑ کے دور میں روس کا حصہ تھا (1809ء-1917ء) لیکن اس سے پہلے تقریباً 700 سال یہ سویڈن کے زیرِ نگیں رہا جس کی وجہ سے اُس وقت تک بھی سویڈیش اثرات اور زبان کا کافی اثر تھا اور سویڈیش پریس و اخبارات فنش اخبارات کی نسبت زیادہ ترقی یافتہ تھیں۔ جب حضرت مسیح موعودؑ نے جان ہیو پگٹ کے دعویٰ کو چیلنج کیا اور اُس کو تنبیہ کی تو اخبار نے اپنے 1903ء کے فروری کے شمارہ میں "مقابلہ مسیحیت" کے عنوان کے تحت جن الفاظ کے ساتھ آپؑ کا تعارف کرایا وہ بذاتِ خود ایک نشان ہے، اخبار لکھتا ہے۔

”مسٹر سمتھ پگٹ، جنہوں نے کچھ ماہ قبل یہ اعلان کیا تھا کہ وہ مسیحا ہیں، انگلینڈ میں مکمل طور پر گمنامی میں کھو چکے ہیں، لیکن ان کا بھارت میں حریف ہے جو اس پر نگاہ رکھے ہوئے ہے۔ پنجاب کے شہر قادیان سے تعلق رکھنے والے مرزا

غلام احمد نے ایک پرچہ جاری کیا ہے جس میں انہوں نے مسٹر پگٹ پر توہین رسالت کا الزام لگایا ہے۔ مرزا غلام احمد لکھتے ہیں، ''میں سچا مسیحا ہوں، زمین پر خدا کی عظمت کا اعلان کرنے آیا ہوں''۔ لگتا ہے کہ وہ ایک قسم کے کھیلوں کے کھلاڑی ہیں۔۔۔۔''

(اخبار Folket مورخہ 6 فروری 1903ء شمارہ نمبر 6)

''کیا دنیا کو محمڈن (مسلمانوں) سے خطرہ لاحق ہے؟''

ایک اور سویڈش اخبار Åbo Tidning نے اپنے جون 1905ء کے شمارہ میں ایک تفصیلی سیاسی تجزیہ شائع کیا جس کا عنوان تھا ''کیا دنیا کو محمڈن سے خطرہ لاحق ہے؟'' (قارئین کے لیے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ اس وقت خصوصاً مسلمانوں کے لیے لفظ ''محمڈن'' کا استعمال عام تھا۔) اس مضمون میں اخبار نے مغربی اقوام جو کہ پوری دنیا میں اکثر مقامات پر قابض تھیں یا اثر و رسوخ رکھتی تھیں کو مسلمانوں یا مسلمان تحریکوں و اقوام سے درپیش خطرات کا تجزیہ پیش کیا ہے۔ اس تفصیلی مضمون سے چیدہ چیدہ حصے پیش خدمت ہیں۔

اخبار آرٹیکل کے شروع میں لکھتا ہے کہ، جس طرح غیر معمولی طور پر مبالغہ کی حد تک یہ خیال کیا جاتا ہے کہ مغرب کو ''ییلو ڈینجر (Yellow Peril)'' سے بہت خطرہ ہے اسی طرح اب یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ محمڈن خطرہ تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ مزید لکھتا ہے

اس طرح یہ کہا گیا ہے کہ ایک مقدس جنگ، ''جہاد''، اسلامی نظریے کا مرکزی نقطہ ہو گا، ایسا کہ اس طرح کی جنگ شاید ایشیاء اور افریقہ، دونوں خطوں سے یوروپینز (Europeans) کو مکمل طور پر بے دخل کرنے پر منتج ہو گی۔ پھر مزید یہ لکھتا ہے کہ

ایک امریکی سائنس دان، Crawford. H. Toy، جو ہارورڈ یونیورسٹی کے اورینٹل زبانوں کے پروفیسر ہیں، نے اب اس کے خلاف بات کی ہے اور یہ دکھانا چاہا ہے کہ اس خطرے کو بھی بہت زیادہ بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا ہے۔ ''وہ توجہ دلاتے ہوئے کہتے ہیں کہ عربی زبان کے لفظ "جہاد" کا مطلب مقدس جنگ نہیں ہے۔ اس کا مطلب ایک مسلح کوشش ہو سکتی ہے، لیکن اس کے عام معنی نفس مطمئنہ کے حصول کی سنجیدہ کوشش کرنا......... یہ قرآن مجید میں

36 مرتبہ آیا ہے، اور اکثر مواقع پر یہ واضح طور پر جنگ کے حوالہ سے نہیں آیا بلکہ اس کا ترجمہ "کوشش" کے طور پر کیا جانا چاہئے۔"

آنحضرتؐ کے اسوہ اور طرزِ عمل کے بارے میں، Crawford. H.Toy کے حوالے سے اخبار کی گواہی

"محمد (ﷺ) نے خود مخالف لوگوں پر بلا اشتعال حملے نہیں کئے، اور زیادہ تر معاملات میں محمڈن فاتحوں نے مظلوم لوگوں کو اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا، بلکہ انھیں اجازت دی کہ وہ جہاں چاہتے ہیں اپنا اعتقاد برقرار رکھیں۔ یہ اُن عیسائی مبلغین کے بالکل برعکس ہے، مثال کے طور پر جیسا کہ کارل دی گریٹ جیسے جس نے "Saxons" کو بڑی تعداد میں قتل کر کے اور بچ جانے والوں کو غلاموں میں تبدیل کر کے انہیں "convert" کیا۔"

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

اس کے بعد مصنف ترکی، مصر، مراکش، عرب، فارس اور افغانستان کا جیو پولیٹیکل تجزیہ کرنے کے بعد انڈیا کے بارے میں کہتا ہے۔

"محمڈن (مسلمانوں) کی آبادی کے لحاظ سے ہندوستان دنیا میں سب سے زیادہ گنجان آباد ہے۔ لیکن ہندوستانی محمڈن کی کوئی سیاسی تنظیم نہیں ہے، اور وہ انگریزی تاج کے ماتحت وفادار رعایا دکھائی دیتے ہیں۔" پھر مزید لکھتا ہے کہ

حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ کا بیان اور آپؑ کی امن پسندی کا اخبار کا اعتراف

"ہندوستان کے محمڈن (مسلمانوں) کے معاملے میں، یہ بات قابل ذکر ہے کہ حال ہی میں ظاہر ہوئے مسیحا، مرزا غلام احمد نے "Review Of Religions" کے ایک آرٹیکل میں بہت ہی جوش کے ساتھ اس بات پر زور دیا ہے کہ وہ بھی پہلے مسیحا کی طرح، امن کی تبلیغ اور تمام جنگ کو ختم کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔ نئے نبی لکھتے ہیں، "آج کوئی مہذب قوم مذہبی معاملات پر تلوار نہیں پکڑتی"، "خونی مہدی پر یقین رکھنا خدائی مرضی کے منافی

ہے۔" اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہ جنگ کے فن میں عیسائی قومیں مسلمانوں سے بہت آگے ہیں کو بطور ایک ثبوت دیکھتے ہیں کہ خدا نہیں چاہتا کہ اسلام جنگ کے ذریعے پھیل جائے۔"

(اخبار Åbo Tidning، جون 1909، شمارہ 154)

رجسٹر روایت میں شیخ عبد الکریم صاحب ولد شیخ غلام محمد صاحب جلد ساز کراچی، صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روایت اور اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئی درج ہے کہ 1904ء میں ایک روز سیر کے موقعہ پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"میں اپنی جماعت کو رشیا کے علاقہ میں ریت کی مانند دیکھتا ہوں۔"

(رجسٹر روایات صحابہ جلد 13 صفحہ 114)

حضرت مسیح موعودؑ نے جب یہ فرمایا تھا تو تب فن لینڈ بھی رشیا کا ہی ایک خود مختار علاقہ تھا اور تب تک آزاد نہیں ہوا تھا اور Nicholas II زارِ روس کی بادشاہت تھی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس پیشگوئی کو فن لینڈ کے حق میں بھی پورا فرمائے اور ہمیں بھی اس کام کی تکمیل میں اپنا بھرپور حصہ ڈالنے کی توفیق بخشے آمین۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر اخبارات میں خبریں

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی وفات کی خبر نے پوری دنیا کو اپنی طرف متوجہ کیا تھا اور اخبارات اور سرکردہ لوگ بلا تفریق مذہب یہ لکھنے اور کہنے پر مجبور ہو گئے تھے کہ ایک عظیم شخصیت اب اس دنیا سے کُوچ کر گئی ہے۔ خاکسار کی تحقیق کے مطابق فن لینڈ کے کم از کم 4 سویڈیش اخبارات نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر خبریں یا کالم لکھے۔ فن لینڈ کے دارالحکومت سے تب سب سے زیادہ شائع ہونے والے اخبار "Hufvudstadsbladet" جو کے آج تک شائع ہورہا ہے، نے کچھ اس طرح خبر شائع کی:

"ہندوستان میں محمڈن مسیحا، ایک "مہدی" مرزا غلام احمد خان (خان شاید غلطی سے اخبار نے ساتھ لگا دیا ہے۔ مصنف) نام کے، حال ہی میں لاہور میں وفات پا گئے جہاں وہ بنیادی طور پر اسلامی دنیا کی احمدیہ اسکیم کے سربراہ کی حیثیت سے سرگرم تھے۔ یہ شخص جس کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ خدا کی طرف سے اُس سچے عقیدے کی تبلیغ کے لئے زمین پر بھیجا گیا تھا جسے یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمان نے مسخ کر دیا تھا۔ یہ ہندوستان میں پیدا ہوئے لیکن اُن کے

آباء سمرقند سے ہجرت کر کے وہاں آئے تھے۔ اُنہوں نے کچھ مدت تک حکومت کی نوکری کی لیکن اپنی مذہبی تبلیغ کی خاطر استعفیٰ دے دیا۔ اُنہوں نے بہت ساری کتابیں اور پرچے لکھے اور شائع کیے جن میں انہوں نے اپنی تعلیمات بیان کیں۔۔۔۔۔ ان سب کے علاوہ وہ ایک اخبار کے ایڈیٹر بھی تھے یہاں تک کہ انہوں نے دو اخبار جس میں ایک انگریزی زبان میں ہے، شائع کیے۔

ان کی معلومات کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام فلسطین کے علاقہ ''Nazareth'' میں نہیں مرے تھے بلکہ اُنہیں صلیب سے زندہ اتارا گیا تھا اور پھر انہوں نے مشرق کے راستے کا سفر کیا اور آخر کار کشمیر کے دارالحکومت سری نگر میں وفات پائی۔ عیسیٰؑ موسیٰؑ کا مسیحا تھا اور مرزاؑ محمد (ﷺ) کا مسیحا تھا۔

زیادہ تر مسلمان اس مبلغ کو بنیادی عقیدے سے ہٹا ہوا خیال کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود انہوں نے اپنے ارد گرد پیروکاروں کی ایک جماعت جمع کر لی جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اُن کی تعداد 70,000 سے 80,000 افراد کے درمیان ہے۔ خود لاہور میں 10,000 پیروکار ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ مرزا مستقبل کے واقعات کی پیش گوئی کر سکتے تھے اور معجزوں کا مظاہرہ کر سکتے تھے۔ ایک انگریز جو کہ اُن کو ملا تھا، نے اُن کو ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ شخص قرار دیا اور اُن کو تیز ذہن کے ساتھ ایک قابلِ احترام مظہر (phenomenon) بیان کیا ہے۔ حکام نے اُنہیں آزادانہ طور پر تبلیغ کرنے کی اجازت دی ہوئی تھی کیوں کہ وہ ایک انتہائی امن پسند انسان تھے اور انہوں نے اپنے پیروکاروں کو ہمیشہ حکومتی قوانین کی تعمیل کرنے کی تعلیم دی۔ وفات کے وقت اُن کی عمر تقریباً 70 سال تھی۔''

(اخبار Hufvudstadsbladet مؤرخہ 26 جون 1908ء شمارہ 171)

اِس کے علاوہ اخبار Nya Pressen نے بھی یہ خبر من و عن انہی الفاظ کے ساتھ اپنے شمارہ مؤرخہ 27 جون 1908ء میں شائع کی۔

ایک اور اخبار نے بھی مندرجہ ذیل اضافے کے ساتھ تقریباً اُنہیں الفاظ کے ساتھ یہ خبر شائع کی: ''کہا جاتا ہے کہ مرزاؑ مستقبل کے واقعات کی پیش گوئی کر سکتے تھے اور عیسیٰؑ سے بھی زیادہ عجیب معجزوں کا مظاہرہ کر سکتے تھے۔''

(اخبار Åbo Underrättelser مؤرخہ 28 جون 1908ء)

اسی طرح ایک اور اخبار نے بھی کم و بیش انہیں الفاظ میں لکھا:

”کہا جاتا ہے کہ مرزاؑ مستقبل کے واقعات کی پیش گوئی کر سکتے تھے اور عیسیٰؑ سے بھی زیادہ عجیب معجزوں کا مظاہرہ کر سکتے تھے۔ ایک انگریز جو کہ اُن کو ملا تھا، نے اُن کو ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ شخص قرار دیا اور اُن کو تیز ذہن کے ساتھ ایک قابلِ احترام مظہر بیان کیا اور مقناطیسی شخصیت قرار دیا۔ حکام نے اُنہیں آزادانہ طور پر تبلیغ کرنے کی اجازت دی ہوئی تھی کیوں کہ وہ ایک انتہائی امن پسند انسان تھے اور انہوں نے اپنے پیروکاروں کو ہمیشہ حکومتی قوانین کی تعمیل کرنے کی تعلیم دی۔ وفات کے وقت اُن کی عمر تقریباً 70 سال تھی۔“

(اخبار Syd Österbotten مؤرخہ 30 جون 1908ء)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام وَ اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتۡ یعنی اور جب صحیفے نشر کئے جائیں گے (التکویر:11) کے ذکر میں فرماتے ہیں:

”دیکھو کس قدر پریس ہیں جو ہندوستان اور دوسرے ملکوں میں پائے جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے تا وہ ہمارے کام میں ہماری مدد کرے اور ہمارے دین اور ہماری کتابوں کو پھیلائے اور ہمارے معارف کو ہر قوم تک پہنچائے تا وہ ان کی طرف کان دھریں اور ہدایت پائیں۔“

(عربی عبارت کا اردو ترجمہ کتاب آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 473)

”ایسا ہی طلوع شمس کا جو مغرب کی طرف سے ہو گا۔ ہم اسپر بہر حال ایمان لاتے ہیں لیکن اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا وہ یہ ہے جو مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کفر و ضلالت میں ہیں آفتاب صداقت سے منوّر کئے جائیں گے اور اُن کو اسلام سے حصّہ ملے گا۔“

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ 515 مطبوعہ 1891ء۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 376 اور 377)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان مغربی اقوام میں اللہ کے پیغام کو پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ وہ جلد اسلام کے نور سے منور ہوں۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 05 جنوری 2021ء)

(32)

فِن لینڈ میں احمدیت کی ابتدائی تاریخ

(قسط2)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے دور میں حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خانؓ کی تبلیغ

فن لینڈ کی جغرافیائی اور معاشرتی تاریخ تو بہت پرانی ہے جو کہ قبل مسیح تک جا پہنچتی ہے۔ معلوم تاریخ میں 2 ادوار بہت اہمیت کے حامل ہیں اور ان ادوار کا بہت گہرا تعلق فن لینڈ کے کلچر میں نظر آتا ہے۔ تیرہویں صدی عیسوی سے انیسویں صدی کی ابتدا تک قریباً 500 سو سال سویڈش دورِ حکومت رہا اور 1809ء میں سویڈن اور روس کی جنگ کے بعد فن لینڈ روس کی حکومت میں چلا گیا اور یہاں زارِ روس کی حکومت قائم ہوئی جو کہ 100 سال سے زائد عرصہ تک رہی۔ آخر کار 1917ء میں فن لینڈ نے روس سے آزادی حاصل کی۔

یہ روسی دور حکومت ہی تھا جب پہلی بار اس سر زمین کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک جلیل القدر صحابیؓ کے قدموں کی برکت نصیب ہوئی اور خلیفۃ المسیح کی براہ راست دُعاؤں سے حصہ پایا۔

حضرت چوہدری سر محمد ظفر احمد خانؓ قانون کی اعلیٰ ڈگری حاصل کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی اجازت و دعا سے انگلینڈ تشریف لے گئے تھے۔ 1913ء کی موسمی تعطیلات میں آپ نے محترم شیخ محمد اکبر کے ہمراہ سویڈن، فن لینڈ اور رُوس کا دورہ کیا۔ اِس دورے کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ اور حضرت چوہدری صاحب کے درمیان جو خط و کتابت ہوئی وہ اخبار ''بدر'' میں شائع ہوئی جو درج ذیل ہے۔ یہ خط و کتابت حیاتِ نور میں بھی بہت تفصیل سے درج ہے۔

اسی دورے کا ذکر حضرت چوہدری صاحب رضی اللہ عنہ، پروفیسر وین وِل کاکس اور پروفیسر ایمبری کو انٹرویو دیتے ہوئے کرتے ہیں۔

"My hobby, while I was in England, now that I look back upon it, apparently was travel. During vacations, I always went on trips, and before I went home in october1914, I had traveled practically all over Europe, with the exception of the Iberian Peninsula and the Balkans. I had been as far afield as St. Petersburg, as it then was, in the summer of 1913, one year ahead of the war. It was also the tricentenary year of the Romanov dynasty. In Finland, I went all through the lakes up to the North, and did a very rash thing: I shot the rapids in the Ulea River."

Reminiscences Of Sir Muhammad Zafrulla Khan (Page 2)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ، کا خط حضرت چوہدری صاحب رضی اللہ عنہ، کے نام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

شیخ محمد اکبر صاحب کو محبت بھرا السلام علیکم۔ یہ مبارک دُعا ہے۔ افسوس ہندوستان کے مسلمان اس سے محروم ہو گئے۔ آہ! آہ! سیر میں کوئی دین و دنیا کا خیال رکھنا چاہئے۔ والّا فضول ہے۔ مسجد کی خبر مبارک ہو۔ فِن لینڈ میں گھنٹوں کے حساب سے نماز روزہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَ الْقَمَرَ قَدَّرْ نٰهُ مَنَازِلَ

یہ تقدیر منازل کا ارشاد ایسے بلاد کے واسطے ہے۔ پیارے غور کرو چھتیس کروڑ روپیہ سالانہ خرچ، چرچ آف انگلینڈ۔ اگر یہ لوگ مسیحی نہیں۔ تو اتنا روپیہ پانی کی طرح کیوں بہاتے ہیں۔ پھر اسلام کے مقابل انہی دو سالوں میں مراکش، طرابلس اور ترکی میں بلقان، اٹلی اور فرانس نے کیوں اس قدر خونریزی کی۔ تثلیث کی دلیل تو ہے ہی

نہیں۔ جس کا عقلمند کے سامنے اقرار کریں۔ مسیح موعود کے ساتھ اس مذہب کے زوال کے دن وابستہ ہیں۔ اندر سے کھوکھلے ہیں، اسلام کو بظاہر ماننے سے مضائقہ کرتے ہیں۔

آپ توحید کی تبلیغ کر دیا کریں۔ پنجابی، ہندوستانی طلباء کو بقدر طاقت، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا نام پہنچا دیں۔ اتنا ہی غنیمت ہے۔ نمازوں میں غفلت مت کرو۔ قرآن کریم ضرور پڑھو۔ دُعائیں بہت مانگو۔ وہ آپ کا جرمن دوست کیا ہوا۔ پھر آپ نے ان کا حال نہ لکھا تعجب ہے۔

والسلام

نورالدین 16 ستمبر 1913ء

جیسا کہ اوپر تحریر کیا جا چکا ہے کہ حضرت چوہدری ظفر اللہ خان رضی اللہ عنہ، نے سویڈن، فن لینڈ اور روس کا دورہ فرمایا تھا۔ اسی سلسلے میں ایک اور خط آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ، کی خدمت میں تحریر کیا۔ اس خط کی تفصیل پڑھتے ہوئے بے اختیار اللہ تعالیٰ کی حمد کی طرف دل پھر جاتا ہے اور حضرت مسیح موعودؑ کی قوت قدسیہ کا اندازہ ہوتا ہے کہ جس نے آنحضرت ﷺ کی فدائیت میں ایسا مقام پیدا کیا کہ صحابہؓ جیسے لوگ پیدا کر دیئے جن کے روئیں روئیں میں اسلام کی محبت اور تبلیغ کا جوش موجزن تھا۔

20سال عمر ہی کیا ہوتی ہے اور اس عمر میں اکثر تو لاپرواہی اور لااُبالی زندگی گزار رہے ہوتے ہیں۔ مگر جو خُدا کے لوگ ہوتے ہیں اور جن پر خُدا کے خلیفہ کی توجہ اور دُعا ہوتی ہے وہ ہر آن خُدا کے مشن کی ہی تکمیل چاہتے ہیں اور اُس کی بہتری کے لئے سوچتے رہتے ہیں اور ہر قربانی وغیرہ کے لئے اپنے آپ کو پیش کر دیتے ہیں۔ کچھ ایسا ہی ایک واقعہ حضرت چوہدری صاحب کی ایسی ہی کیفیت بیان کرتا ہے، یہ واقعہ میرے اس مضمون سے تو تعلق نہیں رکھتا مگر اس کے بعد جو ایک واقعہ بیان ہو گا اس پر مزید روشنی ضرور ڈالے گا۔ اپنے اگلے خط میں حضرت چوہدری صاحب رضی اللہ عنہ، انگلینڈ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”یہاں کچھ لوگ جو زیر تبلیغ ہیں۔ وہ اسلامی عمل کو سمجھنے کے خواہشمند ہیں اور ارکان اسلام معلوم کرنا اور سیکھنا چاہتے ہیں۔ اگر ایک چھوٹے سے انگریزی رسالے میں نماز کی دُعائیں، ان کا ترجمہ اور نماز کے اصول وضوابط تحریر کر دیئے جائیں تو بہت مفید رہے گا۔“

ساتھ ہی آپ نے لکھا کہ
”اگر غلام کی تجویز حضور پسند فرماویں اور اس کے متعلق حکم صادر فرماویں تو رسالہ کے اخراجات کے لئے 30 روپے ماہوار اپنے ماہانہ خرچ میں سے عاجز ارسال کر دے گا۔ میرے خیال میں ایسے رسالہ کی اس وقت انگلینڈ میں بہت ضرورت ہے۔“

فِن لینڈ کی ایک عورت کا ایمان افروز واقعہ

حیات نور میں درج ہے کہ اسی خط میں دوسری بات جس کا آپ نے خاص طور پر ذکر کیا وہ فن لینڈ کی ایک عورت کی اسلام سے دلچسپی ہے۔ اسے جب آپ نے اسلام کے سادہ اصول بتائے اور خوبیاں بیان کیں تو اس نے بے ساختہ کہا کہ اگر یہی اسلام ہے تو میں شاید مسلمان ہو جاؤں گی۔ آپ لکھتے ہیں کہ جب اس عورت سے آپ کی پہلی ملاقات ہوئی تو اس نے پہلے پہل تو سمجھا کہ یہ کوئی اَن پڑھ اور دیہاتی ہے۔ لیکن جب اس نے آپ سے گفتگو شروع کی تو وہ آپ کی معلومات کو سن کر حیران اور ششدر رہ گئی۔ کیونکہ جو بات وہ کہنا چاہتی تھی آپ اسے پہلے ہی بتا دیتے تھے۔ پھر جب اس نے آپ کے اطوار اور چال چلن پر غور کیا تو اسے اور بھی تعجب ہوا کہ آپ کے اخلاق اور یورپی اخلاق میں کس قدر فرق ہے۔ خصوصاً سفر میں جہازوں پر جب لڑکے اور لڑکیاں ملتے ہیں تو حیاء سوز حرکات کرتے ہیں۔ لیکن جب اس خاتون نے آپ کو دیکھا کہ یہ اس معاملہ میں بھی اوروں سے مختلف ہے تو اس پر بہت گہرا اثر ہوا تو اس نے آپ کی بہت عزت کرنا شروع کر دی اور برملا کہا۔

”اوّل اوّل تو میں نے آپ کی شخصیت کو نہیں پہچانا تھا۔ لیکن اب میں ہر وقت آپ سے ڈرتی ہوں کہ مبادا مجھ سے کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہو جائے جو آپ کے اعلیٰ اخلاق کے درجے تک نہ پہنچے۔“

پھر بعد میں ایک دفعہ آپ سے کہا کہ اگر کسی بچے کی تربیت میرے ہاتھ میں ہو تو میں تمہیں نمونہ بنا کر اس کی تربیت کروں اور جو عزت اور ادب تمہارا میری نگاہ میں ہے تم اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔

آپ بیان کرتے ہیں۔
”میں نے جواب دیا کہ اگر آپ کوئی خوبی مجھ میں دیکھتی ہیں تو وہ اس وجہ سے ہے کہ اسلام میرا دین ہے اور جو بُرائی مجھ میں ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ میں ابھی پورے طور پر اسلام پر عمل کرنے کے قابل نہیں ہوا۔“

اس کے بعد آپ لکھتے ہیں۔

اثنائے گفتگو میں میں نے حضرت صاحب اور حضور کا ذکر کیا اور حضرت صاحب کے دعاوی مختصراً بیان کئے۔ اب مجھ پر یہاں تک اعتماد ہو گیا تھا کہ میں جو کچھ کہتا تھا اسے صحیح تسلیم کر لیتی تھی اور اس پر غور کرتی تھی۔

لندن واپس پہنچ کر آپ نے اسے ٹیچنگز آف اسلام اور خواجہ صاحب کا ایک رسالہ بھیجا، جس کے جواب میں اس نے لکھا۔

کتابوں کی بابت ہزار ہزار شکریہ میرا قبول کریں۔ مجھے ابھی ملی ہیں۔ ٹیچنگز آف اسلام نہایت پُر ذوق معلوم ہوتی ہے۔ میں نے چند اقتباسات پڑھے ہیں مجھے نہایت خوشی ہے کہ میں اسلام کے اصول اب سیکھ سکتی ہوں۔ آخر میں حضرت چوہدری ظفر اللہ خانؓ لکھتے ہیں۔

میں نے یورپ میں صرف یہ ایک عورت دیکھی ہے جو نہ صرف اسلام کے متعلق شوق رکھتی ہے بلکہ پیشتر معلوم ہونے کے اسلامی اصولوں اور رواجوں مثلاً پردہ کو پسند کرتی ہے۔ حالانکہ عام یورپین عورتیں اس کے بہت خلاف ہوتی ہیں۔ یورپین تہذیب کو بالکل پسند نہیں کرتی۔ سوال کرنے پر صاف اور سچا جواب دیتی ہے۔ کوئی اِدھر اُدھر کی بات کہہ کر ٹال نہیں دیتی اور عام طور پر یہ ایشیائی مذاق کی عورت ہے۔ بایں ہمہ نہایت لائق اور ذہین ہے۔ آرکیالوجی پڑھتی ہے اور سویڈن، ناروے اور فِن لینڈ میں یہ پہلی آرکیالوجسٹ ہو گی۔ غلام کے لئے حضور دعا فرماویں۔

والسلام

حضور کا غلام

ظفر اللہ خان۔ لندن

(یہ حوالہ جات اور پیراگراف "حیاتِ نور" از عبد القادر سابق سوداگر مَل کے باب ہشتم صفحہ 644 تا 649 سے اخذ کئے گئے ہیں۔)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 06 جون 2020ء)

(33)
دورِ مُصلحِ موعودؓ اور فن لینڈ
(قسط3)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اشتہار 20 فروری 1886ء میں فرمایا: ”زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 101-102)

”میں مامور نہیں مگر میری آواز خدا تعالیٰ کی آواز ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اس کی خبر دی تھی۔ گویا اس خلافت کا مقام ماموریت اور خلافت کے درمیان کا مقام ہے اور یہ موقع ایسا نہیں ہے کہ جماعت احمدیہ اس کو رائیگاں جانے دے اور پھر خدا تعالیٰ کے حضور سرخرو ہو جائے۔ جس طرح یہ بات درست ہے کہ نبی روز روز نہیں آتے اسی طرح یہ بھی درست ہے کہ موعود خلیفے بھی روز نہیں آتے۔“

(ماخوذ از خطابات شوریٰ جلد 2 صفحہ 18-19 بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ 20 فروری 2015ء)

اوپر موجود دونوں مقامات پر جس شخصیت کا ذکر ہے، وہ ہیں سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح موعود رضی اللہ عنہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادقؑ کی پیشگوئیوں کے مظہر تھے۔ خاکسار

جب "حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں اور وفات پر فن لینڈ کے اخبارات میں ذکر" کے موضوع پر لکھ رہا تھا (جو کہ الفضل آن لائن مورخہ 5 جنوری 2021ء میں چھپ چکا ہے) تو کچھ تحریریں ایسی ملیں تو خیال گزرا کہ یہ تاریخی حوالہ جات الفضل میں مضمون کی صورت میں لکھ کر تاریخ اور قارئین کے لیے محفوظ کر دینے چاہیں۔

اصل مضمون کی طرف آنے سے پہلے کچھ تمہیدی باتیں بیان کر دوں کہ سکینڈے نیویا بشمول فن لینڈ وہ خوش قسمت علاقہ ہے کہ جس کا ذکر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے آخری زمانہ یعنی دجال کے زمانہ کے تعلق میں کیا ہے کہ اس زمانہ میں چھ ماہ دن اور چھ ماہ رات ہو جایا کرے گی، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمۃ اللہ نے دورہ جرمنی میں مجلس سوال جواب میں اس کی وضاحت فرمائی کہ "اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ ساری زمین پر ایسا ہو گا بلکہ یہ مراد تھی کہ اس زمانہ میں لوگوں کے علم میں یہ بات آجائے گی کہ زمین کے انتہائی شمال میں ایک رات چھ مہینے کی اور ایک دن چھ مہینے کا چڑھتا ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا ہو گا تو صحابہ میں سے کسی نے

English Translation of the caption: As previously mentioned, the host country is currently being visited by a.

A Permanent Representative of India›s Political and Commercial Life, Country Minister of Trade Mohammed Zafrulla Khan. On Tuesday evening, Foreign Minister Holsti had invited to dinner the tall guest who is seen in our picture with his host.

(Hufvudstadsbladet 214, 2p. 12.08.1937, page 1)

سوال کیا کہ یا رسول اللہ! ہم پر ایک دن میں پانچ نمازیں فرض ہیں تو کیا ایسے وقت میں ہم چھ مہینے میں صرف پانچ نمازیں پڑھیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں تمہارا جو معمول کا دن ہے چوبیس گھنٹے کا اس کے مطابق خدا تعالیٰ نے پانچ نمازیں اور تہجد تجویز فرمائی ہیں۔ اسی طرح ہر چوبیس گھنٹے میں اس لمبے دن اور رات میں بھی تمہارا معمول ہونا چاہئے۔ چنانچہ اسی حل پر ہم عملدرآمد کرتے ہیں۔" (مطبوعہ: الفضل انٹر نیشنل 11 جون 1999ء تا 15 جولائی 1999ء) یہاں بھی کئی مقامات پر گرمیوں میں سورج یا تو غروب نہیں ہوتا یا پھر سردیوں میں طلوع

نہیں ہوتا یا دن ورات میں انتہائی کم وقت ہوتا ہے تو اس حوالے سے یہاں رہنے والے باسیوں کو خلافت کی برکت اور راہنمائی سے آنحضور ﷺ کی براہِ راست ہدایت پر عمل کرنے کی توفیق مل رہی ہے جو سید الانبیا ﷺ نے تقریباً 1500 سال پہلے اس مخصوص علاقہ کے بارہ میں فرمائی تھی۔ الحمد اللہ

اسی آخری دور میں ہی آپ ﷺ نے ایک مسیح و مہدی کی آمد کی اطلاع دی تھی اور اس کی موعود اولاد کی بھی، مسیح موعودؑ کی زندگی ہی میں اللہ نے آپ کا ذکر، دعویٰ اور تبلیغ فن لینڈ پہنچا دیا تھا پھر آپ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کا فن لینڈ سے غائبانہ تعلق حضرت چوہدری ظفر اللہ خانؓ کے ساتھ خط و کتابت اور راہنمائی کی صورت میں جاری رہا۔ پھر دورِ مصلح موعود میں وہ ترقیات ہوئیں جن سے دنیا قیامت تک مستفیض ہوتی رہے گی اس کی کچھ جھلک ہمیں اُس وقت کے فن لینڈ کے اخبارات میں بھی نظر آتی ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے 1924ء میں ایک طویل دورہ مغرب کا کیا اور جب آپ اپنے خدام کے ساتھ ویمبلے کانفرنس میں شرکت اور مسجد فضل لنڈن کا سنگ بنیاد رکھنے کے بعد چند روز تک فرانس کے دارالحکومت پیرس میں قیام پذیر رہے، تو جب وہاں ایک نیوز ایجنسی کے نمائندہ نے آپ سے سفر کا مقصد پوچھا تو آپ نے فرمایا:

”میں اس غرض سے یورپ میں سفر کر رہا ہوں کہ یورپ کی مذہبی حالت کو اپنی آنکھ سے دیکھ کر صحیح اندازہ کروں جس سے مجھ کو ان ممالک میں اشاعت اسلام کے لیے ایک مستقل سکیم تیار کرنے میں مدد ملے۔ اور میرا یہ مقصد ہے کہ چونکہ میں دنیا میں صلح کا جھنڈا بلند کرنا چاہتا ہوں میں دیکھوں کہ مشرق اور مغرب کو کون سے امور ملا سکتے ہیں۔“

(تاریخ احمدیت جلد 11، صفحہ نمبر 9)

حضرت مصلح موعودؓ کی مذاہب عالم کانفرس میں شمولیت کی خبر فنش اخبار میں

اِسی دورہ کے ابتداء میں ”Suomen Kuvalehti“ جو کہ فنش زبان کا اخبار ہے اور آج تک پبلش ہو رہا ہے نے اپنے ستمبر 1924ء کے شمارہ میں حضور رضی اللہ عنہ کی لندن میں ورود مسعود کے بعد ہاتھ اٹھا کہ اجتماعی دعا کرنے کی تصویر شائع کرتے ہوئے کیپشن میں لکھا:

ترجمہ: ”ورلڈ کانگریس آف ریلیجنز۔ عالی اقدس خلیفۃ المسیح ثانی اپنے حوارین کے ساتھ لندن پہنچ گے ہیں، جہاں اُن کا پہلا عمل ایک خاموش دُعا تھا“

(Suomen_Kuvalehti_37_13_09_1924)

مسجد فضل لندن کے افتتاح کی خبریں فن لینڈ کے اخبارات میں

لندن مسجد جس کا قیام بلاشبہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے عظیم الشان کارناموں میں سے ایک ہے اور جس نے مستقبل میں پورے یورپ کو اسلام کی روشنی سے منور کیا اور یورپ میں مسجدوں کے قیام کی ابتداء ثابت ہوئی، کے بارے میں فنش زبان کے ایک اخبار “Uusi Suomi” نے مسجد فضل لندن کی تصویر کے ساتھ مندرجہ ذیل خبر شائع کی۔

انگلینڈ میں اسلام: ساؤتھ فیلڈ کی نئی مسجد

انگلینڈ میں پہلی خالصتاً محمدن (مسلمانوں) کی تعمیر شدہ مسجد مکمل ہو چکی ہے اور اس نے کام شروع کر دیا ہے۔ یہ مسجد لندن کے مضافاتی علاقے ساؤتھ فیلڈ میں واقع ہے اور اس کا افتتاح کچھ ہفتوں قبل پنجاب قانون ساز کونسل کے سابق چیئر مین اور انڈین جنرل اسمبلی کے نمائندے خان بہادر شیخ عبد القادر نے کیا تھا۔ اس طرح، انگلینڈ میں اب دو مساجد اور متعدد دیگر نجی جگہیں ہیں جہاں اسلام کے خدا کی عبادت کی جاسکتی ہے۔ پہلی مسجد لندن سے چند میل دور ووکنگ میں چند سال قبل تعمیر کی گئی تھی۔ اس کا خیال اور اس پر عمل درآمد تب ایک انگریز اورینٹلسٹ سے ہوا تھا جو برطانوی دنیا کے شہر کے قریب ہی مسلمانوں کے لئے ایک مقدس جگہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔

ساؤتھ فیلڈ کی نئی عبادت گاہ، بطورِ مرکز تعمیر ہوئی ہے اور اس کے رہنماؤں کو امید ہے کہ جلد ہی اسلام کے عقائد پورے ملک میں پھیل جائیں گے۔ یہ بات سبھی جانتے ہیں کہ کچھ انگریز جو برسوں سے ہندوستان، مصر یا مشرق وسطیٰ کے دیگر ممالک میں مقیم ہیں مذہب تبدیل کر کے مسلمان ہو گئے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق آج برطانوی جزیرہ نما میں اندازاً (پندرہ سو) 1500 انگریز ہیں جو مسلمان مذہب پر یقین رکھتے ہیں۔ ان میں تمام طبقے

کے افراد شامل ہیں، ایوان بالا کے ممبر اور سویلین پیشے سے وابستہ انجنیئر لارڈ ہیڈلے انگلینڈ میں بڑے پیمانے پر محمدن (مسلمان) مذہبی کمیونیٹز کے رہنما کے طور پر پر جانے جاتے ہیں۔

(Uusi Suomi 263, 14.11.1926, page 20)

لوتھرن عیسائیوں کی مشنری سوسائیٹی کی مسجد فضل کے افتتاح کی خبر Suomen lähetyssanomia: جو کہ لوتھرن عیسائیوں کی مشنری سوسایٹی کی طرف سے 1859ء سے باقاعدہ ہر ماہ چھپنے والا میگزین ہے، نے مسجد فضل لندن کے افتتاح کی خبر (جس کے الفاظ سے کچھ تعصب بھی چھلکتا ہے مگر حقیقت کو نہ چھپا سکا) "Muhamettilainen moskeia Lontooseen" کے عنوان سے کچھ اس طرح سے چھاپی:

محمدیوں (مسلمانوں) کی مسجد لندن

"اب تک، انگلینڈ میں لندن کے قریب واقع صرف ووکنگ مسجد ہی تھی۔ وہاں سے، محمدن (مسلم) پروپیگنڈہ اُبھارنے اور محمدیت (اسلام) کو جتنا ممکن ہو سکے اچھے رنگوں میں پیش کرنے کی مستعد کوشش کی جارہی ہے۔ تاہم، پروپیگنڈہ مطلوبہ پھل نہیں دے سکا۔۔۔۔۔ مشنری رویو نے اپنے دسمبر کے شمارہ میں لکھا ہے کہ اب محمدیوں (مسلمانوں) نے جنوب مغربی لندن میں ایک مسجد تعمیر کی ہے۔ اس مسجد کا افتتاح 3 اکتوبر کو امیر فیصل نے کرنا تھا لیکن ابن سعود شاہِ نجد و حجاز و نائب شاہ مکہ نے اپنے بیٹے پر سخت پابندی عائد کر دی (جسکی وجہ سے) دوسروں کو افتتاحی تقریبات انجام دینے کی اجازت دی گئی۔ دونوں مساجد کا تعلق احمدی فرقہ سے ہے۔ (اس موقع پر) اس فرقے کے سربراہ، مرزا محمود احمد نے ایک اعلامیہ جاری کیا، جس میں تمام انسانیت سے اتحاد اور خدا کی وحدت کا احساس کرنے کی تاکید کی گئی، جس سے سب نے اتفاق کیا۔"

(Suomen lähetyssanomia 1, 01.01.1927 page 19)

دلچسپی کی بات یہ ہے کہ اس خبر سے پہلے اس میگزین نے ایک تفصیلی خبر "محمد ازم نے اپنی طاقتیں یکجا کر لی ہیں" کے عنوان کے تحت اس وقت کی مسلمان حکومتوں کی دنیاوی اسلامی خلافت کے اختتام کے بعد اسلامی اقدار نافذ کرنے وغیرہ کی کوششوں سے متعلق 2 میٹنگز کا ذکر کیا ہے اور ان کا تنقیدی جائزہ لیا ہے جن میں سے ایک سعودیہ عرب

میں شاہ ابن سعود کے تحت اور ایک مصر میں ہوئی۔ اور اسی کے نیچے جماعت احمدیہ کی نئی مسجد کے افتتاح کی خبر دی جو سچی خلافت کا ایک زندہ نشان ہے اور حضرت مصلح موعودؓ کی دور اندیشی کا ثبوت بھی اور ساتھ ہی باقی مسلم دنیا کے امن اور اسلام کے پھیلاؤ کی نیت بھی واضح کر دیتا ہے کہ کہاں ایک طرف میٹنگز کر کے اسلام کا درد دکھایا جارہا ہے اور عملاً غلط شبیہ پیش کی جارہی ہے اور کہاں جب ایک بامقصد مسجد جو کہ لندن میں پہلی ہے کے افتتاح کے لیے بلایا جاتا ہے تو آخری لمحوں میں انکار ہو جاتا ہے۔ نیز حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے اعلامیہ کے الفاظ ہی شاہد ہیں کہ اسلام کو صحیح طور پر پیش کرنے کا بیڑہ کس نے اٹھایا ہوا تھا۔

یہی خبر ایک اور فنش اخبار "Rauhan Tervehdys" نے بالکل انہی الفاظ میں اپنے 14 جنوری 1927ء کے شمارہ میں شائع کی۔

(Rauhan Tervehdys 2, 14.01.1927, page 2)

ناروے، سویڈن، فِن لینڈ اور ہنگری کے بارے میں حضرت مصلح موعودؓ کا ایک کشف

یکم اگست 2020ء کے الفضل انٹرنیشنل میں الفضل ڈائجسٹ نے ماہنامہ "تحریک جدید" ربوہ ستمبر 2012ء میں سکینڈے نیویا میں احمدیت کی ابتداء سے متعلق طبع ہوئی ایک تحریر شائع کی ہے جس میں تحریر ہے کہ "1932ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے ایک کشف میں دیکھا کہ ناروے، سویڈن، فِن لینڈ اور ہنگری کے ممالک احمدیت کے پیغام کے منتظر ہیں۔" 7/اگست 1956ء کو مکرم سیّد کمال یوسف صاحب کی تبلیغ کے نتیجے میں گوٹن برگ سویڈن کی ایک سعید روح کو قبول احمدیت کی توفیق ملی جن کا نام Mr Erickson تھا۔ اُن کا اسلامی نام سیف الاسلام محمود رکھا گیا اور بعد ازاں انہیں سوئٹزرلینڈ کے اعزازی مبلغ کے طور پر بھی خدمت کی توفیق ملی۔"

سبحان اللہ خدا کی کیا عجیب شان ہے اور حضرت مصلح موعود کا کیا تعلق باللہ ہے کہا خود اللہ آپ کو کشفاً بتا رہا ہے کہ ان ممالک بشمول فن لینڈ کے لوگ احمدیت کے پیغام کے منتظر ہیں۔ خدا کے اس پیغام کو آپؓ نے کیسے عملی جامہ پہنایا اور اس کے لیے کس کا انتخاب فرمایا یہ بھی ایک تاریخی واقعہ ہے۔

مکرم سید کمال احمد یوسف کا بطور مبلغ سکینڈے نیویا تقرر

1956ء میں محترم سید کمال احمد یوسف صاحب کی تقرری حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے سکینڈے نیویا کے لیے فرمائی۔ محترم کمال صاحب حضرت مصلح موعودؓ کی طرف سے ملنے والی ہدایات کے بارے میں ایم۔ٹی۔اے کے پروگرام حکایاتِ صدق و وفا قسط نمبر 32 میں بیان کرتے ہیں کہ ”ایک دفعہ نائب وکیل التبشیر صاحب مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے تو حضور نے غالباً عصر کی نماز تھی، حضور نے کہا کہ یہ کمال جا رہا ہے تو اس کہو کہ فلانی فلانی 4 کتابوں کے نام لئے کہ پڑھ کے جائے اور پھر خصوصیت سے حضور نے کہا کہ فن لینڈ میں ترک ہیں اُن سے بھی رابطہ کرنا ہے یہ حضور کی پہلی ہدایت تھی“

(حکایاتِ صدق و وفا، مولانا کمال یوسف صاحب، قسط نمبر 32:1mtaOnline)

یہی واقعہ محترم کمال صاحب نے خاکسار کو جلسہ سالانہ فن لینڈ میں ایک انٹرویو سیشن کے دوران ان الفاظ میں سنایا:

”ایک دفعہ سکینڈے نیویا آنے سے پہلے حضرت مصلح موعودؓ نے ایک مجلس میں، حضور کچھ وقت کیلئے تشریف رکھتے تھے کبھی ظہر کی نماز کے بعد کبھی عصر مسجد مبارک کی بات ہے تو حضور مجھے فرمانے لگے کہ وہ فن لینڈ میں ترک ہیں ان سے جا کے ملنا تم اور حضور نے پھر چار کتابیں پڑھنے کا ارشاد فرمایا مجھے تو اس وقت اتنا علم نہیں تھا مجھے اتنا یاد ہے کہ اس میں سے ایک حقیقۃ الوحی تھی اور غالباً آئینہ کمالاتِ اسلام اور دو اور کتابیں تھیں کہ یہ پڑھ کر جانا ان سے تمہاری بحث ہو گی تو ان کا پڑھنا ضروری ہے۔ تو سب سے پہلی بات جو سکینڈے نیویا کے بارے میں حضرت مصلح موعودؓ نے مجھ سے فرمائی وہ فن لینڈ کا ذکر تھا۔“

(4 اکتوبر 2014ء بر موقع چوتھا جلسہ سالانہ جماعتِ احمدیہ فن لینڈ)

ان الفاظ کو جب دل کی آنکھوں سے محسوس کرتے ہیں تو دل سے بے اختیار اُس عظیم شخص کی عظمت سے بھر جاتا ہے جو جب ایک علاقہ میں اپنے ایک داعی کو تعینات کرنے لگتا ہے تو اُس علاقہ کے ایک چھوٹے سے ملک میں بسے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت کے افراد کا خیال آپ کو آتا ہے اور آپ خاص طور پر محترم کمال صاحب کو تلقین کرتے ہیں کہ ”فن لینڈ میں ترک ہیں اُن سے بھی رابطہ کرنا ہے“۔ کیا ہی خوش بختی ہے فن لینڈ کی کہ جس کے آپؓ کے الفاظ سے بھاگ جاگ گئے اور کیا ہی خوش قسمت ہیں وہ تُرک کہ جب کبھی بھی اُن کو اسلام احمدیت

میں شمولیت کی توفیق ملے گی تو وہ خوشی سے جھوم اُٹھیں گے اور اُن کے دلوں سے یہ آواز نکلے گی کہ ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے۔

اور یقینا یقینا وہ وقت آے گا اور ان شاء اللہ جلد آے گا، آپ رضی اللہ عنہ کے ہی الفاظ میں۔

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

ایم۔ٹی۔اے کے حکایاتِ صدق ووفا کے اسی پروگرام میں جس کا اوپر ذکر آچکا ہے مکرم ومحترم کمال صاحب مزید بیان کرتے ہیں:
''اُس وقت یورپ کو جماعتی انتظامی و تبلیغی لحاظ سے 2 حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا، ایسٹ یورپ کے انچارج محترم شیخ ناصر احمد صاحب جو سوئیٹزر لینڈ میں رہتے تھے اور ویسٹ یورپ کے انچارج محترم چوہدری عبد اللطیف صاحب تھے جو ہیمبرگ میں رہتے تھے۔ حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ کا مشورہ تھا کہ چونکہ گوٹن برگ سویڈن جو کہ کوپن ہیگن ڈنمارک، اوسلو ناروے اور سٹاک ہالم سویڈن کا سینٹر بنتا ہے اس لیے سکینڈینویا کا مرکز گوٹن برگ ہونا چاہیے اس لیے اس مشورہ کے مطابق محترم کمال صاحب کو گوٹن برگ کے لیے بھجا گیا اور آپ وہاں جانے کے لیے ہمبرگ میں محترم چوہدری عبد اللطیف صاحب کے پاس ہیمبرگ پہنچے وہاں حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ نے پیغام بھجوایا ہوا تھا کہ چونکہ میں ہیگ نیدرلینڈ سے چھٹیوں پر کار پر فن لینڈ جارہا ہوں تو میرے ساتھ چلیں۔''
یوں محترم کمال صاحب و مکرم چوہدری عبد اللطیف صاحب ایک صحابی مسیح موعودؑ کی معیت میں گوٹن برگ پہنچے۔
یعنی محترم کمال صاحب کو گوٹن برگ تک رستے میں جس عظیم شخص کی معیت نصیب ہوئی وہ خلافت کا ایسا مطیع و فرمابردار تھا کہ ہم سب کے لیے اسوہ ہے اور دوسری چیز جو نظر آتی ہے وہ ان کا فن لینڈ پر چھٹیاں گزارنے کے لیے جانا۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ حضرت چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحبؓ کا خاص تعلق تھا اس زمین سے کیونکہ مختلف تحریرات اور واقعات سے آپ کے فن لینڈ کے دوروں کا پتہ چلتا ہے، مضمون کے اختتام پر اس شخصیت کا ذکر کرنا بھی سعادت ہوگی کہ جس کی دنیاوی ترقیات اور ذمہ داریوں کا اکثر حصہ دورِ مصلح موعود سے ہی وابستہ ہے اور جس کے بارے میں خود حضرت مصلح موعودؓ اپنے ایک خواب کا ذکر کرتے ہوئے جس میں آپ نے چوہدری صاحب کو اپنے بیٹے کے طور پر دیکھا یہ فرماتے ہیں ''عزیزم چودھری ظفر اللہ خان صاحب نے ساری عمر دین کی خدمت میں

لگائی ہے اور اس طرح میرا بیٹا ہونے کا ثبوت دیا (میری بیماری کے موقع پر تو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ان کو میرا بیٹا ہونے کا ثبوت دیا) بلکہ میرے لیے فرشتہ رحمت بنادیا۔"

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 27 مئی 2020ء)

دورِ مصلح موعودؓ میں آپ کے یہ بیٹے حضرت چوہدری صاحبؓ مختلف اوقات اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی کی خاطر فن لینڈ میں تشریف لاتے رہے جس کا ثبوت فن لینڈ کے وہ اخبارات ہیں جن میں آپ سے متعلق خبریں و تصاویر چھپتی رہیں۔ یقیناً ایک طرح سے فن لینڈ کی قوم خوش قسمت ہے کہ جس کے بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ کو اللہ نے کشف بھی دکھایا پھر پہلے تقرری جب آپ نے محترم کمال صاحب کی کی تو ان کو بطور خاص فن لینڈ جا کر ترک لوگوں سے رابطے کا کہا نیز حضرت مصلح موعودؓ کے روحانی فرزند کے قدموں سے یہ سرزمین بارہا فیض یاب ہو کے بابرکت ہوئی۔

اللہ تعالیٰ ہزاروں رحمتیں حضرت مصلح موعودؓ پر نازل فرمائے جو آنحضرت ﷺ کے دین کی خاطر اپنا آپ بھلا بیٹھے تھے اور اس مقصد کی خاطر جو آپؐ کے غلام صادق مسیح موعودؑ کا تھا، کے لئے دن رات اسی کی تکمیل کی سعی میں رہے اور آپ نے وہ وجود اپنے پاک مسیحی نفس سے تیار کیے جو آپؓ کے مشن کو آگے بڑھاتے رہے، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی آپؓ کے مشن اور مقصد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

English Translation of the caption: As previously mentioned, the host country is currently being visited by a .

A Permanent Representative of India's Political and Commercial Life, Country Minister of Trade Mohammed Zafrulla Khan. On Tuesday evening, Foreign Minister Holsti had invited to dinner the tall guest who is seen in our picture with his host.

(Hufvudstadsbladet 214, 2p. 12.08.1937, page 1)

(Maaseudun Tulevaisuus 90, 14.08.1937, page 7)



INDIENS HANDELSMINISTER HOS HOLSTI

Såsom tidigare omtalats gästar vårt land för närvarande av en framstående representant för Indiens politiska och kommersiella liv, landets handelsminister Mohammed Zafrulla Khan. På tisdagskvällen hade utrikesminister Holsti till middag inviterat den höga gästen som på vår bild ses tillsammans med sin värd.



N:o 90 — 1937 — 7

Sir Muhammed Zafrulla Khan.

dostettu sanskritinkielinen nimi) johdolla on tehnyt todella hyvää työtä, saattanut maatalousopetuksen yliopistotihimme, perustanut mallitiloja eri puolille maata, j.n.e. Neuvoston tiedot on Intiassa useita maataloudellisia instituutteja, jotka merkityksensä ja työmääränsä mukaan on jaettu eri luokkiin.

Sir Muhammedilta saimme lopuksi kuulla, että maakunnilla on varsin laaja itsehallinto omine ministeriöineen, ja että esim. Brittiläisen Intian alueella on 11 itsenäisesti toimivaa maatalousministeriä eli yksi ministeri jokaisessa maakunnassa. Keskushallituksen huostassa ovat n. s. yleiset asiat, kuten esim. rautatiet, posti, yleisradio j.n.e. Sir Muhammed on varsinaisesti kauppaministeri, mutta on hänellä siinä sivussa vastuu Intian rautateistä, jotka muodostavat maailman laajimpiin kuuluvan verkoston.

ISLAMI ENGLANNISSA.



Southfieldin uusi moskeija.

Ensimäinen puhtaasti muhamettilaisilla varoilla Englantiin rakennettu moskeija on valmistunut ja avattu käytäntöön Moskeija sijaitsee Lontoon esikaupungissa Southfieldissa, ja sen juhlallisen avauksen toimitti muutama viikko sitten khaani Bahadur Shaik Abdul Qadir, Punshabin lakiasäätävän neuvoston ent. puheenjohtaja ja Intian valtuutettu kansainliiton äskeisessä yleiskokouksessa.



POSTISTAMME

USKONTOJEN MAAILMAN-KONGRESSI. Hänen Pyhyytensä Kalifi Masiah II saapui profeettansa kanssa Lontooseen, jossa uskonnollinen kokous oli samaan aikaan. — P. P. N. S.

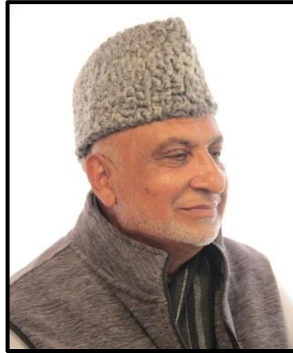
(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 20 فروری 2021ء)

(اداریہ)

الفضل آن لائن دنیا کے کناروں تک

"الفضل آن لائن کی تو لاکھوں افراد تک رسائی ہوتی ہے"

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ)



حنیف محمود۔ ایڈیٹر روزنامہ الفضل آن لائن

حضرت مصلح موعودؓ کے بابرکت ہاتھوں سے لگا ہوا اور انہی کی ہدایات کے مطابق پروان چڑھا ہوا جب اپنے ایک صدی کے کامیاب سفر کو طے کرتے ہوئے خلافت کی آواز کو جماعت کے کونے کونے تک پہنچا کر ترقی پر ترقی کرتا چلا جا رہا تھا تو غیروں کو اس کی یہ کامیابی ایک آنکھ نہ بھائی اور روزنامہ الفضل ربوہ میں 2016ء کو بعض جبری پابندیوں کا شکار ہو گیا۔ دشمن کو کیا معلوم تھا کہ ان کی طرف سے لگائی جانے والی یہ قدغن الفضل کے لیے اللہ تعالیٰ کا فضل ثابت ہو گی اور یہ زمین سے نکل کر آسمان کی وسعتوں پہ چھا جائے گا۔ چنانچہ خلافت خامسہ میں الفضل کی

تاریخی ترقی کا نیا دور شروع ہوا۔ اسے حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 13 دسمبر 2019ء کو اس کی ویب سائٹ کا اپنے دست مبارک سے افتتاح کرکے آن لائن جاری فرمایا۔ جو اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی تیزی کے ساتھ دنیا بھر کی فضاؤں کو اپنے پھولوں کی خوشبو سے مہکا رہا ہے اور اس کے گلدستہ میں لگے مختلف رنگا رنگ اور خوشبوؤں سے لبریز پھولوں کی بھینی بھینی اور دلآویز خوشبو سے دنیا کا چہار سو معطر ہو رہا ہے۔

خاکسار کو بحیثیت ایڈیٹر الفضل آن لائن، اس کی اشاعت، تشہیر اور پروموشن کی جو رپورٹس دنیا بھر سے موصول ہوتی ہیں۔ ان میں مجھے دنیا کا کوئی خطہ ایسا نظر نہیں آتا جہاں الفضل آن لائن اپنی خوشبو نہ بکھیر رہا ہو۔ حتیٰ کہ دنیا کا کنارہ فجی ہی کیوں نہ ہو، وہاں درس میں الفضل کے پہلے صفحہ سے مسجد میں موجود احمدی احباب محظوظ ہو رہے ہوتے ہیں، اور اسپیکر کے ذریعہ اسلام احمدیت کی تبلیغ الفضل کے پہلے صفحہ سے ہو رہی ہوتی ہے۔ رشیا کی وہ سابقہ ریاستیں جن کی اپنی اپنی بولی اور زبان ہے وہاں کے مبلغین کرام اور نمائندگان الفضل اس کے پہلے صفحہ یا کسی اہم حصہ کو اپنی لوکل زبانوں میں ترجمہ کرکے جماعتی اور ذاتی ویب پر لگاتے ہیں جن سے ہزاروں افراد مستفید ہوتے ہیں۔ پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے دنیا بھر کے تمام ممالک میں مقرر کردہ نمائندگان اپنی اپنی بساط اور طاقت کے مطابق روزانہ کی بنیاد پر ہزاروں کی تعداد میں الفضل کی تیار کردہ پوسٹ کو اپنے حلقہ احباب میں شیئر کرتے، اپنے موبائیل کے اسٹیٹس پر لگاتے، فیس بک، انسٹاگرام اور ٹویٹر کے اکاؤنٹس سے الفضل کی تشہیر کرتے ہیں۔ جن سے لاکھوں لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں اور مرکزی ویب سائٹ پر رابطہ کر کے اپنے جذبات کو ریکارڈ کرواتے ہیں۔

چونکہ COVID 19 کے دوران بہت سے گھروں میں فیملی کلاسز میں الفضل درس کے طور پر پڑھا جاتا رہا۔ گھروں میں جمعہ کے روز خطبہ کے طور پر کچھ حصہ اس اخبار کا پڑھا جاتا رہا۔ اس طرح ایک دفعہ ایک گھر میں والد نے الفضل آن لائن سے کوئی ایمان افروز واقعہ پڑھ کر سنایا اور اپنے بچوں کو اس میں موجود سبق جیسا بننے کی تلقین کی۔ اگلے روز اس گھرانہ کے 7 سالہ بچے نے اپنے اسکول کی اسمبلی میں میڈیم سے یہ کہہ کر وہ واقعہ سنایا کہ ہمارے اخبار الفضل میں ایک دلچسپ واقعہ آیا ہے وہ میں سنانا چاہتا ہوں، الغرض اس جیسے بے شمار واقعات اور بھی

ہیں جو اگر جمع کیے جائیں تو ایک کتاب بن جائے گی۔ قارئین کے جذبات کی ایک جھلک ہر ماہ مجموعی طور پر الفضل کا حصہ بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ تا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جاسکے۔

یہ تمام تمہید خاکسار نے آپ کے لیے اس لیے باندھی ہے تا کہ اپنے خدا کا شکر ادا کیا جاسکے۔ پاکستان میں نام نہاد مولویوں کے اکسانے پر حکومت نے 9300 کی تعداد میں طبع ہونے والے الفضل پر پابندی لگا دی۔ اور آج اڑھائی سال کے قلیل عرصہ میں جو قوموں کی تاریخ میں آنکھ جھپکنے کے برابر بھی نہیں ہوتا۔ لاکھوں کی تعداد میں یہ اخبار دنیا بھر میں پڑھا، سنا جاتا ہے، اور اپنوں اور غیروں میں جہاں اسلام احمدیت اور خلافت کا پیغام پہنچا رہا ہے وہاں تعلیم و تربیت کا بھی باعث بن رہا ہے۔ ایک ہی گھر کے ہر موبائل فون اور دیگر Gadgets پر موجود ہوتا ہے۔ اور وٹس ایپ اسٹیٹس، فیس بک، انسٹا گرام اور ٹویٹر وغیرہ کی زینت بنا نظر آتا ہے۔ جتنی تعداد میں حکومت پاکستان نے اس اخبار کی اشاعت پر پابندی لگائی اور ملاؤں نے اپنے زعم میں سمجھا کہ بس اب ان کی جیت ہو گئی ہے۔ اللہ کی شان دیکھیں آج اس تعداد سے کہیں زیادہ غیر از جماعت دوستوں کے جماعت احمدیہ کے اس آرگنز کو پڑھنے اور مستفیض ہونے کی ہمیں رپورٹس مل رہی ہیں۔ اور جہاں تک مداحوں کا تعلق ہے تو وہ تعداد بھی ہزاروں میں ہے۔ بعض اس کو خدا تعالیٰ کا فضل سمجھتے ہیں جو روزانہ الفضل کی صورت میں ان کے گھروں میں آتا ہے۔ بعض اسے دینی غذا سمجھ کر اپنے اندر اتار کر روحانی تقویت کا موجب بناتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اس غذا کے بغیر زندہ نہیں رہا جاسکتا۔

ہمارے لیے تو سب سے مبارک اور قابل التفات الفاظ اپنے آقا و مولیٰ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہیں۔ اس سے بڑھ کر قابل قبول اور مبارک سند کوئی اور ہو ہی نہیں سکتی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اپنے آقا کی ایک پیار کی نظر ہی ہمارے لیے کافی سے زیادہ ہے اور ہماری محنت کا شیریں پھل ہے لیکن جو مبارک اور تاریخی الفاظ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الفضل آن لائن کو عطا ہوئے ہیں وہ خوش قسمتی نہیں تو اور کیا ہے۔

اب ہم اپنے قارئین کے صبر کا زیادہ امتحان نہیں لیتے اس کی کسی قدر تفصیل بتا دیتے ہیں۔

ایک دوست نے حضور انور سے اپنے ایک تحقیقی مضمون کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر کتابی صورت میں شائع کروانے کی درخواست کی تو حضور نے ان کو یہ تحریری پیغام بھجوایا۔

”یہ مضمون الفضل میں دے دیں۔ الفضل آن لائن کی تو لاکھوں افراد تک رسائی ہوتی ہے، جبکہ اگر کتاب چھپوائی بھی جائے تو زیادہ سے زیادہ دو یا تین ہزار افراد تک پہنچ سکتی ہے۔“

الحمد للہ علی ذلک۔ اس لیے ہمارے دل شکر کے جذبات سے لبریز ہیں۔ جس نے ہماری حقیر سی کاوشوں کو قبول فرماتے ہوئے۔ الفضل کے آن لائن ہونے کے بعد اس قلیل عرصہ میں الفضل کی تعداد لاکھوں تک پہنچائی۔ ہمارا ٹارگٹ حضرت مصلح موعودؓ کا یہ ارشاد ہے۔ جس کے لیے سعی کی بھی ضرورت ہے اور دعاؤں کی بھی۔ اللہ تعالیٰ اس ہدف کو بھی ہمارے لیے آسان کر دے۔ تا بانی الفضلؓ کی روح خوش ہو۔ آمین

حضرت مصلح موعودؓ نے الفضل کے پہلے پرچہ میں اخبار کے مقاصد تحریر فرماتے ہوئے یہ دعائیہ فقرے بھی تحریر فرمائے کہ

اے میرے مولا ...... لوگوں کے دلوں میں الہام کر کہ وہ الفضل سے فائدہ اٹھائیں اور اس کے فیض لاکھوں نہیں کروڑوں پر وسیع کر اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی اسے مفید بنا۔ اس کے سبب سے بہت سی جانوں کو ہدایت ہو۔

(الفضل 19 جون 1913ء صفحہ 3)

(ابو سعید)

مضامین کے لنکس

- الفضل آن لائن کے یوم مسیح موعود نمبر 2022ء کا شاہکار موضوع

(ابو سعید)

https://www.alfazlonline.org/21/03/2022/56848/

- قادیان سے زمین کے کناروں تک

(مولانا عبد الباسط شاہد۔ مربی سلسلہ یوکے)

https://www.alfazlonline.org/21/03/2022/56851/

- الہام الٰہی کا پس منظر اور پیغام مسیح موعود علیہ السلام زمین کے کناروں تک پہنچنے کے معجزانہ نظارے

(عبد السمیع خان۔ استاد جامعہ احمدیہ گھانا)

https://www.alfazlonline.org/21/03/2022/56852/

- Myanmar میں احمدیت کا پیغام

(محمد سالک۔ میانمار)

https://www.alfazlonline.org/22/03/2022/56775/

- ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' کا ایک منہ بولتا ثبوت مایوٹ آئی لینڈ

(اسامہ عمر جوئیہ۔ نمائندہ الفضل مایوٹ)

https://www.alfazlonline.org/22/03/2022/56776/

- دنیا کا کنارہ جزیرہ تاویونی (فجی)

(طارق رشید۔ مبلغ سلسلہ فجی)

https://www.alfazlonline.org/22/03/2022/56773/

- مائکرونیشیا۔ایک عمومی و جماعتی تعارف

(سر جیل احمد۔ مربی سلسلہ و صدر جماعت مائکرونیشیا)

https://www.alfazlonline.org/22/03/2022/56777/

- اسکنڈے نیوین ممالک میں الہام کا پورا ہونا

(نبیلہ رفیق فوزی۔ ناروے)

https://www.alfazlonline.org/22/03/2022/56774/

- ماریشس میں احمدیت

(مجیب احمد منیر۔ مبلغ انچارج، ماریشس)

https://www.alfazlonline.org/23/03/2022/56924/

- جزائر ساؤتومے وپرنسپ

(انصر عباس۔ مبلغ سلسلہ ساؤتومے)

https://www.alfazlonline.org/23/03/2022/56926/

- جماعتِ احمدیہ کیریباس کا تعارف

(خواجہ فہد احمد۔ کریباس)

https://www.alfazlonline.org/23/03/2022/56923/

- جماعت احمدیہ مارشل آئی لینڈز کی تاریخ

(ساجد اقبال۔ نیشنل پریذیڈنٹ مارشل آئی لینڈ)

https://www.alfazlonline.org/23/03/2022/56925/

- اسکاٹ لینڈ میں جماعت احمدیہ کا قیام

(ارشد محمود خان۔ گلاسگو)

https://www.alfazlonline.org/23/03/2022/56927/

- میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا

(روبینہ چوہدری، کینیڈا)

https://www.alfazlonline.org/24/03/2022/57006/

- الہام ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ اور سرزمین امریکہ (قسط 1)

(مولانا سید شمشاد احمد ناصر۔ مبلغ سلسلہ امریکہ)

https://www.alfazlonline.org/24/03/2022/57008/

- الہام ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ اور سرزمین امریکہ (قسط 2)

(مولانا سید شمشاد احمد ناصر۔ مبلغ سلسلہ امریکہ)

https://www.alfazlonline.org/25/03/2022/57106/

- طوالو آئی لینڈ کا مختصر تعارف اور اس میں احمدیت کا نفوذ

(طارق احمد رشید۔ مربی سلسلہ جزائر فجی)

https://www.alfazlonline.org/24/03/2022/57007/

- ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ کینیڈا کی سرزمین پر تکمیل کا نظارہ

(فرحان احمد حمزہ قریشی۔ استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا)

https://www.alfazlonline.org/25/03/2022/57109/

- جمہوریہ آئرلینڈ میں جماعت احمدیہ کا قیام

(عطاء الرحمٰن خالد۔ مربی سلسلہ ڈبلن، آئرلینڈ)

https://www.alfazlonline.org/25/03/2022/57108/

- تبلیغ احمدیت اکناف عالم تک زمین کا جنوب مشرقی آباد کنارہ نیوزی لینڈ

(شفیق الرحمن۔ نیوزی لینڈ)

https://www.alfazlonline.org/25/03/2022/57107/

- جاپان میں احمدیت

(انیس رئیس۔ مبلغ جاپان)

https://www.alfazlonline.org/26/03/2022/57177/

- ہنڈورس میں احمدیت کا پودا

(ظفر اقبال جاوید۔ مبلغ انچارج ہنڈورس)

https://www.alfazlonline.org/26/03/2022/57181/

- ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ براعظم آسٹریلیا کے تناظر میں

(محمد امجد خان۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن آسٹریلیا)

https://www.alfazlonline.org/26/03/2022/57178/

- جماعت احمدیہ ساموا

(مستنصر احمد قمر۔نیوزی لینڈ)

https://www.alfazlonline.org/26/03/2022/57188/

- جزائر مالٹا میں جماعت احمدیہ کا قیام

(لئیق احمد عاطف۔ مبلغ سلسلہ وصدر جماعت مالٹا)

https://www.alfazlonline.org/26/03/2022/57179/

- مغربی افریقہ کے ملک مالی میں احمدیت کا آغاز

(مرسلہ:(احمد بلال مغل۔ مبلغ سلسلہ مالی))

https://www.alfazlonline.org/14/01/2021/29989/

- مڈغاسکر میں جماعت احمدیہ مسلمہ کا نفوذ اور ترقی

(مدثر احمد۔ مبلغ سلسلہ مڈغاسکر)

https://www.alfazlonline.org/28/03/2022/57374/

- میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا

(ابن ایف آر بسمل)

https://www.alfazlonline.org/22/08/2022/66882/

- جنوبی کوریا کا تعارف اور احمدیت کے قیام کی مختصر تاریخ (قسط اول)

(محمد داؤد ظفر)

https://www.alfazlonline.org/30/08/2022/67323/

- جنوبی کوریا کا تعارف اور احمدیت کے قیام کی مختصر تاریخ (قسط دوم)

(محمد داؤد ظفر)

- پرتگال میں جماعتِ احمدیہ کا قیام

(فضل احمد مجوکہ)

https://www.alfazlonline.org/10/09/2022/68036/

- حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں اور وفات پر فن لینڈ کے اخبارات میں ذکر

(طاہر احمد۔ فن لینڈ)

https://www.alfazlonline.org/05/01/2021/29567/

- فِن لینڈ میں احمدیت کی ابتدائی تاریخ

(طاہر احمد۔ فن لینڈ)

https://www.alfazlonline.org/06/06/2020/20112/

- دورِ مُصلحِ موعودؓ اور فن لینڈ

(طاہر احمد۔ فن لینڈ)

https://www.alfazlonline.org/20/02/2021/32049/

✶✶✶✶✶



ادارہ الفضل آن لائن کی دیگر کتب

1. اسلامی اصطلاحات کا بر محل استعمال
2. ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر
3. جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں خلافت خامسہ کا عظیم الشان کردار اور معیت الٰہی
4. ارشادات نور
5. کتابِ تعلیم
6. ذیلی تنظیموں کا تعارف اور اس حوالے سے مضامین
7. مجدد دین اسلام۔ تعارف و کارہائے نمایاں
8. میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا
9. اداریے جلد اول (زیر تکمیل)
10. اداریے جلد دوم (زیر تکمیل)
11. بچوں کی تقاریر از فرخ شاد (زیر تکمیل)